معجم حج والحجاج

وَ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰه

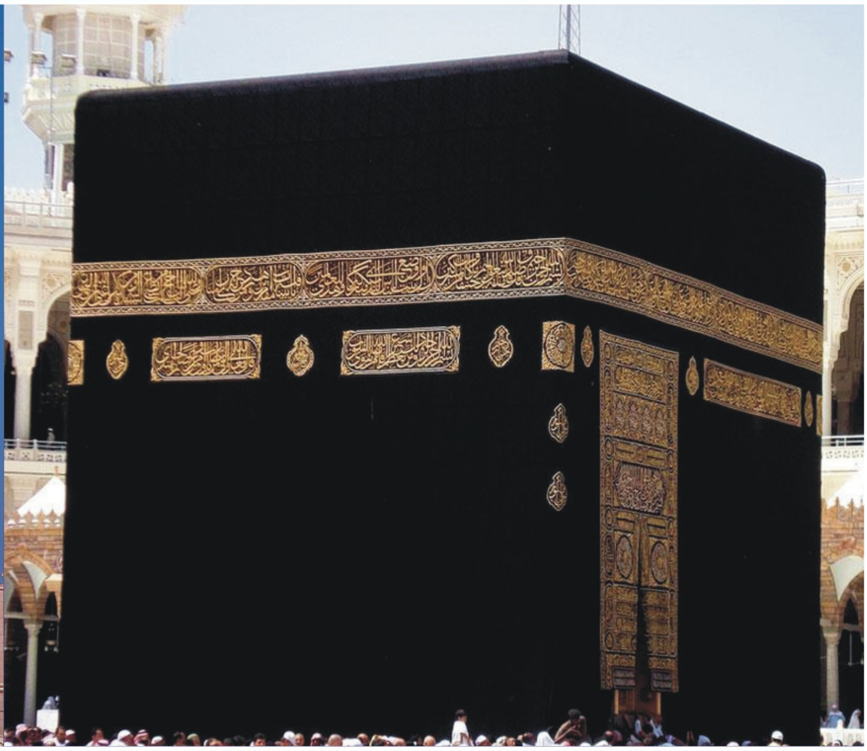

تالیف: علی شرف الدین

دار الثقافة الاسلامية پاكستان

عرض ناشر ۱
مناسک حج بیت اللہ سے متعلق سوالات ۲
تمہید ۶
تعارف عنوان "معجم وحجاج" ۸

حرف "الف" ۱۰

ابراہیم ۱۰
ابرہہ ۱۲
ابوقبیس ۱۴
ابوالولید ۱۵
اسلام ۱۵
اسماء کعبہ ۱۶
اسماعیل ۱۷
اشہر حرم ۱۸
اضحیہ ۱۸
اسلام حجو طنہ بت پرستی ۲۲
اتحاد المسلمین ۲۳
اجماع ۲۴
احرام ۲۵
استقلال ۲۶
احمد بن حنبل ۳۱
اختر نقوی ۳۱
اخلاق حج ۳۲
آداب حج ۳۳
آداب سفر حج ۳۵
اطہار بعہ ۳۶
اذان حج ۳۶
ارکان اسلام پانچ ہیں ۳۷
ارکان حج ۳۷
ارکان حج وعمرہ ۳۸
استطاعت ۳۸
استلام ۴۰
الیس ایچ اوغلام علی ۴۰
اسرار حج ۴۰
اسراف وتبذیر ۴۲
اسراف در غیر مال ۴۴
اعجاز بلوچ ۴۴
امن ۴۵
امام جعفر صادق ۴۶
ابوحنیفہ اور امام صادق ۴۶
اولاد ۴۷
امیر حمزہ ۴۹
ام القریٰ ۵۰
امینی صاحب ۵۱
این جی اوز ۵۲
ایوب پشوی ۵۲
آئمہ خمسہ ۵۳
آئمہ مذاہب اربعہ، خمسہ وستہ ۵۴

حرف "ب" ۵۶

بائین ۵۶
باطن حج ۵۶
باقر ۵۶
بانیان کعبہ ۵۷
بدنجی ۵۷
برائت مشرکین ۵۸
بقیع ۵۹
بکرے ۵۹
بلتستان ۵۹
بنائے قریش ۶۰
بیت ۶۱
بیت الاخوان ۶۲

بیت اللہ ________ ۶۲

حرف "پ" ________ ۶۴

پاکستان ________ ۶۴

حرف "ت" ________ ۶۶

تاریخ وجوب حج ________ ۶۶
تحویل قبلہ ________ ۶۶
ترویہ ________ ۶۷
تسمیۂ کاروانان ________ ۶۷
تطہیر ________ ۶۸
تقصیر ________ ۶۹
تقلید ________ ۶۹
تقویٰ ________ ۷۳
تکرار حج ________ ۷۳
تکلیف ________ ۷۵
تلبیہ ________ ۷۶
تنعیم ________ ۷۶
توسل ________ ۷۶
تقی شاہ ________ ۷۷

حرف "ث" ________ ۷۸

ثواب ________ ۷۸

حرف "ج" ________ ۷۹

جائگاہ کعبہ ________ ۷۹
جدال ________ ۷۹
جدل ________ ۷۹
جرم ________ ۸۲
جہد حجی ________ ۸۲
جعرانہ ________ ۸۲
آقائے جعفری ________ ۸۲
جحفہ ________ ۸۲
جمرات ________ ۸۳
جمع جمرة ________ ۸۳
جواد صالحی ________ ۸۳
جواد تقوی ________ ۸۴

حرف "ح" ________ ۸۶

حاجی ________ ۸۶
حج ________ ۸۶
حج قرآن میں ________ ۹۱
حج احادیث میں ________ ۹۲
حجاج سرمایہ دار ________ ۹۲
حج اغنیاء ________ ۹۳
حج اور اعلیٰ قیادت ________ ۹۳
حج کے اجتماعی وسیاسی پہلو ________ ۹۴
حجر الاسود ________ ۹۴
حجۃ الوداع ________ ۹۵
حدود الحرم ________ ۹۷
حدیبیہ ________ ۹۷
حدیث کساء ________ ۹۹
حرم ________ ۹۹
حرم مکہ کا تعین ________ ۱۰۰
حرمت زمانی ________ ۱۰۰
حروب فجار ________ ۱۰۰
حطیم ________ ۱۰۱
حکمت وشرعیت حج ________ ۱۰۱
حکمت ________ ۱۰۱
حکومت ________ ۱۰۲
حل ________ ۱۰۲
حلق ________ ۱۰۲
حمس ________ ۱۰۲
حیدر ________ ۱۰۳

حلق وتقصیر ۱۰۵

حرف "خ" ۱۰۶

خاور ۱۰۶

خچلو ۱۰۷

خمس ۱۰۷

حرف "د" ۱۰۹

دشمن اہل بیت ۱۰۹

دعا ۱۰۹

دفاع جانب داری ۱۱۱

دلنواز ۱۱۱

دورالدلائل ۱۱۳

دور عقل ۱۱۳

قرآن ۱۱۳

حرف "ذ" ۱۱۵

ذبح ۱۱۵

ذرع الکعبہ ۱۱۷

باب "ر" ۱۱۸

راحلۃ ۱۱۸

رایۃ ۱۱۸

رجال معجم ۱۱۸

رضوانی ۱۱۸

رفقائے قرمطیان ۱۱۹

رکن یمانی ۱۲۰

رکن یمانی اور ولادت امیر المومنین ۱۲۱

روشن خیالی اور فرسودگی میں آمیزش ۱۲۱

ریاست وزعامت کعبہ ۱۲۲

ریاست عمالقہ ۱۲۳

ریاست وزعامت عمر بن لحی ۱۲۴

ریاست قصی ۱۲۴

ریاست بیت ۱۵۲

حرف "زاء" ۱۲۶

زاد ۱۶۲

زمان حج ۱۲۷

زم زم ۱۲۷

زیارت ۱۲۷

طواف زیارت ۱۲۹

زیدی ۱۳۰

زین العابدین ۱۳۱

قصہ دیدار امام سجاد باشبلی ۱۳۲

زینت ۱۳۲

حرف "س" ۱۳۳

سعودی حکومت ۱۳۳

سالارکاان ۱۳۳

سعید حیدر زیدی ۱۳۳

سفر ۱۳۴

سقایۃ ۱۳۵

سلمان ۱۳۶

سنت ۱۳۶

سورہ حج ۱۳۸

سلمان فارسی ۱۴۱

حرف "ش" ۱۴۴

شعائر ۱۴۴

شبیر کوثری ۱۴۵

شعروشاعرہ ۱۴۹

شبلی ۱۴۹

شاذروان ۱۵۰

حرف "ص" ۱۵۱

صادقین ۱۵۱

صفا ۱۵۱
صلاح الدین ۱۵۱
صلاۃ ۱۵۲
صلاۃ طواف ۱۵۳
صنم ۱۵۴
صوم ۱۵۵
اسرار صوم ۱۵۶
صوم مستحبات ۱۵۶
صید ۱۵۸
حرف ''ط'' ۱۵۹
طواف ۱۵۹
طوٰی ۱۶۰
طہارت ۱۶۰
حرف ''ع'' ۱۶۱
عارف نقوی ۱۶۱
عبادت ۱۶۱
عبداللہ بن زبیر بن عوام ۱۶۲
عتیق ۱۶۳
عجز از حج ۱۶۳
عرفات ۱۶۳
عقیل موسیٰ ۱۶۴
عقیل خواجہ ۱۶۴
علی شرف الدین ۱۶۴
عمار ۱۶۸
عمرہ ۱۶۹
عمرہ تمتع،عمرہ قران،عمرۃ القضا ۱۶۹
عمرہ مفردہ ۱۷۰
عوالی ۱۷۰
حرف ''غ'' ۱۷۰
غار ثور ۱۷۰
غار حرا ۱۷۱
غدیر ۱۷۱
غلاف کعبہ ۱۷۳
غلاف کعبہ عہد سعودی میں ۱۷۳
اغنیاء پرست ۱۷۳
حرف ''ف'' ۱۷۵
فاتحہ ۱۷۵
فتح مکہ ۱۷۵
فتوٰی فقہاو مجتہدین ۱۷۶
فدا حسین ۱۷۷
فدیہ ۱۷۸
فرض حج ۱۷۹
فرمان ۱۷۹
فسق ۱۸۰
فقیر حاجی ۱۸۰
فلسفہ حج ۱۸۱
حرف ''ق'' ۱۸۳
قبا ۱۸۳
قبور پرستی ۱۸۳
قرآن ۱۸۴
قران ۱۸۸
حرف ''ک'' ۱۸۹
کاروان ۱۸۹
کاروان خراسان ۱۸۹
کاروانوں کا حج سے سلوک ۱۹۰
کسر اصنام ۱۹۰
کسوۃ کعبہ ۱۹۱
کعبہ مشرفہ ۱۹۱
کعبہ کی خصوصیت ۱۹۲
کعبہ میں اصنام ۱۹۲

کفارہ ـــــــــ ۱۹۲

حرف "ل" ـــــــــ ۱۹۴

لباس احرام ـــــــــ ۱۹۴

حرف "م" ـــــــــ ۱۹۶

محصور ـــــــــ ۱۹۶
مبارک علی شاہ صاحب ـــــــــ ۱۹۶
مجتہد ـــــــــ ۱۹۸
محضورات احرام ـــــــــ ۱۹۹
محمد علی ـــــــــ ۱۹۹
محمد نواز ـــــــــ ۲۰۰
محمد ہادی ـــــــــ ۲۰۰
مذاہب خمسہ یاستہ ـــــــــ ۲۰۱
مزدلفہ ـــــــــ ۲۰۱
مزدلفہ میں وقوف ـــــــــ ۲۰۲
مساحت کعبہ ـــــــــ ۲۰۲
مستجار ـــــــــ ۲۰۳
مسجد ـــــــــ ۲۰۳
مسجد الحرام کے مصادیق ـــــــــ ۲۰۴
مسجد نبوی ـــــــــ ۲۰۴
مسجد تقویٰ ـــــــــ ۲۰۵
مسجد سبعہ ـــــــــ ۲۰۵
مسجد ضرار ـــــــــ ۲۰۵
مسجد ضرار کی روشن مثال ـــــــــ ۲۰۶
مصادر معجم حج والحاج ـــــــــ ۲۰۷
مصطفیٰ عباس ـــــــــ ۲۰۷
مولانا نصیر صاحب جامعہ محمدیہ سرگودھا ـــــــــ ۲۰۸
مقام ابراہیم ـــــــــ ۲۰۹
مکہ ـــــــــ ۲۱۰
مکہ میں قیام ـــــــــ ۲۱۱
ملتزم ـــــــــ ۲۱۱
مولائی ـــــــــ ۲۱۱
موسم حج ـــــــــ ۲۱۲
میزاب الکعبۃ ـــــــــ ۲۱۳
مولود کعبہ ـــــــــ ۲۱۴
منیٰ ـــــــــ ۲۱۵
مجالس اعزاداری ـــــــــ ۲۱۵

حرف "ن" ـــــــــ ۲۱۶

نادان علماء ـــــــــ ۲۱۶
ناصر نقوی ـــــــــ ۲۱۶
نجاست ـــــــــ ۲۱۷
نحر ـــــــــ ۲۱۷
ندبہ ـــــــــ ۲۱۸
نذر ـــــــــ ۲۱۹
نسیء والنساۃ ـــــــــ ۲۱۹
نسی کی تفسیر ـــــــــ ۲۱۹
نسی مشہور ـــــــــ ۲۲۰
نیابت ـــــــــ ۲۲۱
نیت ـــــــــ ۲۲۳

حرف "و" ـــــــــ ۲۲۴

وادی عقیق ـــــــــ ۲۲۴
وجوب حج ـــــــــ ۲۲۴
وجوب عمرہ ـــــــــ ۲۲۴
وقوف ـــــــــ ۲۲۴
وسیلہ کے نام سے بت پرستی ـــــــــ ۲۲۵
وشن ـــــــــ ۲۲۵
وہابی ـــــــــ ۲۲۵

حرف "ہ" ـــــــــ ۲۲۷

ہاجرہ ـــــــــ ۲۲۷
ہادی ـــــــــ ۲۲۷
الہدیہ ـــــــــ ۲۲۸

حرف "ے" ------------------- ۲۳۰
ے ____________________ ۲۳۰
یثرب ____________________ ۲۳۰
یہود ____________________ ۲۳۰
کلمۂ اختتامیہ ____________________ ۲۳۴
مصادر ____________________ ☆
فہرست ____________________ ☆

☆☆--☆☆--☆☆

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب..................... معجم حج والحجاج

تالیف...................... علی شرف الدین

ناشر...................... دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

زیر طباعت...................... علی شرف الدین

http://www.sibghtulislam.com/

عرض ناشر:

کسی بھی کتاب یا مقالے کی بحث میں وارد ہونے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کتاب کے موضوع پر قلم اٹھانے کے کیا اسباب وعوامل کارفرما تھے۔ یہاں سے ہی اس کتاب کے محتوی اور ابعاد کی حدود کا تعین ہوتا ہے۔ حاضر کتاب کی تصنیف کے عوامل واسباب اسلام کے اہم رکن حج اور حجاج کے قرمطیوں کے نرغے میں ہونے اوران خطرات سے عام مسلمانوں اورخاص کر علماء اور دانشمندان کو متوجہ کرنا ہے۔ دنیا میں روز افزوں جلسے جلوس مظاہرے اور چیخ وپکار بلند کی جاتی ہے مثلاً شہریوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں، ملک پر غیروں کا قبضہ ہورہا ہے اسی طرح مادر وطن کی خاک سے دفاع کرنے کیلئے غیرت دلائی جاتی ہے۔ یہاں سے یہ سوال جنم لیتا ہے کہ اگر اپنے خانۂ آشیانہ سے دفاع کرنا اس قدر اہمیت رکھتا ہے تو کیونکر بیت اللہ کے متعلقات سے دفاع کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ جس کے بارے میں کئی بار اللہ سبحانہ نے فرمایا یہ ناس کا گھر ہے اس گھر کے مہمانوں سے دفاع کرنا دیگر واجبات سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

یہ دنیا میں قائم تمام بیوت میں سے وہ واحد بیت ہے جس کی عظمت اور شرافت وجلالت کی تمام ملت اسلامیہ معتقد ہے۔ مکہ مکرمہ کعبہ مشرفہ کے گھوارہ ہونے کے شرف وافتخار کی وجہ سے اپنے آغاز سے ہی لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور اللہ نے اس کو خاص اپنی طرف سے القابات سے نوازا ہے۔ قرآن کریم نے اسے ام القریٰ، بلد امین، سب سے پہلا بابرکت گھر اور ایک جگہ اس کو عالمین کے لیے ہدایت اور خوفزدہ انسانوں کے لیے جائے امن کہا ہے۔ یہ گھر بیک وقت خالق ومخلوق دونوں سے منسوب گھر ہے۔ کبھی اللہ نے اسے اپنا اور کبھی لوگوں کا گھر کہا ہے۔

جو انسان اللہ کی عبودیت وبندگی میں مصروف ہے اسے اس گھر کی تعظیم وتکریم کرنی چاہیے۔ جو افراد انسانیت کے ترانے گاتے ہیں اور انسان دوستی کو اللہ پرستی کی جگہ شعار بنائے ہوئے ہیں انھیں بھی اس گھر کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ یہ تمام انسانیت کا گھر ہے۔

اگر ہم حقوق انسانی کے علمبرداروں کو دیکھیں جہاں وہ کہتے ہیں اقوام متحدہ کا دفتر تمام قوموں کا گھر ہے۔ لیکن یہاں امتیازی سلوک چلتا ہے اسی میز پر تفرقہ اور غربت وامارت کے حوالے سے کرسیوں کی ترتیب دیکھنے میں آتی ہے نیز یہ سینکڑوں امتیازات کا حامل ہے، اسکا سیاہ ترین امتیاز حق ویٹو ہے جہاں تیسری دنیا کے انسان کو ذلت وخواری اٹھانا پڑتی ہے۔ یہاں نام نہاد ترقی یافتہ ممالک کے لئے عالی شان رہائش گاہیں اس کی امتیازی حیثیت کی شاہد ہیں ان کے لئے قصور رشیدہ ہے تیسری دنیا کے سربراہوں کو یہاں غلامی ونوکری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے جبکہ اس گھر میں ﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ "اور لوگوں میں حج کی اعلان کردے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹ پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے"۔(حج:۲۷) اس آیت کے تحت پیادہ اور کمزور سواریوں پر سب کو برابر کہا گیا ہے۔

لیکن جس گھر کے لئے اللہ نے للناس کہا ہے وہاں منافق اور مومن سربراہ مملکت اور حرم کے مزدور انسان ایک صف میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اس گھر کا طواف کرتے ہیں بعض نادان قرآن وسنت سے عاری وخالی درسگاہوں سے فارغ التحصیل انتہائی بے شرمی اور بے حیائی میں عرفات کے میدان میں کہتے ہیں: حج اللہ کا وی آئی پی خانہ ہے۔ جبکہ اللہ نے حج کیلئے دعوت عمومی دی ہے پیادہ اور سوار سب آئیں۔ اس معجم کی تدوین کا ایک سبب یہ ہے کہ سنہ ۱۴۳۱ ہجری میں شیوخ غلات کے دباؤ میں آکر برادر ناصر نقوی نے روضہ رسولؐ کے سامنے عند حضور اعیان شہود مجھے اپنے کاروان میں دعوت دینے کے باوجود اس فیض عظیم سے محروم رکھا۔ لیکن سنہ ۱۴۳۲ھ کو ہجری میں رب العزت نے مجھے ایک بار پھر توفیق دی۔ حج کو روانگی سے چند دن پہلے ذہن میں آیا کہ حج، اور حجاج بیت اللہ پر گزرنے والے خطائے اشتباہات اور عمدی انجام پانے والے مظاہر کی نشان دہی کی جائے۔ جہاں امامت عظام کثیر رقوم خرچ کرکے اپنے نمائندے مناسک حج بتانے کے لئے بھیجتے ہیں مجھے بھی چند مسائل حج سے آشنا ہونے کے ناطے سے جیسے حج سے پہلے اور بعد میں ہونے والے عمرے میں میقات سے پہلے احرام باندھنے کا اصرار، مزدلفہ میں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کی نیت وقوف اور کاروانوں میں نت نئی زیادتیوں کی نشاندہی کی جائے۔ ان عوامل کو ہم چند صفحات پر تحریر میں لائے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ہمارے پرانے کٹے ہوئے شا کی دوست جناب عادل بھائی ملے ہم نے اس پیغام کا افتتاح ان سے کیا۔ ہمارے رشتہ دار حوزہ علمیہ میں غیر از قرآن وسنت محمد وتاریخ اسلام میں مشغول رہنے کے بعد فارغ ہوکر پنجاب کے معروف ومشہور قدیم شہر گجرات کی مسجد میں امام جمعہ وجماعت کے خطیب توانا جناب آقائے سید مبارک علی شاہ جنھیں ہم نے یہ صفحات دیئے پھر جن جن کاروانوں کو یہ پیغام پہنچایا گیا ان میں کاروان روحانی کے سلمان، کاروان بلال کے

سالار جناب دلنواز، کاروانِ حیدری اور روالفجر کے جناب آقائے سید حادی اور آقائے سید جعفر شاہ، امین اللہ، جناب غلام نبی اور غلام علی شامل ہیں۔ اس پیغام کا متن ذیل میں پیش کرتے ہیں لیکن جو ردِعمل ہوا ہے اسے ہم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

مناسکِ حج بیت اللہ سے متعلق سوالات۔ مسائل شرعیۃ اسلامیۃ مہمہ

حضرات امراء وفقہاء کاروانِ حجاج کرام دامت افاضاتہم!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

اماکن مقدسۃ از تقدیس رب العزۃ میں مشرف ہونے پر اب آپ حضرات مہمانانِ اللہ بنے ہیں۔ اس لئے آپ تمام برادران وخواہران مستحق تبریک و تہنیت ہیں لہٰذا آپ سب کی خدمت میں تبریک پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی اس بابرکت موقع سے استفادہ کرتے ہوئے بیک جنبش قلمی آپ کے برادران اسلامی ہونے کے ناطے دو اہم فرائض دینی سے مطلع کرنا چاہتا ہوں جنہیں مسلمان اپنے برادر اسلامی کے لئے ضروری محسوس کرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ برا محسوس نہیں کرینگے۔ وہ فریضہ نصیحت برادر مومن ہے کہ ایک برادر اسلام دوسرے کو اچھے نصائح سے نوازے۔ فریضہ حج کو بہتر اور احسن طریقے سے انجام دینے کے لئے ایک گروہ کے ساتھ ہونا ناگزیر ہے لیکن بدقسمتی سے اس ضرورت ناگزیر جو ہر حاجی اور خاص کر نئے حاجیوں کی کمزوری ہے سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مفاد پرستوں نے بیک وقت دو کام انجام دیے ہیں۔ ایک طرف تو یہ مساح حج بنے جبکہ دوسری طرف سلاخ حجاج بنے۔ یہاں سے وہ تمام ارکان وواجبات حج کو مسخ کرنے پر کمر بستہ ہوئے اور حجاج کو حتی الامکان سلاخی کرنے کی حتی المقدور کوششیں کیے جارہے ہیں۔ اس غیر اسلامی وغیر انسانی صورت حال کو میں عرصہ دس سال سے پیار ومحبت، نصیحت، گزارش اور اظہار ناراضگی کے ذریعے اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہوئے ان چند مسائل کی طرف متوجہ کرتا رہا۔ اس وجہ سے مجھے کاروان والوں نے نظر کراہت سے دیکھنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ گزشتہ سال میرے پاسپورٹ کو روکے رکھا۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کسی بھی وقت نداء حق کو لبیک کہہ سکتا ہوں، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ کلمات ہر خاص وعام تک پہنچادوں۔ اسی طرح میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حقیر کوئی دعویٰ اجتہاد وفقاہت نہیں رکھتا لیکن قرآن اور سنت محمدؐ کے علاوہ کسی کو حجت نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ آیت ﴿رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ''یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے گئے تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد انسانوں کی حجت خدا پر قائم نہ ہونے پائے اور خدا سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے'' (نساء:۱۶۵) اور خطبہ ۱۳۳، ۱۰۴ کے تحت اسلام کے بنیادی مسائل کے بارے میں قرآن کریم اور سنت نبیؐ کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں ہم نے رؤسا کاروان اوران کے مسئلہ کو علماء اعلام کی مسلسل خلاف قرآن وسنت اعمال کی نشاندہی کی لیکن اس کے نتائج برعکس نکلے۔ قارئین یہاں میں مرنے سے پہلے انہی مقامات مقدسہ میں اللہ رب العزۃ کو شاہد وگواہ بنا کر کاروانوں کے خلاف قرآن وسنت مسائل کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ان مسائل کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

۱۔ اوقات خمسہ میں نماز جماعت رہائش گاہوں میں قائم کرنے کیلئے مختلف بہانوں سے مسجد شریفین میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ بحالت مجبوری پڑھنے والوں کو جماعت کی نیت سے منع کیا جاتا ہے جو درحقیقت اس آیت کریمہ کی مصداق ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور رضا جوئی کی نیت سے جارہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے''۔ (مائدہ۲)

﴿ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''اوران میں کیابات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کوسزا نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں' جب کہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں ۔اس کے متولی تو سوامتقیوں کے اور اشخاص نہیں' لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے''۔(انفال ۳۴)

﴿ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾

''یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد الحرام سے روکا اور قربانی کیلئے موقوف جانور کو اس کی قربان گاہ میں پہنچنے سے' اور اگر ایسے مسلمان مرد مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا' تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے اور اگر یہ الگ الگ ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے''۔

(فتح ۲۵)

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾

''اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے' ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اسی میں جینا چاہیے' ان کیلئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے''۔(بقرہ ۱۱۴)

۲۔ سنت نبی کریمؐ کے خلاف احرام میقات کی بجائے جہاز میں یا ہوائی اڈے کے فٹ پاتھ پر باندھنے کی سنت کو رواج دیا گیا۔بغیر کسی سند شرعی کے خمینی، خوئی، سیستانی، خامنہ ای کا نام لے کر اپنی صوابدید وتشخیص سے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔

۳۔ خلاف قرآن وسنت محمدؐ حتیٰ اپنی خودساختہ حجت ومجتہدین کے فتاویٰ کے خلاف ہر صبح وشام عمرہ کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔اس کے لئے انہوں نے بے بنیاد قاعدہ فقہی از خود گھڑا ہے کہ بقصد رجا، اپنے مرحومین کے نام سے عمرہ کرسکتے ہیں۔یہ بقصد رجا خود کس باپ ماں کا فرزند ہے یا بے پدر و مادر ہے؟ قرآن اور سنت میں اس کا ذکر کہاں ملتا ہے؟ سوائے روایات مرسلات کے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔نبی کریمؐ ہجرت کے بعد چار دفعہ مکہ تشریف لائے بتائیں آپؐ نے کتنے عمرے ادا کئے۔ان عمرہ فروشوں سے استفسار کریں اور اگر انہیں ان سوالات کے جوابات نہیں آتے تو اپنے مجتہدین سے جواب لائیں اور بندہ گان اللہ کو مزید دھوکہ وفریب میں نہ رکھیں۔

۴۔ مزدلفہ میں وقوف کا وقت مغربین سے طلوع فجر تک ہے، تاہم وادی محسر سے طلوع آفتاب سے پہلے گزرنے سے منع کیا گیا ہے جبکہ یہ حضرات اصرار کرتے آئے ہیں کہ طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک قیام کریں۔

۵۔ خلل واجبات ومحرمات حج میں جو کفارہ ذبح حیوان ہے اسے انہوں نے اپنے ملکوں میں ذبح کرنے کو رواج دیا ہے۔اس کی ابھی تک کوئی منطق پیش نہیں کی گئی۔جو چیز رسالہ عملیہ میں آئی ہے اس میں عمرے کا کفارہ مکہ میں ذبح کرنے اور حج کے کفارے کے جانور کو منیٰ میں ذبح کرنے کا ذکر ہے۔لیکن ان لوگوں نے اسے بھی کمائی کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔

۶۔ قربانی کے بکرے اگر خود ذبح کرنے سے عاجز ہوں تو کسی کو نائب بنا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ امین اور مطمئن ہو۔اب تو کاروان والے پہلے ہی سے کراچی میں حج کی رقم کے ساتھ جانور کی رقم بھی وصول کرتے ہیں تاکہ حاجی کی آنکھ پر باندھی گئی پٹی کہیں اتر نہ جائے۔اگر کسی نے رقم نہ دی تو ناراض ہو کر منہ بنا لیتے ہیں۔اب تو باقاعدہ موبائل کے ذریعے اشتہارات دیے جاتے ہیں کہ نیابت حج کی اتنی رقم عمرہ کی اتنی رقم طواف کی اتنی اور سعی کی اتنی گویا یہ حج نہیں رہا بلکہ زمانہ جاہلیت میں بازار عکاظ کی صورت اختیار کرگیا ہے جو مکہ سے باہر لگتا تھا۔اب تو عرفات کے میدان میں منصوب خیمہ جات بعثت سے پہلے عکاظ میں لگنے والے عشائر کا خیمہ لگتا ہے نہ کہ حجاج کا یعنی اب یہ حج اور قربانی ایک میلے جیسا ہو کے رہ گیا ہے جس سے اذہان میں شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں کہ کہیں اس قربانی میں بھی

خیانت کاری تو شروع نہیں ہوگئی ہے۔

۷۔ ایام قیام حرمین شریفین میں موضوع سخن مخصوص واجبات مستحبات اداب حج وہ بھی قرآن وسنت نبی کریم کی اسناد سے ہونے چاہئیں۔حج کے بارے میں وارد تمام آیات معلم حج کو ازبر یاد ہوں جبکہ یہاں جس شعروشاعری کو قرآن نے گمراہوں کا عمل قرار دیا ہے اس مقدس سرزمین میں اسی کے مشاعرے کے ساتھ شب بیداری ہوتی ہے اور اس شاعری میں فضا تو حید کو غلو کی غلاظتوں سے مکدر وآلودہ کرنے پر زور دیا جاتا ہے تا کہ حاجی ایک پکا غالی بن کر واپس آئے۔بعض تو طواف کعبہ کے فلسفے کو ولادت حضرت علیؑ سے جوڑتے ہیں اور پھر وہ ولادت کے فلسفے سے کیا کیا نکتے بناتے ہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

۸۔ منیٰ میں پوری رات گزارنا واجبات میں سے ہے لیکن فقہاء نے آدھی رات جاگنے کی سنت کو اپنایا ہوا ہے۔ابتداء سے نصف رات یا نصف رات سے صبح تک کا حکم دیتے ہیں۔

۹۔ حاجی کو حج پر روانہ ہونے سے ایک مہینے پہلے سے اپنے اموال کل یا خاص کر مصارف حج کا خمس نکالنے پر زور دیا جاتا ہے جس سے حاجی ہمیشہ پریشانی کے عالم میں رہتے ہیں۔لیکن یہ کس آیت یا کس مستند روایت کے تحت ہے اس کا مطالبہ کرنے پر اہل کاروان چڑ جاتے ہیں۔اگر یہ لوگ حلال وحرام،حساب و کتاب اور قیامت کے قائل ہیں تو حاجیوں کو سمجھائیں کہ خمس کے نام پر جمع کی جانے والی اتنی بھاری رقوم کہاں خرچ ہوتی ہیں؟

۱۰۔ نیابتی حج وعمرے کے نام سے لوگوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔واضح کرنا چاہیے یہ نیابت حج کس صورت میں کس کی طرف سے صحیح ہے اور یہ کس مسئلہ فقہی کے تحت ہے؟

۱۱۔ میدان عرفات میں پڑھنے والی دعائیں آداب حرمین پر لکھی گئی کتابوں سے اور نہیں جاتیں۔امام حسینؑ وامام سجاد علیہم السلام نے اتنی طویل دعائیں نہیں پڑھیں یہ دعائیں حاجیوں کے منہ خشک کرا دیتی ہیں ان دعاؤں کو خواب آور کہہ سکتے ہیں ان خشک کن خواب آور بے سند دعاؤں کے ذریعے لوگوں کو الو بنایا جارہا ہے۔اس کے ساتھ وہاں مرحومین کے لئے فاتحہ کی رٹ لگائی جاتی ہے۔کاروانوں کی طرف سے دوران حج دعاؤں کی مزدوری کا اشتہار دیا جاتا ہے یہ کس قرآن وسنتؐ کے تحت ہے؟

۱۲۔ یہ جو تین چار دن میں ختم قرآن کے پروگرام دے رہے ہیں یہ کس دلیل ومنطق کے تحت ہیں کیا قرآن کریم لقلقہ لسانی ہے۔سابق ادوار میں بعض فاسد خلفاء نے بدنیتی سے لوگوں کو مصروف وغافل رکھنے کی خاطر اس کا اہتمام کیا۔کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بھی بے حساب وصول کی جانے والی رقوم سے غافل رکھنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔دین وشریعت کوئی گیند نہیں ہے کہ جو چاہے اس سے کھیلنا شروع کردے۔

۱۳۔ طواف بین البیت والمقام کے بارے میں وارد روایات ضعیفہ کو گزشتہ فقہاء کی شہرت فتوائی سے تنکے کا سہارا دے کر حجاج مطوفین کے لئے اس جگہ کو قیامت کے دن پل صراط سے زیادہ خطرناک بنایا گیا ہے جو صرف اور صرف بدنیتی پر مبنی ہوسکتا ہے اور کچھ نہیں۔

۱۴۔ محرم کے متحرک سائے کے نیچے چلنے سے ممانعت:۔یکے از قفس خار دار حجاج شیعہ میں سے ایک حالت احرام میں چھت دار گاڑیوں میں سوار ہونا ہے۔اس سے کبھی عورتوں کے لئے،کبھی رات کے وقت،کبھی خمینی،خوئی،خامنہ ای کے فتووں سے اور کبھی سردی گرمی سے بچنے کے لئے معاف کیا جاتا ہے۔غرض تمام اعمال ارکان حج کو سینکڑوں اگر مگر میں ملفوف کر کے پیش کیا جاتا ہے۔فرائض واجبات اور مستحبات سے آزاد مکروہات کے ارتکاب کو سہولتوں کے استعمال کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس سے متعلقات کا بھی جوں بنایا ہے۔فقہاء عظام نے اس حکم کو وسائل شیعہ میں مروی ان روایات سے استناد کیا ہے۔وسائل الشیعہ ۱۲،ص ۵۱۵ باب ۶۴ حدیث ن ۱۶۹۵۳،۔ ۱۶۹۶۶۔ ۱۳،روایات نقل کیں ہیں ان میں یہ روایان ہیں۔

۱۔محمد بن الحسن ۲۔حسین بن سعید ۳۔صفوان ۴۔العلاء،۵۔محمد بن مسلم،۶۔ابن سنان،۷۔ابن مسکان،۸۔حلبی،۹،۱۰۔العباس،۱۱۔عبداللہ بن المغیرۃ ۱۲،۔سعد بن عبداللہ،۱۳۔محمد بن الحسن،۱۴۔حسین بن الحسن،۱۵۔حسین بن سعید،۱۶۔حماد،۱۷۔موسیٰ بن قاسم،۱۸۔ھشام بن سالم،۱۹۔ابن ابی عمیر،۲۰۔النخعی،۲۱۔عبدالرحمٰن بن الحجاج،۲۲۔ابن بجلۃ،۲۳۔اسحاق بن عمار،۲۴۔احمد بن محمد بن عیسیٰ،۲۵۔علی بن احمد،۲۶۔موسیٰ بن عمر،۲۷۔محمد بم منصور،۲۸۔احمد بن محمد،۲۹۔علی بن احمد بناشیم، ۳۰۔اسماعیل بن عبدالخالق،۳۱۔محمد بن خالد الطیالسی،۳۲۔سعد،۳۳۔ابی جعفر،۳۴۔جمیل بن دراج وغیرہ۔

روایات مرسلۃ الصدور، والوسط، والآخر، نیز روایان مجہول الحال مکرر اسماء، اگر مگر اسناد و متن فواسد پر مبنی فتاوٰی سے مہمانان اللہ حجاج بیت اللہ کو گھسیٹا جاتا ہے۔ اب تو کمیشن میں اختلافات کی وجہ سے خود علماء اعلام امیر کارواں بن رہے ہیں یہ سب اللہ کی کتاب حضرت محمدؐ کی سنت کے سراسر منافی ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی تمسک شرعی ہیں تو پیش کریں۔

قارئین ذوی الصدق والاخلاص پر ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ ایک طویل عرصے سے امام خمینی، خامنہ ای اور سیستانی کے تناؤ، کھچاؤ اور رقابت و حسادت کی رسہ کشی یا جال میں پھنسا کر تمام محرمات خلاف قرآن وسنت انجام دے رہے ہیں حالانکہ قرآن اور سنت محمدؐ کے برابر میں ان کے فتوٰی کی حیثیت تنکے کے برابر نہیں۔ اگر کوئی فتوٰی قرآن اور سنت سے متصادم ہو تو ہر مسلمان حاجی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان سے پوچھے کہ انہوں نے یہ فتاوٰی قرآن کریم یا نبی کریمؐ کی سنت سے استناد کر کے دیئے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے پہلے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ مجتہد قرآن وسنت سے استنباط کر کے حکم شرعی بتائیں گے۔ اب جب سائل آپ اور آپ کے مجتہدین سے سند فتاوٰی پوچھتا ہے تو یہ کیوں چڑتے ہیں۔ کسی فتوے کی قرآن وسنت سے سند مانگنا کیا کوئی جرم ہے۔ اس ملک میں حج کرپشن کے نام سے ہماری اعلیٰ عدالت نے از خود مداخلت کی چنانچہ اس سال وصول کردہ رقم سے کچھ رقوم واپس بھی کی گئی ہیں لیکن کاروانوں نے ان رقوم میں سے بھی بہت کچھ ہضم کیا ہے۔ اب تو محرمات احرام میں سے ایک کاروانوں کے مظالم اور ان کے خلاف قرآن وسنت جاری احکامات کے بارے میں چشم پوشی سمع بندی سعی محرمات احرام شامل ہوا ہے اچھے پڑھے لکھے دانشور روشن خیال بے چارے سادہ مولویوں کو پریشان کرنے والے اور بہت سے انسانوں کو مرغا بنانے والے افسران بھی ان کے منکرات کے بارے میں خاموش رہتے ہیں۔

اگر آپ برائی اور منکرات کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کرتے ہیں تو یہ احتیاط اور خاموشی بھی خلاف شریعت ہے۔ اس طرح نصیحت مومن بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ حجاج کرام کی ان منکرات وفاحشات کے مقابل میں خاموشی سے ان کے منکرات میں مزید اضافہ ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔ آپ اس وقت ان کاروانوں کے بدترین وسیاہ ترین ادوار دیکھ رہے ہیں۔ قارئین کرام، حاضر سطور کسی احساس کمتری یا کسی کاروان کے امیر یا فقیہ، فرد یا گروہ یا کسی مجتہد سے ناراضگی یا انتقام کی خاطر نہیں بلکہ عرصہ دس پندرہ سال سے یہ لوگ دین وشریعت سے کھیل کھیلنے اور فریضہ حج کو اپنی اصل جگہ اور مقام ومنزلت سے ہٹانے کی مذموم مساعی میں مصروف ہیں۔ کاروانوں کے خلاف قرآن وشریعت کاموں میں تندی وتیزی کو دیکھتے ہوئے ہم تلوار کی دھار پکڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں تحریر وتقریر کے ذریعے بات کرنے کیلئے تیار ہوں بشرطیکہ مجھے تحفظ ملے۔

سائل مخلص بر حامی دین وشریعت

علی شرف الدین

ششم ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۲ھ

تمہید:

حمد وثناء رب کعبہ کیلئے سزاوار ہے جس نے اپنے گھر کو اپنے بندوں کی عبادت وبندگی کیلئے نقطہ عطف قرار دیا ہے، حمد وثناء اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے طواف بیت، صفا ومروہ، وقوف عرفات، بیتوتہ منیٰ، رمی جمرات وطواف کے بعد بندوں کے لئے ولادت ثانیہ گناہوں سے آزاد قرار دیا ہے درود وسلام اس بیت کے معمار اور مکسر اصنام خلیل الرحمان پر درود وسلام منادی ومعلم حج خاتم انبیاءؐ کیلئے نیز اس کی نداء پر عمق دل سے لبیک کہنے والے صحابہ اور آل اطہار کیلئے نفرت و بیزاری جیش ابرہہ وقرامطہ عراق وبحرین کے بعد عصر حاضر کے قرمطیوں سے جو حج اور حجاج کو سلخ ومسخ کرنے میں سرگرم ہیں۔ دعاوالتجا اس بیت کی روزافزوں عظمت وبزرگی اور حجاج بیت اللہ کی سلامتی کیلئے مخصوص ہے جس کے شان میں مولا امیر المومنین فرماتے ہیں:

وفرض عليكم حج بيته الحرام الذى جعله قبلة للانام يردونه ورود الانعام ويالهون اليه ولوه الحمام وجعله سبحانه علامة لتواضعهم لعظمته واذعانهم لعزته واختار من خلقه سماعا اجابوا اليه دعوته و صدقوا كلمته و وقفوا مواقف انبيائه و تشبهوا بملائكته المطيفين بعرشه يحرزون الارباح في متجر عبادته ويتبادرون عنده موعد مغفرته جعله سبحانه وتعالىٰ للاسلام علما و للعائذبين حرما فرض حقه واوجب حجه وكتب عليكم و فادته فقال سبحانه ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلهومن كفره فان الله غني عن العالمين﴾ خ ١ ۔ ١

"پروردگار نے تم لوگوں پر حج بیت اللہ کو واجب قرار دیا ہے جسے لوگوں کا قبلہ بنایا ہے اور جہاں لوگ پیاسے جانوروں کی طرح بے تابانہ وارد ہوتے ہیں اور ویسا انس رکھتے ہیں جیسے کبوتر اپنے آشیانہ سے رکھتا ہے۔ حج بیت اللہ کو مالک نے اپنی عظمت کے سامنے جھکنے کی علامت اور اپنی عزت کے ایقان کی نشانی قرار دیا ہے۔ اس نے مخلوقات میں سے ان بندوں کا انتخاب کیا ہے جو اس کی آواز سن کر لبیک کہتے ہیں اور اس کے کلمات کی تصدیق کرتے ہیں انھوں نے انبیاء کے مواقف میں وقوف کیا ہے اور طواف عرش کرنے والے فرشتوں کا انداز اختیار کیا ہے یہ لوگ اپنی عبادت کے معاملہ میں برابر فائدے حاصل کررہے ہیں اور مغفرت کی وعدہ گاہ کی طرف تیزی سے سبقت کررہے ہیں۔

پروردگار نے کعبہ کو اسلام کی نشانی اور بے پناہ افراد کی پناہ گاہ قرار دیا ہے اس کے حج کو فرض کیا ہے اور اس کے حق کو واجب قرار دیا ہے تمہارے اوپر اس گھر کی حاضری کو لکھ دیا ہے اور صاف اعلان کردیا ہے کہ "اللہ کیلئے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے گھر کا حج کریں جس کے پاس بھی اس راہ کو طے کرنے کی استطاعت پائی جاتی ہو"۔

یہ ایک حقیقت ناصعہ تاریخی ہے کہ جس دن سے نبی کریمؐ نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کے استقلال اور استحکام کی بنیاد رکھی اس دن سے آج تک منافقین ومشرکین اس کے خلاف سازشوں اور اس کے خاتمہ کیلئے سرگرم ہوئے۔ اس حوالے سے یہ غارت گری ڈاکہ ورہزنی اور کبھی انفرادی وقومی، اتحادی صورت میں حملہ آور ہوئے۔ لیکن دین اسلام کی حقانیت معطقیت وعقلیت اور اس پر ایمان لانے والوں کے غیر متزلزل یقین محکم اور عمل پیہم نے دشمن خارجی یہود ونصاریٰ ملحدین کی تمام کوششوں کو نیست ونابود کیا۔ نبی کریمؐ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کے اس جذبہ اور امت کی قیادت ورہبری میں اتحاد ویگانگت میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ۳۰ سال تک ایک مملکت درخشاں تابناک منظر عام پر جلوہ گر رہی اور اس دین کو وہ رونق وہ ہیبت عطاء کی کہ اس کے اطراف واکناف میں رہنے والے یکے بعد دیگرے کاری ضربت کھانے کے بعد اپنے گھروں تک محدود ہوئے۔ لیکن منافقین ودشمنان چین سے نہیں بیٹھے یہاں تک کہ تیسری چوتھی صدی میں منافقین نے ہر پہلو سے اس دین کے ساتھ مزاحمت کی۔ انہوں نے اسلام کے ستونوں کو اپنے حملہ کا نشانہ بنایا۔ یہ قرآن کریم پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ اسکے حفظ تفسیر وتعظیم کے نام سے اسے مصدریت سے گرایا۔ اسی طرح نبی کریم کی سنت وسیرت کا سرے سے ہی انکار کیا کہ ہم سنت رسول پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اس کے ناقلین اصحاب ہیں اس کی جگہ پر اصحاب اہل بیت تابعین اور ان کے بعد مجتہدین کو وہ مقامات ومناصب دیئے جو خود رسول اللہؐ استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کے ذکر کو رسول اللہؐ لیکن رسول کے ذکر کو ان کا ذکر نہیں گردانا، اصحاب کو اٹھایا اور رسول اللہؐ کو کنارے پر کیا، اسی طرح اہل بیت کو اٹھایا اور رسولؐ کو گرایا، علیؑ کو اٹھایا اور رسولؐ کو پیچھے کردیا قرآن کو گرا کر اپنی تالیف شدہ کتابوں کو اٹھا کر انکا ورد کروایا۔ منافقین کی انہی چالوں کا کعبہ جو بیت اللہ ہے بھی نشانا بنا۔ کعبہ وہ بیت اللہ ہے کہ

دور جاہلیت میں عرب مشرک وکافر اس سے خوفزدہ تھے اس کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اس کی اہانت وجسارت سے گریز کرتے تھے لیکن جس کی آنکھوں میں کعبہ کانٹا بنا اس گروہ کا نام قرمطی تھا۔

قرمطیوں نے پہلے حجاج کو نشانہ بنایا اور انھیں لوٹنا شروع کیا تاکہ سلسلہ زائرین ختم ہو جائے لیکن وہ اس تسلسل کو ختم نہ کر سکے چنانچہ انھوں نے کعبہ کے سامنے حجاج کو قتل کیا، کعبہ کی جسارت کی اور حجر اسود کو اکھاڑ کر لے گئے۔ اس الحادی فرقے کے یہ مظالم کئی عرصہ تک چلتے رہے۔ قارئین قرمطی مظالم اس وقت دوسری صورت میں خود مسلمانوں کے ذریعے روبہ عمل ہیں۔

پاکستان کی حکومت اپنی آمریت' استبدادیت وسیکولرزم علمانیت' لادینیت کے باوجود حج وحجاج کیلئے سہولتیں فراہم کرنے میں کوتاہی نہیں برتتی۔ تاہم حجاج کی خدمت کے نام سے وجود میں آنے والے کاروانوں نے کرپشن کے استاد وزراء کو پیچھے چھوڑا اور حاجیوں کو لوٹنے کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے حاجیوں کو لوٹنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حج کو مسخ کرنے کیلئے من گھڑت دعائیں اور اعمال اس میں شامل کئے۔ رسول اللہؐ کے بیان وتعین کردہ میقات کو چھوڑ کر من گھڑت میقات بنانے پر کمربستہ ہوئے۔ وقوف عرفہ جہاں سکوت وخاموشی میں ہر بندہ کے تن وتنہا رب اعلیٰ سے وصل ہونے کے لمحات ہیں لیکن ان لوگوں نے جعلی دعاؤں اور چیخ وپکار کے ذریعے اس سکون کو چھینا اور میدان عرفات کو اپنے تعارف اعلانات کیلئے میدان عکاظہ بنایا۔ بیت اللہ کے مہمان کعبہ سے محبت کرتے ہیں افتخار کرتے ہیں عزت نفس میں مغرور ہو جاتے ہیں کہ اللہ نے انھیں اس بیت کی زیارت نصیب کی لیکن کاروان والوں نے ان لوگوں کو روک کر اپنی رہائش گاہوں پر نمازیں قائم کرنے کی سنت کو رواج دیا۔ بیسیوں آیات قرآن کعبہ اور اعمال حج کے بارے میں ہوتے ہوئے انھیں پس پشت ڈال کر مجتہدین کے بے سند فتاویٰ کو جاگزین کیا۔ دوسری طرف اس کے خلاف بولنے والوں پر طرح طرح کی تہمتیں اور الزامات لگائے اب تو عمامہ پوشوں نے بھی یہ عمل شروع کیا ہوا ہے۔ اس حالت زار کو کسی ایک یا دو عنوان میں منظم کرنا ہمارے لئے ناممکن تھا لہٰذا ہم نے ان تمام مسائل کو احاطہ کرنے اور اپنے دل کے درد کا اظہار کرنے کے لئے ان معلومات کے مجموعے کا نام معجم حج وحجاج رکھا ہے تاکہ اپنے تمام عرائض حروف تہجی کی ترتیب سے پیش کئے جا سکیں۔

معجم حج وحجاج ایک محصور انسان کی ناقص ونامکمل کاوش ہے جس میں اپنے خطے کے منتظمین حجاج کی حج وحجاج کے ساتھ زیادتیوں کو حروف تہجی کے عنوان سے ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ اس میں حج کے تاریخی' قرآنی' سنتی تمام زاویوں کو احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے ساتھ ہی فقہائے مذاہب کی بے راہ رویوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

قارئین کتاب سے گزارش ہے کہ ہماری عرائض سے کہیں یہ نتیجہ نہ اخذ کیا جائے کہ ہم نے انتقام وانتقاد سے لبریز قلم اٹھایا ہے۔ حاشا وکلا ایسا نہیں کیونکہ ہم نے سب کے ساتھ عزت واحترام اور تکریم وتعظیم کے ساتھ عرصہ دراز گزارا ہے لیکن تمام منکرات قولی فعلی خطئی عمدی سازشی قرمطی سے لاجدال فی الحج کے ذریعے لجام کرنا بھی دین کا حصہ نہیں بلکہ مردان الٰہی غصہ استعمال کرتے ہیں وہ بے تاب اور بے ساختہ بھی ہوتے ہیں۔ غصہ درجہ ایمانی اور الٰہی کا حصہ بھی ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ جب طور سے واپس آئے تو قوم کو گوسالہ پرستی کرتے دیکھا تو وہ غصے میں آئے اور ہارونؑ کی داڑھی پکڑی یہاں غصہ ہارونؑ پر تو اثر انداز ہوا اور وہ موسیٰ سے منت سماجت کرنے لگے لیکن سامری پر اس غصے کا کوئی اثر نہ ہوا ہمارے کاروانوں کے سالار حضرات بھی سیرت سامری پر گامزن ہیں ﴿قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ بَعْدِکَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ﴾ ''فرمایا تو ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے پیچھے ایک فتنہ میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر ڈالا''۔ (طہٰ ۸۵)

﴿قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي﴾

''اس نے جواب دیا مجھے وہ چیز نظر آئی جو اوروں کو نظر نہیں آئی تو میں نے فرستادے کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھائی اور وہ اس میں ڈال دی اور اس طرح میرے نفس نے مجھے سجھایا''۔ (طہٰ ۹۶)

اگر انھیں حرام کھانے والا، حجاج کو سلخ، حج کو مسخ کرنے والا کہیں تو انھیں غصہ نہیں آتا برا نہیں لگتا۔ ہم نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔ ہمارا یہ عمل کسی کے کہنے پر نہیں جیسا کہ دلنواز صاحب کا خیال ہے نہ کسی سے انتقام ہے بلکہ یہ سب کیلئے قہر وعذاب الٰہی کی آمادہ باش وآشکار حقائق ہیں۔ تاہم ہم ہر قسم کی وضاحت اعتراض وتوجیہ سننے، سمجھنے اور اس پر غور کرنے اور معذرت کیلئے آمادہ وتیار ہیں۔ یہ کتاب بھی دیگر تالیفات کی مانند اثر فردی نگارش کنندہ نہیں ہے بلکہ اسے

بھی قابل قرات وسماعت سمع وحلق سے گزرنے کے لئے گوارا بنانے میں برادران ذی ربط جناب ناصر شاہ، جناب محمد علی نقوی اور جناب مبشر حسین کی انتھک کوششیں شامل ہیں قارئین کرام سے التماس ہے ان برادران کو اس بیت مکرمہ کی زیارت نصیب ہونے کی دعا کریں۔

تعارف عنوان ''معجم حج وحجاج'':

سنت وسیرت مصنفین ومولفین رہی ہے کہ کسی کتاب کی تفصیل میں داخل ہونے سے پہلے وہ اس کا اجمالی تعارف کراتے ہیں تا کہ قاری کیلئے موضوعات کو پڑھنے اور سمجھنے کیلئے ایک ذہنی آمادگی پیدا ہو جائے۔لہٰذا مجھے بھی عنوان معجم وحجاج کا تعارف پیش کرنا چاہیے کلمہ معجم مادہ عجم سے اسم فاعل ہے،اس کلمہ کے لئے، کتب لغت، میں متعدد معانی بیان کئے گئے ہیں۔لسان العرب،الرائد،مفردات الراغب میں آیا ہے۔راغب ص ۵۴۹،العجمة خلاف الابانة الاعجام الابھام،،عجمی خلاف عرب اگر چہ فصیح ہی کیوں نہ ہو رجل عجمی جس کی زبان میں لکنت ہو،بیان،واضح نہ ہو اگر چہ عربی کیوں نہ ہو۔عجمی حیوان کو بھی کہتے ہیں چونکہ ان کی بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی،نماز ظہرین کو صلاۃ عجماء کہا جاتا ہے۔حروف تہجی کو بھی عجمی کہتے ہیں کیونکہ اس کا کوئی معنی نہیں ہے گٹھلی کو بھی عجمہ کہتے ہیں کیونکہ یہ پردے میں رہتی ہے۔

کلمہ معجم کے معنی ازالہ عجمیت کے ہیں جس طرح کلمہ اشکیہ مادہ سے ازالہ شکایت کے ہیں اس مفہوم ومعنی کے تناظر میں کتب لغت عربی سے اردو،اردو عربی اپنی جگہ معجم ہے چونکہ اس کتاب کے سمجھ میں نہ آنے والے کلمات ابہام اعجام کو ازالہ کیا گیا ہے یہاں بھی حروف تہجی کے ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے جس میں حروف تہجی کی ترتیب سے وضاحت کی جاتی ہے۔یہیں سے جہاں کہیں بھی حروف تہجی کی ترتیب تنظیم دی جاتی ہے اسے معجم کہا جاتا ہے چنانچہ آیات قرآنی کے استخراج کے لئے تنظیم شدہ کتاب کو معجم المفہرس آیات کہا ہے۔

یہ کلمہ قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے۔

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ﴾ ''اور اگر ہم اسے کسی عجمی شخص پر نازل فرماتے''۔(شعراء۱۹۸)

﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ﴾ ''اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے''۔(فصلت۴۴)

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ﴾ ''ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے''۔(النحل۱۰۳)

مشرکین کہتے تھے محمد نے قرآن کو کسی غیر عرب اعجمی سے سیکھا ہے،وہ اعجمی جس کی طرف نسبت دی گئی اس کے نام کے بارے میں اختلاف ہے تفسیر شعراوی ج ۱۳ ص ۲۲۴ میں آیا ہے۔کہتے ہیں نبی کریم بنی عامر بن لوی کے کسی غلام یعیش نامی کے پاس جایا کرتے تھے اس سے قرات کتابت سیکھتے تھے آپ بازار سے قصص سابقین کی کتابیں خریدتے تھے بعض دیگر نے کہا جس سے حضرت محمدؐ نے قرات وکتابت سیکھی اس کا نام عداس ہے بعض نے سلمان فارسی بعض نے بلعام یہ رومی لوہار نصرانی تھا یہ کتب سابقہ کا عالم تھا اس سے سیکھنے کی بات کی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس الزام کو منطق ودلیل کے ساتھ مسترد فرمایا کہ جن افراد سے محمدؐ کو قرآن سکھانے کا یہ دعوی کر رہے ہیں وہ لوگ اعجمی ہیں جبکہ یہ کتاب عربی فصیح واضح وبیان کتاب ہے مشرکین کی اسی منطق کے بارے میں اللہ سبحانہ نے سورہ شعراء ۱۹۸ میں اور انداز میں بیان فرمایا ہے اگر ہم نے اس قرآن کو کسی عجمی پر نازل کیا ہوتا اور محمدؐ نے ان سے سیکھا ہوتا تو یہ لوگ اس کو نہ سمجھتے اور کہتے یہ گنگ مجمل اور غیر واضح ہے یہ کیسے ممکن ہے کتاب عجمی ہو اور لانے والا عربی الاصل ہو﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ﴾ ''اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی قرآن کی شکل میں اتارتے تو یہ لوگ یہ اعتراض اٹھاتے کہ اس کی آیات کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی؟ کلام عجمی اور مخاطب عربی؟ کہہ دو یہ ان لوگوں کیلئے تو ہدایت وشفا ہے جو اس پر ایمان لائیں رہے وہ لوگ جو ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کے کانوں میں بہراپن ہے اور یہ ان کے اوپر ایک حجاب ہے اب یہ لوگ ایک دور کی جگہ سے پکارے جائیں گے''۔(فصلت۴۴)

ان آیات کریمہ سے واضح وروشن ہو جاتا ہے۔جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ لکھنا پڑھنا جانتے تھے یہ لوگ مشرکین مکہ کی بولی بولتے ہیں۔

جہاں تک کلمہ حج وحجاج کی وضاحت ہے یہ حرف ''ح''میں ملاحظہ کریں۔ہماری زیرنظر کتاب امکنہ وازمنہ حج،مسائل فقہی،حج کے اسناد قرآن احادیث،تاریخ نیز اس عظیم فریضہ کے اعلیٰ وارفع مقاصد کے علاوہ اس فریضہ کی انجام دہی میں حائل موانع وموافع قرامطہ زمانی سلاخان ومسخان اسراف کی نمائش گران خوجہ وخوجگان زمان کے کارسیاہ پر مشتمل ہے جسے عناوین کی ترتیب میں لانا دشوار تھا اس لئے ہم نے اسے معجم کی صورت میں پیش کیا ہے۔

علی شرف الدین

۱۴۲۳ھ

حرف "الف"

ابراہیم:

حضرت ابراہیم کے بارے میں تفصیل ہماری کتاب انبیاء قرآن آدم نوح اور ابراہیم میں دیکھیں حرف الف میں پہلا کلمہ نامی گرامی حضرت ابراہیم خلیل سے شروع کرتے ہیں کیونکہ حسب آیات قرآن کریم سب سے پہلے ان کا تعارف اللہ نے کیا جہاں اللہ نے فرمایا ہے ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ﴾

"اور یاد کرو جبکہ ہم نے ابراہیم کے لئے ٹھکانا بنایا بیت اللہ کی جگہ کو"۔ (حج ۲۶)

ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروخ کا سلسلہ نسب سام بن نوح سے ملتا ہے۔ آپ اور نوح کے درمیان ایک ہزار سال کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کے باپ کا نام آزر بتایا گیا ہے لیکن مفسرین یا علماء تاریخ یا عقائد اس سے اختلاف کرتے ہوئے آزر کو آپ کا چچا کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اعتقاد میں انبیاء کے والدین کا موحد ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس اصول وقانون کی کوئی دلیل عقل وقرآن میں نہیں ملتی کیونکہ قرآن کریم میں کئی جگہ بیان ہوا ہے کہ یخرج الحي من الميت و يخرج الميت من الحي ۔چنانچہ نوح کا فرزند کافر تھا جس سے نوح کی عظمت وبزرگی میں کوئی کمی نہیں آئی ۔ابراہیم خلیل کی چند خصوصیات وامتیازات قرآن میں بیان ہوئے ہیں جن میں سے ایک ابراہیم مکسر اصنام تھے جیسا کہ سورہ انبیاء آیت ۵۸ میں آیا ہے۔

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾

"پس اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بجز ان کے لئے ایک بڑے کے تا کہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں"۔

دوسری خصوصیات وامتیازات میں سے ہے کہ آپ معمار بانی بیت اللہ اعظم، کعبہ مشرفہ ہیں۔ معجم حج وحجاج میں بھی حسن اتفاق سے تسلسل طبیعی میں حضرت ابراہیم کا اسم گرامی آیا ہے۔ حضرت ابراہیم اوران کے فرزند برومند اسماعیل اور زوجہ کریمہ ہاجرہ کی یاد سے کعبہ حج ہمیشہ زندہ ہے یہ کیوں نہ ہو کیونکہ ابراہیم وہ ہیں جنھوں نے اللہ کی یاد میں اس کی توحید کی خاطر اس کا بندہ موحد بننے کی خاطر اپنے مشفق ومہربان باپ سے برات کا اعلان کیا اور خانہ وآشیانہ چھوڑ کر دیار غربت کو اپنے لئے آشیانہ بنایا۔ ایک طویل عرصہ آہ وحسرت تمنا کے بعد ملنے والی اولاد کو پیدا ہوتے ہی حکم اللہ کے تحت دشت وبیابان بے آب وگیاہ میں چھوڑ کر آنکھیں بند کر کے واپس جانے پر آمادہ ہوئے ۔آپ وہ ہستی ہیں جنھوں نے بیک وقت اللہ کی رضایت کی خاطر باپ سے نفرت اور بیٹے سے محبت ہوتے ہوئے آنکھیں صرف اللہ کی طرف رکھیں۔ لہٰذا اس وجہ سے ہر قسم کے شرک ریا آمیزش سے پاک مظہر عبادت کے لئے بنائے جانے والے اللہ کے گھر کیلئے لائق اور سزاوار بنے۔ سورہ حج آیت ۲۶ میں آیا ہے:

﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

"اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کا طواف قیام رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا"۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپکو مکان بیت سے آشنا کیا نیز اس کا معمار بنایا۔ تعمیر بیت کے بعد اللہ سبحانہ نے آپ کو مناسک حج سکھائے ،جبرئیل امین کی ہدایت ورہبری میں ابراہیمؑ واسماعیلؑ اعمال حج بجالائے ۔یہاں ہم آپکو ایک رائے کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ سورہ حج کی آیت ۲۷ کی تفسیر میں آیا ہے منادی حج ابراہیمؑ ہیں حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم کا ذکر قرآن کی ان آیات میں ہوا ہے۔

سورہ نساء کی آیت ۱۲۵ میں خلیل کہا گیا ہے: ﴿وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾

"ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا"۔

﴿وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾

''جب ابراہیم کو ان کے رب نے کلمات سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا''۔(بقرہ ۱۲۴)

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

''اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ فرمایا کیا تمہارا ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی فرمایا چار پرندے لو' ان کے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو' تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمتوں والا ہے''۔(بقرہ ۲۶۰)

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ ''کیا تم نے اسے دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا' جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے' وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں' ابراہیم نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ اب تو وہ کافر بھونچکا رہ گیا' اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا''۔(بقرہ ۲۵۸)

﴿ إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدمؑ کو اور نوحؑ کو' ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمایا۔ کہ یہ سب آپس میں ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے''۔(آل عمران آیت ۳۳-۳۴)

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ . هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ . مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ . إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴾

''اے اہل کتاب آخر ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو جب کہ توریت اور انجیل ان کے بعد نازل ہوئی ہے کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں ہے۔ اب تک تم نے ان باتوں میں بحث کی ہے جن کا کچھ علم تھا تو اب اس بات میں کیوں بحث کرتے ہو جس کا کچھ بھی علم نہیں ہے بیشک خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ مسلمان حق پرست اور باطل سے کنارہ کش تھے اور وہ مشرکین میں سے ہرگز نہیں تھے''۔(آل عمران ۶۵ سے ۶۷)

﴿ قُلْ صَدَقَ اللهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ . إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ . فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾

''کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے تم سب ابراہیم حنیف کے ملت کی پیروی کرو' جو مشرک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کیلئے برکت و ہدایت والا ہے۔ جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں' مقام ابراہیم ہے' اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس کے گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے''۔(آل عمران ۹۵ سے ۹۷)

﴿ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴾

''اور ابراہیم اپنے باپ کیلئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کیا تھا پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے''۔(توبہ ۱۱۴)

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ . إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ﴾

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تمہیں پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے ہاں آئے تو کہا آپ کو سلام ہے۔ اس نے کہا'' آپ

لوگوں کو بھی سلام ہے۔۔۔۔۔۔۔کچھ آشنا سے لوگ ہیں"۔(ذاریات۲۴۔۲۵)

﴿أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى ۔ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ﴾"کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے اور وفادار ابراہیم کے صحیفوں میں تھا"۔(نجم ۳۶ سے ۳۷)

﴿إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۔ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ﴾"یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی تھیں ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں"۔(اعلیٰ آیت ۱۸۔۱۹)

حضرت ابراہیم کا ذکر قرآن کے ۲۳ سوروں کی ۶۱ آیات میں آیا ہے۔بقرہ ،آل عمران ،نساء،انعام،توبہ ،ہود، یوسف،حجر،نحل ، مریم، انبیاء، حج،شعراء، عنکبوت،احزاب، صافات،شوریٰ،زخرف، زاریات،نجم،حدید،ممتحنہ ،اعلیٰ ،بینہ۔

قارئین قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کا نام اور تذکرہ متعدد عنوانات کے حوالے سے آیا ہے۔

۱۔ابراہیم کی سنت وسیرت امت محمد کیلئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔

۲۔دو اولوالعزم پیغمبر حضرت نوح و ابراہیم وہ ہستیاں ہیں جو راہ اللہ میں اللہ کی عبودیت و بندگی میں باپ بیٹے سے علیحدہ اور جدا ہونے والے ہیں۔نوحؑ نے اپنے بیٹے سے ہاتھ اٹھایا اور ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے۔

۳۔ابراہیم سورہ مبارکہ ممتحنہ۴﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾"تمہارے لئے بہترین نمونہ تو ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بالکل بری ہیں ہم نے تمہارا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے مابین ہمیشہ کیلئے دشمنی اور بیزاری آشکارا ہوگئی تا کہ تم اللہ وحدہ پر ایمان لاو اپنے باپ سے اتنی بات کی کہ میں آپ کیلئے ضرور مغفرت مانگوں گا اگر چہ میں آپ کے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں رکھتا اے ہمارے رب! ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے"۔کے تحت اہل ادیان اور اہل توحید کے لئے ذات ابراہیم اسوہ حسنہ ہے۔حضرت ابراہیمؑ جس گروہ سے نبرد آزما تھے وہ خرافات بت پرستی میں غرق اور عقل سے بے بہرہ گروہ تھا۔گویا ابراہیم اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ اور مجادلہ میں تھے۔

بعض افراد ابلیسی توجیہات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جو بھی ہو باپ بیٹا کا رشتہ باقی رہنا چاہیے باپ کا بیٹے سے محبت اور بیٹے کا باپ کے سامنے خاضع و خاشع ہونا لازمی ہے گر چہ دین و دیانت میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک دوسرے کی ضد میں کیوں نہ ہو یہ تلقیات ابلیسی باطنی ہے جس نے ہر طرف سے مثل ابلیس راہ ایمان میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے کہ اہل ایمان کا راستہ روک لیں۔لیکن یہ تعظیم وتوقیر وہاں تک ہے جب تک یہ اللہ کی راہ میں حائل نہ ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ کے کارناموں میں سے ایک بتوں کو پاش پاش کرنا اور خرافات کا مذاق اڑانا ہے۔یہاں سے ان روشن فکر روشن خیال علماء کا اساس دین سے بے بہرہ ہونا واضح ہوتا ہے جنہوں نے افغانستان میں بتوں کو توڑنے کی مذمت کی تھی کیونکہ ان کے بقول اسلام میں بت توڑنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تاریخ اسلام کو پڑھا نہیں ان کی نظریں فتح مکہ کے بعد کعبہ اور گردونواح کے بتوں اور بت خانوں کو مسمار کرنے کے واقعات پر نہیں پڑیں ابراہیم کو اللہ نے اپنا گھر دکھایا ہے اور اس کی معماری کا دستور دیا۔اس مناسبت سے ان کے مبارک نام گرامی سے اس معجم کے کلمات کا آغاز ہوا ہے۔

ابرہہ:

اس لشکر کے قائد کا نام ہے جو یمن سے قصدِ انہدامِ بیت اللہ کی خاطر سرزمین مقدسہ مکرمہ آیا تھا اس لشکر کا انجام کیا ہوا اس کا ذکر سورہ فیل میں آیا ہے اس کی تفصیل [کتاب دراسات تاریخیہ من القرآن قسم (۱) تالیف دکتور محمد بیومی مہران ص ۳۸۶] میں آئی ہے۔۵۳۱ میلادی کو لشکر حبشہ نے السمیفع اشوع کو ایک قلعہ میں محصور کیا اس کی جگہ پر ابرہہ نامی شخص جو کہ کسی یونانی تاجر کا غلام تھا کو حاکم بنایا گیا تھا۔نجاشی اس کو ہٹانے سے پہلے مر گیا تو ابرہہ نے اس کے جانشین سے معاہدہ کیا کہ وہ سال میں ایک مقدار جزیہ مالیت ادا کرے گا اس کے مقابل میں نجاشی اس کو یمن میں اپنا نائب تسلیم کرے گا اس طرح ابرہہ نجاشی کا یمن میں نائب تھا۔

اس نے دین نصرانیت کی نمائش کیلئے یمن میں ایک بڑا کنیسا بنایا اور اس کا نام کلیساء رکھا۔اس نے نجاشی کو وعدہ دیا کہ ہم عربوں کو ان کے مکہ میں موجود کعبہ سے ہٹا کر اس کلیساء کی طرف متوجہ کریں گے۔اس پر یمن میں موجود حج کرنے والوں کو اس اعلان سے صدمہ پہنچا چنانچہ انھوں نے اس کلیساء میں غلاظت پھینکی جس پر ابرہہ نے فیصلہ کیا کہ مکہ میں موجود کعبہ کی توہین کروں گا نیز اس کا نشان مٹا دوں گا۔

ابرہہ نے قسم کھائی کہ ہم بنی کنانہ کو ختم کریں گے اور کعبہ کو گرادیں گے۔کعبہ کو گرانا ابرہہ کی سیاست کشورکشائی میں سے تھا سیاسی تحلیل گروں کا کہنا ہے نجاشی اور یمن والوں کو اکسانے میں درحقیقت روم کا کردار تھا جو مرکز نصاریٰ تھا۔انہوں نے عرب ممالک سے اور اپنے استقلال قائم کرنے کیلئے یہ اقدام کیا لیکن انھیں بڑی ہزیمت اٹھانا پڑی۔جیسا کہ سورۂ فیل میں ہے۔

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ﴾

"کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے پس انھیں کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا"۔

جس سال کعبہ پر ابرہہ نے حملہ کیا وہ میلاد مسیح کے ۵۷۱ سال گزرنے کے بعد کا دور تھا۔عربوں نے اس واقعہ کو اپنی تاریخ عربیت کا ایک موثر قرار دیا اور اس سے اپنی تاریخ کا آغاز کیا۔کہتے ہیں اصحاب فیل ۱۷ محرم کو آئے اور اسی دن نبی کریم ؐ کی ولادت ہوئی تھی۔اگر لشکر ابرہہ کعبہ کو مسمار کرنے میں کامیاب ہوتا تو مسیحیت دنیا پر چھا جاتی نمی دانم تاریخ کا اونٹ کس کروٹ پر بیٹھتا لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے چنانچہ ابرہہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ابرہہ کا واقعہ گزرنے کے چالیس سال بعد نبی کریم ؐ کو اس واقعہ یا حادثہ سے اس انداز میں اتنا اطمینان وتسلی بخش خطاب ہوا لیکن اب آپ کو حاضر وناظر انداز میں آپ سے تخاطب میں ایک سورہ آپ پر نازل کی اس کا نام قرآن میں سورہ فیل ہے۔اس سورہ کی لغوی صرفی اور نحوی ابحاث میں ہم وارد نہیں ہونگے کیونکہ ایسا کرنا ہم جیسے ادب عربی سے نابلد انسان کیلئے ممکن نہیں دوسری طرف یہ عمل ہمارے عبا وقبا وعمامہ میں ملبوس حوزات ومدارس کے فارغ التحصیل افراد پر بہت گراں گزرے گا۔اور وہ ہم پہ تنقید واعتراض سے اپنے دل کو مطمئن کرنے لگیں گے وہ تو ہمیشہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ ہم سے کوئی ادبی غلطی سرزد ہو جسے وہ اٹھائیں۔جیسے انکا کہنا ہے عربی قواعد جو دین کی اساس ہیں ان سے ہم نابلد ہیں۔لہٰذا ہم صرف اس سورہ میں موجود اہم نکات کو اٹھائیں گے کہ اس سورہ میں نبی کریم ؐ کی ولادت سے پہلے کے مرحلہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔اس میں نبی کریم ؐ کیلئے کونسی خبر تھی جو اہمیت کی حامل تھی۔دوسرا قرآن میں اسے ایک سورہ کی صورت میں رکھنے میں آنے والے مسلمانوں کیلئے کیا پیغام ہے اور اسکی کیا اہمیت وکردار ہے۔

ابرہہ کی ایک کوشش یہ تھی کہ کعبہ کا نام صفحۂ تاریخ سے مٹ جائے چنانچہ اس سلسلے میں ابرہہ کی خواہش کی تکمیل کے طور پر بعض مسلمان کعبہ پر زیارات کی برتری کو ثابت کرنے والے اقدامات انجام دے رہے ہیں جو کھلم کھلا قرآن وسنت محمدؐ اور حتیٰ آئمہ واصحاب کی سنت کے خلاف ہے۔اس سورہ میں پہلا نکتہ ابراہہ کا کعبہ پر لشکر کشی کرنا ہے اس کا پس منظر کیا تھا۔اہل مکہ جو بے سروسامانی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے تو کیونکر ایک بڑی طاقت ایک پتھروں کے بنے گھر پر حملے کیلئے کمربستہ ہوئی یہ گھر کیونکر ان کی آنکھوں کا کانٹا بنا اور اس کیلئے انھیں کتنی تمہیدات بنانی پڑیں۔

دوسرا نکتہ اللہ نے کس طرح انھیں ایک دردناک عذاب میں مبتلا کیا اور یہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔تیسرا نکتہ اس سے امت اسلامی کیلئے کیا عبرت اور سبق مقصود تھا۔

ابرہہ نے تاراجی کعبہ کیلئے کچھ تمہیدات بنائیں جن سے ہم اپنے دور کے ابرہہ کے ان عزائم کا موازنہ کریں گے ابرہہ نے بیت اللہ کو منہدم کرنے کیلئے حربے اپنائے ہیں۔اور ان میں یہ کس حد تک کامیاب ہوا اور کس حد تک اسے ناکامی کا سامنا ہوا اور کس حد تک ذلت وخواری اور ہزیمت اٹھانا پڑی۔کعبہ مطاف وقبلہ مسلمین عالم ہے۔اس کے گرد کو مسجد الحرام کہا گیا ہے دور حاضر کے قرامطہ کے پالیسی سازوں بازوں نے کعبہ سے صرف نظر کرنے کیلئے جگہ جگہ کتنی بارگاہیں

اورضریحیں بنائی ہیں اوران ضریحوں اورزیارات کی برتری وفضیلت کے لئے کتنے قصے کہانیاں گڑھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان بارگاہوں میں ایک حاضری کا آپ سینکڑوں حجوں سے بھی موازنہ نہیں کرسکتے ہیں نیز یہاں حاضر ہونے والوں کو قرمطی شیوخ جنھر سے بھی تشبیہ دیتے ہیں غرض یہاں حاضر ہونے والے کعبہ کی طرف جانے والے ہر راستے کو روکنے پر تلے ہوئے ہیں اور حج پر زیارت کو فضیلت و تقدم اور مسجد الحرام میں نماز کے مقابل میں رہائش گاہوں میں جماعت کو مقدم کرنے کیلئے قرآن اور سنت سے نابلد افراد سے امامت کروائی جاتی ہے۔نیز پورے مکہ کی مساجد کو مسجد حرام کے برابر شمار کرتے ہیں لشکر ابرہہ نے دورخی منافقت گرائی سے ہر مسجد کے قرب وجوار میں حیلہ و بہانہ سے مساجد بنائیں۔جس کا آغاز نبی کریمؐ کی حیات میں ہوا ہے۔آپ نے اس مسجد کو ضرار اسلام و مسلمین کا نام دے کر مسمار کرایا۔آپ کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا۔ہمارے ملک میں ابرہہ کے نمائندہ تاجروں اور مفاد پرستوں نے لوگوں کو ورغلا کر مساجد بنائی ہیں۔جہاں یہ مساجد نہیں بنا سکے وہاں انہوں نے امام بارگاہ،حسینیہ اور کبھی عزاء خانہ کے نام سے تعمیرات کی ہیں۔

ان مساجد میں آیات اللہ عظام اور علمائے کرام سے امامت کروا کر اجتماع مسلمین کو منتشر و تقسیم کیا اور ہر آئے دن پرانی مسجد کی توسیع و آرائش اور نئی مساجد کی تعمیر میں سرگرم ہوئے تاکہ اس کے ذریعے انہیں کمیشن ملے نیز مساجد میں حاضری کم ہو جائے۔دوسری طرف ان مساجد میں اسلام کی ترجمانی پر پابندی ہے۔اب یہ مساجد الحاد و سیکولرزم اور فرقوں کی ترجمان بن گئی ہیں۔اس کی ایک زندہ مثال ہمارے علاقہ سکردو کی مرکزی مسجد ہے۔جہاں آج تک اسلام و مسلمین کے درد والم کے بارے میں کبھی کوئی ترجمانی نہیں کی گئی بلکہ ہمیشہ سے یہ ابرہہ یمن کی نمائندگی کر رہے ہیں چنانچہ اس وقت علاقہ بلتستان الحادیوں کے نرغے میں ہے اس کے بارے میں سند نہیں کھولتے ہیں نہ کسی کو اجازت ہے جبکہ یہاں اسلام کے مذاق اڑانے والے کے حق میں بیانات دیئے جاتے ہیں۔یہ کعبہ کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ ابرہہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اب تو بنا تنگ دہل لوگوں کی اہانت اتنی بڑھ گئی کہ وہ کہتے ہیں مکہ میں بدبو آتی ہے اور کربلا میں خوشبو آتی ہے گویا جہاں ابھی بیت اللہ بھی موجود ہے وہاں لشکر ابرہہ کی کوششیں بھی جوں کی توں موجود ہیں اگر کوئی قرآن کو ماننے اور اس پر عمل کرنے والا مسلمان ہے تو مسلمانوں کا ایک ہی کعبہ اور ایک ہی مسجد الحرام ہے یہ ہر دس قدم کے فاصلہ پر نہیں،زرق و برق سے آراستہ نہیں اور نہ وہ عاد و ثمود اور این جی اوز کے پیسوں سے ہے اور نہ سرمایہ داروں کے مخلوط از حرام پیسوں سے چنانچہ مشرکین قریش مال حرام سے کعبہ بنانے پر آمادہ نہیں ہوئے لیکن مسلمان موحد اور عالم وزاہد این جی اوز کی دی گئی رقوم سے مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔اگر مسجد ضرار حلال رقم سے بھی تعمیر کی جائے تو بھی یہ ایک کار شیطانی ہے۔مساجد کی تعمیر دیگر مساجد کی ضد و رقابت میں نہیں ہو سکتی ہے۔

اللہ نے ان کو اندر داخل ہونے نہیں دیا اور ایک ایسا لشکر بھیجا جو انکے وہم و خیال میں بھی نہیں تھا۔اللہ نے کیوں ان پر ابابیل کو استعمال کیا؟اس لئے کیونکہ دشمن مغرور تھا کہ ہم ایک نئے جنگی وسیلے سے حملہ کریں گے اور اس سے کعبہ کی تذلیل و اہانت کریں گے اور ہاتھیوں کی گندی سونڈیں کعبہ پر ماریں گے۔ان کے جواب میں اللہ نے انھیں وہ عذاب دیا کہ سابق زمانے میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ایسے پرندے ان پر حملہ آور ہوئے جنہوں نے اپنے چونچوں میں پتھر اٹھا رکھے تھے اور انکے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لشکر کو ذلیل و خوار کیا۔اس واقعہ سے موجودہ دنیائے کفر و شرک استعمار وامریکہ و یورپ یہ باور کرسکتے ہیں کہ اگر انھوں نے مقدسات اسلام پر حملہ کیا تو وہ بچ نہیں سکیں گے۔دردمند مسلمان مایوس نہ ہوں،اللہ ہی حافظ اسلام ہے اور اسکے ناموس کی حفاظت کرنے والا ہے۔پیغمبر اکرمؐ پریشان ہوئے تو اللہ نے انھیں خوشخبری دی کہ جب آپ نہیں تھے تو بھی ہم نے اس گھر کو بچایا۔جس ذات نے اس گھر کو اس وقت بچایا اور طاغوتوں کو ذلیل کیا آج بھی وہ اس گھر کو بچائے گا۔کتنا تسلی بخش جملہ تھا جو دور پرویزی میں امام کعبہ نے فرمایا مسلمانوں پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اس قلعہ کو کوئی نہیں گرا سکتا ہے ہر فرعون جو یہاں اسلام کو چھیڑ چھاڑ کرتا ہے جلد ہی رب العالمین زوال کو اس کا مقدر بنا دیتا ہے۔

ابوقبیس:

یہ مکہ کے مشہور و معروف پہاڑوں میں سے ہے جو کعبہ مکرمہ کے مشرق صفا پر واقع ہے اہل مکہ کا کہنا ہے اس پہاڑ کی چوٹی سے طائف نظر آتا ہے اس کی چوٹی پر ایک مسجد ہے جو بلال کے نام سے ہے یہ وہ پہاڑ ہے کہ جب سورہ مبارکہ شعراء آیت ۲۱۴ نازل ہوئی تو آپؐ نے اس پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر اپنے قبیلہ

کوانذار کیا تھا جسے باطنیہ منحوسہ نے دعوت ذوالعشیرہ کا نام دیکر کھانے کے نام کی دعوت کی کہانی گھڑی ہے۔

ابوالولید:

انہوں نے سب سے پہلے مکہ اور کعبہ کے بارے میں اخبار مکہ کے نام سے کتاب لکھی ہے ان کی کنیت ابوالولید ہے نام محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ولید بن عقبہ غسانی ارزقی مکی صاحب کتاب اخبار مکہ ہیں۔

اسلام:

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن حج ہے حج میں مرکزی حیثیت کعبہ کو حاصل ہے کعبہ کے بارے میں امام جعفر صادق کا فرمان ہے "اسلام باقی ہے جب تک کعبہ باقی ہے" کعبہ اور اسلام میں تلازم ہے یعنی یہ ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں لہٰذا ہمیں دونوں کو سمجھنا ہے حج کا کعبہ سے اور کعبہ کا اسلام سے آپس میں کیا رشتہ ہے۔ کسی چیز کی تعریف کے بارے میں علماء منطق کہتے ہیں "تعریف جامع افراد مانع اغیار ہونی چاہیے یعنی ایسے تمام افراد اس میں داخل ہوں اور اس سے غیر متعلق اس میں شامل نہ ہوں"۔

تعریف مرکب ہے جنس وفصل سے۔ جب سے فرقے وجود میں آئے اسلام تحت شعاع آ گیا ہے۔ اسلام ایک معمہ بنا اور اس کی تعریف مشکل بنی ہے جہاں کہیں کوئی چیز جنس وفصل سے مرکب ہو تو تعریف جنس سے ناقص ہو جاتی ہے تعریف یا تو تنہا فصل سے ہوتی ہے یا جنس وفصل دونوں سے مرکب تنہا جنس سے نہیں ہوتی ہے جو جنس اور فصل کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ اسلام جو کہ ایک دین حقیقت ناصعہ تھا وہ جنس تصور ذہنی بنا۔ اس وقت اسلام ایک جنس اور فرقے اس کی فصل بنے ہوئے ہیں یعنی عالم وجود میں فرقے تو نظر آتے ہیں لیکن اسلام نظر نہیں آتا۔ لہٰذا اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اگر آپ جواب دیں کہ میں مسلمان ہوں تو وہ شخص ناراض ہو جاتا ہے کہ آپ نے اسے صحیح اور قانع جواب نہیں دیا۔ حسب نقل محمد علی نقوی صاحب کہ جب انہوں نے حج کیلئے داخل کردہ فارم میں اسلام لکھا تو افسر مجاز نے اسے مسترد کر دیا اور کہا آپ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اسے واضح کریں اس سے پتہ چلتا ہے کہ عالم اسلام میں فرقے ہیں لیکن جو فرقے سے الگ ہے وہ لوگوں کی نظر میں مسلمان نہیں ہے۔ یہی مسلمانوں کا المیہ ہے چنانچہ جو تعارف ہے وہ فرقہ کا ہے۔ ایام عزا میں مغرب سے آنے والے خطباء حضرات جیسے قبلہ ذکی باقری نے خوجوں کے اجتماع سے خطاب کر کے کہا کہ آپ لوگوں میں سے کون اسلام سے چڑتا ہے، اسلام یہاں نہیں ہے مغرب میں ہے اسی طرح انہوں نے طنزاً نظام اسلام کے داعیوں سے کہا کہ یہاں کہاں اسلام ہے کہ آپ نافذ کریں گے اسلام تو کب سے یہاں کے حکمرانوں نے مغربی حکومتوں کے گروہ میں کنندہ کر دیا ہے۔ علماء کہتے ہیں 'مغرب میں اسلام ہے مسلمان نہیں اور یہاں مسلمان ہیں اور اسلام نہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور مسلمان دو چیزیں ہیں اور انکا آپس میں اختلاف ہے جو ایک وقت یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔

اسلام جو مغرب میں ہے اس سے مراد یہ شناخت ہے:

۱۔ علوم پرستی، سب کچھ علم ہے، ہمیں صرف اس کے سامنے جھکنا ہے علم کی ذیلی شاخیں ترقی وتمدن وغیرہ۔

۲۔ مرد وعورت میں کسی بھی حوالے سے امتیاز نہ ہو۔

۳۔ انسان حیوان میں کوئی فرق نہیں۔

۴۔ دولت کی فراوانی کے بعد دین سے بے نیازی۔ یہ جو تعریف قبلہ ذکی نے فرمائی ہے یہ خود مغرب والوں کے کہنے پر تیار نہیں ہوئی یہ صرف یہاں بلاد اسلام سے عیش ونوش پدر ومادر آزادی یا بقول بعض کھلی آزادی کے خواہاں لوگ یا سینہ کوبی، گھوڑا پرستی اور جھولہ پرستی کیلئے جانے والوں کا عقیدہ ہے۔

جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: **"دین عنداللہ اسلام ہے"**۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام کے دو طرف ہیں ایک بقول ذکی باقری جو مغرب والوں کے لیے بنا ہے اس کے بانی ذکی باقری اور ان کا گروہ ہے دوسری شکل اللہ کی طرف سے ہے جسے نبی حضرت محمدؐ لائے ہیں۔

۱۔ ذکی باقری صاحب نے فرمایا کہ اسلام مغرب میں ہے۔ اس کے تحت حکومت وقت پر واضح کرنا چاہیے کہ آپ لوگ کیوں پریشان ہے یہاں اسلام نہیں ہے یہاں

صرف فرقے ہیں اور فرقوں میں اسلام نہیں۔ جب مسلمان اسلام سے الرجک ہوں جیسا کہ خوجہ وخوجگان ہیں اور اسلام کو اپنے لئے عیب سمجھتے ہیں تو یقیناً ان کے دل میں کعبہ سے بھی اتنا لگاؤ نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ ایک فرقے کے پیروکاروں کے طور پر وہاں حاضر ہوتے ہیں وہ بحیثیت مسلمان حاضر نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ حاجیوں کے اخلاق ومعاشرت سے واضح نظر آتا ہے کہ وہ دوسرے فرقے کو مسلمان کے طور پر دیکھنے کیلئے تیار نہیں بلکہ وہ دوسروں کو اپنے فرقے کے حریف ورقیب سمجھتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ فرقوں کا اجتماع ہے لہٰذا یہ فرقوں کی بولی بدلتے رہتے ہیں۔ ہوٹلوں میں فرقوں کی بولی بولتے ہیں حرم پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں ہم سب ایک ہیں۔ ہوٹلوں میں کہتے ہیں کہ وہ دوسرے لوگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتنا عظیم اجتماع گرچہ دشمنان اسلام کی آنکھوں میں کانٹا بنا ہوا ہے لیکن خود مسلمانوں کیلئے اللہ نے جو فوائد اس حج میں پوشیدہ رکھے ہیں اس سے آج کے مسلمان مستفید نہیں ہو رہے۔

اسماء کعبہ: [بلوغ الارب معرفۃ الاحوال عرب ج ۱ص ۲۳۷][کتاب شفاء الغرام ج ۱ص ۲۰۶]

مکہ مکرمہ متعدد اسماء سے مسمّیٰ ہے کعبہ مشرفہ کیلئے اسمائے شریفہ ہیں۔

۱۔ ایک تو سب سے مشہور ومعروف نام کعبہ ہے۔

﴿ یـاَیُّهـا الَّـذِینَ آمَنُوا لاتَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِهِ ذَوا عَدْلٍ مِنْکُمْ هَدْیًا بالِغَ الْکَعْبَةِ اَوْ کَفَّارَةٌ طَعامُ مَساکِینَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیامًا لِیَذُوقَ وَبالَ اَمْرِهِ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِیزٌ ذُو انْتِقامٍ﴾

"اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ کرنا اور جو تم میں سے اس کو قصداً مارے گا تو اس کا بدلہ اسی طرح کا جانور ہے جیسا کہ اس نے مارا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر کریں گے یہ نیاز کی حیثیت سے خانہ کعبہ کو پہنچایا جائے یا کفارہ دینا ہوگا مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اسی کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تا کہ وہ اپنے کیے کا وبال چکھے جو ہو چکا اللہ نے اس سے درگزر کیا لیکن جو کوئی پھر کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے"۔ (مائدہ ۹۵)

﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرامَ قِیامًا لِلنّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلائِدَ ذٰلِکَ لِتَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ ما فِی السَّماواتِ وَما فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیمٌ﴾

"اللہ نے کعبہ، حرمت والے گھر کو لوگوں کے لئے مرکز بنایا اور حرمت کے مہینوں قربانی کے جانوروں اور گلے میں پٹے پڑے جانوروں کو شعیرہ ٹھہرایا یہ اس لئے کہ تم جانو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔ (مائدہ ۹۷)

۲۔ بکہ:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّةَ مُبارَکًا وَهُدًی لِلْعالَمِینَ﴾

"بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے عالم والوں کیلئے برکت اور ہدایت کا مرکز"۔ (آل عمران ۹۶)

۳۔ بیت الحرام:

﴿یـاَیُّهـا الَّـذِینَ آمَنُوا لاتُحِلُّوا شَعائِرَ اللّٰهِ وَلاَالشَّهْرَ الْحَرامَ وَلاَالْهَدْیَ وَلاَالْقَلائِدَ وَلاآمِّینَ الْبَیْتَ الْحَرامَ یَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوانًا وَاِذا حَلَلْتُمْ فَاصْطادُوا وَلایَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرامِ اَنْ تَعْتَدُوا وَتَعاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلاتَعاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیدُ الْعِقابِ﴾

"اے ایمان والو! شعائر الٰہی کی بے حرمتی نہ کرنا، نہ محترم مہینوں کی نہ قربانیوں کی نہ پٹے بندھے ہوئے نیاز کے جانوروں کی نہ بیت اللہ کے عازمین کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طالب بن کر نکلتے ہیں اور جب تم حالت احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کرو اور کسی قوم کی دشمنی کہ اس نے تمہیں مسجد الحرام سے روکا ہے تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم حدود سے تجاوز کرو اور تم نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو گناہ اور تعدی میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت پاداش والا ہے"۔ (مائدہ ۲)

۴۔ بیت العتیق:

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾
''پھر وہ اپنے میل کچیل دور کریں، اپنی نذریں پوری کریں اور بیت قدیم کا طواف کریں''۔(حج ٢٩)
﴿ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾
''تمہارے لئے ان میں ایک خاص وقت تک مختلف قسم کی منفعتیں ہیں پھر ان کو قربانی کیلئے قدیم گھر کی طرف لے جانا ہے''۔(حج ٣٣)

۵۔بلدالامین:

﴿ أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ﴾
''نہیں! میں قسم کھاتا ہوں اس سرزمین کی اور تم اسی سرزمین میں مقیم ہو''۔(سورہ بلد ١۔٢)

٦۔ام القریٰ:

﴿ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴾
''اور یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے اتاری بابرکت مصداق اپنے سے پہلے کی چیز کی اور تا کہ ہوشیار کردے ام القریٰ اور اس کے اردگرد والوں کو اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لائیں گے اور وہی نماز کی حفاظت کرتے ہیں''۔(انعام ٩٢)
یہ چھ نام قرآن کریم میں آئے ہیں۔اسکو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دائرہ ہے۔کعبہ صرف اس گھر کو کہتے ہیں اور اگر کوئی اور چیز بھی چہار گوشہ ہو تو اسے بھی کعبہ کہتے ہیں۔یہاں جبار و ظالمین کی گردن دبائی جاتی ہے۔بیت العتیق یعنی آزاد گھر اللہ نے تمام جباروں کے قبضے سے اس گھر کو آزاد رکھا ہے کہیں بھی اور کسی بھی وقت یہ کسی کے قبضے میں نہیں آیا اور نہ ہی کوئی جبار اس پر اپنا تسلط قائم کر سکا۔
کعبہ قبلہ عالم ہے۔کرہ ارضی پر بسنے والے مسلمان تمام کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں (کتاب شفاء الغرام ج ١ ص ٢١٢) قاضی حرمین محب الدین نوری نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ٦٦٢ھ میں کعبہ کی سمت بیان کی ہے۔

اسماعیل:

ذکر اسماعیل قرآن میں گیارہ بار آیا ہے۔
﴿ وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴾
''ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھو''۔(بقرہ ١٢٥)
قرآن کریم میں حضرت اسماعیل بن ابراہیم کے علاوہ ایک اور اسماعیل کا ذکر سورہ انعام ٨٦ میں آیا ہے۔یہاں اسماعیل سے مراد اسماعیل بن ابراہیم ہے
حضرت اسماعیل کا ذکر اس معجم میں اس وجہ سے لائق سزاوار بلکہ نگین معجم حج وحجاج ہوگا کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کعبہ اور حج کا ذکر آئے اور اسماعیل کا ذکر نہ آئے تو یہ اس معجم کے بڑے عیوب میں سے ہوگا۔
﴿ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾
''ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے''۔(بقرہ ١٢٧)
یہاں ہماری مراد اسماعیل بن ابراہیم ہے جو تعمیر کعبہ میں ابراہیم کے شریک تھے۔یہاں اسماعیل کا ذکر دو مرتبہ آتا ہے۔
پہلے تعمیر بیت اللہ میں اسماعیل شریک تھے اور دوسرا حج ابراہیم میں شریک بنے کیونکہ حج کا ایک واجب قربانی ہے اسماعیل جزء حج ابراہیم بنے تعمیر بیت میں اسماعیل کا

امتحان تھا کہ اسماعیل حصہ لیتا ہے یا نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے اسماعیل کے دل میں کوئی گھٹن یا نفرت کی مانند کوئی چیز ہو ابراہیم کو یہ خطرہ تھا کہ اسماعیل کے ذہن میں تمام ماجرا جو وہ اور ان کی ماں ہاجرہ پر گزری ہے ایک سیاہ داغ کی صورت میں نقش بند ہو گیا تو وہ کسی بھی غسال سے دھلنے کے قابل نہیں، جو عام طور پر اولادوں میں ہوتا ہے چنانچہ یہ تاثرات حضرت یعقوب نبی کی اولادوں میں بطور نمایاں نظر آتا ہے۔ اس سے صرف دو ہی گروہ بچ جاتے ہیں ایک ارباب اقتدار جو قتل یا دولت وسلطنت کی فیوضیات سے محروم ہونے سے ڈرتے ہیں وہ مظاہرہ نہیں کرتے ہیں، دوسرا وہ جو اللہ کے ہاں مقام شامخ عبودیت خالص کے درجہ پر فائز ہو اور خود کو ہر حالت میں تابع دین وشریعت رکھتا ہو۔

حضرت اسماعیل کے اندر یہ خبث ہے یا نہیں حضرت ابراہیمؑ نے چند بار ان کا امتحان لیا کہ کہیں ان پر اور ان کی ماں پر حکم الٰہی کے تحت یہاں چھوڑنے کے برے اثرات تو مرتب نہیں ہو گئے کہیں ان کے اندر خباثت نے جگہ تو نہیں بنائی ہے۔ پہلے اپنی زوجہ اور پھر اسماعیلؑ کا امتحان لیا کہ ان میں خیانت کی جگہ بنی ہے یا نہیں اور اگر بنی ہے تو ضرور کہیں گیں کہ ہم تو نہیں کریں گے یہ حق ہم نے آپ کو نہیں دیا ہے۔ لیکن یہاں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک نبی اس طرح کیسے کہہ سکتا ہے کیونکہ اسماعیل نبی تھے؟ لیکن یہ بات واضح ہے کہ اس وقت اسماعیل کے نبی بننے کا نہ ابراہیم کو پتہ تھا نہ اسماعیل کو، جب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ اسماعیل کے اندر یہ خباثت مس نہیں ہوئی ہے تو ان کو شریک معمار بنایا جب شریک معمار بن گئے تو پھر شریک حج بھی بنایا، جس کا ذکر کلمہ ذبح میں آئے گا۔

اشہر حرم:- [مکہ و مدینہ تالیف ڈکتور احمد ابراہیم ص ۱۹۴]

سورہ توبہ کی آیت

﴿ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴾

"مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت و ادب کے ہیں یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی حاجتوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے"۔

اشہر حرم میں چند ابحاث ہیں یہ بارہ مہینوں میں سے کونسے مہینے ہیں کیونکہ قوموں میں مختلف قسم کے مہینے رائج ہے:

۱۔ تخمینی انداز دو گھڑی کے مہینے ۲۔ شمسی مہینے ۳۔ قمری مہینے

اسلام میں رائج مہینے قمری مہینے ہیں سورہ مبارکہ بقرہ ۱۹۷ آیا ہے ﴿ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ "حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے۔"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ مہینے قمری ہیں جو چاند کے حساب سے ہیں لیکن یہ چار مہینے کونسے ہیں اس کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ اس کو عوام الناس میں طے شدہ مہینوں پر موکل کیا ہے **الحج اشھر معلومات** کہا ہے حج معروف و مشہور مہینوں میں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حج کا فریضہ اپنی جگہ ایک مہینہ یا دنوں میں طے نہیں پاتا بلکہ فریضہ حج کے لئے چند مہینے درکار ہیں یہ جو چند مہینہ ہیں وہ کس حساب سے ہیں اس میں اختلاف ہے اکثر و بیشتر کا کہنا ہے ذیقعدہ ذی الحجہ محرم ہیں بعض نے کہا ہے یہ شوال ذیقعدہ ذی الحج کے مہینے ہیں۔

یہ اشہر حرم چار ہیں روایات میں تین آئے ہیں۔ جبکہ آیت میں اشہر حرم آیا ہے لہذا ایک مہینے کا روایات میں آیا ہے کہ یہ ان تین مہینوں سے جدا و الگ ہے اور وہ رجب کا مہینہ ہے۔ عربوں نے ان چار مہینہ میں یہ طے کیا کہ دور دراز کے علاقوں سے آنے والے امن و امان سے مکہ پہنچ جائیں اور فرائض و واجبات انجام دینے کے بعد امن و امان سے واپس گھروں تک پہنچ جائیں۔

اضحیہ:

اضحیہ وہ حیوان ہے جو تقرب الی اللہ کیلئے یوم اضحیٰ کے دن ذبح کیا جاتا ہے اس کے مفہوم میں ایک لفظ قربان ہے یعنی اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لئے

ذبح کیا جاتا ہے یا اسم عام ہے چاہے ذبح کرنے والا ہو یا بغیر ذبح قربان۔ ہر وہ چیز جو اللہ سے قرب حاصل کرنے کیلئے ہو چاہے ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ۔ اس حوالے سے قربانی ایک عام ہے اس کو ہدیہ بھی کہتے ہیں دیگر حیوانات جو ایام نحر میں مکہ میں ذبح ہوتے ہیں تمتع کیلئے قران کیلئے یا کفارہ کیلئے ان کو بھی ہدیہ کہا جاتا ہے ہدیہ اور اضحیہ دونوں ذبیحہ ہیں۔

اضحیہ جس کی جمع اضاحی ہے اس کو، الضحیۃ بھی کہتے ہیں اس کی جمع ضحایا آتی ہے۔ یہ یوم الاضحیٰ کو کہا جاتا ہے جس دن صبح کے وقت لوگ نکلتے ہیں۔ اس کی دو تعریف کی گئی ہیں ایک اس گوسفند کو کہا جاتا ہے جو سورج سر پر آنے کے وقت ذبح کیا جاتا ہے اور دوسرا اضحیٰ جو اس گوسفند کو کہتے ہیں جو اس دن ذبح کرتے ہیں۔ شریعت میں ہر وہ چیز جو تقرب الی اللہ کے لئے ایام نحر میں ذبح کی جائے اسے اضحیہ کہا جاتا ہے اگر وہ چیز تقرب الی اللہ کیلئے نہ ہو تو اس کو اضحیٰ نہیں کہا جائے گا۔ اگر غیر اللہ کیلئے ذبح کیا گیا ہو جیسے فروخت کرنے یا خود کھانے کیلئے یا مہمان نوازی کے لئے ذبح کیا جائے تو انھیں اضحیہ نہیں کہتے۔ اسی طرح دوسرے دنوں میں تقرب الی اللہ کیلئے ذبح ہونے والے جانوروں کو بھی اضحیہ نہیں کہتے۔ عقیقہ کیلئے ذبح ہونے والے بھی اضحیہ نہیں۔ حج تمتع یا قران یا ترک واجبات یا کفارہ کیلئے جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں انھیں بھی اضحیہ نہیں کہتے۔

[فقہ اسلامی ج ۴] میں فقیہ عالی دکتور وہب زاحیلی فرماتے ہیں ' اسم لما یضحی او لما یذبح ایام عید الاضحی اضحیہ' یوم اضحیٰ میں ذبح ہونے والے حیوان کو کہتے ہیں فقہی اصطلاح میں ایک حیوان مخصوص کو وقت مخصوص میں بقصد تقرب الی اللہ ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔

اضحیہ یعنی مکہ سے باہر علاقوں میں نحر کے دن ذبح کرنے کے بارے میں علماء نے چند دلائل پیش کئے ہیں۔

اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں کہتے ہیں اضحیہ ہجرت کے دوسرے سال واجب ہوا۔ عید کی نماز اور زکوۃ مال بھی اسی سال واجب ہوئے۔ اور اسکی حکمت میں شکر الٰہی، اسکی نعمات اور سنت ابراہیم کا احیاء ہے جہاں اللہ نے ابراہیم کو اپنے فرزند کے بدلے میں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی دلیل کتاب اور سنت واجماع ہے۔

سورہ کوثر کی آیت ﴿فصل لربک وانحر﴾ اس میں صلاۃ سے مراد صلاۃ عید ہے نحر سے مراد نحر بدن ہے۔ سنت اس فعل کو کہتے ہیں جو پیغمبرؐ نے کیا ہو یا پیغمبرؐ نے کسی کو کرنے کیلئے رغبت دلائی ہو یا چھوڑنے والے کی مذمت کی ہو، اس بارے میں یہ احادیث پیش کرتے ہیں ان احادیث میں سے ایک حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابن آدم کے لئے یوم نحر اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل خون بہانا ہے یہ حیوان قیامت کے دن تک اپنے سینگ اور بالوں کے ساتھ تر و تازہ آئے گا جو خون اللہ کیلئے بہایا جاتا ہے یہ خون زمین پر بہنے سے پہلے کسی اور جگہ بہتا ہے اس کو خوشی سے ذبح کرو۔

دوسری روایت حضرت انس سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ نے دو خوبصورت گوسفند ذبح کئے اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنے پاؤں کو اس کے سر پر رکھا ہوا تھا اور بسم اللہ اور تکبیر پڑھتے ہوئے ذبح کیا مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں اضحیٰ اپنی جگہ شرعی ہے اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے یہ حیوان قیامت کے دن اس شکل و صورت میں محشور ہونگے۔

اضحیہ کی سند "مشروعیت اضحیہ" کے بارے میں موسوعہ فقہیہ تالیف کبار علماء ۵ ص ۷۵ میں چند دلائل سے استدلال کیا گیا ہے۔

۱۔ سورہ کوثر کی آیت فصل لربک و انحر۔

جہاں تک سورہ کوثر ہے قرآن کریم کی آیت میں ایک موضوع "تناسب آیت" کا ہے۔ تناسب آیت میں علماء یہاں تک فرماتے ہیں کہ ترتیب سوروں میں بھی تناسب کا خیال رکھا گیا ہے۔ جیسے بڑے بڑے سوروں کی آیات میں بھی ایک تناسب اور نقطہ اتحاد بیان کیا ہے کہ یہ سورہ کل کا کل اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ لہذا اس چھوٹے سورے میں ابتدائی اور اختتامی کلام پیغمبر اور آپ کے دشمن کے بارے میں آیا ہے۔ ابتداء میں فرماتے ہیں ہم نے آپ کو بہت چیزیں دیں اور آخر میں فرماتے ہیں آپ کا دشمن مفلوج و مقطوع اور دم بریدہ ہوگا۔ اسی طرح درمیان میں صلاۃ اور نحر کا ذکر کیا ہے۔

مفسرین نے صلاۃ کے معنی نماز اور نحر کے معنی ذبح اونٹ کے کئے ہیں یہ دو حکم اپنے سابق و ماسبق سے غیر مربوط اور غیر مستقیم نظر آتے ہیں۔ ان دو کلموں سے نماز اور قربانی کا معنی اخذ کرنے کی توجیہہ میں علماء نے کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے۔ قرآن کی تفسیر میں مفسرین کی اس تفسیر کو تفسیر بالرائے کہتے ہیں اس سورہ کی تفسیر

حیران کن اور تعجب آور ہے اس سورہ کی شان نزول کے بارے میں اتفاق ہے یہ سورہ آپ کے فرزند قاسم کی وفات کے موقعہ پر عاص بن وائل جہمی کے طنز و شماتت کے موقع پر بطور تسلی نازل ہوئی ہے۔کوثر سے مراد بعض مفسرین نے خیر کثیر لیا ہے جبکہ بعض نے نسل کثیر لیا ہے:

۱۔کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبرؐ کو نسل کثیر سے نوازا ہے جبکہ آپ کے دشمن کو مقطوع النسل بنایا ہے۔جبکہ حقیقت خارجی میں یہ ایک متصادم تفسیر ہے کیونکہ جس دشمن کے اللہ نے ابتر ہونے کی پیغمبر کو خبر دی کہ آپ کا دشمن مقطوع نسل رہے گا وہ اولاد کثیر رکھتا تھا۔

۲۔پیغمبر کی کثیر اولاد ہونے اور آپ کے دشمن کا مقطوع نسل ہونے کا جو درمیانی جملہ ہے وہ صلاۃ اور نحر اونٹ ہے۔یہ سورہ مبارکہ مکہ میں حضرت قاسم کی وفات کے موقع پر نازل ہوئی اور اس کے بعد پیغمبر ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور حج ۱۰ھ کو واجب ہوا۔اس دوران میں پیغمبرؐ نے نہ حج کیا اور نہ نحر کیا اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔کیا اس وقت تک سورہ کی یہ دو آیات معطل رہی ہیں لہٰذا یہ تفسیر عید کی نماز اور قربانی سورہ کی صدر اور ذیل سے غیر مربوط نظر آتی ہے مدعی واضح نظر نہیں آتا اور آیت کی صدر و ذیل سے متصادم ہے۔لہٰذا جہاں تک اس اضحیہ کی سند سنت سے ہے وہ یہ ہیں۔

کتاب الاضاحی ص ج ۷ ص ۱۲۸ میں وارد صحیح بخاری کی احادیث:

صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۵۵۶۔۱۵۷۶ میں ذکر ہوا ہے اس حدیث کو پیغمبر سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی کو گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلیٰ میں نہ آئے یہ سنت ابراہیم ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے

﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾

''اور ہم نے ایک بہت بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا''۔(صافات ۱۰۷)

ان احادیث کو ہمیں روایت شناسی کے اصول و ضوابط سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔

صحیح بخاری کی احادیث شعبی سے ملتی ہے شعبی اپنے دور کے بڑے پائے کے علماء میں سے تھے وہ اپنے استاد بزرگ جیسے مکثر روایات پیش کرنے والے راویوں میں سے ہیں وہ حافظ روایات جامع روایات ضرور تھے لیکن راعی روایات نہیں وہ ہر کس و ناکس سے کہتے تھے اس طرح ان سے لینے والا بھی اسی طرح تھے بہر حال برصغیر خاص کر کے ہمارے پاکستان میں اسلام کی خدمات جلیلہ کے دعویدار اضحیٰ کی کھالیں اور فطرانے کی رقوم کو حاصل کرنے کے بعد کی قارونا زاور متکبرانہ رویوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔جو کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے برابر ہے۔لہٰذا کسی بھی صورت میں اس عمل کا سنت ابراہیم سے واسطہ نہیں ہے۔

۳۔جن احادیث سے اس عمل کا استناد کیا جاتا ہے ان احادیث میں چند زاویوں سے بحث کرنے کی ضرورت ہے:

۱)ان احادیث کی اسناد تسلسل راوی اور شرائط قبول روایت کے بارے میں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ صحیح سنن میں موجود روایات کے ضعیف ہونے کے بارے میں علامہ ناصر الدین البانی نے تصریح کی ہے۔

۲)عید کی نماز اور قربانی کے اعمال انفرادی و گھریلو نہیں بلکہ یہ مظاہر اجتماعی اور بیرونی ہیں یہ مظاہر بطور تواتر اور ہمہ گانی ایک ثقافت عمومی کے طور پر نقل ہونے چاہیں جبکہ ہمیں اس سلسلہ میں کوئی مظاہرہ تاریخ میں نظر نہیں آتا ہے جو کچھ ہے وہ روایات احاد سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اس کا بھی اپنی جگہ مشکوک السند والمتنی بننے کے بعد کیا حشر ہوتا ہے سب کو پتہ ہے۔

اس بارے میں وارد حدیث ضعیف السنن ترمذی تالیف محمد ناصر الدین البانی ص ۱۷۴ ابراضحیہ سے متعلق حدیث میں لکھتے ہیں حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث ہے کہ نحر کے دن کو احراق دم محبوب ترین عمل ہے یا اسی طرح حضرت علیؑ نے دو حیوان ایک اپنی طرف سے اور ایک پیغمبر کی طرف سے ذبح کئے۔یہ احادیث صعیف ہیں۔لہٰذا ایسی ۱۱ حدیثوں کو اس کتاب میں ضعیف گردانا گیا ہے۔کتاب ضعیف السنن ابی داؤد ص ۲۷۴ اضحیہ کے بارے میں وارد احادیث کو ضعیف گردانا ہے۔ سند احادیث ضعیف قرار پانے کے بعد اب ہم متن پر آتے ہیں۔جو حیوانات ذبح ہوتے ہیں جس میں اللہ نے حکمت ذبح کو بیان کیا ہے اور ہدیہ کو شعائر گردانا اور ان کے گوشت خود کھانے اور دوسروں کو کھلانے کا ذکر کیا گیا ہے ان کے خون کو بہانے کی کوئی فضیلت بیان نہیں کی،ان حیوانات کے قیامت کے دن محشور ہونے کا ذکر نہیں کیا تو دیگر جگہوں پر ذبح ہونے والے حیوان کی کیا فضیلت و برتری ہے۔ان کو کیوں امتیاز حاصل ہے ان کا خون بہنا ہی کافی ہوگا اللہ خون بہانا چاہتا ہے اگر یہ

قیامت کے دن محشور ہونگے تو محشور ہو کر کہاں جائیں گے کیا جنت جائیں گے۔ کیا جنت میں باڑہ ہو گا۔
اسی طرح مستدرک الوسائل الشیعہ ج ۱۰ص ۱۲۵ پر ۱۰ احادیث اس بارے میں نقل کی گئی ہیں۔ ہم ان ضعیف الاسناد مخدوش المتن احادیث کو شخصیت محدث نوری صاحب فصل الخطاب کی خاطر قبول نہیں کریں گے۔ ہم فقیہ سر گودھا جیسا رویہ نہیں اپنائیں گے کہ قرآن کی اہانت و جسارت ہو جائے لیکن محدث نوری کو بچایا جائے۔
۳) بعض احادیث جو کہتی ہیں کہ پیغمبرؐ نے یہ عمل انجام دیا یا بعض میں پیغمبرؐ نے اس کی فضیلت اور اس کی طرف رغبت دلائی یا اس سنت کے تارک کنندہ سے نفرت و ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ جن احادیث سے اس کی سند پیش کی ہے وہ انس بن مالک کی روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے دو خوبصورت سینگ والے گوسفند کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا اور بسمہ اللہ اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں کو ان کے سر پر رکھا۔
اگر ہم ابراہیمؑ کی ذبح حیوان کی سنت کو مشاعر کے مناسک سے تعدی اور تجاوز کر کے دیگر ملکوں میں لے جانا مستحب اور جائز قرار دیں گے تو ہمیں اپنے ملکوں میں عرفات اور مشعر کی مثال بھی ان دنوں میں قائم کرنا چاہیے۔ یہ بھی سنت ابراہیمؑ ہے خاص کر کے رمی جمرات تین ستون بھی بنانے چاہئیں؟ گویا ہمارے ملک میں دینی قیادت و امامت کرنے والے علماء دین و دیانت کی امامت نہیں کرتے وہ امام الخرافات والکجرات ہیں وہ کجروں کی پاس داری کر رہے ہیں وہ دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے ان کاموں میں سرگرمی دکھانے کی نمائش کر رہے ہیں جہاں مسلمان بچگانہ مذاق اور بے وقوفانہ حرکات میں شوق و رغبت سے مصروف وملوث پائے جاتے ہیں اس کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔
۴) وہ احادیث اپنی جگہ چند ین نوع کی احادیث ہیں۔
۱) ذبح کرنے پر اسرار ترک پر ناراضگی اور اظہار منافرت۔
۲) بعض میں اس کی فضیلت اور حکمت اس بہنے والے خون کی اہمیت قدر و قیمت کو بیان کیا گیا ہے۔
۳) اس حیوان کی صفات و خصوصیات بیان کی ہیں یہ حیوان اپنی جگہ کامل، تام اور غیر معیوب ہو، ہر عیب و نقص سے منزہ حیوان کو ذبح کریں۔
۴) گوشت کو بروقت محتاج مندوں کو کھلایا جائے۔
۵) اب ہم آتے ہیں احادیث میں جب فلسفہ خون بہانہ ہی ہے کسی صورت میں تو جب خون ہی مقصود مولا ہے تو آج کے دن یہ سرزمین خون سے رنگین ہو جائے خون سے سیراب ہو جائے اگر خون سے سیراب ہونا ہی مقصود ہے تو خصوصیات حیوان میں کیا کردار ہو گا آیا یہ خصوصیات خون میں اثر انداز ہو نگی یا انکا خون سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ خون والا حیوان ذبح کریں یا کہتے ہیں کے سینگ سالم ہوں کان سالم ہوں۔
۴۔ روایات میں حکم کے ساتھ رغبت بھی ہے اور ترک کے ساتھ نفرت۔ لہذا دونوں کے جمع ہونے کے بعد یہ حکم خود بخود واجب ہوتا ہے تو کیوں فقہائے مذاہب اس میں اختلاف رکھتے ہیں بعض اس کو واجب اور بعض مستحب گردانتے ہیں اور بعض اس کو سنت موکدہ کہتے ہیں اس کی کیا منطق ہے؟ ابھی تک اس قدر اہمیت کی حامل اضحیہ سنت مسلمین نہ بن سکی اور ابھی تک یہ ایک خطے اور علاقے کی ہی سنت رہی ہے؛ گویا یہ یہاں کے علماء کا عوام کو تحفہ ہے۔
۵۔ علمائے معروف و مشہور، صحیح و موثق کے اقوال پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ منطق اس وقت صحیح مبنی ہے جب عالم حامل فہم دین، عادل، حافظ اور عندالامہ معروف ثقہ ہو۔ اس حوالے سے ابوحنیفہ، امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل کی نقل پر عمل کریں کیونکہ یہ اپنی جگہ ثقہ تھے ہر ایک کا فتویٰ اپنے دور میں بدل چکا ہے ہمیں کہاں سے پتہ چلے کون سا فتویٰ پہلا تھا اور کونسا آخری یا بدلہ ہوا ہے اس سے بڑی خطرناک صورتحال یہ ہے کہ کسی کے مجہول الحال فتویٰ پر عمل کرنے کی منطق کہاں سے نکالی گئی ہے؛ علماء حنفیہ علماء شافعیہ حنبلیہ کا یہ فتویٰ کہیں اس میں تائید و دخل تو نہیں۔ کیونکہ قال الحنفیہ قال المالکیہ قال الشافعیہ قال الحنبلیہ اس قالا کے قائل مجہول ہیں کیا راوی مجہول کا قول بھی مسلمانوں پر حجت ہے۔ یہ دلیل کہاں سے استناد کی گئی ہے۔
۶۔ اس کی حکمت و مشروعیت میں لکھا ہے یہ سنت حضرت ابراہیم خلیل ہے جب آپ کو حکم ہوا کے اسماعیل کے بدل میں ذبح کریں۔ ان تین دلائل کے بارے میں ہم یہاں مفروضات کو پیش کریں گے۔
۱) آیت سے استدلال، حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو بطور کامل و تمام پیش کریں تو کیونکر مسلمان اس دن اپنے گھروں سے اپنے بچوں کو نہلا کر تیار کر کے نحر گاہ

میں لے کر گردن پر چھری کیوں نہیں چلاتے کیونکہ ابراہیمؑ کی سنت تو فرزند کو ذبح کرنا تھا۔ابراہیم اس وہم وخیال میں بھی نہیں تھے کہ بیٹے کی جگہ گوسفند کو ذبح کریں گے۔

۲)اگر قربانی سنت ابراہیم میں سے ہے تو یہ واجبات مناسک حج میں سے ہے۔مناسک حج میں ذبح میں کسی کو کوئی اشکال واعتراض نہیں کیونکہ یہ کئی آیات سے ثابت ہے اور مسلمان بغیر کسی چون وچرا اور تردد کے اس پر عمل کر رہے ہیں۔لہٰذا ہر جگہ پر ذبح کرنا سنت ابراہیم نہیں اگر سنت ابراہیم ہے تو یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت ابراہیمؑ دوسرے سالوں میں جب بیت المقدس میں تھے تو وہاں بھی جانور ذبح کرتے تھے۔آیا قرآن کریم میں یا احادیث نبویؐ میں کسی جگہ پر آیا ہے کہ ابراہیمؑ کی اس سنت پر مسلمان جہاں جہاں ہیں عمل کریں تو دنیا میں حتیٰ خود حجاز،عراق،ایران اور خلیج کے ملکوں میں یہ قربانی کیوں نہیں کی جاتی۔

اسلام مخلوط نہ بت پرستی:

۹ ہجری کو جب آیت براۃ مشرکین نازل ہوئی نبی کریم نے حضرت علی کو مامور کیا کہ آپ میدان عرفات منیٰ میں حجاج کو آیت سنا دیں اس وقت سے الی یومنا ھذا یہاں غیر مسلموں کا داخلہ بند ہے مشرکین یہاں نہیں آسکتے لہٰذا فرقوں کا یہاں آنا اس لیے درست ہے کیونکہ وہ محرم ہونے کے بعد کہے **لبیک الھم لبیک لا شـریک لک لبیک** کہے بغیر اس کا حج صحیح نہیں فرقے چونکہ کلمہ اسلام پڑھتے ہیں اس گھر کی طرف رخ کرکے کا نماز پڑھتے ہیں اس گھر کو اپنا قبلہ کہتے ہیں اسی لئے ان کو اس کی اجازت ہے وہ یہاں آجائیں ورنہ کعبہ کو زچہ خانہ بت خانہ کہنے والے قرآن کی استہزاء کرنے والے حاجیوں کو مسجد میں نماز کیلئے آنے سے روکنے والے لبیک چند دفعہ کہنے کے بعد طواف میں نعرہ حیدری وعلی کہنے والے سرزمین محمد کی جگہ نعت غلاۃ پڑھنے والے پیروں کے نام کا پرچار کرنے والوں کا یہاں آنا مشرکین کی آمد جیسا ہے۔وہ اسلام سے زیادہ فرقے کی داعی ہے وہ پہلے فرقے کو سمجھتے ہیں بعد میں اسلام کا نام چھتری کے طور پر لیتے ہیں۔

[سیرت نبوی ندوی ص ۳۲۸]

۹ھ کو وفود یکے بعد دیگر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ان میں ضمام بن ثعلبہ بنی سعد جو بکم سے تھا وہ واپس اپنی قوم میں پہنچا تو اپنی گفتگو میں کہا **بئست الات والعزیٰ** تو قوم نے کہا: **مہ یا ضمام اتق البرص اتق الجدام اتق الجنون قال دینتکم انھما لا یضران و لا ینفعان** ۔کنانہ بن عبد یالیل بت پرست اور نبی کریمؐ کے درمیان سوال جواب ہوئے ان سوالوں میں سے ایک اپنے بت کے بارے میں تھا کہ یہ ہماری قوم کے بت تھے اس کیلئے ہم کیا کریں نبی کریمؐ نے فرمایا ان کو توڑیں اس نے کہا اگر بت کو توڑا تو یہ آپ کو قتل کردے گا۔عمرؓ نے کہا وہ پتھر ہے یالیل نے کہا ہم تم سے مخاطب نہیں محمد سے ہیں پھر کہا، یا محمد آپ گرائیں ہم نہیں گرائیں گے۔

قرآن اور سنت وسیرت محمد سے صنم اور اصنام کے بارے میں واضح روایات کو خلاصہ کرکے پیش کرتے ہیں۔بت پرستی پستی تفرقہ جہالت اور تقلید کو تحقیق کی راہ میں حائل رکاوٹ قرار دیا ہے اس کے انجام کو زوال نیستی بدبختی قرار دیا ہے لیکن ہم دو ہی نکات کو بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔

۱۔بتوں کی تقدیس: وثن صنم کسی قسم کی تقدیس احترام کے لائق نہیں ہے اس کو پاش پاش کرنا ہے چنانچہ حضرت محمدؐ سے پہلے ابوالانبیاء ابراہیمؑ نے ﴿وَ تَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ فَجَعَلَهُمْ جُذاذاً إِلاَّ كَبِيراً لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾ "اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔چنانچہ اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں" (انبیاء:۵۷۔۵۸) میں تمام بتوں کو سوائے بڑے کے پاش پاش کیا اور موسیٰ نبیؑ نے گوسالہ سامری کے ساتھ کیا کیا۔﴿قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَياةِ أَنْ تَقُولَ لا مِساسَ وَ إِنَّ لَكَ مَوْعِداً لَنْ تُخْلَفَهُ وَ انْظُرْ إِلى إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عاكِفاً لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفاً﴾ "موسیٰ نے کہا "اچھا تو جا، اب زندگی بھر تجھے یہی پکارتے رہنا ہے کہ مجھے نہ چھونا۔اور تیرے لیے بازپرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہرگز نہ ٹلے گا۔اور دیکھ اپنے اس خدا کو جس پر تو ریجھا ہوا تھا، اب ہم اسے جلا ڈالیں گے اور ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہا دیں گے" (طٰہٰ:۹۷) اور محمدؐ کے فرمان پر خالد بن ولید نے اور عمرو بن عاص خلصہ کعبہ شامیہ یمانیہ کو کس طرح پاش پاش کیا جبکہ اسلام آباد کے عظیم درسگاہ جامعہ کوثر قوم کیلئے قرآن وسنت انبیاء سیرت محمد سے جاہل علماء پیدا کرنے والے اساتید اور طلاب کا کہنا ہے آخر شرف الدین علم کو کپڑا اور ذوالجناح کو گھوڑا کہتا ہے جبکہ جامع عروۃ الوثقیٰ کے بانی عظیم نے مصلحت کی خاطر خرافاتوں کے بارے میں ادب سے بات نہ کرنے پر میری نکوہش فرمائی ہے کہ

ان کو بات کا طریقہ نہیں آتا ہے۔

۲۔دوسرا نکتہ بت شکنوں نے اس بارے میں بتوں کے ساتھ کسی قسم کی ساحت مصلحت نرم رویہ نہیں رکھا ہے لیکن ہمارے مردہ باد کے نعرہ لگانے والے مغرب زدہ فکر کے حامل علماء اعلام جہاں ہمیں یہ سلیقہ بے ادب دنیا سے اندھا انسان کہا ہے لیکن ان کو افغانستان کے مسلمانوں سے بہت غصہ ہے جہاں انہوں نے سالہا سال سے موجود بڑے بت کو توڑ کر مسمار کیا تھا۔ چنانچہ قبلہ مرتضی زیدی صاحب نے چندین مجالس میں اپنے تقاریر کے دوران اس کی مذمت کی تھی پتہ نہیں اس فرقے کے گرویدہ اہل بیت کے مدعیون کو کیوں بتوں سے لگاؤ اور بت پرستوں کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

اتحاد المسلمین:

فرقہ پرست فرقہ گرا اور سیکولر الحادیزم کے داعی وحامی اپنے مذموم عزائم کو پردے میں رکھنے کیلئے اپنے علاقوں کے اجتماعات میں فرقہ واریت کے شعلے بھڑکاتے ہیں وہ سب سرزمین مکہ پہنچ کر وحدت مسلمین کے مناظر کو دیکھ کر دب جاتے ہیں اور وہاں وہ رہائش گاہوں اور ہوٹلوں میں سرگرم ہوجاتے ہیں منصوبہ بندیاں کرتے ہیں کبھی اپنے مذموم عزائم کی بدبو کو ڈھانپنے کیلئے اتحاد بین المسلمین کا داعی دکھاتے ہیں۔ اتحاد مسلمین کی دعوت کو شروع ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس فرقے والوں کے نزدیک ایسی سعی کرنے والی شخصیات مطعون ہیں وہ ایسے افراد کو پسند نہیں کرتے ہیں شاید کچھ سادہ لوح ان افراد کے کہنے میں آ کر ان کو سب وشتم سے نہ روکیں چنانچہ اس سلسلہ میں سعی وکوشش کرنے والی بعض شخصیات کا انجام بہت برا ہوا ہے وہ خانہ نشین ہو کر دنیا سے غربت کے عالم میں گزرے ہیں ان میں سرفہرست آیت اللہ شیخ عبدالکریم زنجانی رفسنجانی، آیت اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء آیت اللہ مہدی خالصی تھے لیکن ان کے پاس دورخی اتحاد المسلمین اجتماعات میں اندرون اجتماع تبرا کو جزء اصول دین سمجھنے والے ہی پسندیدہ ہیں۔

ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد امام خمینی نے شیعہ وسنی کی آپس کی نفرت ختم کرنے اور ایسی حرکات کی سختی سے مذمت کی جو ایران کے اندر بہت حد تک کارآمد بھی ہوئی۔ اولین صف کے رہبران نے امام خمینی کی اس ندا پر لبیک کہا اور فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کیلئے اقدامات کئے۔ چنانچہ سازمان تبلیغات اسلامی کے زیرنظر چھپنے والی نشریات اسکی عکاسی کرتی ہے بلکہ امام خمینی اور ملت ایران کے مستقبل میں امیدوار آیت اللہ منتظری نے بارہ ربیع الاول سے سترہ ربیع الاول تک ہفتہ وحدت منانے کی پیشکش کی۔ جس میں ایک دوسرے سے مل کر بات چیت کے ذریعے تفاہم کی فضاء قائم کرنے کی بات ہوئی۔ اسی بنیاد پر ایک ادارہ بنام ادارہ تقریب الاسلامی قائم کیا گیا یہ ادارہ وحدت مسلمین کی ندا بلند کرتا تھا۔ اس ادارے کے عمائدین میں سے اگر کوئی دل وجان سے اس کے خواہش مند ہوئے تو وہ صرف آیت اللہ تسخیری حفظ اللہ کی ذات ہے وہ ہمیشہ اتحاد مسلمین کے تمام ابعاد پر قلم بندیاں استعمال کرتے آئے ہیں لیکن ان کے بالمقابل بعض نے اسے دل وجان سے قبول نہیں کیا اور اولین ہدف فرقے کو گردانا۔ یہ مسلمانوں سے علیحدگی میں ہی کوئی مصلحت سمجھتے تھے کیونکہ انکے بقول ضم ہونے کی صورت میں انھیں تکالیف کا سامنا ہوگا۔ ایسے تصورات کے اصرار پر دفاع از اہل بیت اور دفاع از تشیع وجود میں آئے۔ جیسے پہلے ذکر کیا کہ مسجد الحرام، منیٰ وعرفات وغیرہ میں فرقہ واریت کی گنجائش نہیں اسکا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان فرقے وہاں دلی طور پر ہم آہنگ ہوجاتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ جگہ تاریخ میں ہمیشہ سے مسلمانوں بلکہ ملحدین قرمطیوں، سازشیوں اور دشمنان اسلام سب کا مرکز رہی ہے۔ وہ یہاں اپنے مستقبل کے عزائم طے کرتے تھے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ چنانچہ حضرت آیت اللہ حرم آبادی نے ایک دفعہ انتشارات انصاریان میں حج سے واپسی کے بعد اپنے حج کے اخبار بیان کرتے ہوئے فرمایا اس سال بھی اہل سنت کی ایک جماعت کو بڑی توجہ سے دعوت دی تھی لیکن میدان عرفات میں دعا ختم ہونے کے بعد زیارت عاشورا شروع ہوئی تو علماء اہل سنت کھڑے ہوگئے۔

اسکی ایک مثال اور ملاحظہ فرمائیں یہاں حکومت ایران کے نمائندہ کی طرف سے سیمنار اور کانفرنس منعقد ہوتی ہیں۔ مجمع الجہانی اہل بیت کی طرف سے منعقد ہونے والے سیمنار اتحاد بین المسلمین میں ہر ملک کے شیعہ سنی شرکت کرتے ہیں۔ ہر سال مجمع جہانی تقریب المذاہب کی طرف سے ایک سیمنار اتحاد المسلمین کے نام سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک سال آیت اللہ واعظ زادہ نے اس سال کا موضوع وحدت مسلمین کے خلاف ثقافتی یلغار رکھا اور ثقافتی یلغار کے بانی اور موسس محمد بن عبدالوہاب اور ان سے پہلے ابن تیمیہ اور احمد بن حنبل کو قرار دیا۔ کس کی منطق صحیح اور کس کو جعلی قرار دیں، اہل بیت کی فضیلت میں احمد بن حنبل کی کتاب مجمع جہانی اہل بیت سے نشر ہونے کو تسلیم کریں یا آقای واعظ زادہ کی اس بات کو مانیں کہ احمد بن حنبل وحدت مسلمین کے خلاف یلغار کے بانی ہیں۔ قارئین کیا ایسی صورت حال میں وحدت کی

کوئی گنجائش رہتی ہے؟ ہاں یہاں شیعہ اور بریلویوں کے درمیان وحدت ممکن ہے کیونکہ دونوں قبور کی تلاش میں متفق ہیں۔اس تفاہم میں سیکولر اور مغرب پرست سرگرمی دکھاتے ہیں۔کیونکہ انکے تفاہم کا مقصد دین کی نابودی ہے۔ان تقریبات میں ارباب سخن، خطیب توانا وفصیح البیان وحدت مسلمین پر دھواں دھار تقاریر کرنے کے بعد تکہ بوٹی، بریانی اور مشروبات تناول فرما کر واپس اپنی رہائش گاہوں اور ہوٹلوں پر جاتے ہیں اور سب سنیوں کو دشمن اہل بیت قرار دیتے ہیں اور مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔یہ اتحاد امت کیلئے کی جانے والی کوششوں کی ایک مثال تھی۔

ہمیں اس لفظ اتحاد اسلامی کو کھولنے کی ضرورت ہے۔اسلام میں اتحاد اسلامی کا کوئی تصور نہیں ہے۔قرآن کریم میں اس فارمولے کو یکسر مسترد کیا گیا ہے چنانچہ جب مشرکین نے اللہ پرستی کرنے والوں کے درمیان اتحاد کی تجویز رکھی تو سورہ قل یا ایھا الکافرون نازل ہوئی 'میرے لئے میرا عمل تمہارے لیے تمہارا عمل'۔ کیونکہ اتحاد وہاں ہوتا ہے جہاں دوئیت ہو جبکہ اسلام میں کوئی دوئیت نہیں ہے۔ہمیں اس عمل میں سرگرم افراد کو دیکھنا ہوگا یہ کون ہیں جو اس رائج تصور میں سرگرم ہیں۔یہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک دین و مذہب کا خاتمہ کرنے والی تحریک ہے۔دوسرے الفاظ میں بقول افتخار نقوی ہم دین و مذہب سے بالاتر ہو کر کام کریں گے انکی کانفرنسوں میں سیکولر علماء شرکت کرتے ہیں مثلاً مکہ میں دار التقریب اور مجمع جہانی اہلبیت دونوں میں پاکستان کی نمائندگی ساجد نقوی صاحب کرتے ہیں۔جو اپنے ملک میں داڑھی والوں کا اور نظام اسلامی کا مذاق اڑاتے اور فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہیں۔ایک دفعہ ہمیں بھی اس اتحاد اسلامی کے سیمینار میں شرکت کرنے کا موقع ملا جس میں قبلہ اسحاق مدنی صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔آپ نے اپنے خطاب میں داعی اتحاد مسلمین کی ایک فہرست شامل کی جس میں جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، علامہ شلتوت، علامہ محسن امین، علامہ مودودی اور امام خمینی کا نام لیا۔جلسہ ختم ہونے کے بعد کھانے کے دوران ہم نے کہا قبلہ مولانا یہ جو فہرست آپ نے پیش کی ہے کیا یہ سورہ فاتح تو نہیں کہ جسکا کوئی نعم البدل نہیں کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود اس فہرست میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔لیکن انھوں نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔اس وقت اگر اتحاد اسلامی کی کوئی تعریف ہے تو وہی ہے جو افتخار نقوی نے کی کہ ہمیں رنگ ونسل اور دین و مذہب سے بالاتر ہو کر کام کرنا ہوگا اور عالمی ادارہ ہم آہنگی بین المذاہب سے تعاون کرنا ہوگا۔جسکا مطلب ہے مذہب و دین کو کنارے پر لگائیں۔چنانچہ پرویز مشرف کے دور میں گلگت میں نصاب کی کتابوں سے خلفائے مسلمین اور امہات المسلمین کے نام کا اخراج کرنے کی تحریک چلائی گئی۔جس پر شمالی علاقہ کے کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء نے کہا ہمارا اتحاد صرف نصاب میں سے دینیات کو نکالنے پر ہے اگر ہمارا مطالبہ منظور ہوا تو ہم آپس میں متحد ہو جائیں گے۔

اتحاد کا صحیح تصور مسلمانوں کو چھوڑ کر اسلام کے بنیادی اصولوں کا تحفظ اور دفاع کرنا ہے جو مسلمانوں کے تحفظ کی بھی ضمانت ہے۔اس کا بہترین تصور شہید باقر الصدر رضوان اللہ نے پیش کیا جہاں آپ نے کہا آپ اسلام سے دفاع کریں گے تو مسلمان محفوظ رہیں گے ورنہ یہ تتر بتر ہو جائیں گے۔آپ نے اپنے خطبے میں کہا ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نے اسلام سے دفاع کیا علی نے اسلام کا دفاع کیا ہے لہذا آپ بھی اسلام کا دفاع کریں۔لیکن فرقہ پرستوں کے حلق سے آپ کے یہ الفاظ نہیں اترے اور انھوں نے آپ کے خطبے سے ان الفاظ کو حذف کر دیا جو اتحاد بین المسلمین کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور یہاں یہ نفاق کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے اور نہ ایسی دعوت دینے کی حیثیت کے حامل ہیں کہ مسلمان خلفاء راشدون کی طرز خلافت حکمرانی پر اتحاد کریں بلکہ میں واشگاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مسلمان رہنا چاہتے ہو قرآن اور سنت محمد پر چلو ورنہ مسلمانیت سے خارج ہو جاؤ گے۔اتحاد کس بات پر کس سے کرو گے سیکولر علمانیوں غرب نوازوں دہری شہریت والوں سے، وسعت نظر لیبریزم والوں سے اتحاد کی بات کرتے ہو۔قرآن وسنت محمد کے خلاف مسلمین کے بجائے ملحدین کی اتحاد کی بات کرتے ہو لہذا میں صرف اتنا کہوں گا اگر مسلمان ہو تو ان کو سب وشتم کا نشانہ نہ بناؤ، ورنہ قرآن وسنت سے اس سب وشتم کی سند دے دو۔

اجماع:

تمام فرق اسلامی کسی بھی حکم شرعی کو ثابت کرنے کیلئے جو دلائل پیش کرتے ہیں ان دلائل میں سے تیسری دلیل اجماع ہے لیکن اجماع کے جو معنی لغت میں بتائے گئے ہیں وہ اتفاق یعنی قوم کا کسی بات پر متفق ہونا ہے،اس صورت میں اصطلاح علماء میں جو معنی بیان ہوئے ہیں وہ انتہائی اختلاف اور تشتت کا شکار ہیں:

۱۔نظام نے کہا ہے ہر وہ قول جس پر دلیل قائم ہو وہ اجماع ہے گرچہ کہنے والا ایک ہی کیوں نہ ہو۔یہ سب سے بہتر اور متقن منطق ہے۔

۲۔اجماع امت جیسے پانچ وقت کی نمازیں تعداد رکعت،صوم رمضان، حج بیت اللہ، زکوٰۃ، یہ اجماع امت محمد ہے اس میں عالم و جاہل و عاقل کا صدر اسلام سے عصر

حاضر تک اتفاق ہے اگر ایک ایسی چیز کہیں بھی ہو یہ ایک حجت ہوگی۔

اجماع امت کے موارد اسلام میں واضح و روشن ہیں۔اس میں تمام فرق دست و گریبان ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے خون آشام بننے کے باوجود ان مسائل پر متفق ہیں نماز کے پانچ اوقات میں ظہرین و عشاء چار چار رکعتیں مغرب تین رکعتیں اور نماز فجر میں دو رکعتیں فرض ہیں نماز میں رخ کعبہ کی طرف ہے،ایک مہینہ روزہ شعبان ختم ہونے کے بعد شوال کی ابتداء تک جسے رمضان المبارک کہتے ہیں حج بیت اللہ میں طواف کعبہ،سعی ۹ ذی الحجہ کو زوال کے بعد مغرب تک عرفات میں وقوف،منا میں بیتوتہ اس پر سب متفق ہیں اس کے علاوہ بہت سے اجماع جو فرق اپنے پاس سے پیش کرتے ہیں۔چنانچہ فرقے رغم انف سرگوشیاں میں تناجی بے فائدہ کرنے کے باوجود کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

وہ دلیل سے ہاتھ دھونے کی وجہ سے اس کے بدل میں پیش کرتے ہیں اسی طرح اگر اجماع کی سند قرآن و سنت محمدؐ سے نہ ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس طرح فتاوٰی جو مذاہب خمسہ قرآن و سنت کے بدل میں پیش کرتے ہیں ان کی حجت پر کوئی دلیل عقل،قرآن و سنت اور اجماع امت مسلمہ سے نہیں ہے وہ صرف ان کے فرقے کا اجماع ہے جو دیگران کیلئے برابر حیثیت نہیں رکھتا۔

۳۔غزالی نے کہا ہے امت محمد جس پر اتفاق کرے۔یعنی خاص و عام اور جاہل و عالم سب اس مسئلہ پر اتفاق کریں۔یہ بھی دوسرے درج کی منطق ہے۔اجماع تمام علماء اسلام از صدر اسلام تا الی یومنا ھذا۔ایسی کوئی مثال نہیں ملتی اگر مل جائے تو یہ بھی درست ہے۔

۴۔اجماع سے مراد اتفاق علماء ہے یعنی کسی بھی دور میں علماء کا متفق ہونا۔

اجماع کے اصطلاحی اور لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اب ہم آتے ہیں اجماع کی اقسام و انواع اقسام ہیں۔

اجماع کنندگان کے لحاظ سے اس حوالے سے اجماع کی دو قسمیں بتائی جاتی ہیں:

آیت اللہ مشکینی مرحوم اپنی کتاب مصطلحات علم اصول میں لکھتے ہیں اجماع سے مراد کونسی اجماع ہے اس میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے۔

۱۔ایک دور کے علماء کا اجماع۔

۲۔اجماع منقول۔

۳۔اجماع خاصہ،ایک فرقے کے علماء کا اجماع جو چیخ و پکار اور واویلا جلوس دھرنوں پتھراؤ جلاؤ کے ذریعے منوائیں چنانچہ ابھی وہ اپنی تمام بدعات و ایجادات و خرافات کو اس سے استناد کر کے پیش کرتے ہیں ایسا اجماع ہمارے مدارس و حوزات سے فارغ حجت الاسلام آیۃ عظام قرآن و سنت سے خالیان کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوا ہے یہ اٹھانے میں اور حفظ میں ہلکا ہے فریق مخالف کو دبانے میں بھی بہت موثر ہے چنانچہ قبلہ جوادی صاحب نے بعض چیزوں کو صرف مسلمات مذہب کہہ کر ہمارے خلاف پروپیگنڈا ہے۔

احرام:

احرام مادہ حرام سے مآخوذ ہے جس کے معنی ممنوع کرنا ہے احرام حج مثل تکبیرۃ الاحرام نماز ہے دونوں جگہ ارکان واجب میں سے ہے عمداً ہو یا سہواً یا از روئے مذاق ہو محرم نہیں ہوگا۔

احرام حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔احرام سے پہلے جو حرام تھے محرم ہونے کے بعد اس میں شدت آجاتی ہے جیسے فسق فجور وغیرہ۔اسی طرح جو چیز پہلے جائز تھی وہ اس احرام کے بعد حرام ہو جاتی ہے۔ان میں سے ایک لباس مخیط ہے جو لباس انسان کے بدن پر پہلے موجود تھا اسے اتار کر ایک بغیر سلا ہوا لباس پہنتے ہیں۔اس کو لباس احرام کہتے ہیں۔پہلے سے ملبوس لباس میں تین عیب تھے جیسے۔

۱۔مخیط سے ترکیب ہے اس میں تعدد ہے اختلاف و تضاد ہے۔

۲۔اشارہ نشانی تکبر غرور و امتیاز ہے۔

۳۔گناہ کی آلودگیوں سے مس ہوا ہے۔

استظلال:

اس بارے میں علماء فقہاء اختلاف رکھتے ہیں اختلاف کی بنیاد یہ ہے سر ڈھاپنے میں آتا ہے یا نہیں شخص محرم کا سر ڈھانپنا موجب کفارہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔تمام فرق ومذاہب سے تعلق رکھنے والوں کا اتفاق ہے محرم کا سر کھلا ہونا چاہیے۔لیکن اگر کوئی اپنے سر پر کوئی چیز اٹھائے تو کیا یہ سر ڈھاپنے میں آئے گا۔اہل سنت کا کہنا ہے یہ عمل جائز ہے کیونکہ اس کو سر ڈھانپنا نہیں کہتے۔دوسری اتفاق واجماع یہ ہے کہ شخص محرم کمرے میں اور خیمہ میں احرام کے دوران بیٹھ سکتا ہے چنانچہ نبی کریم کے لئے مسجد نمرہ پر ایک چھت لگائی گئی تھی لہذا جب خیمے میں بیٹھ سکتے ہیں تو چھتری بھی اٹھا سکتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے امام حسین نے کہا ہے ہم نے پیغمبر کو حجتہ الوداع پر دیکھا بلال اور اسامہ دونوں پیغمبر کے ساتھ کھڑے تھے ایک آپ کی سواری پکڑے ہوئے تھے اور دوسرا پیغمبر پر سایہ کر رہا تھا یہ رمی جمرات کے موقع پر بھی تھا۔

دلیل کہتی ہے جزئی اور وقتی چھپانا جائز ہے وضو کے موقع پر انسان اپنا ہاتھ چہرے پر لگاتا ہے چہرہ ڈھانپ جاتا ہے لہذا استظلال اشکال نہیں کیونکہ یہ سر ڈاپنے میں نہیں آتا ہے۔

جیسا کہ موسوعۃ فقہیہ ج ۳ ص ۳۴۴ پر آیا ہے طلب الظل یعنی جہاں سورج کی شعاعیں نہیں پہنچتی ہیں سایہ جہاں کہیں بھی ہو درخت کے نیچے ہو یا، دیوار یا چھت یا کوئی بند کمرہ ہو شخص محرم کے لئے اختلاف ہے بعض نے مطلقاً جائز قرار دیا ہے جیسے شافعی نے جائز قرار دیا ہے۔جبکہ حنفیہ نے کراہت قرار دیا ہے۔

استظلال للرجال معتمد ۲۸ ص ۴۹۱ میں لکھا ہے: مرد حضرات حالت سفر میں سایہ نہیں اٹھا سکتے ہیں درخت دیوار اجسام کے سایہ میں چل سکتا ہے بادل کے سایہ میں چل سکتا ہے اس طرح راکب وماشی میں فرق نہیں۔

احرام کے دوران سر کے اوپر چھتری سائے کے لئے اٹھانا موجب کفارہ ہے؟

جبکہ علمائے شیعہ ایک عرصے سے اس بات پر متفق ہیں کہ سایہ موجب کفارہ ہے۔

فقہائے عظام نے رسائل عملیہ میں بغیر کسی اسناد بطور مولای مطلق حکم جاری کیا ہے کہ یہ جائز نہیں جبکہ اکثر نے اگر مگر لگا کر دن اور رات میں فرق رکھا ہے دن کو نا جائز اور رات کو جائز ہے، جبکہ ان فتاوٰی کے شارحین جیسے آیت اللہ محسن حکیم آیت اللہ خوئی نے ان فتوٰی کی اسناد نکال کر پیش کیں ہیں لیکن اسناد میں روایات کو حلبی اور محمد بن مسلم کے ذریعے صحیح گردانا ہے۔ان روایات میں اس کو حرام گردانا ہے جو کہ ایک کھلی نا انصافی ہے۔علم رجال کے قواعد وضوابط کے تحت علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث کی صحت وسقم میں روایات کے تمام تسلسل میں راویان کا صحیح ہونا ضروری ہے اگر حلبی یا محمد بن مسلم نے کسی ضعیف سے نقل کیا ہے یا کسی غیر معتبر نے ان سے نقل کیا ہے وہ حجت نہیں ہوگا یہ کیسے ممکن ہے نبی کریم یا کسی ائمہ سے نقل کرنے والا صحیح ہونا چاہیے جبکہ ان رواۃ سے نقل کرنے والے میں رواۃ کا صحیح ہونا شرط نہ ہو۔یہاں علماء نے وسائل شیعہ کی ج ۱۲ ص ۵۱۵ سے روایات کو نقل کرتے وقت مذکور راویوں کے بارے میں اظہار رائے نہیں فرمایا تنہا حلبی اور محمد مسلم پر اکتفا کیا ہے حالانکہ صاحب وسائل خود نقل احادیث ضعیفہ میں اگر متبکر نہیں تو ماہر ضرور ہیں۔صاحب وسائل سے علماء محققین راضی نہیں ہے چنانچہ ان روایات میں بعض راویوں کے نام مختصر ہونے کی وجہ سے مجہول قرار پائے ہیں۔

[وسائل ۱۲ ص ۵۱۵] محمد بن حسن کے نام سے جامع رواۃ میں ۴۷ نام آئے ہیں۔جامع میں حسین بن سعید غالیوں کا سربراہ ہے صفوان کے نام سے ۵ کا ذکر آیا ہے۔عن العلاء کے نام سے جامع میں ۲۶ نام آئے ہیں۔محمد بن مسلم کے نام سے جامع میں ۵ نام آئے ہیں۔رجال الحدیث ج ۱۷ ان کے نام سے ۲۲۷۶ احادیث آئی ہیں۔انہوں نے امام محمد باقر اور امام صادق ابی حمزہ ثمالی، ابی صباح، حمران آزادہ، محمد بن مسعود سے نقل کیا ہے ان دو میں سے ایک سے نقل کیا ہے یہ تردید خود محمد بن مسلم کو تھی یا علاء کو تھی دونوں صورتوں میں غلط ہے کیونکہ محمد بن مسلم نے ان دو کے علاوہ اوروں سے بھی نقل کیا ہے چنانچہ آقائے خوئی نے فرمایا ہے۔

اسی طرح حلبی جامع روات میں چند افراد کے نام آئے ہیں محمد بن علی، عبید اللہ عمران، عبد الاعلی ان کے باپ علی احمد ان سب کیلئے استعمال ہوا۔

جیسا کہ جامع ج ۲ ص ۴۴۲ میں آیا ہے ان ضعیف الاسناد مجہول الحال راویوں کی استناد سے ایک حکم شرعی وجوب یا حرمت وہ بھی کفارے کی صورت میں یہ ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔

یہاں چند مسائل ہیں:

۱۔سر چھپانا کسی بھی چیز سے چاہے از خود سر چھپائے ہوئے جیسے چھتری اٹھائیں یا ٹوپی پہنیں یا کپڑا لگائیں۔

۲۔خود نہیں چھپاتے ہیں ایک ہی منصوب سایہ میں چلتے ہیں جیسے: نفق یعنی ٹونل یا جہاز یا گاڑی وغیرہ میں سفر کرتے ہیں۔

۳۔اس وقت اگر کھلی گاڑیوں میں سفر کریں تو چند ین قسم کی بیماری کا خطرہ رہتا ہے۔

۴۔ بیٹھتے ہوئے سر چھپانا اور چلتے ہوئے سایے میں بیٹھنا سایے میں چلنا۔

۵۔سایہ کے ساتھ چلنا جیسے چھتری محمل وغیرہ یا گاڑی میں چلنا۔

﴿ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلاً جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوسٰى فَنَسِیَ ﴾ "پس اس نے ان کیلئے ایک بچھڑا برآمد کر دیا ایک دھڑ جس سے بھاں بھاں کی آواز نکلتی تھی پس انہوں نے کہا: یہی تمہارا معبود ہے اور یہی موسیٰ کا بھی معبود ہے لیکن وہ بھول گیا ہے"۔(طہ ۸۸)

یہاں تک اللہ کو مخلوق کی صفات سے متصف کرنے اور اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے میں حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔قرآن کریم نے ان کے اس فعل شنیع کو چند ین جگہ ذکر کیا ہے اور کہا ہے یہ نہ صاحب عقل ہیں نہ صاحب شرم وحیا۔﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّذِینَ قَالُوا اِنَّ اللهَ فَقِیرٌ وَنَحْنُ اَغْنِیَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِیقِ ﴾ "اللہ نے ان لوگوں کی بات سن رکھی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں ہم ان کی اس بات کو بھی لکھ رکھیں گے اور ساتھ ہی ان کے ناحق قتل انبیاء کو بھی اور کہیں گے کہ اب چکھو عذاب آگ کا!"۔(آل عمران ۱۸۱)

یہود نے کہا ہے کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔﴿ وَقَالَتِ الْیَهُودُ یَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَیْدِیهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَاءُ وَلَیَزِیدَنَّ كَثِیرًا مِنْهُمْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْیَانًا وَكُفْرًا وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ كُلَّمَا اَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللهُ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِینَ ﴾ "اور یہود کہتے ہیں خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ہاتھ ان کے بندھ جائیں اور ان کی اس بات کے سبب سے ان پر لعنت ہو! بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور ان کے کفر کو وہ چیز بڑھا رہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتاری گئی ہے اور ہم نے ان کے اندر دشمنی اور کینہ قیامت تک کے لئے ڈال دیا ہے جب جب یہ لڑائی کی کوئی آگ بھڑکائیں گے اللہ اس کو بجھا دے گا یہ زمین میں فساد برپا کرنے میں سرگرم ہیں اور اللہ فساد برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔(مائدہ ۶۴)

یہود نے کہا ہے اللہ کبھی غم زدہ ہو جاتا ہے،اپنے فعل پر پشیمان ہو جاتا ہے۔اللہ علم غیب نہیں جانتا وہ بھی علامت نشانی سے نتیجہ بناتا ہے۔اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے میں یہود کے بعد نصاریٰ آتے ہیں۔انہوں نے مخلوق کو خالق سے تشبیہ دی ہے۔مسیح کو اللہ کہا ہے۔﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِینَ قَالُوا اِنَّ اللهَ هُوَ الْمَسِیحُ ابْنُ مَرْیَمَ قُلْ فَمَنْ یَمْلِكُ مِنَ اللهِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُهْلِكَ الْمَسِیحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهُ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ ﴾ "بے شک انہوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا: اللہ تو وہی مسیح ابن مریم ہے پوچھو: کون اللہ سے کچھ اختیار رکھتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دیتا مسیح ابن مریم کو اس کی ماں کو اور جو زمین میں ہیں ان سب کو؟ اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہی وہ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔(مائدہ ۱۷)

حق کو باطل سے تشبیہ دینا باطل کو حق کا لباس پہننا' دین میں تحریف کرنا خرافات کے کارخانے چلانا انبار لگانا یہودیوں کی امتیازی شناخت ہے۔یہاں سے اس کتاب میں یہود کی شناخت کا ذکر کرنے کی مناسبت واضح کرنا ضروری تھا کیونکہ:

۱۔اس معجم حج وحجاج میں یہودیوں کے بارے میں لکھنا کس مناسبت سے ہے اس کے کیا اہداف و مقاصد ہیں اس بارے میں قارئین کرام کو آگاہ کرنا ضروری ہے ۱۴۳۲ھ دوران حج میں ہم نے مسائل حج وحجاج سے متعلق چند صفحات لکھ کر کاروانوں تک پہنچائے جوان پر بہت گراں گزرے کیونکہ وہ اس دین و شریعت کی پاسداری سے بالکل اجنبی ہو چکے ہیں لہٰذا وہ کسی قسم کے اشکال اعتراض حتی سوال و استفسار افہام و تفہیم کیلئے آمادہ نہیں لیکن یہ صفحات حد سے زیادہ جناب دلنواز پر گراں گزرے۔یہاں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مسلمانوں کا اساس قرآن محمد اور کعبہ ہے یہ دیکھنا ہوگا ان تینوں کی سربلندی کیلئے کون کام کر رہا ہے اور ان سے روگردانی کے

کردار گفتار کا مظاہرہ کون کر رہا ہے وہاں سے پتہ چلے گا کون یہودیت کے لئے کام کر رہا ہے۔ان چند سالوں میں واضح ہو گیا ہے میقات رسول اللہ کو چھوڑ کر فٹ پاتوں سے جعلی نذروں کے ذریعے گھروں کو میقات بنانے پر کون مصر رہا۔

۲۔حجاج کرام جو دل کی گہرائیوں سے حرمین شریفین میں اوقات خمسہ نماز پڑھنے کے شوق سے آتے ہیں یہاں پہنچنے کے بعد ان کو مسجد الحرام سے کون روکتا ہے۔

۳۔قرآن کریم کو مدارس دینی کے نصاب درسی میں شامل کرنے سے کون چیڑتا ہے۔

۴۔کون قرآن کو نا قابل سمجھ گردان کر جیت سے گرا کر قبرستان تک محدود رکھنے پر مصر ہے۔

۵۔اہل بیت کے نام سے قرآن سے بے نیازی کی بات کون کرتا ہے۔

کون قرآن سے چڑتا ہے کون قرآن کی جگہ مجتہدین کی قرآن اور سنت سے متصادم فتاویٰ کو رواج دینے پر مصر ہے کون کہتا ہے قرآن کسی کے سمجھ میں نہیں آتا ہے قرآن صرف اہل بیت کیلئے ہے۔اور ان کی حمایت کون کرتا ہے محمد کو کنارے پر لگانے کیلئے مہارت سے آل محمد آل محمد کی بات کرتے ہیں حج کی جگہ زیارت قبور اولیاء کو بہتر گردانتے ہیں۔کتنے حج کو ایک زیارت کے برابر گردانتے ہیں اور کون کعبہ کو زچہ خانہ علی کہہ کر جسارت کرتا ہے؟

یہود حضرت محمد کو جانتے ہوئے ان کے نام کو چھپاتے ہیں بقرہ ۱۴۶ ﴿ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ " جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ ودانستہ چھپا رہا ہے"

یہود حرام کمائی میں حیلہ گر استاد تھے بقرہ ۶۵ ﴿ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴾ "تم ان لوگوں کو بھی جانتے ہو جنہوں نے شنبہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام لیا تو ہم نے حکم دے دیا کہ اب ذلت کے ساتھ بندر بن جائیں"

یہود حرام خوری میں پیش پیش ہیں۔

جیسا کہ توبہ ۳۴ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ﴾ "ایمان والو نصاریٰ کے بہت سے علماء اور راہب ,لوگوں کے اموال کو نا جائز طریقہ سے کھا جاتے ہیں اور لوگوں کو راہ خدا سے روکتے ہیں .... اور جو لوگ سونے چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے پیغمبر, آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں"

دین کو توڑ موڑ کر کے پیش کرتے تھے بقرہ ۷۵ ﴿ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ "مسلمانو! کیا تمہیں امید ہے کہ یہ یہودی تمہاری طرح ایمان لے آئیں گے جبکہ ان کے اسلاف کا ایک گروہ کلام خدا کو سن کر تحریف کر دیتا تھا حالانکہ سب سمجھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے"

یہود کہتے تھے صرف ہم ہی ناجی ہیں باقی سب جہنمی ہیں اس وقت نماز کے مقابل میں قائم مجالس میں صرف خود جنتی ہیں باقی جہنمی ہیں کون کہتا ہے بقرہ ۷۹ ﴿ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴾ "وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ اسے تھوڑے دام میں بیچ لیں .ان کے لئے اس تحریر پر بھی عذاب ہے اور اس کی کمائی پر بھی"

نساء ۴۶ ﴿ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ ﴾ " یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی اور نافرمانی کی اور تم بھی سنو مگر تمہاری بات نہ سنی جائے گی یہ سب زبان کے توڑ مروڑ اور دین میں طعنہ زنی کی بنا پر ہوتا ہے حالانکہ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی آپ بھی سنئے اور نظر کرم کیجئے تو ان کے حق میں بہتر اور مناسب تھا لیکن خدا نے ان کے کفر کی بنا پر ان پر لعنت کی ہے تو یہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت قلیل تعداد میں"

کسی سے راضی نہیں ہوتے تھے۔بقرہ ۱۱۳ ﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُو ﴾ "اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ نہیں ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے حالانکہ دونوں ہی کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے پہلے جاہل مشرکین عرب بھی یہی کہا

کرتے تھے ۔خدا ان سب کے درمیان روزِ قیامت فیصلہ کرنے والا ہے"۔

یہود جھوٹ کوئی تحریف میں قہرمان تھے مائدہ۴۱۔۴۲﴿أُوْلَـئِکَ الَّـذِينَ لَـمْ يُـرِدْ اللّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاؤُوکَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوکَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ "اے رسول ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں جو لوگ کفر کی طرف جلد بازی سے بڑھ رہے ہیں ان کی حرکات سے آپ رنجیدہ نہ ہوں ۔یہ صرف زبان سے ایمان کا نام لیتے ہیں اور ان کے دل مومن نہیں ہیں اور یہودیوں میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو جھوٹی باتیں سنتے ہیں اور دوسری قوم والے جو آپ کے پاس حاضر نہیں ہوئے انہیں سناتے ہیں ۔یہ کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی طرف سے یہی دیا جائے تو لے لینا اور اگر یہ نہ دیا جائے تو پرہیز کرنا اور جس کے فتنہ کے بارے میں خدا ارادہ کرلے اس کے بارے میں آپ کا کوئی اختیار نہیں ہے یہ وہ افراد ہیں جن کے بارے میں خدا نے یہ ارادہ ہی نہیں کیا کہ زبردستی ان کے دلوں کو پاک کردے گا۔ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی عذابِ عظیم ہے ۔یہ جھوٹ کے سننے والے اور حرام کے کھانے والے ہیں لہٰذا اگر آپ کے پاس مقدمہ لے کر آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ فیصلہ کردیں یا اعراض کرلیں کہ اگر اعراض بھی کرلیں گے تو یہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے لیکن اگر فیصلہ ہی کریں تو انصاف کے ساتھ کریں کہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

یہود توراۃ کو پس پشت ڈالتے تھے سورۃ جمعہ کی آیت ۵ میں ہے کہ یہود اپنی کتاب توراۃ کو گدھوں جیسا اٹھاتے تھے﴿مَثَلُ الَّـذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ﴾ "ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بار رکھا گیا اور وہ اسے اُٹھا نہ سکے اس گدھے کی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھا اٹھائے ہوئے ہو یہ بدترین مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے آیاتِ الٰہی کی تکذیب کی ہے اور خدا کسی ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے"

حقائق سے انکار کرنا یہ تین صفات یہود کی کارکردگی ہے۔

انعام۲۰﴿الَّـذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پیغمبر کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں لیکن جن لوگوں نے اپنے نفس کو خسارہ میں ڈال دیا ہے وہ ایمان نہیں لاسکتے"

یہود حق فروشی کرتے تھے آلعمران ۱۸۷﴿الَّـذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ﴾ "س موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کے لئے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں .. لیکن انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے۔"یہود بخل و کنجوسی کی ترویج کرنے میں پیش پیش ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں اس عرصہ میں یہ کام کون کر رہا ہے۔

۱۔آپ نے خود اعتراف کیا کہ کاروان بہت خرافات کا شکار ہو چکے ہیں بلکہ کہا اس وقت یہ این جی اوز کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔بلکہ خود انکا کاروان ٹورزم کی لائن پر لگ گیا ہے۔چنانچہ حقائق کو جاننے کے بعد حقائق سے انکار کرنا واضح مثال یہود ہوگی۔

۲۔مسجد حرام سے مختلف بہانے سے لوگوں کو روک کر رکھنا جو آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا اسکے لئے کیا منطق استعمال کرتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں ہم نہیں روکتے ہیں لیکن ہمیشہ مجالس نماز کے اوقات میں رکھتے ہیں تا کہ حرم میں کوئی نہ جاسکے۔

۳۔حرام کھانا آپ بزورِ طاقت عوام سے وصول کرتے ہیں آپ حاجیوں سے قربانی کے نام پر پیسہ وصول کرتے ہیں معلوم نہیں حاجیوں کی قربانی کا کیا حشر ہے۔

۴۔کاروانوں میں اعمال حج میں تحریف۔

۵۔میقات کو چھوڑ کر کراچی سے جہاز میں احرام باندھنا دین میں کھلی تحریف ہے ۔اگر آپ نہیں کرتے تو دیگر کاروان کر رہے ہیں جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

۶۔سفرِ حج کے تمام مراحل میں لبیک الھم لبیک کی صدا بلند ہوتی ہے جبکہ یہاں غلو شان اہل بیت اور بغض و نفرت خلفاء پر مشتمل مجالس منعقد کرتے ہیں ۔پھر کہتے ہیں کون کہتا ہے ہم سب کرتے ہیں ہم سب نہیں کرتے۔

۷۔حج دین کے اہم ستونوں میں سے ہے دین قرآن وسنت سے قائم ہے جبکہ آپ کی مجلس شعر سے قائم ہے۔قرآن کے شعر سے اجتناب کرنے کے حکم کے باوجود آپ شعروشاعری کو جاری رکھنے پر بضد ہیں۔لہٰذا جو بھی یہ مظاہرہ کارنامے انجام دیتے ہیں وہ سب فعل یہود ہیں۔

ان کی صفات خصوصیات میں سے ہے وہ کسی نہ کسی بہانے حیلے سے اللہ کو چھوٹا بناتے ہیں۔اللہ کو مخلوق جیسے حالات سے متاثر ہونے والا پیش کرتے ہیں۔

ا۔قبول ایمان کی شرائط میں سے ہے کہ انسان کو اپنے اعمال پر ناز وغرور نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اعمال اللہ کے پاس قبول ہونے کے لیے تنہا عمل کافی نہیں بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں۔آیات قرآن اور روایات میں قبول اعمال کی شرائط پر زیادہ زور دیا ہے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان اس عمل کو انجام دیتے وقت قصد وارادہ کرے کہ یہ عمل خالصتاً اللہ کے لیے ہیں اور اس کی اطاعت وبندگی کی خاطر ہیں۔لہٰذا کتب اخلاق میں باب اخلاص پر بہت کتب لکھی گئی ہیں۔عمل میں اخلاص کی شرط کے بارے سورہ زمر کی آیت ۲،۳۔۱۱۔۱۴، اعراف ۲۹، سورہ نساء ۱۲۵ ملاحظہ کریں۔اسی طرح احادیث میں آیا ہے۔اعمال نیات سے قائم ہے، بہت سی روایات میں آیا ہے اللہ نے ہرقسم کے شرک کو اپنے سے مسترد کیا ہے۔

۲۔عبادت تنہا شکل وصورت میں نہیں ہے بلکہ عبادت کی قبولیت میں اخلاص کے ساتھ وہ عمل اصول شریعت کے ساتھ مطابقت موافقت ہونا ضروری ہے۔انعام ۱۵۳۔مائدہ ۳۔نساء ۱۲۵۔

یہود دین میں افراط وتفریط چلاتے تھے۔سب سے زیادہ مظہر تفریط وتقصیر یہود دو چیزوں میں ہے اللہ کے لیے ضدّ وندّ تعارف کریں۔

۳۔وہ خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینے پر مصر ہیں۔یہیں سے انہوں نے اللہ کے لیے نالائق نامناسب نقائص انتساب کیے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے ان کو کہا کہ ﴿إِنَّ هٰؤُلاءِ مُتَبَّرٌ ما هُمْ فِيهِ وَباطِلٌ ما كانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ "ان لوگوں کا یہ سب کچھ جس میں یہ لگے ہوئے ہیں برباد اور جو کچھ کر رہے ہیں نابود ہونے والا ہے"۔(اعراف ۱۳۹)

عیسائیوں نے کہا ہے اللہ تین چیزوں سے مرکب ہے ان کے نزدیک مسیح ہی اللہ ہے۔مسیح ہی محیی وممیت ہے۔مسیح ہی رسول بھیجتے ہیں۔رسول ہی کتاب نازل کرتے ہیں۔مسیحیوں نے مجمع نیقیہ میں جو ۳۲۵ کو منعقد ہوئی ہے۔اس اجتماع میں انہوں نے مسیح کی الوہیت کا اعلان کیا ہے وہ آئیں گے لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کریں گے، قیامت کے دن اور ان کا حساب کریں گے۔مسیح ہی نے آسمان وزمین کو خلق کیا ہے۔مسیح ہی ہے جنہوں نے کہا ہے اللہ نے اپنے لیے بیٹا بنایا ہے ﴿وَ قالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَ قالَتِ النَّصارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْواهِهِمْ يُضاهِؤُنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴾ "اور یہودیوں کا کہنا ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ سب ان کی زبانی باتیں ہیں۔ان باتوں میں یہ بالکل ان کے مثل ہیں جو ان کے پہلے کفار کہا کرتے تھے، اللہ ان سب کو قتل کرے یہ کہاں بہکے چلے جارہے ہیں"۔(توبہ ۳۱)

﴿وَ قالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَداً سُبْحانَهُ بَلْ لَهُ ما فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قانِتُونَ ﴾ "اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد بھی ہے حالانکہ وہ پاک وبے نیاز ہے زمین وآسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے فرمانبردار ہیں" (بقرہ ۱۱۶)

﴿وَ قالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمنُ وَلَداً ﴾ "اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو اپنا فرزند بنالیا ہے"۔(مریم ۸۸)

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمنِ عَبْداً ﴾ "زمین وآسمان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو"۔(مریم ۹۳)

مسیحیوں کی ایک شناخت مخلوق کے حق میں غلوگرائی کرکے اُس کو خالق کا شریک اور اُس کا جزء بنانا ہے۔

جہاں اللہ نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارا سخت دشمن یہود ہیں۔﴿ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَداوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا وَ لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قالُوا إِنَّا نَصارى‏ ذلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَ رُهْباناً وَ أَنَّهُمْ لا يَسْتَكْبِرُونَ ﴾ "آپ دیکھیں گے کہ صاحبانِ ایمان سے سب سے زیادہ عداوت رکھنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور ان کی محبت سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں۔یہ اس لئے ہے کہ ان میں بہت سے قسیس اور راہب پائے جاتے ہیں اور یہ متکبر اور برائی کرنے والے نہیں ہیں"۔(مائدہ ۸۲)

اللہ کے لئے شریک انتخاب کرنا بت پرستی کو رواج دینا ہے۔

﴿وَ جاوَزْنا بِبَنی إِسْرائیلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلی قَوْمٍ یَعْکُفُونَ عَلی أَصْنامٍ لَهُمْ قالُوا یا مُوسَی اجْعَلْ لَنا إِلهاً کَما لَهُمْ آلِهَةٌ قالَ إِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴾" اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار پہنچا دیا تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کے گرد مجمع لگائے بیٹھی تھی۔ان لوگوں نے موسٰی سے کہا کہ موسٰی ہمارے لئے بھی ایسا ہی خدا بنا دو جیسا کہ ان کا خدا ہے انہوں نے کہا کہ تم لوگ بالکل جاہل ہو"(اعراف ۱۳۸)﴿إِنَّ هؤُلاءِ مُتَبَّرٌ ما هُمْ فیهِ وَ باطِلٌ ما کانُوا یَعْمَلُونَ ﴾" ان لوگوں کا نظام برباد ہونے والا اور ان کے اعمال باطل ہیں"(اعراف ۱۳۹)﴿قالَ أَ غَیْرَ اللَّهِ أَبْغیکُمْ إِلهاً وَ هُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعالَمینَ ﴾" کیا میں خدا کے علاوہ تمہارے لئے دوسرا خدا تلاش کروں جب کہ اس نے تمہیں عالمین پر فضیلت دی ہے"(اعراف ۱۴۰)﴿وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسی مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلاً جَسَداً لَهُ خُوارٌ أَ لَمْ یَرَوْا أَنَّهُ لا یُکَلِّمُهُمْ وَ لا یَهْدیهِمْ سَبیلاً اتَّخَذُوهُ وَ کانُوا ظالِمینَ﴾" اور موسٰی کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیورات سے گوسالہ کا مجسمہ بنایا جس میں آواز بھی تھی کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ بات کرنے کے لائق ہے اور نہ کوئی راستہ دکھا سکتا ہے انہوں نے اسے خدا بنا لیا اور وہ لوگ واقعاً ظلم کرنے والے تھے"(اعراف ۱۴۸)﴿وَ إِذْ واعَدْنا مُوسی أَرْبَعینَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَ أَنْتُمْ ظالِمُونَ ﴾" اور ہم نے موسٰی سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا تو تم نے ان کے بعد گوسالہ تیار کرلیا کہ تم بڑے ظالم ہو"(بقرہ ۵۱)

۱۔حجاج جو گھر سے اس عزم وارادہ سے نکلتے ہیں کہ لباس شرک ریا خودنمائی دکھاوا کے تمام مظاہر کو خیر باد کہہ کر لباس للٰہیت اخلاصیت میں ملبوس ہوں گے۔

۲۔مشرک جو فریضہ حج کے ساتھ خودنمائی کبریائی اور دکھاوے کو اپناتے ہیں۔

احمد بن حنبل:-[ائمہ اربعہ تالیف ڈکتور احمد شرباسی ص۱۵۸]

یکی از ائمہ اربعہ اہل سنت والجماعت ہیں احمد بن حنبل ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے ان کی ماں ان کے حمل کے دوران مروہ سے بغداد آئیں احمد بن حنبل کا نسب ان کے جد حنبل سے منسوب ہے۔ان کے باپ کا نام محمد تھا جد حنبل تھے۔آپ حنبل کے نام سے مشہور تھے کیونکہ ان کے جد ایران کے شہر سرخس میں امویں کی طرف سے والی تھے اور ساتھ ہی بنی عباس کی خلافت کے داعی تھے۔بچپن میں ان کے والد کا انتقال ہوا جو ایک مجاہد تھے پانچ دفعہ پیدل حج کو گئے۔آپ نے علم لغت، کتابت وتحریر کو ۱۴ سال کی عمر میں سیکھا ہے اور ابی یوسف اور علماء حنفیہ سے علم لیا ہے۔بعد میں حدیث میں شغف پیدا ہوا۔مامون رشید کے دور میں معتزلہ عروج پر تھے آپ انکے مظالم کا نشانہ بنے ۔۲۴۱ھ کو بخار میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ بہت سے مسائل میں ان کو حجت مانتا ہے جس طرح دیگر تین ائمہ ابو حنیفہ امام مالک اور امام شافعی کو دین اسلام میں قرآن وسنت کی جگہ جاگزین حجت میں سے ایک ان کے منقولات فتاوٰی وآراء کو گنا جاتا ہے احمد بن حنبل کی کتب میں اضداد فضائل اہل بیت ومناقب بنی امیہ شامل ہیں۔

اختر تقوی صاحب:

جناب اختر تقوی صاحب ہمارے بہت پرانے چاہنے والے دوستوں میں سے تھے۔ہمارے ایام محصوری سے پہلے یہاں قائم اجتماعات دروس ومجالس و محافل میں برابر شرکت فرماتے تھے۔ایام محصوری میں جب دوست احباب کٹنے لگے تب بھی آپ کی رفت وآمد جاری رہی۔حتیٰ ان کی زوجہ مومنہ حالت معذوری میں بار بار ان کے ساتھ آکر ہماری خیر خیریت پوچھتی تھیں جس پر ہم انکے انتہائی احسان مند ہیں۔ہم نے انھیں حج بیت اللہ کی رغبت دلائی اور انکی اہلیہ کی معذوری کے مسائل کو بھی اس وقت آسان دکھایا۔جس کی وجہ سے ۱۴۳۲ھ کے حج میں دونوں میاں بیوی نے جانے کا فیصلہ کیا اور ہم سے اس بارے میں پوچھا۔ہم انکی زوجہ کی معذوری کی وجہ سے انھیں اپنی معیت میں جانے کی دعوت نہیں دے سکے۔اس طرح وہ کاروان بلال میں گئے جہاں ان کے پرانے جاننے والے دوست جناب ڈاکٹر عارف نقوی تھے۔انہوں نے نمی دانم ہمارے ساتھ وابستگی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان کو قبول نہیں کیا اور وہ کاروان آل یٰسین کے جال میں پھنس گئے۔

بقول عادل بھائی وہ متعفف کاروان میں شریک ہوئے۔ان سے فی آدمی ۴۵ ہزار زائد رقم وصول کی کیونکہ ۳۶ ہزار انہوں نے حاجیوں سے لیے اور ۳۲ ہزار انھیں حکومت نے واپس کیے۔اس طرح سے کم از کم ۵۰ ہزار فی حاجی انہوں نے لیے۔اس کے باوجود فدا حسین اور ڈیفنس والے عادل وغیرہ کی نظر میں یہ متعفف

کاروان ہے۔

یہاں اور وہاں پر رضوانی صاحب انھیں درس غلو دیتے رہے اور کعبہ کے طواف، سعی، وقوف عرفات و منیٰ کی بجائے دعائے توسل پڑھنا، نعرہ حیدری لگانا، یا علی مدد کہنے میں شوق و رغبت دلاتے رہے۔ یہ سب کچھ انکے مزاج سے موافق نہیں تھا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد کاروان والوں پر ان کے بقول عوالی میں حضرت زہرا کے آثار میں سے ایک آپ کی چکی کی زیارت ہے۔ بہت سے زائرین منجملہ غلام رضا جعفری صاحب کے، بہت سوں کے ذہن میں یہ سوال آیا ہے کہ اگر یہ چکی حضرت زہرا کی چکی ہے تو شیخ کے گھر میں کیسے پہنچی جو کہ وارث نہیں بنتے لیکن یہ اشکال چنداں درست نہیں شاید شیخ کے کسی جد نے کسی سیدانی سے نکاح کیا ہو کیونکہ عربوں میں سیدانی سے ازدواج میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے ہیں۔

بہر حال ان پر واضح ہوا کہ جناب اختر تقوی کا ہم سے واسطہ اور میل ملاپ ہے۔ ان سے وہ ضمنی طور پر ہمیشہ کہتے تھے کہ آپ دوسرے کاروانوں کے درس و دروس و مجالس میں نہیں جائیں۔ یعنی جس طرح سے ہم بکرا بنا رہے ہیں اسی طرح رہیں۔ اس طرح سے وہ ان کو تنگ کرنے لگے۔ بہر حال ہم وہاں کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ جب ہمیں منیٰ سے رمی جمرات ختم کر کے ۱۲ کو واپس آنا تھا تو ہم نے عادل بھائی سے کہا ہمارا دل چاہتا ہے آپ کی رہائش جو یہاں نزدیک ہے شام تک وہاں آرام کریں گے پھر گاڑی مل جائے تو جائیں گے۔ ہم نے ان سے یہ بھی اظہار کیا کہ ہمیں ڈر لگتا ہے آپ ہمیں مسائل میں پھنسائیں گے بہر حال عادل نے کہا ایسا نہیں ہوگا چنانچہ ہم ان کے پیچھے گئے وہاں پہنچ کر آرام کیا اور شام کا کھانا انھوں نے کھلایا کھانے کے بعد ہم نے واپس آنا چاہا تو جناب عادل نے نص امامت اور امام مہدی کو چھیڑا۔ آپ نے بار بار استفسار کیا آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ کیونکہ ان کو دلیل قرآن و سنت سے کوئی واسطہ نہیں انھیں فتویٰ چاہیے تا کہ باہر نقل کریں کہ شرف الدین نے تو یہ کہا ہے یا وہ منکر امامت ہو گیا ہے۔

بہر حال اختر صاحب یہ سب کچھ سن رہے تھے ان کی زوجہ بھی انکے ہمراہ تھیں۔ وہاں سے واپس آ کے ہمارا ان سے رابطہ ٹوٹ گیا۔ ہم نے انھیں فون کر کے انکی خیریت دریافت کی تو انھوں نے سرد مہری کا رویہ اپنایا۔ ایک مہینہ گزرنے کے بعد دوبارہ ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ آخر ایک دن وہ تشریف لائے ہم نے ان سے کہا کہیں ہمارے خلاف عادل نے دم درود تو نہیں کیا تو کہا نہیں ہم سے عادل کا رابطہ نہیں۔ ہم نے پوچھا کیا ہمارے بیٹے نے کوئی ایسی حرکت کی ہے جس سے آپکو ہم سے کراہت ہوئی ہے یا مخالفین نے کوئی بات کی ہے۔ لیکن انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بہر حال وہ ہمارے مخلص دوست تھے ہم ان کی عاقبت خیر اور سلامتی کے لئے دعا گو ہیں۔

اخلاق حج:

غالیوں اور لادینیوں نے تصور اخلاق کو بھی مسخ کیا ہے۔ انکے پاس اخلاق عمل و تصوارات میں معاشرے میں مروج عادات جیسے گھٹنے پر ہاتھ لگانا، پاؤں کے بل گرنا، سینہ پر ہاتھ رکھنا، گالی کو برداشت کرنا، ناموس کے ساتھ جسارت و اہانت کو برداشت کرنا شامل ہیں۔ غرض ان تصورات اور اخلاق کی نئی تفسیر کے ذریعے اخلاق اسلامی کو دبایا جاتا ہے۔ اس سال ۱۴۳۲ھ میں حج کے سفر میں بدقسمتی سے ایسے اخلاق کے حامی دو ساتھی ہمارے ہمسفر بنے جو ہم سے تو اضع و انکساری کرتے لیکن اللہ اور اس کے نبیؐ اور بیت اللہ سے تکبر اور غرور کرتے۔ ایک کا نام معشوق علی اور دوسرے کا نام حسن علی لاشاری تھا دونوں پڑھے لکھے تھے لیکن قادیانی یا اسماعیلی تھے۔ وہ اوقات نماز میں سوتے اور طواف سے گریزاں رہتے۔ یہ اٹھتے بیٹھتے کہتے اخلاق بڑی چیز ہے ان کی اخلاق سے مراد اخلاق محمدؐ نہیں بلکہ اخلاق مسیحیان و مرزائیان تھے۔ ہمارے ہاں اخلاق کا بہت مقام ہے لیکن یہاں سب اللہ اور اس کے رسولؐ سے بے نیاز اخلاق کے مظاہر ہیں۔ سنت و سیرت نبویؐ میں اخلاق عین دین اور دین عین اخلاق ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث میں جہاں ہشام بن حکیم نے اخلاق رسولؐ کے بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے کہا کان خلقه القرآن پیغمبرؐ کا اخلاق قرآن تھا لہذا ہر مسلمان کو اخلاق قرآن سے ہی لینا چاہیے۔ اخلاق سلوک و رفتار کو کہتے ہیں جس تناسب سے یا جس طرف سے آپ نسبت رکھتے ہیں آپ اخلاق کا تعین کرتے ہیں۔ حجاج جب اللہ کے مہمان بنتے ہیں اور سرزمین مکہ و مدینہ، حرمین شریفین، میدان عرفات و مزدلفہ منیٰ میں ہوتے ہیں تو ان کا رشتہ اللہ سے ہے یہ جگہ اللہ سے نسبت رکھتی ہے تو انسان کو چاہیے وہ ہر قسم کے تکبر، انانیت اور افتخار و اعزاز کے تمام لوازمات کو چھوڑے۔ لب پر ذکر اللہ، یاد اللہ کو جاری رکھیں۔ یہ اخلاق مع اللہ مع البیت ہے دوسرا اخلاق مع الناس ہے۔ چونکہ اللہ نے فرمایا یہ گھر ناس کا ہے لوگوں کے ساتھ متواضعانہ سلوک اخلاق مع الناس ہے۔

اخلاق کا ایک مظہر مسجد الحرام بھی ہے۔ یہاں کبھی گھوار اطواف میں ٹکراؤ ہوتا ہے جس سے غصہ آتا ہے یا کبھی نماز کی جگہ پر قبضہ ہوتا ہے تو بعض اشاروں میں بات کرتے ہیں، چہرے چڑ جاتے ہیں۔ ہاں جب مسجد میں نماز کے وقت اخلاق کی بات ہوتی ہے تو یہاں ہمارے لوگوں کی بداخلاقی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ حضرات تو نماز میں تشریف ہی نہیں لاتے تو بداخلاقی کا تصور کیسے پیدا ہو ان کا اخلاق آغائے رضوانی یا کاروان بلال وغیرہ سے متصل ہے۔ جہاں وہ فرماتے ہیں دوسروں کے کاروان میں نہ جائیں، دوسرے کی مجالس میں نہ جائیں۔ کسی نے اگر کچھ امر و نہی ہدایت کرنے کی کوشش کی تو فوراً گالی دیتے ہیں یا انھیں یہودی اور دشمن اہل بیت کہتے ہیں۔

آداب حج: [کتاب التشویق الی البیت العتیق: تالیف محمد ابن طبری المکی الشافعی متوفی ۶۹۵ صفحہ ۶۸]

حج بمعنی قصد بیت اللہ حرام عمرہ و حج دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے علمائے اعلام نے اس حوالے سے آداب کثیرہ کو بیان کیا ہے یہ آداب بعض آغاز سفر سے پہلے ہیں اور بعض دوران سفر ہیں اور بعض عین ادائے اعمال ارکان کے درمیان کے آداب ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے ارادہ حج کرتے وقت ایک ایسے فرد سے صلح و مشورہ کریں جو دین و دیانت علم و آگاہی کے ساتھ فریضہ حج میں تجربہ کا بھی حامل ہو۔

۲۔ شخص عازم حج کیلئے ضروری ہے آغاز سفر سے لے کر اختتام حج تک کے احکام شرعیہ کی تعلیم حاصل کریں بصورت دیگر ایسے قافلہ میں شامل ہوں جس میں ایسا عالم دین موجود ہو جو سفر سے واقف و آگاہ اور تجربہ کار ہو۔ اگر خود پڑھ سکتے ہیں تو اس کے لئے اس باب میں مفید سودمند کتابیں خریدیں۔ عازم حج کیلئے ضروری ہے کہ وہ سفر پر نکلنے سے پہلے اہل خانہ اصحاب و دوستوں کو اللہ کی اطاعت و بندگی اور ہر حال میں تقوی کو اپنانے کا مشورہ دے۔

۳۔ شخص عازم حج کیلئے ضروری ہے کسی اور کے ذمے اس کے حقوق ہیں یا جو کچھ اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہیں ان کی وصیت کرے اور اس کا گواہ معین کرے۔

۴۔ شخص عازم حج کو ارادہ جزیی کرنے کے بعد اپنے سفر کا آغاز توبہ نصوح سے کرنا چاہیے یعنی ہر وہ عصیان و گناہ جو اس نے اللہ کی اطاعت کے مقابلے میں انجام دیئے ہیں مثلاً مالی حقوق جو اسکے ذمہ پر عائد ہیں یا وہ حقوق جو خلق اللہ کی طرف سے اس کے ذمہ عائد ہیں۔ سب سے پہلے اپنے ذمہ ہر مالی حقوق، خونی حقوق یا عزت و آبرو اگر کسی کی خراب کی ہو تو ان سب سے معافی طلب کریں۔ انہیں راضی کریں تا کہ سفر حج کا تمام گناہوں کی گندگی سے پاک صاف نظافت کے ساتھ استقبال کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اور اللہ سبحانہ کے قہر و عذاب و ناراضگی کے خاتمے کے بارے میں مطمئن ہو جائیں۔

۱)۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے ایک دانہ حرام اللہ کے نزدیک ۷۰ حج یا عمرے کے برابر ہے۔ اسی طرح حقوق اللہ، مالی زکوٰۃ، کفارات اور نذر وغیرہ ہیں تو انہیں بھی ادا کرے۔

۲)۔ قاصد حج کو اپنے قصد کو ہر چیز سے خالص کرنا چاہیے وہ ہر شائبہ سے پاک ہوتا کہ وہ اس سفر میں اللہ کی مغفرت و رضائیت کی طلب کے علاوہ کسی قسم کی طلب فخر و مباہات، شہرت کا خواہاں نہ ہو اور دوسروں کی تملق چاپلوسی سے پاک ہو۔ حاجیوں کی تعریف کرنے والوں کی ستائش و تعریف سے خوشی محسوس کرتے ہوئے اس کے اندر تکبر و غرور نہ آجائے۔

۳)۔ شخص قاصد بیت اللہ کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ہر حوالے سے آزاد کرے، ہر قسم کی درآمد بنانے، تجارت و کاروبار کرنے سے دور و پاک ہوتا کہ اس کا ارادہ خالص اللہ کے لئے ہو اور اطمینان قلب کے ساتھ عبادت کر سکے اور اطمینان قلب کے ساتھ شعائر اللہ کی تعظیم کرے تا کہ ان گروہوں میں شامل نہ ہو کہ جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ بادشاہان شہرت کیلئے حج کریں گے اور اغنیاء سیر و تفریح کے لئے اور متوسط طبقات کاروبار کے لئے اور فقیر گدائی کے لئے اور علماء ریاکاری کے لئے لہٰذا آپ اس ارادہ سے حج پر جانے والوں میں شمار نہ ہوں۔ اسی خبر شریف کی روشنی میں یہ چیز واضح ہو جاتی ہے جو افراد طمع مال یا دولت بنانے کے لئے اور صرف مالی مفاد کے لئے حج کو جائیں گے تو یقیناً وہ اخلاص سے خالی ہونگے۔ ایسے گروہوں کی چند اقسام ہیں۔

الف۔ ایک گروہ وہ ہے جو لوگوں کو اکٹھا کر کے بھیڑ بکریوں کی طرح حج کو لے جاتا ہے اور حد سے زیادہ ان سے منافع خوری کرتا ہے۔

ب۔ وہ افراد جو کسی کے مال کی خاطر نیابت میں حج کرتے ہیں۔

۵۔ شخص قاصد حج کو چاہیے کہ سفر حج شروع ہونے سے پہلے وہ مناسک واجبات و محرمات و مستحبات کے آداب سے آشنا و آگاہ ہوں تا کہ یہ اعمال بہتر انداز میں

اطمینان ویقین کے ساتھ انجام پائیں اور ہر قسم کے خلل اور عمل باطل سے محفوظ رہیں لیکن بدقسمتی سے اس وقت صورتحال یہ ہے کہ نہ حج کا معلم اعمال سکھانے والا ہوتا ہے اور نہ کاروانوں کے سالاران مسائل سے آگاہ ہیں۔اس سلسلے میں نہ وہ آیات وروایات کو پڑھتے ہیں بلکہ حجاج کے اذہان کو ادھر ادھر موڑنے یا کسی اور سے میل ملاپ سے بھی روکتے ہیں اور دوسری جگہ درس سننے سے منع کرتے ہیں۔اور انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ دوسری جگہ درس سننے سے آپ ڈسٹرب یا غیر مطمئن ہوجائیں گے اور اپنے ہاں مجالس کے نام سے مجادلہ، مشاعرہ اور اعمال حج کو تمام سہولتوں کے ساتھ انجام دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔

۶۔حج پر روانہ ہونے سے پہلے ایک نیک، صالح، دین دار، طالب خیر، برائیوں سے دور اور کراہت کرنے والے شخص کے ہمسفر بننے کا اہتمام کریں اور جتنا ممکن ہوسکے ایسے فرد کو منتخب کریں جو مناسک و اعمال کے بجالانے میں معاون ومددگار ثابت ہو اور اپنے علم وعمل اور آگاہی سے آپکو اپنی رکاب میں چلائے۔

۷۔ایسی مطمئن،قوی و نابعدار سواری اختیار کرے جو اسے آرام وآسودگی سے منزل تک پہنچائے۔چنانچہ روایات میں سفر اعمال حج کی مشقت کی وجہ سے اس بات کو ترجیح دی گئی ہے کہ حاجی پیدل جانے کی بجائے سواری پر جائے تا کہ اعمال حج میں کسی کراہت وسستی سے انجام دینے کی صورت حال پیدا نہ ہو۔

۸۔شخص حاجی کو چاہیے کہ اپنا زاد سفر جتنا ممکن ہوسکے اٹھائے تا کہ حوادث وحالات کا مقابلہ کرسکے اور اپنے ساتھی اور دیگر حجاج ضعفاء وفقراء کی بھی معاونت ومدد کرسکے۔حجاج ضعفاء اور نادارں اور دوران سفر حوادث کا شکار ہونے والوں کی معاونت کریں۔

۹۔حاجی سفر پر نکلنے سے پہلے اپنے سے وابستہ ہمسایہ وبرادران سب سے عفو ودرگزر اور دعائے خیر کی طلب کرے اور ان کو اللہ کے سپرد کرے اور ان سے اپنی سلامتی کے لئے دعائے خیر کا طالب ہوجائے۔

۱۰۔حاجی گھر سے نکلتے وقت کہے میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اس کے حول وقوت کے علاوہ کسی اور کے حول وقوت پر نہیں ہر قسم کی ضلالت وگمراہی اور لغزشوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۱۱۔سفر حج میں تنہائی سے گریز کرے حدیث میں آیا ہے ایک آدمی کا تنہا سفر کرنا کار شیطانی ہے۔سفر میں رفیق دو سے زیادہ ہونے چاہیں۔اور تینوں میں سے جو صالح دیندار، پرہیزگار اور جواد وسخی ہو اس کو اپنا امیر بنائیں۔امر ونہی اور اٹھنے بیٹھنے کا اختیار اسے دیں۔

۱۲۔دشت وبیابان میں کسی بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر اور اترتے وقت تسبیح پڑھے۔

آداب سفر حج میں علماء نے چند چیزوں کا ذکر کیا ہے۔[مفتاح السعادۃ ومصباح السیاحۃ ص ۱۶۴]

۱۔انسان اپنی توجہ کا آغاز مال سے کرے اور ردمظالم دوسروں کے حقوق جو آپ کے ذمہ ہیں ان کو ادا کریں۔

۲۔اپنے اہل وعیال جن کا نفقہ آپ پر واجب ہوتا ہے اسے اپنی واپسی تک آمادہ وتیار کریں۔

۳۔لوگوں کی امانتیں صاحب اموال تک پہنچادیں۔

۴۔جتنا مال اس سفر میں انسان کیلئے ضروری ہے وہ ساتھ لے جائیں بلکہ فقراء ومساکین کیلئے صدقات وخیرات کی مقدار بھی ساتھ لے جائیں۔

۵۔ایک ایسا رفیق سفر تلاش کریں جو صالح ہو، کار خیر میں آپ کا معاون ومددگار ہو، کوئی چیز بھول جائیں تو وہ آپ کو یاد دلائے اگر بخل آئے تو شجاعت دکھائے، عاجز ہوں تو معاونت کرے، سینہ تنگ ہوجائے تو صبر دلائے۔اگر دوست الگ ہوجائے تو ان کو اللہ حافظ کریں اور ان سے التماس دعا کریں ہر ایک کو اللہ کے حفظ وامان میں دیں۔

۶۔گھر سے نکلتے وقت دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ الکافرون پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد اخلاص پڑھیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھیں ﴿اللھم انت صاحب فی السفر ،وانت الخلیفة فی الاھل والمال والولد والاصحاب احفظنا وایاھم من کل آفة و عاھة اللھم انا نسألک فی مسیرنا ھذا البر و تقویٰ و من العمل ما ترضی اللھم انا نسألک ان تطوی لنا الارض وتھون علینا علینا السفر،وان ترزقنا فی سفرنا ھذا سلامة الیدین و البدن والمال وان تبلغنا حج بیتک وزیارة قبر نبیک محمد اللھم انان نعوذ بک من وعثاء السفر وکابة المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد والاصحاب اللھم اجعلنا وایاھم فی جوارک،ولا تسلبنا

وایاهم نعمتک،ولا تغیر ما بنا وبهم من عافیتک۔﴾

۷۔پھر دروازہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں﴿بسم الله و توکلت علی الله لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم،رب اعوذ بک ان اضل او اضل،او ازل او ازل،او اظلم او اظلم او اجهل او یجهل علی، اللّٰهم انی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعة بل خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک وقضاء فرضک واتباع سنة نبیک شوقا الیٰ لقائک فاذا مشیت فقل:اللّٰهم بک انتشرت وعلیک توکلت وبک اعتصمت والیک توجهت،اللّٰهم انت ثقتی و انت رجائی فاکفنی ما اهمنی به وما لا اهتم به وما انت اعلم به منی،عز جارک و جل ثناؤک ولا اله غیرک۔ اللّٰهم زودنی التقویٰ واغفر ذنبی ووجهنی للخیر أینما توجهت،ویدعو بهذا الدعاء فی کل منزل یرحل عنه۔﴾

۸۔پھر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں﴿بسم الله وبالله والله اکبر،توکلت علی الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ما شاء الله کان وما لم یشاء لم یکن ﴿سبحٰن الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین،وانا الیٰ ربنا لمنقلبون ﴾اللّٰهم انی وجهت وجهی الیک وفوضت امری الیک،وتوکلت فی جمیع اموری الیک ،انت حسبی و نعم الوکیل ﴾اور پھر جب سوار ہو جائیں تو یہ دعا پڑھیں:﴿ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ﴾﴿الحمد لله الذی هدٰنا لهٰذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدٰنا الله﴾

آداب سفر حج:

دین مقدس اسلام میں کسی بھی سفر پر جاتے وقت کچھ ہدایات دی گئی ہیں جنہیں مقدمات سفر یا آداب سفر کہتے ہیں سفر حج بیت اللہ جو کہ انتہائی نازک اور خطرات جانی مالی ایمانی سے مقرون ومخوف سفر ہے۔لہٰذا اس سفر میں ان آداب ومقدمات پر عمل ناگزیر ہے،ذیل میں ہم چند اہم آداب کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔دیندار تجربہ کار اہل خبرہ سے مشورہ لیں مشورہ ہر امر خطیر میں قران اور سنت محمدی کی رو سے ضروری اور ناگزیر ہے جیسا کہ آیات وروایات میں آیا ہے۔مشورہ لینا ہے کہ مجھے اس سفر مقدس میں کس کی معیت اختیار کرنا چاہیے؟ کس فکر وعمل والے انسان کا انتخاب کرنا چاہیے؟انتخاب رفیق سب سے اہم اور ضروری عمل ہے اگر بدقسمتی سے خدانخواستہ کسی فاسد وفاجر انسان سے واسطہ پڑا تو سمجھ لیں حسب تعبیر قرآنی کسی رفیق جہنمی کی قیادت میں جہنم کی طرف رواں دواں ہیں نہ کہ بیت اللہ دروازہ جنت ورضوان کی طرف چنانچہ بہ منظر ہم نے اس سال۱۴۳۲ ہجری اپنے کمرے میں رہائش پذیر دو حاجیوں کے اقوال وکردار اور رفتار وسلوک سے نتائج اخذ کئے ہیں جو اپنے مناسب موقع محل میں بیان کروں گا۔سفر حج کے لئے روانگی سے پہلے،جن آداب کا ذکر علماءاعلام نے کیا ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ایک عالم دیندار خبیر وآشنا بسفر حج ومسائل سے مشورہ لیں کہ انتخاب رفیق یا گروہ میں کس کو انتخاب کرنا ہے اس کا کیا معیار یا کسوٹی ہے؟ مجھے کس شخص یا کس گروہ کے ساتھ جانا چاہیے،لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ تنہا اس نصیحت پر عمل نہیں ہورہا ہے بلکہ یہاں عاملین دین کی طرح دلالی کمیشن پر چلتی ہے،اس سلسلے میں علمائے اعلام کا کردار یہ ہے کہ دعا تو کمیشن پر حاجی فروخت کرتے ہیں یا خود کمیشن دے کر خریدتے ہیں۔

۲۔عازم حج کو چاہیے ارادہ حج کرتے ہی،اپنے حاضر ،مرتکب معاصی اور افعال محرمات سے الگ ہوجائے اور گذشتہ گناہوں سے توبہ واستغفار کریں کیونکہ اعمال کتنے ہی جسیم وعظیم کیوں نہ ہوں اللہ صرف اور صرف متقین ہی سے اعمال کو قبول فرماتے ہیں۔گناہوں میں آلودہ مستغرق اور حاجیوں کو لوٹنے والوں کے اعمال قبول نہیں فرماتے ہیں یہ جو روایات میں آیا ہے ہروہ من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه ،مرتکب گناہوں کو چھوڑ کر گزشتہ گناہوں سے توبہ دانابہ کر کے جانے والوں کے لئے ہے۔

۳۔پھر رد مظالم کریں،حاجی جس کے ذمہ کسی بھی شخص ،مسلمان ہو یا غیر مسلمان کے حقوق امانت ہوں،ان کو ادا کر کے جائیں چنانچہ نبی کریمؐ نے ہجرت کرتے وقت اپنے پاس موجود امانتوں کو مولا امیر المومنین کے سپرد کیا کہ آپ انھیں ان کے مالکان تک پہنچائیں۔

۴۔زاد سفر اپنے ساتھ اتنی مقدار کفاف میں لیجائیں کہ کہیں غیر اللہ سے گدائی کرنے کی نوبت نہ آجائے۔ایک انتہائی حسرت اور افسوس کا مظہر وہ موقع ہے جب حاجی واپسی پر انواع واقسام کے سامان سے ایک تاجر انسان کی مانند آتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے حاجی جیب بھر کر رقم رکھنے کے باوجود ضروریات بطور قیمتاً فراوان میسر ہونے

کے باجود پانی اور لسی دودھ کے لئے اس کا پورا کل وجود ٹوکری بن جاتا ہے۔

۵۔تمام اقسام شرک ،مثل توسل با اولیاء فلک کو نج نعرہ یاعلی مدد اور ہر موقع محل پر اپنے حاجی ہونے کا مظاہرہ یہ تمام چیزیں نیک اعمال کو حبط کرتی ہیں لیکن ان چھوٹے بڑے علماء اعلام نے تمام مظاہر شرک کو اعمال حج میں شامل کیا ہوا ہے دعا توسل میں مستقیماً ان سے طلب حاجت کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ ہی اللہ سے لے کر ہمیں دیں ہم نے تو آپ سے ہی لینا ہے۔

ادلہ اربعہ:

دین اسلام انسان کے لئے ایک دین عالمی انسان ہونے کے حوالے سے اپنے اصول وفروع کے اثبات کے لئے روئے زمین پر رہنے والے تمام ملل ونحل سے لے کر اسلام کے اندر موجود فرق ومذاہب حتیٰ ایک مذہب کے افراد اصول سے لے کر فروع کی جزئیات تک کیلئے دلائل رکھتا ہے۔یہ دلائل قناعت کنندہ و اطمینان بخش ہیں گویا دین اسلام اپنے آغاز دعوت سے تسلیم اور اس کے بعد تک کیلئے حاکیت دلیل رکھتا ہے اور ہر قسم کے جبر واکراہ کو مسترد کرتا ہے۔یہ دلائل بھی اپنی جگہ ایک نظام رکھتے ہیں۔

۱۔وہ انسان جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا لیکن وہ عاقل ہیں اور دلیل کو مانتے ہیں۔اس حوالے سے اسلام نے اپنی حقانیت کیلئے ایسی کوئی شق نہیں رکھی جو عقل سے متصادم ہو لہٰذا دین اسلام کی پہلی دلیل دلیل عقل ہے اس کا آغاز بھی عقل سے ہوتا ہے اور اختتام بھی عقل پر ہی ہوتا ہے۔

۲۔جس انسان نے حضرت محمدؐ کی نبوت کو تسلیم کیا نیز ان کو خاتم نبوت گردانا ہے وہ جانتا ہے کہ قرآن کل کا کل دلیل ہے اللہ سبحانہ نے کل مخلوقات مومن وکافر ومنافق سب کو قرآنی دلائل سے للکارا ہے۔

۳۔عقل وقرآن کے بعد دین اسلام کا عملی مظہر نبی کریم کی سیرت وسنت ہے لہٰذا مسلمانوں کے پاس اپنی فرعات کیلئے تیسری دلیل سنت پیغمبرؐ ہے۔

۴۔چوتھی دلیل جو پیش کرتے ہیں وہ دلیل اجماع ہے۔جس کی تفصیل کلمہ اجماع میں ملاحظہ کریں دلائل کی فراوانی کے باوجود ہمارے علماء کسی بھی مدعا کو ثابت کرتے وقت کہتے ہیں ہمارے پاس اس مدعا پر دلیل ادلہ اربعہ ہے لیکن میدان میں صرف اجماع ہوتی ہے۔اجماع ہونے کے بارے میں تحقیق نہیں بلکہ تقلید پر انحصار کرتے ہیں تقلید پر ناز ہے انکا کہنا ہے ہم نے دین کو تقلید ہی سے لیا ہے کل دین تقلید ہے ہمیں اوپر والوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

دین اسلام کے اہم ترین ارکان وواجبات ادلہ اربعہ پر قائم ہیں لہٰذا مناسک حج کے تمام مفردات ان چار ادلہ میں سے بالترتیب ہر ایک سے مستند ہونا ضروری ہے۔

اذان حج:

سورہ مبارکہ حج کی آیت ۲۶ جس میں اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ حج کیلئے اعلان عام کریں،مفسرین والا مقام علم وادب عربی کی بے نظیر شخصیت صاحب المیز ان من ھدی القرآن علامہ مدرسی علامہ شعراوی نے اس اعلان کے مخاطب کو حضرت ابراہیم خلیل قرار دیا۔آپ، لکھتے ہیں جب ابراہیم خلیل نے کعبہ کی تعمیر مکمل کردی تو اللہ نے ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ حج کے لئے اعلان عام کریں۔جس وقت ابراہیم نے تعمیر بیت کو مکمل کیا تو اس وقت کعبہ مشرفہ کے قرب وجوار میں ان کے فرزند اسماعیل اور زوجہ صالحہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ابراہیم نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ میں کس کیلئے اعلان کروں یہاں کوئی سننے والا نہیں تو اللہ نے فرمایا آپ آواز بلند کریں پہنچانا ہمارا کام ہے۔کہتے ہیں ابراہیم اس پتھر پر چڑھ گئے یہ پتھر تقریباً دنیا کے بلند ترین پہاڑوں سے اونچا ہے اور وہاں سے ابراہیم نے کہا یا ایھا الناس اللہ کی دعوت کو قبول کرو اور حج بیت اللہ کی طرف آجاؤ۔یہ ندا سمندروں کی تہہ اور زمین میں رہنے والوں کے علاوہ ذرات زمین حیوانات وحشرات انسانوں کے بعثت میں موجودہ خلیات،قیام قیامت تک آنے والے انسانوں نے سنی ہے۔

جس نے لبیک کہا وہ یہاں پہنچ گئے جس نے لبیک نہیں کہا وہ نہیں پہنچے۔جس نے ایک دفعہ لبیک کہا ہے وہ ایک دفعہ پہنچ گئے اور جس نے کئی بار لبیک کہا وہ کئی بار یہاں پہنچے۔یہ تفسیر دین وشریعت کو پس پشت ڈالنے اور اٹھتے بیٹھتے معجزہ سازی کرنے اور دین کو اساس وبنیاد سے منہدم کرکے نظریہ تناسخ اور مسیحی تصفوی زبان سمجھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں یہ انہی کو گوارا ہے لیکن جن انسانوں سے اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا تم ہماری بات کیوں نہیں سنتے ،ہمارے حکم پر تعقل کیوں نہیں کرتے ان کیلئے یہ منطق بے معنی وبے بنیاد ہے۔حج کیلئے استطاعت وگنجائش رکھتے ہوئے نہ جانے والوں کو اللہ نے کافر قرار دیا ہے دنیا میں مسلمانوں میں ایسے لا

محدود افراد ہیں جو تمام شرائط استطاعت رکھتے ہیں اور انھیں بے دین بھی نہیں کہہ سکتے صوم وصلاۃ تک کے پابند بھی ہیں لیکن حج کو نہیں جاتے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نہیں جاتے تو جواب میں کہتے ہیں بلاوا نہیں آیا کہتے ہیں شاید ہم نے اس وقت لبیک نہیں کہا ہوگا اس لئے حج کو نہیں پہنچے۔

اگر یہ منطق صحیح ہے جو مندرجہ بالا بیان کردہ روایت سے اخذ کی گئی ہے تو ایسا انسان ترک حج کے مواخذہ وعقاب میں بھی نہیں آئے گا نیز ذر میں کوئی تکلیف نہیں وہاں کا خطاب خطاب نابالغان جیسا ہے جب وہاں قبول نہیں کیا تو آخرت میں ان کیلئے سزا بھی نہیں ہوگی۔ یہ بیان غیر بالغ کو غیر مفہوم سے عذاب دینے کے برابر ہوگا اس کے علاوہ جو آیت میں پیغمبرؐ سے کہا گیا ہے اس میں تضاد ہے کلمہ لبیک کی لغت بھی تکرار ہے کیسے کہتے ہیں کہ نبیؐ نے ایک دفعہ حج کیا ہو اس سے یہ بھی لازم آتا ہے خاتم الانبیاء والمرسلین نے صرف ایک دفعہ لبیک کہا ہو لہٰذا اب ایک ہی حج کریں گے جیسا کہ اصحاب نے کتنے حج کیے ہیں "واذن یاتوک" لوگ آپ کے پاس آئیں گے صیغہ مخاطب ہے جب لوگ اعلان ہی نہیں سنیں گیں تو کیسے آئیں گے وہ کیسے اجابت کریں گے۔

پیغمبر اکرمؐ ۱۳ سال مکہ میں رہے اور ۹ سال مدینہ میں رہے پیغمبر اکرمؐ اور آپ پر ایمان لانے والے مہاجرین وانصار کوئی بھی حج کو نہیں گیا اگر یہ ندا ءندا ابراہیمی تھی تو سب کو جانا چاہیے تھا، کیونکہ سب مطیع تھے یہ کیسے ممکن ہے حضرت محمدؐ نے لبیک نہیں کہا ہو۔ خاتم الانبیاء نے اعلان کیا تھا تو لوگ جوق در جوق آئے منادی ومخاطب اذن رسول ہیں ہم اس آیت کریمہ سے یہ استنباط بخوبی کر سکتے ہیں کہ عمل حج تحت رہبری مسلمین ہونا چاہیے چنانچہ نبی کریمؐ اور آپ کے بعد خلفاءؓ اس کے انتظام خود سنبھالتے تھے لیکن اس سے یہ کہنا کہ ہمارے علماء بھی سنبھالتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ ہمارے علماء چونگی لینے کی حد تک انتظام سنبھالتے ہیں۔

ارکان اسلام پانچ ہیں:

اسلام کے پانچ ارکان ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ضامن بقائے کل اسلام ہیں ہر ایک میں ضعف وکمزوری یا سہل انگاری کل اسلام پر اثر اندازی کا سبب بن سکتی ہے:

کلمہ شہادتین، صوم وصلاۃ وزکوۃ وحج: ان پانچ چیزوں سے مرکب معجون ہے اس سرزمین پر وارد ہونے والے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ظاہر وباطن دل وزبان سے توحید خالص کا اعلان کرے ہر قسم کے شرک کو خود سے ترک وبیرون کرے یہ مطلب لبیک اللھم لبیک تلبیہ میں نمایاں نظر آتا ہے۔

یہ اعمال کس بنیاد پر کرتے ہیں کسی نے کہا ہے اس کا جواب یہ ہے ہم سب کو یہاں اللہ نے بلایا ہے اللہ نے ہی یہاں آنا سب پر واجب گردانا ہے اگر اللہ نہیں بلاتا تو یہاں آنا بیہودہ وبے مقصد قرار پائے گا قرآن نے ہی کعبہ اور حج کو بچایا ہے۔ اس کی سند حضرت محمدؐ ہیں۔ صوم وصلاۃ وزکوۃ کے بعد حج آتا ہے۔

کعبہ جو مسلمانوں کیلئے مطاف ہے قبلہ بھی ہے لیکن بدقسمتی سے گروہ قرمطیان کے تمام جیالے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح سے حج کو مسخ کرنے حاجی کو مسخ کرنے اور حج میں تغیر وتبدیلی کرنے میں سرتوڑ سرگرم رہتے ہیں۔

توحید کی جگہ شرک کی تمام مصادیق انجام دیتے ہیں شرک خود نمائی میں ارباب سرمایہ دار پیش پیش ہیں وہ یہاں لوگوں کی زندگی کو شراب نہج پر لگانے کیلئے آئے ہیں یہاں وہ اسراف وتبذیر کی تعلیم دیتے ہیں۔ امراء کاروان ہیں جو حاجی کو مسخ کرنے کے تمام طور وطریقے اپناتے ہیں جس میں سرفہرست خود حاجی کو بکرا بنایا ہوتا ہے اپنے بکروں کو شعراء کی شکل میں لاتے ہیں۔ جو قرآن کی جگہ شعر کے نام سے گانے وغلو پھیلانے میں سرگرم رہتے ہیں۔ وہ علماء ہیں جو لبیک اللھم لبیک کی جگہ لبیک یا حسین لبیک یا علی یا لبیک یا امام زمان کی صدا بلند کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آئندہ یہاں آنے کی جگہ زیارت پر جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جماعت میں شرکت سے روکتے ہیں۔ جو بے سند بے معنی دعاؤں کے نام سے حرم الٰہی میں اللہ کی طرف سے نفی شدہ شرک کا اسرار کرتے ہیں۔ وہ سلاخان ہیں کہ جہاں اس شہر کے امن میں داخل ہونے والوں کی سلاخی کرتے ہیں۔ وہ علماء حضرات ہیں جو یہاں اوقات نماز اپنی غلاظتی ودروغی تقاریر کھول دیتے ہیں تا کہ حاجی نماز جماعت میں شرکت نہ کر سکیں، قرآن اور سنت سے روکنے کیلئے خوئی خمینی کیا فرماتے ہیں تکرار کرتے ہیں حقیقت میں وہ ان سے بھی چڑ رکھتے ہیں۔

ارکانِ حج: [کتاب الحج ص ۴۲]

ارکان جمع رکن ہے رکن جیسا کہ مفردات راغب میں آیا ہے رکن الشی ء جانبہ الذی یسکن الیہ ویستعار للقوۃ یعنی اپنے پہلو میں موجود کسی چیز کے پاس سکونت اختیار کرنا اور اس طاقت وقدرت کا سہارا لینا۔ اس آیت میں ظالمین سے تکیہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح عالم مادہ میں ہر چیز کسی دوسرے سے سہارا لیتی ہے اور

قائم رہتی ہے عبادات بھی اسی طرح ہیں جیسے ارکان صلاۃ ہیں اسی طرح حج بھی ارکان رکھتا ہے ارکان حج چار ہیں:

۱۔احرام

۲۔۹ذی الحجہ کو زوال سے غروب تک وقوف

۳۔دسویں ذوالحج کو رمی جمرات کے بعد طواف

۴۔صفا و مروہ کے درمیان سعی یہ چار ارکان حج ہیں اما عمرے کے ارکان احرام طواف بیت سعی بین الصفا و مروہ ہے بطور مثال اگر وقوف عرفہ باطل ہوا تو اس کے بعد کے تمام واجبات ارکان سب باطل ہوتے ہیں۔

ارکان حج وعمرہ:

ہر وہ چیز جس کے ثبات و دوام اس کے ارکان پر موقوف ہے وہ ارکان یا ان میں سے ایک رکن گر گیا تو باقی خود بخود ختم ہو جائیں گے حج وعمرہ کیلئے بھی ارکان ہیں جن پر یہ عمل قرار پاتا ہے اس عمل سے نفس کو طہارت وتزکیہ ملتا ہے اگر ان میں سے کوئی رکن گر گیا تو وہ عمل فاسد جاتا ہے اس کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اس اصول کے تحت یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اسلام کی اس اہم خطیر عبادت کے ارکان کو بھی جان لیں تاکہ موقع محل پر اس کی مواظبت کریں اگر انسان کی نماز باطل ہو جائے تو آسانی سے دوبارہ انجام دے سکتا ہے ایک دو روزے باطل ہو جائیں تو ان کا دوبارہ اعادہ کر سکتا ہے مگر حج اگر باطل ہو جائے تو اس کو دوبارہ انجام دینے کیلئے بہت سا وقت مال اور توانائی بذل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ہر رکن حج اپنی جگہ واجبات، مستحبات، آداب، طریقہ، ادا، ترتیب کا حامل ہے۔

سورہ حج آیت ۷۸ میں آیا ہے اللہ نے دین میں حرج نہیں رکھا ہے حرج لغت میں تنگ سے تنگ تر کو کہتے ہیں مثلاً یہ فلاں کیلئے تنگ تر ہے اصطلاح علماء میں ہر وہ چیز جو بدن، روح اور مال میں مافوق مشقت کا سبب بنے اسے حرج کہتے ہیں رفع حرج سے مراد جو چیز انسان کیلئے مشقت سے زائد ہو وہ چیز عین مرفوع ہے یعنی اس پر عمل اٹھایا گیا ہے۔اس کی دلیل قرآن کریم کی ان آیات میں آئی ہے بقرہ ۱۸۵ نساء ۱۲۸ اعلیٰ ۸ الم نشرح ۵۔۶ طلاق ۴۔۷ سب سے قوی دلیل رفع حرج میں سورہ حج آیت ۷۸ مائدہ ۶ توبہ ۹۱ احزاب ۳۸ نور ۶۱ میں آئی ہے بعض آیات میں اللہ کی طرف سے متوجہ تکلیفات کے بارے میں آیا ہے کہ وسعت وطاقت سے کم ہوتی ہیں جیسا کہ سورہ توبہ میں اور بقرہ ۲۷۶ میں آیا ہے۔

استطاعت:

عام وخاص میں یہ مشہور و معروف ہے کہ حج عمر میں ایک دفعہ واجب ہے۔جس کیلئے تین قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

۱۔اصول فقہ والے کہتے ہیں کہ صاحب استطاعت پر اس فعل کو ایک دفعہ بجالانا واجب ہوتا ہے لیکن ایک سے زیادہ دفعہ حج کا واجب ہونا مشکوک ہے۔

۲۔نبی کریمؐ سے مکرر سوال ہونے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ حج ایک دفعہ واجب ہے۔

۳۔اجماع امت ہے کہ حج عمر میں ایک دفعہ ہے۔

یہ تینوں دلیلیں اپنی جگہ مخدوش ہیں:

(سورہ آل عمران کی آیت ۹۷) میں حج کو استطاعت سے مشروط کیا گیا ہے۔﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾ " اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا واجب ہے اگر اس راہ کی استطاعت رکھتے ہوں"۔اس میں کسی قسم کی تعلیق تحدید نہیں پائی جاتی کیونکہ من استطاع الیہ آیا ہے۔نبیؐ سے جب پوچھا گیا کہ حج عمر میں ایک دفعہ ہے یا ہر سال تو پیغمبر اکرمؐ چپ رہے اور جواب دینے سے گریز فرمایا تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا جب ہم کوئی حکم بیان کرتے ہیں تو استفسار نہ کریں، زیادہ سوال کرنا تمہارے فائدہ میں نہیں۔گزشتہ اقوام اسی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ چاہتا ہے کہ یہ بیت ہمیشہ حجاج سے معمور و آباد رہے اس میں کسی قسم کا وقفہ نہ آنے پائے پیغمبرؐ نے تکرار کی بات اس لئے نہیں کی کہ لوگ حرج مرج اور کرب واضطراب میں نہ پڑیں۔

جس کی استطاعت ہے وہ جائیں جس کی نہیں وہ نہ جائیں۔جہاں تک اجماع امت کی بات ہے تو اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جہاں قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ ملے صرف وہاں ہی اجماع سے استناد کیا جاتا ہے اجماع قرآن وسنت کے مقابل میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔اجماع کی برگشت قرآن وسنت کی طرف

ہونی چاہیے لہٰذا قرآن وسنت کے مقابل اجماع کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ کلمہ حج میں تکرار پوشیدہ ہے۔ جو سند کلمہ حج حرف ح میں ملاحظہ کریں۔
جسکی سند سورہ آلعمران کی آیت ۹۷ ہے ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کردیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔
ا۔ استطاعت کے بغیر تکلیف حج از روئے عقل وشرع ساقط ہے۔ استطاعت کے ساتھ وجوب حج کی چار شرائط ہیں۔ اس کے پاس اس سفر میں کھانے پینے، رہائش اور سواری کی قدرت ہو جسے علماء نے استطاعت مالی کہا ہے۔ اسکے مال میں اتنی گنجائش ہو کہ وہ آنے جانے کی ضروریات سفر کی جس میں نہ اسراف ہو نہ بخل و کنجوسی۔ علاوہ ازیں اسکے واجب نفقہ کے مصارف بھی اسکے پاس موجود ہوں۔ عصر حاضر میں استطاعت کی اس مقدار میں ایک اور شرط کا اضافہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حجاج کے پاس کاروانوں کے پچاس ساٹھ ہزار روپے بھی شامل ہوں نہیں تو یہ اس سے خارج ہیں۔ اس کے علاوہ جبری قربانی کے پیسے بھی موجود ہونے چاہئیں۔
۲۔ **استطاعت صحت بدن:** شخص حاجی عازم حج کیلئے جسمانی طور پر ہر قسم کی امراض دائمی مثلاً نابینا، زمین گیر، زیادہ بڑھاپا، چلنے پھرنے سے عاجز یا وقت موسم حج میں مرض عارضی سے بھی محفوظ ہو۔ اگر ایسے مرضوں میں مبتلا ہو تو حج اس پر واجب نہیں ہے۔
۳۔ **استطاعت سفر:** استطاعت میں راہ سفر پر امن ہو، اس کے لیے خطر سے مامون ہونا ضروری ہے۔ گزشتہ زمانے میں فرقہ منحوسہ قرامطہ حج کے موقع پر حاجیوں کو لوٹتے تھے اور قتل بھی کرتے تھے ایسی صورتحال میں حسب سند سورہ بقرہ ۹۵ کے تحت حج ساقط ہے ﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ "اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ابراہیم کا مقامِ عبادت ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہوگیا۔ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے، اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے"۔
۴۔ **استطاعت سیاسی:** حکومت وقت اور خروج از مملکت کی اس پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ ہو۔ اگر حکومت وقت کی طرف سے نظر بند ہو یا ممنوع خروج از وطن ہو تو استطاعت سے باہر ہوگا۔
۵۔ **استطاعت محرم:** یہ ہر اس عورت کیلئے ہے کہ جس کے پاس استطاعت زاد و راحلہ حج ہو تو اسے محرم بھی میسر ہونا ضروری ہے۔ محارم یہ ہیں:

ا۔ باپ، دادا، نانا۔

۲۔ اولاد، اولاد کی اولاد، بیٹیوں کی اولاد جتنا بھی نیچے چلے جائیں۔ چچا چاہے ماں باپ دونوں کی طرف سے ہو یا ایک کی طرف سے

۳۔ ماموں۔

۴۔ بھائیوں کی اولاد۔

۵۔ بہنوں کی اولاد۔

۶۔ رضائی بھائی۔

یہ محارم نسبی کہلاتے ہیں۔ ایک محارم سببی ہیں عورت کی سوتیلی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد۔

ا۔ شوہر کے باپ دادا، نانا

۲۔ عورت کی بیٹیوں کے شوہر

۳۔ عورت کی ماں کا شوہر

عورتوں کیلئے سفر حج میں استطاعت محرم شرط ہے یا نہیں اس سلسلے میں فقہاء فرق میں اختلاف ہے بعض اس شرط کو قبول نہیں کرتے انکا کہنا ہے بغیر محرم کے بھی حج پر جاسکتی ہے لیکن شخص منصف وشخص منطقی وتابع دلیل کیلئے ضروری ہے کہ دونوں کی بات کو سنا جائے۔ شخص منطقی کا کہنا ہے کہ عورتوں کا سفر محرم کے بغیر خطر سے خالی نہیں۔ کیونکہ عورت کے اندر احساس عدم تحفظ ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے تاریخ ماقبل مغرب کی کوئی مثال نہیں ملتی جہاں عورتیں طویل سفر پر تنہا نکلی ہوں چنانچہ

گزشتہ سالوں میں ایک دفعہ ایک نامحرم جوان لڑکی کا اسی فتویٰ و جواز کی بنیاد پر آنے کی وجہ سے کاروان حیدری پر چند ین سال کی پابندی لگائی گئی تھی لہذا شرط محرم یعنی محرم کا ہونا ضروری ہے۔

استلام: [کتاب شفاء الغرام جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۶۷۹]

کتاب تاریخ نجاری میں ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ نبی کریمؐ رکن یمانی کو بوسہ کرتے اور اپنے چہرے کو اس پر رکھتے تھے۔ مسند احمد ابن حنبل نے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ ہر طواف میں رکن یمانی کو بوسہ کرنا نہیں چھوڑتے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر طواف میں بوسہ کرنا مستحب ہے۔ پیغمبرؐ کا فرمان ہے رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ پیغمبر دونوں رکنوں کو چومتے تھے اور ہاتھ مس کرتے تھے۔ لیکن فقہا اسرار و تکرار کے ساتھ فرماتے ہیں اگر کوئی مزاحم ہو اور کسی کو دھکا دینا پڑے تو جائز نہیں ہے چنانچہ امام صادق طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینے سے گریز کرتے تھے تو کسی نے کہا رسول اللہؐ ہر دفعہ بوسہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا رسول اللہ کے لئے لوگ ہٹتے جاتے تھے ہمارے لئے نہیں ہٹتے ہیں۔ یہاں سے یہ بات بھی من گھڑت ہو جاتی ہے کہ امام سجاد کے لئے لوگ ہٹ جاتے تھے۔

ایس ایچ او غلام نبی:

جناب غلام نبی صاحب علاقہ چیلو سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ جناب حاجی ہادی صاحب کے ساتھی تھے بلتستان پہنچنے کے بعد ٹیلی فون کرتے رہے دوبارہ حج نصیب ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ ایک دن ٹیلی فون کیا آغا صاحب اللہ نے مجھے دوبارہ حج نصیب فرمایا ہے میں خادم الحجاج میں منتخب ہوا ہوں۔ مجھے بھی خوشی ہوئی کہ ایک عاشق بیت اللہ کی تمنا پوری ہوئی لہذا میں نے فوراً اپنی کتاب حج و عمرہ ان کیلئے بھیجی لیکن اس کے ملنے کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں آئی تو میں نے از خود ٹیلی فون کیا کہ کتاب ملی ہے یا نہیں تو کہا: "کتاب مل گئی ہے پڑھ کر بھی نصف ہو گئی ہے۔"

نیز اسلام آباد پہنچ کر فون کیا کہ میں اسلام آباد پہنچ گیا ہوں پھر مجھ سے میقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا آپ اگر پہلے جائیں تو مجھے وہاں سے فون کریں لہذا انھوں نے فون نہیں کیا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں کسی نے کہا ہے کہ ہم سے دور رہیں۔ چنانچہ اس کی تائید ایسے بھی ہوتی ہے کہ ہم نے ایک دو کتابچے ارسال کرنے کیلئے ان سے کتابخانوں کی فہرست مانگی تو پہلے کہا کہ میں بھیج کروں گا بعد میں نہیں کیا۔ بیچارہ ایس ایچ او جو دوسروں کو مرغا بنانے میں ماہر ہے لیکن دینی مسائل میں خود مرغا بن جاتا ہے۔

اسرار حج: [کلمات نہج البلاغہ خ ۱۱۰۔۱۰۹]

وحج البيت و اعتماره فانهما ينفيان الفقر و يرحضان الذنب

"حج بیت اللہ او رعمرہ فقر کو دور کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے"۔

خ ۱۹۲۔۲۳۴

الا ترون ان الله سبحانه اختبر الاولين من لدن آدم صلوات الله عليه الىٰ الاخرين من هذا العالم باحجار لا تضر ولا تنفع ولا تبصر ولا تسمع فجعلها بيته الحرام ﴿الذى جعله لناس قياما﴾ثم وضعه باوعر بقاع الارض حجرا واقل نتائق الدنيا مدرا واضيق بطون الاودية قطرا بين جبال خشنة و رمال دمثة وعيون وشلة وقرى منقطعة لا يزكو بها خف ولا حافر ولا ظلف ثم امر آدم عليه السلام وولده ان يثنوا اعطافهم نحوه،فسار لمنتجعاسفارهم و گاية لملقي رحالهم تهوى اليه ثمار الافئدة من مفاوز قفار سحيقة ومهاوى فجاج عميقه وجزائر بحار منقطعة حتى يهزوا مناكبهم ذللا يهللون لله حوله ويرملون علىٰ اقدامهم شعثا غبرا له قد نبذوا السرابيل وراء ظهورهم وشوهوا باعفا الشعور محاسن خلقهم ابتلاء عظيما اومتحانا شديدا واختبار مبينا وتمحيصا بليغاً جعله الله سببا لرحمته ووصلة الىٰ جنته ولا اراد سبحانه ان يضيع بيته الحرام ومشاعره العظام بين جنات وانهار و سهل و قرار جم الاشجار داني الثمار ملتف البنى متصل القرى بين برة سمراء وروضة خضراء وارياف محدقة وعراص مغدقة ورياض ناضرة وطرق عامرة لكان قد صغر قدر الجزاء

علیٰ حسب ضعف البلاء ولو کان الاساس المحمول علیھا والاحجار المرفوع بھا بین زمردۃ خضراء و یاقوتہ حمراء ونورا وضیاء لخفف ذلک مصارعۃ الشک فی الصدور ولوضع مجاھدۃ ابلیس عن القلوب ولنفی معتلج الریب من الناس ولکن اللہ یختبر عبادہ بانواع الشدائد ویتعبدھم بانواع المجاھد ویبتلیھم بضروب المکارہ اخراجا للتکبر من قلوبھم واسکانا للتذلل فی نفوسھم ولیجعل ذلک ابوابا فتحا الیٰ فضلہ واسباباً ذللا لعفوہ۔

''کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے آدم کے دور سے آج تک اولین وآخرین سب کا امتحان لیا ہے ان پتھروں کے ذریعہ جن کا بظاہر نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان نہ ان کے پاس بصارت ہے اور نہ سماعت لیکن انھیں سے اپنا وہ محترم مکان بنوادیا ہے جسے لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دے دیا ہے اور پھر اسے ایسی جگہ قرار دیا ہے جو روئے زمین پر انتہائی پتھریلی وبلند زمینوں میں انتہائی مٹی والی وادیوں میں اطراف کے اعتبار سے انتہائی تنگ ہے اس کے اطراف سخت قسم کے پہاڑ نرم قسم کے ریتلے میدان، پانی والے چشمے اور منتشر قسم کی بستیاں ہیں جہاں نہ اونٹ پرورش پا سکتے ہیں اور نہ گائے اور نہ بکریاں۔

اس کے بعد اس نے آدم اور ان کی اولاد کو حکم دے دیا ہے کہ اپنے کاندھوں کو اس کی طرف موڑ دیں اور اس طرح اسے سفروں سے فائدے اٹھانے کی منزل اور پالانوں کے اتارنے کی جگہ بنا دیا جس کی طرف لوگ دور افتادہ بے آب وگیاہ بیابانوں دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راستوں زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے دل وجان سے متوجہ ہوجاتے ہیں تاکہ ذلت کے ساتھ اپنے کاندھوں کو حرکت دیں اور اس کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیت کا اعلان کریں اور پیدل اس عالم میں دوڑتے رہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور سر پر خاک پڑی ہوئی ہو اپنے پیراہنوں کو اتار کر پھینک دیں۔

اور بال بڑھا کر اپنے حسن وجمال کو بدنما بنا لیں۔ یہ ایک عظیم ابتلاء، شدید امتحان اور واضح اختبار ہے جس کے ذریعہ عبدیت کی مکمل آزمائش ہو رہی ہے پروردگار نے اس مکان کو رحمت کا ذریعہ اور جنت کا وسیلہ بنا دیا ہے وہ اگر چاہتا تو اس گھر کو اور اس کے تمام مشاعر کو باغات اور نہروں کے درمیان نرم وہموار زمین پر بنا دیتا جہاں گھنے درخت ہوتے اور قریب قریب پھل ہوتے، عمارتیں ایک دوسرے سے جڑی ہوتیں اور آبادیاں ایک دوسرے سے متصل ہوتیں کہیں سرخی مائل گندم کے پودے ہوتے اور کہیں سرسبز باغات، کہیں چمن زار ہوتا اور کہیں پانی میں ڈوبے ہوئے میدان، کہیں سرسبز وشاداب کشت زار ہوتے اور کہیں آباد گزرگاہیں لیکن اس طرح آزمائش کی سہولت کے ساتھ جزا کی مقدار بھی گھٹ جاتی۔

اور اگر جس بنیاد پر اس مکان کو گھڑا کیا گیا ہے وہ سبز زمرد اور سرخ یاقوت جیسے پتھروں اور نور وضیا کی تابانیوں سے عبارت ہوتی تو سینوں پر شکوک کے حملے کم ہوجاتے اور دلوں سے ابلیس کی محنتوں کا اثر ختم ہوجاتا اور لوگوں کے خلجان قلب کا سلسلہ ختم ہوجاتا۔ لیکن پروردگار اپنے بندوں کو سخت ترین حالات سے آزمانا چاہتا ہے اور ان سے سنگین ترین مشقتوں کے ذریعہ بندگی کرانا چاہتا ہے اور انھیں طرح طرح کے ناخوشگوار حالات سے آزمانا چاہتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور ان کے نفوس میں تواضع اور فروتنی کو جگہ مل جائے اور اسی بات کو فضل وکرم کے کھلے ہوئے دروازوں اور عفو ومغفرت کے آسان ترین وسائل میں قرار دے''۔

ح۱۳۶۔۱۳۱ والحج جھاد کل ضعیف

ح۲۵۲۔۲۴۴ والحج تقربۃ للدین

وص ۴۷۔۴۷

واللہ اللہ فی بیت ربکم لاتخلوہ ما بقیتم فانہ ان ترک لم تناظروا

العالم ولا یکن لک الیٰ الناس سفیرا الا لسانک ولا حاجب الا وجھک ولا تحجبن ذا حاجۃ عن لقائک بھا، فانھا ان ذیدت عن ابوابک فی اول وردھا لم تحمد فیما بعد علی قضائھا۔

وانظر الیٰ ما اجتمع عندک من مال اللہ فاصرفہ الیٰ من قبلک من ذوی العیال والمجاعۃ مصیبا بی مواضعہ الفاقۃ والخلات وما فضل عن ذلک فاحملہ الینا لنقسمہ فیمن قبلنا۔

ومر اھل مکۃ الا یاخذوا من ساکن اجرا فان اللہ سبحانہ یقول ﴿سواء العاکف فیہ والباد﴾ فالعاکف: المقیم بہ والبادی: الذی یحج

الیہ من غیر اھلہ وفقنا اللہ وایاکم لمحابہ والسلام۔

اسراف وتبذیر:

اسراف اقتصاد کے مقابل میں آیا ہے۔میانہ روی میں حد سے تجاوز کرنے میں، غیر اطاعت اللہ میں سرف کرنے اور اطاعت اللہ میں کوتاہی کرنے اور اللہ کی راہ میں بخل کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔یہ لغت میں مقدار متوسط معتدل کیلئے استعمال ہوا ہے' جیسا کہ سورہ فاطر۳۲ میں آیا ہے:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾

''پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا ان لوگوں کو جن کو اپنے بندوں میں سے منتخب کیا پس ان میں سے کچھ تو اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے ہیں کچھ ان میں سے میانہ رو ہیں اور کچھ ان میں سے اللہ کی توفیق سے بھلائیوں میں سبقت کرنے والے ہیں یہی سب سے بڑا افضل ہے''۔

تبذیر مشکاۃ شمارہ ۵۴-۵۵ص ۱۵۳پر مقالہ نگار محمد رضا عطائی لکھتے ہیں کہ تبذیر ریشہ بذر سے ہے جس کے معنی تخریب 'بخش کرنے' پھینک دینے کے ہیں۔جو شخص اپنے مال کو بیہودہ تلف کرتا ہے اس کیلئے استعمال ہوا ہے خاص کر کے وہ افراد جو مال کو معصیت میں سرف کرتے ہیں۔

تبذیر کی مذمت میں یا اسراف کے بارے میں قرآن میں ان آیات میں بیان ہوا ہے:

﴿زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

''ان حد سے گزرنے والوں کے اعمال کو ان کیلئے اسی طرح خوشنما بنا دیا گیا ہے''۔(یونس ۱۲)

﴿إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾

''اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں''۔(غافر ۲۸)

﴿وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ﴾

''وہ حد سے باہر ہو جاتا تھا''۔(یونس ۸۳)

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾

''اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو''۔(اسراء ۲۶)

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾

''بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے''۔(اسراء ۲۷)

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

''اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔(اعراف ۳۱)

امت مسلمہ کو لاحق لاعلاج مرض اس کے زوال و بدبختی، پستی اور ذلت و خواری کی برگشت اسراف کی طرف ہوتی ہے۔یہ وہ فعل ہے جسے انسان حد سے تجاوز کرتے ہوئے انجام دیتا ہے۔قرآن کریم میں مختصری تفاوت کے ساتھ دونوں کلموں کو استعمال کیا گیا ہے۔اسراف، تبذیر اور طرف یہ تینوں کلمات حد سے تجاوز کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور مسلمان اس میں مبتلا ہیں۔تجاوز از حد کی بہت سی مصادیق ہیں یہاں پر ہم تجاوز مال کی بات کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں آیا ہے کہ:

﴿وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾

''ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کرو' مال داروں کو چاہیے کہ بچتے رہیں' ہاں مسکین محتاج ہوں تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے''۔(سورہ نساء ۶)

﴿وَالَّذِینَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ بَیْنَ ذَلِکَ قَوَامًا﴾

''اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی' بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں''۔(فرقان ۶۷)

ذیل کی آیات میں اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور مسرفین کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

﴿وَلاَتُسْرِفُوا إِنَّهُ لاَیُحِبُّ الْمُسْرِفِینَ﴾

''اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے''۔(انعام ۱۴۱)

﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِینَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾

''اور حد سے گزر جانے والے ہی اہل دوزخ ہیں''۔(غافر ۴۳)

مندرجہ ذیل آیت میں اسراف کنندہ کو جہنمی کہا ہے جبکہ غافر ۲۸ میں اسراف کرنے والے کو جھوٹا انسان کہا گیا ہے۔

مال کو بغیر کسی معقول در آمد نفع کے ضائع کرنے کو بذر کہا ہے اور اسراء ۲۶ میں اسراف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔طرف کسی نعمت کا حد سے زیادہ استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔

﴿لاَتَرْکُضُوا وَارْجِعُوا إِلَی مَا أُتْرِفْتُمْ فِیهِ وَمَسَاکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْأَلُونَ﴾

''بھاگ دوڑ نہ کرو اور جہاں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وہیں واپس لوٹو اور اپنے مکانات کی طرف جاؤ تاکہ تم سے سوال تو کر لیا جائے''(انبیاء ۱۳)

اور ان کو اللہ نے دردناک عذاب میں لیا۔

مومنون ۶۴﴿حَتَّی إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِیهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ یَجْأَرُونَ﴾

''یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو وہ بلبلانے لگے''۔

اسراف مال میں حد سے زیادہ اور غیر معقول فائدے کے لئے عیش ونوش کرنے کی مذمت کے بارے میں وارد آیات دیکھنے کے بعد اب ہم آتے ہیں تبذیر کی طرف۔تبذیر کرنے والے کو سورہ اسرا ۲۷ میں برادران شیطانی کہا گیا ہے جیسا کہ شیطان نے سورہ اعراف میں اللہ سے کہا تھا میں انھیں مختلف راستوں سے بھٹکاؤں گا۔یہاں شیطان اسراف وتبذیر وطرف کی شکل میں آیا ہے۔مثلاً کہا وضو کے پانی میں اسراف نہیں، چراغاں میں اسراف نہیں اسی طرح کہا ہے حج میں اسراف نہیں۔سابق زمانہ میں بیت اللہ سے عشق رکھنے والے غریب انسان اس گھر کی زیارت کیلئے آتے تھے دور جاہلیت میں احرام کی گنجائش نہ رکھنے والے بھی یہاں طواف کیلئے آتے تھے لیکن چند صدی سے ان کاروانوں کی قیادت ورہبری مسرفین، مبذرین، اخوان شیطانی کے ہاتھوں آگئی ہے جو حج کیلئے نہیں آتے بلکہ لوگوں کو اسراف سکھانے اور تبذیر کی تبلیغ کرنے آتے ہیں۔اس طرح انہوں نے اس عظیم فریضہ کو ایک بیہودہ اور لاحاصل عیش ونوش کا سفر بنا دیا ہے۔سالاران کاروان اپنے ساتھ کرایہ پر لانے والے علماء سے حج میں نفی اسراف کی بات سے عیش ونوش کی تلقین کرواتے ہیں یہ استثناء اس جیسی ہے کہ جیسے کہا جائے کہ حج میں شراب حرام نہیں حالانکہ شراب کو تو اللہ نے حرام قرار دیا ہے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حراموں کی ماں کو جائز گردانا ہو۔یہ اسراف کس کے فائدے میں ہے سوائے عیش ونوش میں مستغرق لوگوں کے۔اس کے مظاہر سابق زمانے میں کاروان حیدری، کاروان ولی عصر، سلمان، حرمین، آل یاسین، بلال منہاج الحسینی بیت اللہ تھے غرض جس کاروان کی دوڑ خواجہ اوران خوجگان کے تربیت کردہ مولوی کے ہاتھ میں ہو وہ اسراف وتبذیر سے نہیں بچ سکتے ان کے علماء اور اکابرین دین کے کمرے اور مراجع عظام کے بیگ خشک میواجات سے بھرے ہوئے ہوتے تھے مزید وضاحت کلمہ خواجہ وخوجگان میں ملاحظہ فرمائیں۔

حال ہی میں اس سال کاروان آل یٰسین نے فی حاجی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ ملا کر پچاس ہزار وصول کئے۔انھیں بالٹیوں اور بوریوں میں روٹیاں اور سالن پھینکتے دیکھا گیا۔یہ حجاج کو اسراف اور تعیش میں مدہوش کر کے ان سے پیسہ چُراتے ہیں۔ہم اسی تناسب سے مکہ میں ہونے والے بعض اسرافات کی طرف اشارہ کریں گے۔اگر علماء اور زمامداران مملکت قوم کو اسراف سے رُوکتے اور حقانیت اسلام کو اُٹھانے میں اسے صرف کرتے تو آج اُمت مسلمہ کی تقدیر بدل جاتی۔

قرآن میں یہ کلمہ بعض جگہ مال میں اسراف کرنے اور بعض جگہ غیر مال میں بھی اسراف کرنے کیلئے آیا ہے حتیٰ اپنے ذاتی مصرف میں بھی اسراف کی مذمت

کی گئی ہے﴿ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴾
''اور جوخرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی' بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پرخرچ کرتے ہیں''۔(فرقان ۶۷)
اس آیت کی روشنی میں وہ ساری حکایتیں اور کہانیاں جنہیں اہل بیت کے سائلین کوانفاق کے بارے میں گھڑا گیا ہے جھوٹی ثابت ہوتی ہیں ان کے بطلان کیلئے یہ کافی ہے کہ آئمہ گھر میں جو کچھ ہوتا تھا وہ سب اٹھا کر سائل کو دے دیا کرتے اور گھر کو خالی کر دیتے' یہ دور جاہلیت کے ڈاکہ ڈالنے والے شب خون مارنے والے کے بدلے لوگوں کی خوشنودی چاہنے والے اللہ سے زیادہ لوگوں کی مذمت سے ڈرنے والے بدو کرتے تھے جسے بعد میں باطنیہ نے اس کے احیاء کیلئے آئمہ سے سندی ہے لہٰذا اگر یہ ذوات تابع قرآن محمدؐ تھیں تو یہ کہانیاں قطعاً غلط ہیں اور اگر قرآن محمدؐ کا ان پر اثر نہیں ہوا ہے تو یہ درست ہوسکتی ہیں وہ سائل کو ان کی نیاز واحتیاج سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو یہ ان کی شان وفضیلت نہیں تو ہین ہے کیونکہ یہ عمل قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ ہمیں سائل کے نیاز واحتیاج سے زیادہ ما فوق انفاق کرنے والوں کے دو ہی گروہ ملتے ہیں ایک وہ گروہ ہے جو اپنے ذاتی کسب وکاج تگ ودو اور مشقتوں سے دولت حاصل کرتا ہے یہ افراد جوخرچ کرتے ہیں وہ اگر حد سے زیادہ ہے تو اسراف ہوگا جو کہ گناہ اور معصیت ہے اور اس خرچ سے انہوں نے اپنے لئے مصیبتیں خریدیں ﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴾
''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا اور ماندہ بیٹھ جائے''۔(اسراء ۲۹)
دوسرا وہ گروہ ہے جو مال مسلمین کے امین ومحافظ تھے جیسے خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس اور ان کے وزراء کے بارے میں جو کہانیاں سننے کو ملتی ہیں مثلاً خاندان برمکی کے بارے میں ملتا ہے کہ یہ لوگ تنہا مسرف نہیں تھے بلکہ خائن بھی تھے۔ اسی طرح عبید اللہ بن جعفر کے بارے میں بہت سی کہانیاں ملتی ہیں اس حوالے سے مزید تاریخ کی ورق گردانی اور دقت کرنے کی ضرورت ہے۔
اس اصول کے تحت بہت سے لوگوں کی شخصیت خاص کر محدث قمی سید بن طاوؤس کی شخصیت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جنھوں نے حد سے زیادہ مستحب نمازوں اور دعاؤں کا ذکر کیا ہے مثال کے طور پر سید طاوؤس ہر روز ۱۰۰۰ رکعت نماز پڑھتے تھے اسی طرح عبادت میں اسراف انسان کو زندگی سے منصرف کر دیتا ہے' اللہ نے حضرت محمد کو اس طرح کے عمل سے منع کیا ہے۔﴿ طه ، مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ، إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴾ ''ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ، یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے'' (طہ ۱،۲،۳)

اسراف در غیر مال:

جاہلیت میں ایک انسان کے عوض کئی انسانوں کو مارا جاتا تھا۔ یہ انتقام جوئی میں آتا ہے اور اسے مردود تصور کیا جاتا ہے چنانچہ آیت میں آیا ہے فلا یسرف عن القتل یہاں مختار کے پرستاروں پر واضح ہو جانا چاہیے کہ انھوں نے کس حد تک اس شخص کو اٹھایا ہے۔ اگر مختار کی ان حرکات کیلئے آئمہ کی رضایت کو سامنے لایا جاتا ہے تو انھوں نے اپنے اس عمل سے اہل بیت کی شان کو داغ دار کیا ہے۔ کیونکہ جو اپنے آپ کو اعتدال و توازن سے نکالتے ہیں وہ اس آیت کے مصداق بنتے ہیں نیز یہ اس آیت کے بھی خلاف ہے﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے'' (مائدہ:۸)۔

اعجاز بلوچ:

اعجاز بلوچ ہمارے مخلص با صفا شریف ونجیب دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے تعارف مرحوم عباس بخاری عرفان حبیب بابر شیرازی کے توسط سے ہوا لیکن خود ان برادران سے علامہ نجفی کے توسط سے آشنائی ہوئی۔ آپ اپنی چھتری میں بہت سے نا آشنا افراد کو بھی ہمارے پاس لائے جن سے ہمارے لئے مسائل کھڑے ہوئے وہ ہم سے درس ودروس لیتے تھے نیز ہماری کتابوں کو خریدتے اور پڑھتے بھی تھے۔ اعجاز بلوچ بھی ہماری کتابوں کو وافر مقدار میں خریدنے والوں میں

سے ایک ہیں۔آپ نے ہمارے ساتھ حسن خوبی کے ساتھ تصفیہ کیا۔جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔آخری دنوں میں پریشانیوں کی وجہ سے ہم ان کو درس و دروس دینے سے گریز کرتے تو آپ لوگ فرماتے تھے ہمیں کوئی اور درس دینے والا نہیں کو یا انھوں نے ہماری کتابیں اپنے پڑھنے کیلئے اور بچوں کو پڑھوانے کیلئے نہیں بلکہ عقائد کیسانیہ تنظیم المکاتب کے لئے خریدی تھیں۔

ہم اس حوالے سے اللہ کی درگاہ میں شکر گزار تھے کہ کم از کم ایک گروہ تو ہماری کتابیں پڑھتا اور ہماری باتیں سنتا اور سمجھتا ہے۔لیکن بعد میں اتفاقیہ طور پر معلوم ہوا کہ وہ ہماری باتوں کو پرانی فرسودہ خرافات سے امتزاج کرتے تھے۔اس کا ثبوت جان علی شاہ کی درس بائبل میں شرکت اور تنظیم المکاتب کی امامیہ دینیات ہے جو کیسانیت کے عقائد کے تحت تھی۔اس ملک میں پھیلنے والی تمام خرافات کا مصدر یہی دینیات ہے۔ہم ان شریف ونجیب افراد سے اس وقت دل برداشتہ ہوئے جب یہ ملک میں اسلام کا مسخرہ کرنے والے اور آزادی فحشاء کے داعی اور مسلمانوں کو زندہ درگور کرنے والے اور مسلمانوں کو لاپتہ کرنے والوں کے حامی بنے اور کہنے لگے وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ہماری کتاب عقائد و رسومات اور شکوؤں کا جواب آنے کے بعد ہم سے کہنے لگے ہم حیران و پریشان ہیں کہ حوزات ایران وعراق سے آنے والے کیا کچھ پڑھ کر آئے ہیں۔جب نوکری سے پنشن ہوتو اہل تشیع خمس نکالتے ہیں انہوں نے بھی اس خمس کا حصہ ہمارے لئے پیش کیا تو میں نے مسترد کیا اور کہا میں خمس نہیں لیتا وہ اچھی خاصی رقم لائے تھے لیکن وہ خرافات کے کچرے اٹھانے میں مدد کیلئے تیار نہیں ہوئے بلکہ نئے مرکز خرافات کی عالیشان عمارت والی درس گاہ میں ابتداء سے امام شناسی کا درس شروع کیا۔بعد میں انھوں نے ہماری کتابوں کو ناپ کر اور صفحات گن کر خریدنے کے اصول کو اپنایا تو ہم نے ہاتھ کھینچ لیا۔یہ خود ہماری ہم فکری کا مظاہرہ کرتے لیکن خرافات اور فرسودگیات کی بنیاد ڈالتے اور انہی کو پروان چڑھانے کیلئے سعی وپیہم کرتے۔آپ بھی ہمارے حج کے سفر میں آشنا دوستوں میں سے تھے چنانچہ آپ محترم ظہور خان صاحب کو ائیر پورٹ اسلام آباد سے احرام باندھنے کو دکر کے جعفہ لے گئے تھے۔جو اس وقت ہم سے بریدہ و شاکی ہیں۔

امن:[تفسیر مبہمات قرآن ج ا ص ۳۰۰]

سورہ آل عمران ۹۶ فیہ آیات بینات اس آیت میں اس نشانی کے بارے میں علماء نے بہت سی آیات کا ذکر کیا ہے:

۱۔قصہ ہجوم فیل اور ان پر نازل عذاب حجارۃ من سجیل۔

۲۔قدیم دور سے جبارین کو کعبہ کی اہانت سے باز رکھنا۔

۳۔حجر الاسود۔جو کہ ابراہیمؑ کے دور سے عصر حاضر تک باقی ہے۔

۴۔زم زم جو اللہ کی طرف سے حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کیلئے پھوٹا تھا۔

۵۔زمزم کے ناپید ہونے کے بعد منام کے ذریعہ عبدالمطلب کو نشاندہی کی انہوں نے دوبارہ اس کو کھودا۔

۶۔کثرت ماء زمزم حج میں عادت سے مافوق اس میں کثرت آتی ہے۔

۷۔جن وانس حیوان حتی نباتات تک امن میں ہیں۔

۸۔افراد عرب غیر عرب اس کی عظمت کے سامنے خاضع وخاشع ہیں۔

۹۔ایک ایسی وادی ذی زرع جس میں تمام اطراف عالم سے ارزاق کو یہاں کھینچا جاتا ہے۔

۱۰۔کسی بھی دور میں کوئی اس جگہ کو ویران نہیں کر سکا یہ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہے بقرہ ۱۲۶﴿وَ إِذْ قالَ إِبْراهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هذا بَلَداً آمِناً وَ ارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَراتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ قالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَليلاً ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلى‏ عَذابِ النَّارِ وَ بِئْسَ الْمَصيرُ " اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے دعا کی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر قرار دے دے اور اس کے ان اہلِ شہر کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں پھلوں کا رزق عطا فرما۔ ارشاد ہوا کہ پھر جو کافر ہو جائیں گے انہیں دنیا میں تھوڑی نعمتیں دے کر آخرت میں عذابِ جہّنم میں زبردستی ڈھکیل دیا جائے گا جو بدترین انجام ہے"﴾

۱۱۔پرندے کعبہ کے اوپر پرواز نہیں کرتے اگر کہیں پرواز کریں تو وہ اپنی شفع کیلئے یا دفع منکرات کیلئے ہوتا ہے۔

۱۲۔اگر کسی سال بارش کعبہ کے چاروں طرف سے آئے تو پورا آفاق سرسبز ہو جائے گا۔

امام جعفر صادق:

جعفریہ کے نام سے کتب فرق میں چندین فرقوں کا ذکر ہوا ہے یہاں جب جعفری کہتے ہیں تو اسکی تشخیص نہیں کرتے کہ یہ کون سا جعفری ہے۔ پہلے مرحلہ میں جعفریہ کے دوسرے جعفریان سے تمیز کرنے کی ضرورت ہے، جیسے عبداللہ بن معاویہ کے ماننے والوں کو بھی جعفریہ کہتے ہیں امام علی الھادی کے فرزند جو کذاب کے نام سے معروف ہیں ان میں تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پہلے مرحلے میں ضروری ہے، اس کے بعد یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا جعفر صادقؑ نے اس وقت ایک نیا فرقہ ایجاد کیا اگر انہوں نے ایسا کیا تو کیوں اور کس بنیاد پر کیا اس کی وضاحت کی ضرورت ہے اس وقت جو تعارف فرقہ جعفریہ کا چل رہا ہے وہ بہت زیادہ تشویش ناک ہے کیونکہ وہ اسلام کے متوازی اور مقابل میں نظر آتا ہے۔

عام مسلمان اسے اقلیتی طور پر متعارف کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ اس فرقہ کو نہ اسلام پر کہہ سکتے ہیں کیونکہ اسلام اصول وفروع پر عمل کا حکم دیتا ہے نہ تنہا جعفریہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان کے بعض چہرے، بہت سیاہ ہیں بعض کو تو اسلام کے نام سے الرجی ہے۔ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالب ملقب بہ صادق آپ کی ماں ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔

کتب تاریخ احادیث میں آیا ہے کہ آپ اپنے دور کے بزرگ برجستہ، علم اور زہد وتقوی کے حامل مشار الیہ عام وخاص تھے آپ متانت، سنجیدگی، استقلال کے ساتھ اس حد تک اپنے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے کہ آپ نے اقتدار وریاست طلبان احزاب کی رسہ کشی میں اپنے استقلال اور اپنی خود مختاری کو باقی رکھا۔ آپ نہ فرصت طلب گروہ میں شامل ہوئے نہ اقتدار پرستوں کے نرغے میں آئے۔ اسی طرح آپ نے انقلابی گروہوں سے بھی خود کو محفوظ رکھا۔ ہم آپ کے بارے میں غالیوں کے گھڑے گئے نام نہاد فضائل کو آپ کیلئے نقائص ومعائب میں شمار کرتے ہیں جس کی چند مثال ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ ہم آپ کو موسس فرقہ جعفریہ وفقہ آل محمد گردانے کو اسلام کے خلاف ایک محاذ تصور کرتے ہیں۔ فرقہ جعفریہ جیسا کہ فرقہ شناسی پر لکھی گئی کتابوں میں چند گمراہ مفاد پرست گروہ کے پیروکاروں کا نام ہے جس کی تفصیل قارئین کتاب شیعہ اہل بیت میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ حافظ شریعت اسلام ماخوذ از قرآن وسنت تھے۔ قرآن وسنت سے جدا آپ کی کوئی فقہ نہیں ہے۔

ابو حنیفہ اور امام صادق:

ان کے بارے میں بہت سے ناروا، غیر عاقلانہ اور غیر شرعی مباحث ذکر کئے گئے ہیں جو ان دونوں شخصیات کی شان کے منافی ہیں۔ ابو حنیفہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھوں نے کہا اگر میں دو سال امام صادق کے پاس درس نہ لیتا تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔ یہ بات عقل ومنطق سے خارج ہے۔

۱۔ امام صادق سے دو سال درس نہ لینے والے افراد ہلاک نہیں ہوئے جیسے مالک بن انس، شافعی اور احمد بن حنبل نے امام صادق سے درس نہیں لیا کیا وہ لوگ ہلاک ہوئے ہیں؟

۲۔ وہ کون سے مباحث تھے جن میں ابو حنیفہ غلطی وگمراہی پر تھے اور امام صادق نے ان کی نشاندہی کرکے انھیں اس غلطی سے نکالا ہے؟

۳۔ کسی کو ایک بڑی غلطی سے نکالنے کے لئے ایک دو سال کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ چند گھنٹوں میں مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

۴۔ ابو حنیفہ کے بارے میں امام صادق سے منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ابو حنیفہ آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ابو حنیفہ سے چند ایسے سوالات کئے جن کا وہ جواب نہ دے پائے اور انھیں اپنی جہالت ونادانی کا اعتراف کرنا پڑا۔ آپ دونوں کی اس ملاقات کا ذکر حلیہ اولیاء ابو نعیم اصفہانی کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔ اس انداز کی گفتگو کسی بھی حوالے سے امام کی سیرت نہیں تھی۔ یہ شائستہ اصولوں سے باہر ایک گفتگو ہے جسے انہوں نے امام سے منسوب کیا ہے۔

۵۔ ایک طرف سے امام ابو حنیفہ کو امام صادق کی شاگردی کرنے پر ہدایت یافتہ گردانتے ہیں تو دوسری طرف ابو حنیفہ کے بارے میں یہ فرقہ انتہائی بدزبانی اور بدگمانی کرتا ہے۔

۶۔ کہتے ہیں سب سے پہلے مذہب میں قیاس داخل کرنے والے ابو حنیفہ ہیں۔

آئیں دیکھتے ہیں کیا دین میں عقل میں قیاس نہیں ہے یا عقل وفلسفہ منطق کے تحت دین وشریعت کے بہت سے مسائل قیاس پر قائم ہیں۔ جس قیاس کو ابو حنیفہ نے

رواج دیا تھا کیا وہ قرآن کی کسی آیت یا پیغمبر کی سنت سے متصادم ہے۔ کیا وہ قیاس آئمہ اطہار اور علماء کے مشہور و معروف فتاویٰ سے متصادم ہے۔ کیا آج کل کے مجتہدین اپنے فتویٰ میں ایسا قیاس کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ باتیں خاص کر کے ابوحنیفہ سے نسبت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت کا جو گروہ ہے اور ان کی نمائندگی کرنے والے اور بعد میں یہ دونوں امام صادق اور ابوحنیفہ کے خلاف امام سے ناروا باتوں کے انتساب ابوحنیفہ سے غیر عاقلانہ گفتگو کا اثبات اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دو ذوات اپنے دور میں ایک شائستہ و لائق اور اصول و فروع اسلام کے محافظ علماء میں سے تھے۔ امام کے بارے میں کرنے والی جنایتوں میں سے ایک جنایت امام کو ہر علم کا مصدر قرار دینا ہے۔ یہ باتیں فرقہ اسماعیلیہ تعلیمیہ کے عقائد میں سے ہیں اور ان کی گھڑی ہوئی ہیں جیسا کہ آج کل علم کو کل دین گردانتے ہیں۔ جعفر صادق وارث دین و شریعت حامل قرآن و سنت ہیں وہ علم فزکس و کیمیا وغیرہ کے وارث نہیں تھے۔

اولاد:

ہمارے سفر حج بیت اللہ الحرام کے ساتھیوں میں سے ہماری چھ اولادوں بمعہ داماد سید محمد سعید شامل ہیں۔ ان میں سے صادق اور ان کی چھوٹی بہن کو ایران میں مقیم ہونے کی وجہ سے نہیں لے جا سکے۔ قارئین والدین اگر مسلمان ہوں اور ایمان با اصول الاسلام اور عمل بغرائض اسلام رکھتے ہوں اور عظمت قبلہ مسلمین کعبہ بیت اللہ ان کے دل کا قبلہ بنا ہو تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کو بھی بیت اللہ اور بیت نبوت کی زیارت کرائیں تاکہ عظمت کعبہ و رسول اللہ ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے۔ ہماری بھی یہ خواہش رہی ہے کہ اگر میں زندہ رہوں تو تمام عزیزوں کے حج و عمرہ کے نصف اخراجات برداشت کروں۔ ہم اس معجم میں بیت اللہ سے متعلق تاریخی جغرافی فقہی احکام کے ساتھ اس فریضے سے ناروا سلوک رکھنے والے امرائے کاروان اور خود ساختہ فقہاء کا ذکر خاص کیا جنہوں نے حج کو مسخ کرنے حاجی کو لوٹنے کی زیادتی کی ہے۔ اسی تسلسل میں ہماری اولادیں بھی آتی ہیں۔ معاشرتی زندگی میں تجربات دیکھنے والوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ والدین اور اولادوں میں تناو و تضاد و کشمکش تصادم و ٹکراو ایک عادی چیز ہے خاص کر جب سے مغرب والوں نے تعلیم کے نام سے مسلمان ملکوں میں فساد خانے کھولے ہیں۔ ان کی یہی کوشش رہی ہے کہ اولادوں کو والدین سے خاص کر باپ سے کاٹیں۔ ان کی ان چالوں سے ہر وہ گھرانہ متاثر ہے جو قرآن و سنت کی تعلیمات سے ہٹا ہے اور اولادوں کی نقل و حرکت ہر کسی قسم کی نگرانی نہیں کرتا، حتیٰ یہاں کی اشرافی لڑکیاں اپنے والد کی مداح ہیں کہ انہوں نے ہم پر اعتماد کر کے ہمیں آزاد چھوڑا ہے۔ اسی تناظر میں میرے دو بیٹے روح اللہ اور مہدی آتے ہیں ان کا خراب ہونا باغی ہونا غیر متوقعہ نہیں تھا بلکہ میں اس کے انتظار ہی میں رہا لیکن جنہوں نے مجھے ہنستے ہوئے رلایا وہ محمد باقر اور سعید ہیں جنہیں ہم نام نہاد جھوٹے علم دین کی درسگاہ میں داخلہ دلوا کر مطمئن تھے۔ یہ دونوں فاسد العقیدہ اور غلاظت خوار افراد کے ہاتھوں یرغمال ہوئے امثال شیخ سلیم نصیری قرمطی محمد علی کمنگو دانش عیاشی قرمطی کے علاوہ یہ تینوں مغوی علماء و طلاب شبیر کوثری کے اغواء خانے کے صدقات خوار بنے۔ عرصہ دراز غلاظت خواری میں گزرنے کے بعد کوثری بے قرار و بے تاب ہوئے اور باقر اور ان کے اہلیہ سے ہماری کتابوں سے لاتعلقی کا اعلان کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ باقر سے اعلان برات کرایا اور سعید سے تو پہلے ہی سلیم قرمطی برات کا اعلان کروا چکا تھا۔ میری چھوٹی بیٹی کے شوہر علی عباس جن کا کہنا ہے عقیدہ سادات ہونے کے بعد حلال و حرام کی پابندی ان پر نہیں رہتی ان کے نایا کا کہنا ہے پیسہ جہاں سے بھی ملے لے لو لہٰذا ان کا بھی باغی ہونا حتمی تھا۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے ان تمام حالات پر صبر و استقامت کرتا رہا ان کے خلاف کوئی اقدامات نہیں کر سکا لہٰذا صبر کرتا رہا طویل غور و خوص کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا انہوں نے میرے دین سے لاتعلقی اور بیزاری کر دی ہے جبکہ ان کے پاس اپنے عقائد کے لئے بھوسے کے تنکے کے برابر بھی دلیل نہیں ہے یہاں تک کہ میں سعید کے عقائد پر بارہا آیات قرآنی سے حملہ کرتا رہا یہاں تک باقر ہمیں کہنے لگا ہم سعید کے عقائد سے کسی بھی قسم کا اختلاف نہیں رکھتے اور ہم سے برات میں اپنے ساتھ اپنی بیوی کو بھی شامل رکھا۔ محمد باقر اور سعید یہ دونوں بقول علامہ مظہر کاظمی صاحب کے ہمارے مادی سرمایہ کے علاوہ فکری دینی سرمایہ یعنی ادارہ ثقافۃ الاسلامیہ اور عربی فارسی میں دینی کتابوں کے وارث ہیں۔ معاشرے میں عام ذہنیت یہ بنی ہوئی ہے کہ دوسروں کی برائیوں کا ذکر کریں لیکن اپنی اولادوں کی برائیوں کا ذکر نہ کریں کیونکہ یہ گھر کی باتیں ہیں انھیں گھر کے اندر ہی رکھیں۔ اگر زندگی اسی دنیا تک محدود ہے اور دین اسلام کا اس بارے میں کوئی کردار نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں کوئی ہدایت نہیں دی تو یہ نصیحت درست ہے۔ لیکن اختلافات کو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے لہذا ہمیں بھی بیان کرنا چاہیے۔ تاکہ فریق واحد کو متکلم وحدہ نہ چھوڑیں خاص کر ان افراد کو جو مخالفین سے متوسل ہوں اور ان کے کہنے پر مجھ سے بیزاری اور نفرت کا رویہ اپنایا۔ ممکن ہے آئندہ یہ افراد میرے چہرے کو مزید مسخ کریں۔

عام طور پر معاشرے میں دو تصور پائے جاتے ہیں کہ علماء کی اولاد خراب اور بے دین نکلتی ہے اسے اہل کفر والحاد بطور حربہ استعمال کرتے ہیں کہ اگر دین وایمان حقیقت رکھتا تو علماء کی اولاد کو صالح ہونا چاہیے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ دوسرا تصور یہ ہے کہ اس کو چھپا کر رکھیں کیونکہ اس سے مقام شامخ علماء کو زد پہنچتی ہے غزوات صلابی رسول ص ۲۶۶ پر آیا ہے:ایک عورت نے چوری کی اور مستحق سزا قرار پائی اس کی قوم نے اسامہ بن زید کو نبی کریمؐ کے پاس شفیع بنایا اسامہ نے نبی کریمؐ سے درخواست کی تو پیغمبر اکرمؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپؐ نے نماز عشاء کے بعد حالت غضب میں خطاب فرمایا کیا تم لوگ مجھ سے حدود الٰہی معطل کرنے کی سفارش کرتے ہو واللہ اگر فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا، تم سے پہلے قومیں اس لیے ہلاک و نابود ہوئیں کہ اگر شریف عزیز قوم کے فرد نے جرم کیا ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے اور ضعیف پر حد جاری کرتے۔ یہ وہ منطق ہے کہ اگر عالم کی اولاد کرے تو اس کو چھپایا جائے اور دوسروں کی کرے تو اسے منظر عام پر لائیں۔

غرض تاریخ ادیان اسکی شاہد ہے جنگ وجدال میں کفر وایمان الحاد وایمان شرک ونفاق میں بیت انبیاء وعلماء مستثنیٰ نہیں رہے بلکہ ان گھروں میں جنگ جاری رہی۔

۱۔ بیت آدم صفی اللہ میں ہابیل وقابیل کی جنگ ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ''اور ذرا انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم وکاست سنا دو۔ جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی نہ کی گئی۔ اس نے کہا ''میں تجھے مار ڈالوں گا''۔ اس نے جواب دیا ''اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے'' (مائدہ ۲۷)

۲۔ بیت نوح میں نوح اور ان کے بیٹوں کے درمیان جنگ ﴿ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴾ ''کشتی ان لوگوں کو لیے چلی جارہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی۔ نوح کا بیٹا دور فاصلے پر تھا۔ نوح نے پکار کر کہا "بیٹا، ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ، کافروں کے ساتھ نہ رہ"'' (ہود ۴۲)

۳۔ بیت ابراہیم خلیل، ابراہیم خلیل اور ان کے باپ یا چچا آزر کے درمیان جنگ۔ ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾ ''ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ یاد کرو جبکہ اس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا" کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں"'' (انعام ۷۴)

۴۔ بیت یعقوب میں اولاد یعقوب کا اپنے بھائی یوسف سے مزاحمت۔ ﴿ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾ ''اس کے بھائیوں نے آپس میں کہا "یہ یوسف (علیہ السلام) اور اس کا بھائی، دونوں ہمارے والد کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک پورا جتھا ہیں، سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے ہیں'' (سورہ یوسف)

۵۔ یعقوب سے پھیلنے والی نسل بنی اسرائیل جنھوں نے ہر قسم کی بت پرستی، ذلت وخواری اور غلامی کو نہیں چھوڑا۔

۶۔ خاندان عبدالمطلب سے ابولہب اور ابوسفیان بن حارث کا محمد سے جنگ کرنا۔

۷۔ امام صادق اور ان کے فرزند اسماعیل کے درمیان اختلافات جہاں اسماعیل ابی زینب خطاب عبداللہ دیصان کے ہاتھوں کھیل رہے تھے۔

۸۔ سہیل بن عمرو اور ان کے بیٹے ابوجندل اور عبداللہ کی جنگ۔

۹۔ عبداللہ بن ابی سلول اور ان کے بیٹے۔

۱۰۔ ابو عامر اور ان کے بیٹے عبداللہ حنصلہ کے درمیان جنگ۔

۱۱۔ معصب بن عمیر اور اسکے بھائی ابوعزیز بن عمیر کے درمیان جنگ۔

جب جنگ میں کفر وایمان میں کوئی استثناء نہیں رہا تو اس کا اظہار کرنے میں کیا قباحت عقلی وشرعی ہے۔ بلکہ دونوں فریقوں کے اسباب برات وبیزاری کو واضح ہونا چاہیے کہ کون قصوروار ہے اور کون مظلوم ہے تاکہ حق بجانب کی کردارکشی نہ کی جائے اور ظالم کیلئے میدان کو خالی نہ چھوڑا جائے تاکہ فاسد وظالم اور مظلوم ومقیو دونوں کا چہرہ مسخ نہ ہو جائے۔

یہاں میرے اور میرے اولادوں کے درمیان حائل ہونے والی آتش اختلاف کو روش رکھنے والے آج کل قتل دھماکہ کرنے والوں کی طرح بری نہ ہوجائیں لہذا واضح ہونا چاہیے کہ کس نے میرے اور میرے اولادوں کے درمیان دیوار کھڑی کی ہے۔ہم حاضر نہیں کسی بھی فرد کے ساتھ ظلم وزیادتی گناہ لے کر عدل الٰہی میں حاضر ہوجائیں۔اگر میں نے اس ملک کے کسی فرد کے ساتھ زیادتی کی ہے تو میں معافی طلبی معذرت طلبی اور مغفرت طلبی کیلئے تیار ہوں اس کیلئے کسی کو حکم بنانے کی ضرورت نہیں وہ خود مجھے بتادے یا تحریر میں دیں آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے لہذا اگر عقل وشریعت کے تحت میں قصوروار رہا تو معافی مانگو گا چاہے وہ اجنبی ہو یا اپنا عزیز ہو لیکن میں اس کیلئے تیار نہیں کہ وہ میری وفات کے بعد میری تقصیرات کو سامنے لائیں۔جبکہ ابھی صوم مریم میں ہیں۔

میں اپنی اولاد اور عزیزوں خاص کر ان دونوں میں سے باقر اور ان کی دو بہنوں جو جامعہ زہراء کی فارغ تحصیل ہیں اور ان دونوں کے شوہر سے خدمت دین کیلئے توقعات وابستہ کئے ہوئے تھا لیکن ابھی یہ لوگ صوم مریم رکھے ہوئے ہیں اور کچھ بتانے کیلئے آمادہ نہیں انھیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ میرے مرنے کے بعد صحیفہ سیاہ نکالیں۔

اولادوں کا حج:

ہم حاسدین وحاقدین قرمطیان اور منافقین کعبہ رسول اللہ وقرآن والوں سے برات وبیزاری میں سبقت کرنے کا حق رکھتے تھے، تاہم قرآن وسنت محمد کی تطبیق جہاد میں سیر تدریجی کا پاس رکھنے کے اصول نے مجھے اس میں تاخیر کروائی۔ایک ادنیٰ فرد طالب علم دین ہونے کے ناطے سے ہم نے اپنے بچوں کو پہلی ترجیح میں اس نام نہاد علم دین کی درسگاہ میں لگایا تھا لیکن شراۃ دین خوجہ نے پہلے ہی ان کے سروں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جو انھیں اپنی دکان پر لے جا کر کلاس دیتے جب یہ بات میرے لیے روز روشن کی طرح کشف ہوگئی تو ہم نے انھیں دیگر نا انصافی برتنے والوں کی فہرست میں شامل کیا۔شبیر کوثری سے اعلان بائیکاٹ کے بعد ہم نے مشورہ طلب کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تو انہوں نے ادارے کو بالکل بند کرنے، کارکنوں کو فارغ کرنے اور اپنے ماہانہ اخراجات کو بتانے کیلئے کہا۔ہم نے اپنے اخراجات کی مد میں کچھ لینے سے انکار کیا یعنی ہاشم کو یہاں سے فارغ کیا چنانچہ اس نے پلٹ کر ہم سے پوچھا تک نہیں۔باقر اور سعید کے بارے میں جیسے پہلے ذکر کیا ان کے قرمطی دوست شیخ سلیم محمد علی گنگو اور شبیر کوثری نے ان کو مجھ سے دور رکھنے کی خاطر غلاظت خوری کا عادی بنایا، اسراف وتبذیر میں اخوان الشیاطین بنایا اور موبائیل فونوں کا غیر محدود استعمال کرایا لہذا بچے جس طرح گڑیا سے کھیلتے ہیں اسی طرح یہ ان چیزوں سے کھیلے۔ان کا ہدف زندگی حوزات ومدارس کے دیگر فارغ التحصیل حضرات جیسا ہے اسلام ان کے برنامہ زندگی سے خارج ہے۔قرآن وسنت وسیرت محمد سے انکے صفحات ذہن سنگ سیاہ کی طرح خالی ہیں۔یہ اپنے فرقے کے عقائد وفروعات میں سے کسی بھی شق کو قرآن وسنت محمد سے استناد کرنے سے عاجز وقاصر ہیں گرچہ یہ دونوں عربی فارسی میں اونچے درجے پر کیوں نہ ہوں لیکن اپنے عقائد فرسودہ گی میں شرمندہ ہیں انکے سر نیچے ہیں۔

حوزہ علمیہ قم سے جو کچھ انھوں نے حاصل کیا اس میں:

موبائیل فون کا بے دریغ استعمال، جدید وسائل جیسے انٹرنیٹ، میں قدیم فرسودہ بوسیدہ اور بے بنیاد عقائد کی تشہیر پر ناز کرنا، مال مفت پر عیاشی جو آج کل کے روحانیوں کی نشانی ہے انہیں اسی پر فخر وناز وغرور ہے۔

میرے بعض احباب جیسے دوست گرامی محمد علی نقوی اور ممتاز حسین نے مجھ سے کہا یہ درست نہیں یہ آپ کے فرزند ہیں ان پر برا اثر پڑے گا ان کی سفارش مجھے اس سفارش کی مانند لگی جو فتح مکہ کے موقع پر خاندان اسامہ بن زید نے نبی کریمؐ کے پاس کی تھی جسکا تذکرہ ہم نے اوپر کیا ہے۔

امیر حمزہ:

کراچی میں حج کو کنارے پر لگانے اور حجاج کی سلاخی کرنے کیلئے وجود میں آنے والی دوسری کھیپ وہ ہے۔جس کے بانی اور سالار جناب حسین مسعودی ہیں ان کی سیاست سلخ ومسخ میں سکوت اور عدم جواب ہے۔یہاں ہم کاروان امیر حمزہ اور اس کے بانی وسالار حسین مسعودی دونوں کا تعارف کروائیں گے۔جناب حسین مسعودی صاحب ایران کے انقلاب اسلامی کو یہاں لانے اور خمینی عظیم کے کردار کو پیش کرنے والے نوجوانوں میں سے تھے۔آپ لوگوں نے کراچی میں ایک روحانیت کا پرچار کرنے والی تنظیم بنائی جس وقت پاکستان میں قائد محترم کو امام خمینی کے برابر سمجھتا جاتا تھا اور ان کے منکرین کو بھی مردود مرتد سمجھا جاتا تھا چنانچہ یہی

عقیدہ آغا عارف کے بعد آغا ساجد کا بھی رہا چنانچہ قبلہ حسن ظفر صاحب نے ہمیں بیخ کرنے کی دھمکی دی تھی اس کے علاوہ آپ حیلہ و بہانہ سے مخالفین کو دبانے پر مصر رہتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ ہمارے ہاں تشریف لائے اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے بارے میں سوال و استفسار کرنے لگے۔ جب ہم نے ان سے کہا مجھے کوئی اطلاع نہیں تو آپ نے تعجب میں کہا آپ کو کیوں اطلاع نہیں کیا آپ ان کی سپریم کونسل کے ممبر نہیں تو میں نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں انہوں نے آپ کو دعوت نہیں دی یا آپ نے خود انکار کیا تھا۔ ہم نے کہا میں ان کی سرگرمیوں سے اتفاق نہیں رکھتا اس لئے میں نے خود منع کیا ہے آپ نے فرمایا وہ جانتے ہیں یا ہم۔ یہاں سے پتہ چلا ہے کہ ان کی ذہنیت ایک ہے جس کے تحت جب کوئی بھی قائد بن جائے تو باقیوں کو بکرا بنانا چاہیے وہ کسی بھی قسم کے نقد و انتقاد سے مبرا ہو جاتے ہیں اور عوام کو پھر حق حاصل نہیں رہتا کہ وہ ان پر تنقید کر سکیں۔

انھی اصولوں پر آپ نے اپنے لئے ایک قیادت اپنائی اور ایک کاروان بنایا۔ ان کی نظر میں کاروان کے جتنے افراد ہیں وہ بکرے ہی ہیں جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد ان کی بدقسمتی کہ قم چھوڑ کر یہاں آنے سے پہلے ہی تصور قیادت انتہائی نگہداشت میں چلا گیا تو انہوں نے اس میں موقتی قیادت کے لئے سرتوڑ کوشش کی۔ اپنی حیات میں موجود قیادت کو معزول کر کے عبوری قیادت بنانے کیلئے آغا سید عابد حسینی کی عبوری قیادت کی سرتوڑ کوشش کی اور ہم سے کہا اب موقعہ ہے اس میدان میں آجائیں اور اس فارمولا پر عمل کریں۔ جس پر ہم نے عرض کیا محترم مولانا صاحب ہم جانتے ہیں یا وہ۔ اس فکر کے تحت آپ نے کاروان بنایا اور کاروان کا نام امیر حمزہ رکھا یہاں بھی لوگوں کو دھوکا ہوا۔ عام لوگ سمجھتے ہیں امیر حمزہ سے مراد پیغمبرؐ کے چچا اسد اسلام و مسلمین شہید جنگ احد ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ وہ حمزہ ہیں امیر حمزہ نہیں۔ امیر حمزہ خوارج کے ایک گروہ کا قائد کا ہے جو ۱۷۷ھ میں ایران کے شہر سیستان میں وجود میں آیا۔ کتاب فرہنگ فرق اسلامی میں ص ۱۶۶ پر اس فرقہ کا ذکر آیا ہے اس کو کبھی ابو حمزہ اور کبھی امیر حمزہ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ ہارون رشید کے دور میں تھے وہ لوگوں کو سختی سے اور بے پرواہی میں قتل کرتے تھے۔

حسین مسعودی صاحب ایک طرف سے حج کو کنارے پر لگانے کیلئے اپنے گھر سے ائیر پورٹ اور پھر جہاز میں جدہ سے احرام باندھنے پر اسرار کرتے تھے۔ دوسری طرف سے بھاری بھر کم قیمت اور سب سے زیادہ پیسہ وصول کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ انہوں نے حاجیوں کے میقات جانے کے اسرار پر کراچی سے ہر حاجی سے سوریال لیا بعد میں جحفہ دور ہونے کا بہانہ بنا کر جدہ سے مکہ لے گئے اور سوریال بھی ہضم کر گئے۔ ان کی حکمت عملی ہے کہ اعتراض و انتقاد کرنے والے کو دیکھتے رہو لیکن کوئی جواب نہ دو۔

ام القریٰ:

مکہ مکرمہ کی ایک صفت ام القریٰ ہے اس قریہ کے مؤسس بھی اس بیت کے مؤسس ابراہیم خلیلؑ ہیں

﴿ وَهٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾

''اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تا کہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں''۔ (انعام ۹۲)

﴿ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴾

''اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے تا کہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبر دار کر دیں اور جمع ہونے کے دن سے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ڈرا دیں ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا''۔ (شوریٰ ۷)

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴾

''جب ابراہیم نے کہا' اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں' پھلوں کی روزیاں دے''۔ (بقرہ ۱۲۶)

جیسا کہ سورہ مبارکہ ابراہیم آیت ۳۷ ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾

''پروردگار میں نے اپنی ذریت میں سے بعض کو تیرے محترم مکان کے قریب بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ دیا ہے تاکہ نمازیں قائم کریں اب تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرے شکر گزار بندے بن جائیں''

جس وقت آپ نے اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ گرامی ہاجرہ کو یہاں چھوڑ کر جاتے وقت درگاہ الٰہی میں اسی طرح مناجات کی جیسا کہ آپ نے اس مناجات میں فرمایا ہے میں اپنے اس فرزند کو ایسی زمین پر چھوڑ رہا ہوں جو غیر ذی ذرع اور غیر آباد ہے تو ہی اس جگہ کو آباد کرنا اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بنانا۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾

''جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے''۔(ابراہیم ۳۵)

کسی شہر کی آبادی کیلئے چند شرائط ضروری ہیں۔

۱۔امن ہو، آزادی ہو، اگر کہیں کسی شہر سے امن کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو لوگ وہاں سے رخت سفر باندھتے اور ہجرت کرتے ہیں۔

۲۔اقتصاد:۔یہاں ذریعہ معاش فراوان ہو اگر یہ بھی نہیں تو شہر نشین یہاں سے چھوڑ کر جاتے ہیں۔

امینی صاحب:

امین محترم مولانا شیخ امین صاحب بانی وسالار کاروان امین اللہ۔آپ اور آپ کے برادر بزرگ جناب محترم محمد علی توحیدی صاحب دونوں علاقہ چھلبلتستان کے ایک صاحب مال ودولت دین دار فرقہ نوربخشی سے تعلق رکھنے والے فرد کے فرزندان ارجمند ہیں۔دونوں مروجہ سکول سے پڑھے ہیں اور قبلہ آقائے توحیدی صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی کرنے کے علاوہ جامعہ اہل بیت سے قرآن وسنت اور تاریخ کے بغیر درس دینا بھی پڑھے ہوئے ہیں۔آپ نے اپنی جامعہ اہل بیت سے فارغ ہونے اور مروجہ تحقیق کے بعد دونوں بھائیوں نے مذہب نوربخشی چھوڑ کر مذہب شیعہ اختیار کیا ہے۔تاکہ حوزہ علمیہ قم میں داخلہ لے کر خود کو شیعہ مذہب کے نزدیک کریں۔لیکن گزشتہ زمان کے بعد شیعوں کی فرقہ نوربخشیہ سے عداوت ونفرت میں تند وتیزی کی وجہ سے یہ فرقہ وہابیت سے قریب ہو گیا اور ان شیعہ کو اپنے لئے خطرہ قرار دیا اور شیعہ مدارس میں پڑھنے کی بجائے دینی دروس کو وہابیوں کے مدارس سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔جس کے نتیجے میں فرقہ نوربخشیہ میں ایک اور تقسیم نے جنم لیا ایک نوربخشیہ امامیہ صوفیہ اور دوسرا اہل صوفیہ وجود میں آیا۔آقائے توحیدی کی دینی تحقیقات پلٹ کر رجعت فرما کر یہاں تک پہنچیں کہ فرقہ نوربخشیہ امامیہ برحق ہے۔اور حتی المقدور ان سے تعاون کیا جائے۔جس فرقے سے وہ نکلے تھے اسی کو حق بجانب سمجھنے لگے اور اسی پر ان کی مذہبی تحقیق ہوئی۔جس طرح مناظر بلتستان فخر الدین فرقہ نوربخشیہ کے گروہ حمدانی کے سربراہ مختار سے مناظرہ کر کے فاتح قرار پانے کے بعد اب انہی کو حق بجانب سمجھنے لگے ہیں درحقیقت فرقہ نوربخشیہ کے تمام فرقے اور شیعہ سب ایک ہی فرقہ ہیں۔یہ فرقہ صوفیہ کی شاخیں ہیں۔جو قرآن کی محکم آیات اور سنت رسول کی بجائے پیرومرشد اور مجتہد سے استناد کرتے ہیں انہیں کسی بھی مسئلے میں قرآن اور سنت سے پوچھنے سے غصہ آتا ہے انہیں قرآن وسنت سے چڑ ہے کہتے ہیں قرآن وسنت پیرومجتہد نے پڑھا ہے۔

ان سب کے بنیادی نظریات ایک ہیں۔یہ قرآن وسنت کی بجائے مجتہدین کے فتاویٰ پر رک جاتے ہیں۔یہ قرآن فہمی اور رسول اللہ کی ناسی کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتے۔یہ چھوٹے چھوٹے امتیازات کو بنیاد بنا کر تقسیم ہوئے ہیں۔مقصد میں ایک ہیں۔فرقہ نوربخش کے مقلد ہیں ان کو اجازت نہیں کہ نوربخشی کے بعد کسی اور کی تقلید کی جائے لیکن شیعہ حضرات مجتہد کی وفات کے بعد والے مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں مثلاً امام خمینی، آیت اللہ خوئی، محسن حکیم وغیرہ لیکن یہ مراجع بھی اپنی جگہ قرآن وسنت سے استناد لینے کی بجائے مرحوم آقائے ضیاالدین عراقی یا آیت اللہ نائینی یا آیت اللہ سید کاظم یزدی کی عروۃ الوثقیٰ سے استناد کرتے تھے۔غرض یہ کہ تقلید میں سب مشترک ہیں فرق صرف سن وسال کا ہے۔اسی طرح یہ دونوں تقلید صوفیوں کی نشانی ہے صوفیوں کی ایک بڑی شناخت یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے پیغام کو چھوڑ کر قوم وامت کو محبت کا پیغام سناتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم سب سے محبت کرتے ہیں۔یہ تمام فرقے اپنے اندر تضاد وتناؤ اور ایک دوسرے سے نفرت اور بیزاری اور خون کے پیاسے ہونے کے باوجود ایک ہی مشرب سے پانی پیتے ہیں۔یعنی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آخرت میں سب نجات پانے والے ہیں یعنی ان کی فکر

کے تحت فرعون وموسیٰ، یزید وحسینؑ دونوں مختلف انداز سے اللہ کی اطاعت کرتے ہیں گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مذہبی فرقے برائے نام ہیں ان کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ چنانچہ بلتستان کے سیکولر سیاستدانوں کی یہ کوشش ہے کہ گلی کوچوں اور محلوں میں تاثر برقرار رکھیں۔ الیکشن میں فرقہ وارانہ مذہبی جھگڑا ختم ہونا چاہیے اور پھر جناب فدا محمد ناشاد صاحب اور جناب محمد علی شاہ صاحب دونوں کا ایک ہی نظریہ ہے کہ سیاست خود ایک فرقہ ہے اس کے ہوتے ہوئے دوسرے فرقوں کا وجود بے معنی ہے اور ان کی نیاز ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس فکر کی روشنی میں آپ نے فرمایا تھا کہ ہمیں اتحاد بین المسلمین کی کانفرنس میں اسماعیلیوں کو بھی دعوت دینی چاہیے۔ اگر فلسطین ومصر میں قائم کانفرسوں نے انہیں غیر مسلم قرار دے کر کانفرنس میں شامل نہیں کیا ہے اور علماء نے ان کو شامل کرنے کی اجازت نہیں دی ہے تو یہاں کے علماء اعلام آغا علی موسوی شیخ غلام محمد غروی آقائے جعفری رضوی اور جواد صالحی وغیرہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

بات تسلسل میں بہت دور نکل گئی ہمارا مقصد کاروان امین اللہ کے بانی اور سالار آقائے شیخ محمد امین کا تعارف پیش کرنا تھا۔ ان کا حجاج کو منظم کر کے لے جانے، انہیں مناسک حج سیکھانے اور سہولت دینے کی خدمات کا تذکرہ کرنا مقصود تھا۔ بڑے شہروں جیسے کراچی، لاہور، اسلام آباد سے جانے والے حجاج کے کاروان جس طرح حجاج کا خون چوستے ہیں آپ ان سے ذرا کم ہیں اور شرافت کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن خود حج کے ارکان میں ردوبدل کرتے ہیں کہ وہاں میقات جانے کی بجائے اسلام آباد کے ہوائی اڈے کو میقات بنانے میں آپ جناب نے آقائے خمینی نجفی سلمہ کی تقلید کی ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق دینی مسائل وعقائد میں شیعہ اور اسماعیلیوں میں صرف دس فیصد فرق ہے اسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے یہ اس جیسی فکر پر عمل کرتے ہیں یہ طور وطریقہ میں اسماعیلیوں کے قدم بقدم ہیں جس کی تفصیل حرف رہائش میں ملاحظہ کریں۔

این جی اوز:

این جی اوز اور ٹورزم دونوں گروہ مسیحی تبشیری جماعت کی شاخیں ہیں۔ یہ بلاد اسلامی میں سیر وسیاحت کے نام سے یا ان کی فلاح وبہبود کے نام سے یہاں کے دین ومذہب اور حُب الوطنی جیسے جذبات کو کنارے پر لگا کر انہیں لادینیت یا مغرب دوستی اور ترقی پرستی جیسی سرگرمیوں میں مصروف کرنے کیلئے وجود میں لائے گئے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں یہ اس حد تک سرایت کر گئے ہیں کہ اب یہ دینی امور میں مداخلت کرنے لگے ہیں۔ سابق زمانے میں این جی اوز علاج ومعالجہ اور اسکول و تعلیم وغیرہ سے اپنا تعارف کراتے تھے۔ وہ یتیم ونا داروں کی معاونت کرتے اور اس طرح اپنے قدم مضبوط کرتے۔ لیکن اب انھوں نے خلیہ ایمانی رکھنے والے اور صوم وصلاۃ اور داڑھی والوں سے رابطہ کیا اور ان کے ذریعے دینی مراکز بنانے شروع کیے ہیں۔ اب یہ مساجد اور امام بارگاہ کی تعمیرات بھی کرتے ہیں چنانچہ بلتستان میں بہت سی مساجد اور امام بارگاہیں جوانھوں نے بنائی ہیں۔ مساجد اور امام بارگاہوں کی فلک بوس اور عالیشان عمارتوں کی تعمیر پر خرچ ہونے والے کئی ملین یا کروڑوں روپے کہاں سے ملے ہیں، اس بات کو چھپانے کے لئے تعمیر شروع کرنے کے پہلے مرحلے میں علماء عوام سے چندہ لیتے ہیں۔ اس وقت ہمارے بلتستان میں بے حساب این جی اوز سرگرم ہیں۔ تقریباً مغرب کے ہر ملک کا ایک نمائندہ وہاں ہوگا۔ جیسے انہیں یہاں کے عوام سے بہت ہمدردی ہے۔ غرض یہاں ان لوگوں نے دینی معاملات میں بھی مداخلت کرنا شروع کر دی ہے۔ کمال کی بے شرمی کے ساتھ زائرین بیت اللہ کے نام نہاد خدمت گزار کاروانوں نے بھی اس پر عمل شروع کیا ہے چنانچہ ہم نے اپنے دوست محترم دلنواز سے حرم میں جب انھوں نے اپنی تعریف کی کہ وہ دیگر کاروانوں سے کئی گنا بہتر ہیں۔ تو ہم نے انھیں کہا یہ بات اپنی جگہ درست رکھتی ہے اگر پیسہ بٹورنے میں آپ پیچھے ہیں تو کاروانوں کو این جی اوز کے ساتھ لگانے اور ان کا ماتحت بنانے میں آپ پہلے نمبر پر ہیں۔

چنانچہ کاروان بلال میں شامل خواتین کے برقعے کی پشت پر انگریزی میں کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے یہ ایک قسم کا این جی اوز کا اشتہار ہے اس پر انہوں نے جواب دیا اب تو حکومت کی بھی پالیسی ہے کہ وہ حج کے معاملات کو این جی اوز اور ٹورزم والوں کے حوالے کرے۔

ایوب بشوی:

جناب ایوب بشوی صاحب پاکستان کے معروف ومشہور اور وسیع وعریض درسگاہ جامعۃ المنتظر کے فارغ تحصیل حضرات میں آتے ہیں جن کے نصاب میں قرآن وسنت، تاریخ اسلام، عقائد اسلام اور اخلاق سے ہٹ کر صرف ونحو یا عربی اشعار کے بعد منابر پر غلو کی غلاظتیں پھینکنا سکھایا جاتا ہے۔ غالیوں کی تقاریر ان کے نصاب میں شامل ہیں اور یہ دروغ گوئی، غلط بیانی اور غلو سے بھرپور انہی تقاریر سے مقرر بنتے ہیں۔ جناب ایوب بشوی صاحب بھی انہی غالیوں کی تقاریر کو کیسٹوں

سے اتار کر اپنی تالیفات گردان کر بہت سی کتابیں نشر کر کے مؤلف گراں قدر بننے کی ناکام کوشش کر چکے ہیں۔ یہاں فقہ برائے نام ہوتی ہے کیا حلال اور کیا حرام ہے اس کی تو کوئی بات ہی نہیں ہوتی ہے حرام خوروں کی کیا سزا اور کیا مذمت ہے وہ انہیں نہیں بتایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہماری کتاب مذہب اہلبیت کو ہماری اجازت کے بغیر چھاپ کر خوب پیسہ کمایا ہے۔

کاروان ولی عصر کے ارکین کی دولت میں روز افزوں اضافہ، دوکانوں میں توسیع اور ہوٹلوں میں ان کے اہتمام کو دیکھ کر انہوں نے سوچا اگر ہم کیسٹوں سے تقاریر نشر کر کے کمائی کرنے کی بجائے اس کام کو کیوں نہ اپنائیں چنانچہ انہوں نے کاروان حیدری کے بانی آغا حیدر صاحب کے عزیزوں کو کاٹ کر ایک کاروان بنام کاروان مکہ بنایا۔ بعد میں اس کے حساب میں ایک دوسرے سے آنکھ چرانے کے باعث آپس میں شگاف پڑ گیا اب وہ کتنا اعلانیہ اور کتنا غیر اعلانیہ پیسہ کماتے ہیں میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ یہ فعلل تفعلل جیسا ہے۔ آپ دیگران سے چنداں مختلف نہیں البتہ کراچی، لاہور، اسلام آباد کے شہروں کے کاروانوں سے نسبتاً کم پیسے لینے کی وجہ سے کچھ فرق ضرور ہے چونکہ اتنی مہنگائی سے گاؤں والے خوف زدہ ہوتے ہیں لیکن حج کو خرافات پر چلانے، فرسودگی پر چلانے اور مجالس کے نام سے غلو پھیلانے میں آپ دوسروں سے پیچھے نہیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو عرصہ دراز سے اسلام پر ضربت لگا رہے ہیں۔ یہ خلفاء اسلام کو سب وشتم کا نشانہ بنانے والوں میں سے ہیں۔ دختر عزیز نبی کریمؐ زوجہ امیر المومنینؑ والدہ حضرات حسنینؑ و زینب وام کلثوم اور فخر بنی ہاشم کو اپنے خبیث عزائم اور مال ومتاع بنانے کیلئے استعمال کرنے والوں میں یہ بھی پیچھے نہیں ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ چھوٹے چھوٹے افراد کی غلطیوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے یہ بات اپنی جگہ غلط ہے کیونکہ یہی چھوٹے کل کو کسی بڑے کو کاندھا دینگے۔ اگر ان چھوٹوں کو چھوڑا جائے تو ہمارے پاس صرف وہی بڑے رہ جاتے ہیں جو انتہائی بے غیرت اور بے حس ہیں جن کے اندر احساس نام کی کوئی چیز نہیں جن میں سے ایک امریکہ اور دوسرا شیطان ہے۔ لہٰذا ہم اپنے سامنے والوں اور دین وشریعت سے کھیلنے والوں سے عوام کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔

آئمہ خمسہ:

امام جعفر صادق، ابو حنیفہ، مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وبعض دیگر برگزیدہ ہستیاں اپنے دور میں علم وفضل و دین و دیانت اور زہد وتقویٰ کی مثال اور مرجع وماویٰ عوام الناس تھے ان کی حیات میں جہل ونادانی یا فتویٰ فروشی اور سازشی سیاست سازی وغیرہ نام کی کوئی چیز نہیں ملتی تھی ان میں سے ہر ایک نے اپنے دور میں مصیبتیں اور مشکلات ومصائب جھیلے ہیں۔ تاریخ میں ان کے صفحات ظلم وباطل کے خلاف استقامت کے حوالے سے درخشاں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے شدت سے تقلید کی نفی کی ہے کہ دین میں تقلید نہیں ہے ہماری تقلید نہ کریں۔

ہم جو بھی حکم دیتے ہیں اس کی سند ہم سے پوچھیں وہ اپنے دور میں عالم وفقیہ تھے وہ سوالات کے جواب کیلئے خود کو آمادہ رکھتے تھے لیکن ان کے بعد بہت سے مفاد پرست لوگوں نے ان سے انتساب کر کے بہت سے فتاویٰ صادر کیے اور رفتہ رفتہ شخصیات سے نکل کر ان سے منسوب ایک فرقہ وجود میں آیا ہے اب ہر شخص مصادر اولی شریعت اسلام قرآن وسنت سے پوچھنے کی بجائے فوراً کہتا ہے کہ فقہ حنفی کے مصادر یہ ہیں گویا فقہ حنفی فقہ اسلام کی جاگزین ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ بات قرآن میں کہاں ہے سنت میں کہاں ہے؟ اسی طرح شافعی مالکی اور حنبلی ہیں۔ معلوم نہیں ایک ہزار سال سے زیادہ گزرنے کے بعد کتنے فتوے ان سے منسوب کئے گئے ہیں۔

اسی طرح امام جعفر صادقؑ سے منسوب فرقہ جعفری بنایا گیا۔ فرق شناسوں نے اس نام کے تین چار فرقے ذکر کیے ہیں۔ امام جعفر صادق سے منسوب لوگ بھی فقہ امام صادق کو فقہ اسلام سے انتساب کرنے کی بجائے اس کو آسانی اور آخری فقہ گردانتے ہیں۔ اگر آپ کی فقہ آپ سے مروی احادیث تک محدود ہوتی تب بھی کوئی راہ نجات ملتی گرچہ ہم ان احادیث کے راویوں کا سراغ لگاتے اور پتہ چلتا کہ یہ احادیث جو امام صادق سے منسوب ہیں واقعاً امام نے فرمائی ہیں یا آپ کے نام سے گھڑی گئی ہیں۔ چنانچہ اس تحقیقی عمل کو روکنے کیلئے ان لوگوں نے اجتہاد کا تختہ لگایا ہے۔ اور اجتہاد میں بھی پہلے مرحلے میں قرآن وسنت سے استنباط کرنے کا دعویٰ کیا لیکن بعد میں اس کے دروازہ کو بند کر کے صرف اور صرف تقلید پر اکڑے ہوئے ہیں لہٰذا حج جیسے عظیم مظہر وحدت مسلمین والے عمل کو انہوں نے ہزار فقہ کا مظہر بنایا ہے اور یہ لوگ دنیا کی کسی بات کو فرقے سے آگے لے جانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ان پانچوں آئمہ کی مختصر سوانح حیات کو متعلقہ حروف کے ذیل میں پیش کریں گے۔

آئمہ مذاہب اربعہ،خمسہ وستہ:[فتوٰی معاصر تالیف یوسف قرضاوی ج ۲ص ۱۱۹]

آئمہ مذاہب اربعہ خمسہ وستہ میں محصور نہیں بلکہ ان کے دور سے پہلے ان سے اعلم وافضل افقہ یاان کے برابر فقہا موجود رہے ہیں۔مثلاً امام مالک کے دور میں لیث بن سعد جو مالک سے افقہ تھے لیکن انھیں شہرت نہیں ملی عراق میں صفیان ثوری ابو حنیفہ سے کمتر نہیں تھے زاعی شام میں بلا حریف ورقیب امام وقت تھے دوسوسال تک لوگ ان کی تقلید کرتے رہے اسی طرح اہل بیت میں سے زید بن علی، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اپنے دور میں فقیہ و مجتہد تھے اسی طرح ابو جعفر طبری فقہ و تفسیر اور حدیث تاریخ میں بے نظیر تھے۔

اسی طرح سعید بن میسّب فقہا مدینہ طاؤس عطاء سعید بن جبیر، عکرمہ، حسن، ابن سیرین، شعبی، اسود، علقمہ، ابراہیم، مسروق، مکحول، زھری سے پہلے خود صحابہ مستقیماً پیغمبرؐ کے دامن میں تربیت شدہ افراد تھے جو عالم بہ سنت پیغمبرؐ اور عارف مقاصد قرآن تھے جن میں خلفائے راشدین ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمرؓ، ابی بن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، حضرت عائشہؓ وغیرہ شامل ہیں۔

امام جعفر صادق نے دعویٰ عصمت نہیں کیا کہ ہم خطاء ولغزشوں سے پاک ہستیاں ہیں۔اسی طرح حضرت عمرؓ کے اشتباہات کے مسائل کتب میں موجود ہیں۔شافعی اپنی حیات میں دوزاویہ بیان رکھتے تھے ایک جب وہ عراق میں تھے دوسرا جب وہ مصر میں تھے اسطرح ابو حنیفہ اپنے مرنے سے پہلے بعض آراءونظریات سے پلٹ چکے تھے۔ابو حنیفہ کے اصحاب نے ابو حنیفہ کے بعد بہت سے مسائل میں اختلاف کیا۔

کسی بھی مذہب کے امام کی بغیر دلیل بات ماننا جائز نہیں۔تقلید فقہاو علماء سنت علماء یہود و نصاریٰ ہے جس کی قرآن میں سورۃ توبہ ۳۱ ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلا اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے"۔

میں سختی سے مذمت کی گئی ہے حتیٰ خود آئمہ نے اپنی تقلید کرنے سے منع کیا ہے انہوں نے اپنے مدعی کو بغیر دلیل اپنانے سے منع کیا ہے امام شافعی نے کہا جو شخص بغیر دلیل کے علم لیتا ہے وہ رات کو لکڑی تلاش کرنے والے کی مانند ہے ممکن ہے کہ وہ ان لکڑیوں کے ساتھ سانپ کو بھی پکڑے جو اسے ہلاک کردے۔امام شافعی نے اپنی اور کسی کی تقلید کرنے سے منع کیا ہے۔امام حنبل نے کہا میری تقلید نہ کریں نہ مالک کی نہ اوزاعی کی بلکہ جہاں سے بھی دلیل ملے اسے لے لو۔سب سے نادان جاہل وہ انسان ہے جو اپنے دین میں عام لوگوں کی تقلید کرے۔ابو یوسف نے کہا کسی کو حق نہیں کہ ہماری باتوں کو کسی اور کیلئے نقل کرے جب تک اس کے پاس ثابت نہ ہو کہ ہم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔امام ابن حزم نے کہا تقلید حرام ہے کسی کو بھی پیغمبرؐ کے قول کے علاوہ بات کرنے یا فتوی دینے کا حق نہیں چنانچہ:

﴿ اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴾

"تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو"۔(سورہ اعراف ۳)

﴿ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى فَبَشِّرْ عِبَادِ . الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾

"اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری کے مستحق ہیں میرے بندوں کو خوشخبری سنادیجئے۔جو بات کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں"۔(زمر ۱۷۔۱۸)

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾

"ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں ان کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ انہیں کی پیروی کیے چلے جائیں گے؟"۔(بقرہ ۱۷۰)

﴿ یَـا اَیُّھَـا الَّذِینَ آمَنُوا اَطِیعُوا اللہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُولِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ذَلِکَ خَیْرٌ وَاَحْسَنُ تَاْوِیلًا ﴾

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"۔ (نساء ۵۹)

لہٰذا ان فرقوں کا اپنے بانیوں کی تعلیم اور ان کیلئے تعصب کرنا اس امت میں سب سے بڑی بدعت ہے جو قرآن کریم اور سنت پیغمبر اور ۲۰۰ سال تک کی امت صالحہ کی سیرت کے خلاف ہے۔ صدر اسلام میں امت، صحابہ، تابعین، صالحین ہمیشہ دلیل پر چلتے تھے وہ ہمیشہ قرآن و سنت سے دلیل مانگتے تھے اصحاب اپنے نظریات سے دوسرے صحابہ کی دلیل سند کے بعد پلٹے ہیں۔

☆☆☆☆

حرف ''ب''

بابین:[موسوعۃ سیرۃ النبویہ ص ۵۴۰]

ام المومنین عائشہؓ نے نبی کریمؐ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:یاعائشہ لولا ان قومک حدیثو عہد بجاھلیۃ لا مرت بالبیت فھدم،فادخلت فیہ ما اخرج منہ،والزقتۃ بالارض وجعلت لہ بابین:بابا شرقیاً و باباً غربیاً،فبلغت بہ اساس ابراھیم.

حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی کعبہ کی عمارت میں دو دروازے تھے جن میں سے ایک باب شرقی اور دوسرا باب غربی تھا یہ دونوں باب زمین سے ملے ہوئے تھے۔جب قریش نے عام الفیل کے ۳۵ویں سال میں کعبہ کو نئے سرے سے بنایا تو ایک دروازے کو بند کیا اور دوسرے کو سیڑھی کے ذریعے اوپر بنایا تا کہ جانے والے اور رکنے والے دونوں ان کے اختیار میں ہوں۔اس سے قداحیوں اور خطابیوں اور علی للھیت کے من گھڑت قصے کا پول کھل جاتا ہے جوانہوں نے حضرت علی کو ابن اللہ بنانے اور کعبہ کی عظمت وبزرگی کو گرا کر ایک زچہ خانہ بنانے کیلئے بنایا جس میں وہ کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت اسد دیوار سے شکم لگا کر دعا کر رہی تھیں کہ وہاں شگاف پیدا ہوا،لیکن جب دونوں طرف دروازہ کھلا تھا تو شگاف ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟ جھوٹ کے پلندے کو کھولنے کے لئے خود جھوٹے سے ایک بات نکل جاتی ہے تا کہ اس کے جھوٹے ہونے پر شاہدو صدق بن جائے۔

باطن حج:

فرقہ باطنی نے تمام اصول وفروعِ شریعتِ اسلامی کو تہہ وبالا کر کے احکام ظاہری کو ان کے بقول 'قشر چھلکا بنا کر پھینکا' اور باطن کو مراد و مقصود مولا قرار دے کر صریح آیات محکمات کے ظواہر کو چھلکا قشر بنا کر اور کوا ڑہ اہمیت سے عاری بنا کر ان کی اپنی من پسند تفاسیر و توجیہات بیان کرتے ہیں۔انہی میں سے ان کی بدنیتی کا نشانہ بننے والے احکامات میں سے ایک رکن ''حج'' ہے۔اس سلسلہ میں ایک روشن مثال امام زین العابدین کی شبلی صوفی سے ملاقات کی کہانی ہے جس کا بہت سے حج کے متعلق لکھنے اور بولنے والوں نے تذکرہ کیا ہے،ان میں سے ایک مولانا صادق حسن ہیں جو بار بار اپنے حاجیوں کو یا دیگر علاقوں سے آنے والے حاجیوں کو سگ و خنزیر قرار دیتے ہیں اور اس کیلئے خود ساختہ عقل وشریعت سے باہر غیر مستند احادیث سے استناد کرتے تھے۔کبھی کہتے ہیں امام جعفر صادق نے اپنے صحابی کو جو کثرت حجاج پر تعجب کرتے اور خوشی کا مظاہرہ کرتے،کہا جو تم سوچتے ہو ایسا نہیں،تم میری ہتھیلی میں دیکھو یا دو انگلیوں کے درمیان دیکھو جب امام نے اپنی ہتھیلی اس کو دکھائی تو صرف چند افراد کے علاوہ باقی تمام حجاج کتوں اور خنزیر کی شکل میں نظر آئے۔

جبکہ امام صادق حقائق باطنی سے آشنا نہیں تھے وہ عالم بہ غیب نہیں تھے۔اسی طرح ان کی ایک من گھڑت کہانی امام زین العابدین اور دیدار شبلی ہے۔امام نے ان کے حج سے واپسی پر ملاقات پر ان کے 'الف سے یے'' تک کے اعمال کو غلط ٹھہرایا اور اسے مکہ سے خالی ہاتھ آنے والا قرار دیا۔حالانکہ ادنیٰ عقل وشعور رکھنے والا اور دین اسلامی کا مزاج جاننے والا ایسا نہیں کرتا۔باطنیوں کے بقول امام حجاج کے باطن کو دیکھتے ہیں اگر ایسا ہے تو کیوں امام شبلی سے ملنے گئے اور کونسی خوش خبری امام نے اسے سنائی' کہ تمھیں حج مبارک ہو یا تمہارا سارا عمل ضائع ہے۔یہ ہم آگے باب شین میں بتائیں گے کہ شبلی کون تھا اور کس وقت وہ امام کے اصحاب میں سے تھے یا یہ بھی گڑھی گئی کہانیوں میں سے ہے۔

باقر:

میرے گھر میں دو باقر ہیں،ایک میرا فرزند باقر جو شبیر کوثری کے متبنّیٰ ہیں اور دوسرا باقر میرا متبنّیٰ ہے۔یہاں باقر سے مراد میرا متبنّیٰ باقر ہے جسے ہم نے رسول اللہ کی سیرت کے تحت اپنا شریک وراثت کر کے ایک دو گواہ نہیں بلکہ تمام قرااء اور اپنی کتب انبیاء قرآن محمد مصطفیٰ اور شکووں کے جواب کو گواہ بنایا تھا کیونکہ آپ میرے گھر مال اور ناموس دونوں کے امین تھے جب بھی میں حج پر جاتا تھا تو گھر میں ان کے ہونے سے مطمئن رہتا تھا۔ان سے لگاؤ کی وجہ سے اپنے بعد اپنے ادارے کا امین معین کیا تھا لیکن گھر میں ملازم ہونے کی وجہ سے تنخواہ بھی دیتا تھا میری خواہش تھی کہ ایک سال ان کو حج پر لے جاؤں لہذا ایک دفعہ میں نہیں جا سکا تو میں نے ان کو بھیجا۔ان کے گھر کے نگران اعلیٰ اور بھائی بشیر کا اصرار تھا کہ وہ میرے مرنے سے پہلے ہی وراثت لے لیں اس کیلئے بہانہ تراشی کرتے رہے اس بارے میں باقر

کمزوری دیکھتا رہا چنانچہ خود بھی ان کی باتوں میں آ کر بہانہ جوئی کرنے کا سلسلہ شروع کیا میں نے تردید کی تو وہ مجھے از خود چھوڑ کر چلے گئے ۔ مجھے ان سطور کو اس معجم میں لانے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ ہمارے تنہا مخالف بلکہ نہیں دوست احباب بھی بغیر تحقیق قضاوت کرنے میں عجلت کرتے ہیں کہ بیچارے کو خالی ہاتھ جانے دیا یا آپ کی خدمت کرتا تھا وغیرہ وغیرہ حالانکہ میرا کوئی کارخانہ نہیں تھا دکان نہیں تھی جن کی باقر کی کارکردگی کی وجہ سے بیدوار بڑھی ہو گھر میں کام کرتے تھے تو تنخواہ لیتے تھے ،عزت سے رخصت ہوئے ۔خود دوسروں کی باتوں میں آ کر مجھے چھوڑ کر چلے گئے پھر جانے کے بعد خیر خیریت تک نہیں پوچھی ۔

بانیان کعبہ:

کتب تاریخ کعبہ میں آیا ہے بانیان کعبہ گیارہ ہیں ۔کتاب فی رحاب البیت الحرم تالیف محمد ابن علی بن عباس المکی ،صفحہ ۱۳۔کتاب تاریخ سے نقل کرتے ہیں کعبہ کو بنانے والی ہستیاں ملائکہ، آدم ،شیث ،ابراہیم خلیل ،امالکہ ،جرہم قصی بن کلاب ،قریش ،عبداللہ بن زبیر ،حجاج ابن یوسف ثقفی اور سلطان مراد ہیں ۔

مورخین ومحققین کا کہنا ہے گیارہ بانیان اپنی جگہ عند التحقیق واضح نہیں بلکہ مجمل ومبہم اور مختلف فیہ ہیں لیکن جنکی سند تاریخ وقرآن کریم وسنت میں تفصیل ووضاحت سے ملتی ہے وہ ابراہیم خلیلؑ واسماعیلؑ ،قریش اور عبداللہ زبیر ہیں ۔جہاں تک حضرت ابراہیمؑ کے بانی کعبہ ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں نص قرآن ہے ۔سورہ بقرہ ۱۲۷﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

''ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

حضرت ابراہیمؑ نے بنائے کعبہ میں صرف ایک پتھر دوسرے پتھر پر رکھا ہے ۔جس میں دو پتھروں کے درمیان کوئی چیز نہیں ڈالی ۔کعبہ کے دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف مشرقی دروازہ چار ہاتھ تھا اس کے بائیں طرف چار ہاتھ ایک گڑھا کھودا ہوا تھا ۔کعبہ کی نذورات کیلئے اسکو خزانہ بنایا اسکی گہرائی تین ہاتھ تھی ۔حضرت ابراہیم نے تعمیر میں نہ کعبہ کی چھت بنائی اور نہ دروازہ لگایا ۔بلکہ صرف حجر اسود کے پاس نشانی کے طور پر در بنایا گیا لیکن اس پر کوئی دروازہ نہیں لگایا گیا تھا تا کہ معلوم ہو کہ سب کیلئے اس گھر کا دروازہ کھلا ہے ۔اس کا دروازہ نہ لگانے کی توجیہہ میں لکھتے ہیں عرب اس وقت پرامن تھے خیانت وچوری نہیں تھی اور نہ ان کے پاس سونے چاندی کے قیمتی جوہرات تھے ۔وہ اپنی قیمتی چیزیں زیادہ تر گھروں میں رکھا کرتے تھے ۔کہتے ہیں ابراہیمؑ کیلئے کعبہ کی تعمیر کے وقت پتھر ملائکہ و جبرائیلؑ لاتے تھے ۔حضرت اسماعیلؑ اٹھا کر حضرت ابراہیمؑ کو دیتے تھے اور آپ رکھتے تھے ۔اس کے دو رکن ،رکن اسود اور رکن یمانی تھے جو زمین سے ملے ہوئے تھے اور دیوار کی بلندی نو ہاتھ تھی ۔

بدنمتی:

ہم نے کاروان والوں کے القاب معزز کوان کی کارکردگی اور خدمات کو نامناسب قرار دے کر ان کے لئے ایک جامع نام تجویز کیا ہے ۔وہ نام ''کاروان بدنمتی'' ہے ۔ان کو کاروان بدنمتی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حاجی کتنا ہی صاحب مال و دولت ،ذہین وفیشن ،چست وچالاک ،اقتدار وارباب کا حامل سیاست دان ہی کیوں نہ ہو وہ تنہا حج کرنے سے ڈرتا ہے ئخاص کر وہ حضرات جن کی درآمدات کسب حرام سے ہوں جیسے سود ،ملاوٹ والی اشیاء سے حاصل کردہ آمدن ،اور رشوت لینے میں پیش پیش محکمہ پولیس ،کسٹم اور محکمہ مال کے پٹواری وتحصیل دار وغیرہ ،ذخیرہ اندوزی وغیرہ سے ناجائز طور پر بہت زیادہ منافع کمانے والے زیادہ ڈرتے ہیں ۔یہ سب عظمت کعبہ ہے کہ جس کے سامنے بڑے سے بڑے ارباب اقتدار وسلاطین سب بے بس ہیں لہٰذا یہ لوگ ڈرتے ہیں یہ لوگ حج کو بہتر اور مناسب انداز میں ادا کرنے کے لئے کاروان کا سہارا لیتے ہیں اور کاروان والے زیادہ تر اپنے لئے رہبر وامیر ایسے علماء وفقہا کو بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں علماء وفقہاء ہماری سرپرستی کریں گے ۔کہتے ہیں یہ کاروان نہیں بلکہ آقائے رضوانی آپ کو کعبہ کے نزدیک کریں گے ۔ہمارے پاس ۳۵، ۴۰ سال کا تجربہ ہے اس تجربے سے کسی کو بھی انکار نہیں ۔بلکہ یہ تجربہ حج سے متعلق آیات قرآن اور سنت رسولؐ اللہ پر غور کرنے سے حاصل نہیں ہوا ہے ۔لہٰذا اگر آپ فقہاء کے فتاویٰ پر غور کریں اور انہیں قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے تقریباً سارے فتوے ہی قرآن وسنت کے مخالف ہیں جو عمل کرنے والوں کو رضائے الٰہی سے دور کرنے کا باعث بنتے ہیں ۔ان کے تجربات صرف اسی میں ہے کہ کس قسم کی عمارت لینی ہے ،وہ عمارت کعبہ سے کتنی دور ہونی چاہیے ،وہ عمارت سرکاری ہو یا غیر سرکاری ہو اس عمارت کو کتنے اجارے پر لینا چاہیے اور کمیشن کتنا کمانا چاہیے ،حاجی کو کس طرح الو اور بکرا بنایا جائے ۔اب تو نئی اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ یہ تجربہ اور وسیع تر ہو رہا ہے ۔

ہم ان کو بدنیتی اس لئے کہتے ہیں کہ:

۱۔ایک حاجی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی عمر کے کچھ لمحات دنیا سے دور ہو کر اللہ کے حضور میں بسر کرے اور وہ کعبہ اور رضائے الٰہی اور رسولؐ اللہ کے نزدیک ہوجائے ۔لیکن کاروان والوں کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ حاجیوں کو کعبہ اور قرآن وسنت سے زیادہ سے زیادہ دور کریں بطور مثال ایک حاجی نے دولاکھ، اڑھائی لاکھ، پونے تین لاکھ دیئے ہیں تاکہ وہ کعبہ کے قریب سے قریب تر رہائش رکھے۔لیکن کاروان والے جان بوجھ کر اس کی رہائش ایک ایسے علاقے میں لیتے ہیں جو کعبہ سے پانچ ، چھ کلومیٹر دور ہوتی ہے تاکہ وہ دن میں ایک بار یا چند دن کے بعد کعبہ میں جائے ۔ یہ بدنیتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

۲۔مسجد احرام اور مسجد نبوی میں اوقات نماز میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر ایک ، دو، تین ، چار ، پانچ ، چھ، سات ، آٹھ یا نو، دس اعتراض لگا کر باجماعت نماز کی بجائے اپنی رہائش پر نماز پڑھنا اور رات کو بارہ اور ایک بجے تک مسجد احرام میں بٹھائے رکھنا تاکہ کوئی واجب نماز باجماعت نصیب نہ ہو سکے ۔یہ بدنیتی نہیں تو اور کیا ہے؟

۳۳۔حج ایک عبادت ہے جیسے نماز اور روزہ وغیرہ ۔اگر آپ قرآن وسنت کے دائرے میں رہتے ہیں تو آپ کے لئے عبادت میں کوئی چیز شامل کرنا حرام ونا جائز ہے جو بدعت ہے ۔ان اپنی اجتہارات سے بعد میں احکام حج میں شامل کرنے والی احکام میں سے ایک میقات مقررہ از رسول اللہ ہے نبی کریم نے مسجد شجرہ جحفہ یلیم قرن المنازل وادی عتیق کو میقات معین کیا ہے لیکن اجتہاد والوں نے اور فقہا نے بعد میں ابتدائے سفر سے ، کبھی جہاز کو میقات بنا کر احرام باندھنے کا فتویٰ دیا ہے جو اصل میقات سے باہر ہے یہ بدنیتی نہیں ہے تو کیا ہے، اگر آپ سے کوئی اس بارے میں سوال کرے تو آپ کو غصہ کیوں آتا ہے' کہتے ہیں آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہا ہے، کیا احکام شریعت کسی پہلے کے کہنے سے حجت ہوتا ہے اگر پہلے نہ ملے تو باطل یا غلط ہوتا ہے؟ یہ بات دعویٰ اجتہاد کرنے والوں کے منہ پر تماچہ ہے۔یہ بدنیتی نہیں ہے تو کیا ہے؟۔

۴۔عرصہ دس سال سے خود مدینہ سے احرام باندھنے کی تحریک چلائی ہے کہتے ہیں کہ میقات کی جگہ پر وضو کی جگہ نہیں ہے ۔آپ گم ہوسکتے ہیں، آپ کا انتظار نہیں کیا جاسکتا اور دھمکی دیتے ہیں کہ ہم آپ کو وہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر غصہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ابتدائے سفر سے ہی احرام باندھ لیں ۔اس طرح آنے والے دس سال کے بعد ایسے ہی علماء اور فقہاء لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ یہاں سے ہی احرام باندھنا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے کہ رسولؐ اللہ نے بھی احرام یہاں سے ہی باندھا تھا تو یہ بدنیتی نہیں ہے تو کیا ہے۔

براۃ مشرکین:

یہ عنوان قرآن کی سورہ توبہ کی پہلی آیت سے اقتباس ہے اس کلمہ براۃ کی وجہ سے اس سورے کے ابتداء بسم اللہ سے نہیں ہوئی ان آیات کی ایک شان نزول ہے جس کے بارے میں مفسرین لکھتے ہیں:۸ہجری کو جب مکہ فتح ہوا تو اکثر و بیشتر مشرکین نے اسلام قبول کیا بعض نے چند مہینے مہلت طلب کی تھی مکہ کے آس پاس کے قبائل بھی تسلیم نہیں ہوئے تھے لہٰذا نبی کریم ۸ہجری کے معاہدے کی وجہ سے نظام حج میں تصرف نہیں کرسکتے تھے جونہی نویں ہجری کے حج کا وقت آیا تو نبی کریم نے ابوبکر صدیق کو اپنا نمائندہ اور امام حج بنا کر بھیجا پھر ابوبکر کے روانہ ہونے کے بعد آیت براۃ نازل ہوئی تو نبی کریم نے اس آیت کے مفاد کو تمام حجاج کرام کو اعلام وابلاغ کے لئے علی بن ابی طالب کو بھیجا علی نے عرفات کے دن یہ آیت تلاوت کر کے تمام کو یہ حکم سنایا ۔فریضہ حج بھی دیگر بعض احکام مثل حرمت خمر میسر جرمت دیا اور حکم جہاد جیسے دور س قلاج وطی مراحل سے گزرا ہے۔

اسلام نو ہجری تک ۲۲ سالہ عمر اور تین ادوار سے گزرا:

۱۔دور تکتم، اختفاء اور فرار از ظلم وجنایت کا دور جس میں نبی کریم اور آپ پر ایمان لانے والے مکہ کے پہاڑوں کے درمیان دروں میں اور گھروں میں دروازہ بند کر کے عبادت کرتے تھے دعوت دیتے تھے ان کے چچا ابولہب ابوجہل پیچھے سے کہتے تھے اس کی بات مت سنو یہ دیوانہ ہے مسحور ہے ساحر ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کون ہے مجھے پناہ دینے والا۔

۲۔دور استقلال مسلمین یعنی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منتقل ہونے کا دور یہ دور استقلال مسلمین کا دور ہے اس لئے مسلمانوں نے اس تاریخ کو اپنا آغاز تاریخ قرار

دیا۔

۳۔دور آخری وہ دور ہے جس میں مسلمان اور غیر مسلمان کے مخلوط رہنے اور جینے کا سلسلہ ختم کیا مسلمانوں پر ہر قسم کی بالا دستی کے مواقع کو ختم کیا۔

بقیع:

مدینہ منورہ میں روضہ مبارکہ رسولؐ اللہ و مسجد نبوی کے بعد مرکز و نقطہ عطف مسلمانان عالم بقیع ہے۔بقیع اس دن سے الی یومنا ھذا اہل مدینہ اور حجاج و زائرین کے لیے حق پر چلنے والوں کا مزار اور جوار رحمت ہے۔لہذا بقیع ایک حوالے سے مزار عام مسلمانان عالم ہے لیکن اسکے مرکز بننے کا نقطہ قبور مطہرہ آئمہ اربعہ امام حسن مجتبیٰ امام زین العابدین اور امام محمد باقر او رامام جعفر صادق ہیں۔ان کی قبور مطہرہ کی حالت دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں سعودی حکومت کیلئے غم و غصہ کا سیاہ دھواں نکلتا ہے اور ایک نفرت و عداوت ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔اس لئے کہ سعودی حکومت نے ان آئمہ طاہرین کی قبور پر قائم روضات کو گرایا ہے۔یہاں تک کہ اس منطق کو ہر شخص حق بجانب سمجھتا ہے تاہم بعض غالیان روضہ رسول سے زیادہ اس طرف لگاؤ رکھتے ہیں اور اسے مدینہ کا پیچ گردانا ایک لمحہ فکریہ ہے کیونکہ رسولؐ اللہ کے مقابلہ میں کسی ہستی کو فوقیت و برتری دینا ایک قسم کا دین سے انحراف ہے۔

بکرے:

سرزمین مکہ و منیٰ میں ذبح ہونے والے ذبیحات میں اونٹ، گائے، گوسفند میں سے ایک صنف بکرے کی ہے۔آج کل حکومت سعودی کی طرف سے ذبیحے زیادہ تر بکرے ہی ہوتے ہیں۔قدیم زمانے سے کچھ عرصہ پہلے تک حجاج بکرے ہی ذبح کرتے تھے۔لیکن ابھی کچھ عرصے سے کاروانوں کے ہاتھوں حجاج اور رج دونوں ہی ذبح ہو رہے ہیں۔مستحب ہے کہ سرزمین منیٰ میں صحت مند جانور ذبح کریں یہاں کاروان بھی او نچے صحت منداور پیسے والے حجاج کو بکرا بناتے ہیں۔آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا کہ وہ اس حوالے سے بہت مہارت رکھتے ہیں۔۱۴۳۰ ہجری میں ہم نے کاروان خراسان میں پرائیویٹ سکیم میں اپنا نام لکھوایا انھوں نے ہم سے دو لاکھ پانچ ہزار روپے لئے لیکن پھر عین موقع پر ہمارا کمیشن لیکر ہمیں کاروان نجات کے ہاتھوں فروخت کردیا۔اس طرح ہم کاروان خراسان کے لیے بکرا بنے۔ سرزمین مکہ میں پہنچنے کے بعد ایک موقع پر ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ اعلی پولیس افسر بھی آئے ہوئے ہیں جو پاکستان میں ہزاروں افراد کو مرغا مرغی بنا چکے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا آپ سے انھوں نے کتنی رقم لی ہے تو وہ کہنے لگے مجھ سے انھوں نے دو لاکھ ستر ہزار لئے ہیں۔ہم نے ان سے کہا آپ تو لوگوں کو مرغا بنانے والے تھے انھوں نے تو آپکو بھی بکرا بنا دیا ہے۔ہماری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔اس طرح کاروان حجاج بیت اللہ، مہمان بیت اللہ کو بکرا بنا کر منیٰ لے جاتے ہیں اور بکرا بنا کر ذبح کر کے واپس لاتے ہیں۔اس حوالے سے انکے مزید طریقہ کار کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

ہم سالار کاروان سے استفسار کرتے ہیں کہ بتائیں آپ کتنے بکرے لائے ہیں۔ہماری یہاں بکروں سے مراد سخت پابندیوں کے اندر رہنے کے باجود بھاری رقم اعلانیہ وغیر اعلانیہ پیش کر کے ان کے کاروانوں میں شامل ہونے والے حجاج کرام کیلئے بے ادبی سے نام گزاری کی ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت سے اس غلطی کیلئے معذرت خواہ ہوں مجھے اس سے بہتر جملہ ان کے بارے میں نظر نہیں آیا۔میں انکی طلسماتی وہوش ربا تبسم آمیز اندازکی داد دیتا ہوں۔ہم جیسے قرآن وسنت و تاریخ اسلام سے نا آشنا لقب حجۃ السلام، ثقۃ السلام سے خوش لحن مذکر و مونث کی تمیز کر کے نیتیں سکھانے والے ماہرین علماء ہی تنہا انکے بکرے نہیں بنتے بلکہ پائی پائی کا حساب کرنے والے بہت سے دولت مند، کاروباری حضرات اور بڑے بڑے پولیس و کسٹم آفیسر بھی جو دوسروں کو مرغا بناتے ہیں وہ بھی ان کاروانوں کے سامنے مرغا بنتے ہیں۔اگر وہ کہیں کہ احرام گھر میں باندھیں، ہوٹل میں باندھیں، عرفات سے مغرب سے پہلے کوچ کریں، مزدلفہ میں رات بے نیت گزاریں اور صبح کو نیت وقوف کریں۔غرض پیسہ لینے کے بعد کاروان والے جو کہتے ہیں حاجی اسے تسلیم کرتے ہیں۔حتیٰ بعض بکرے اپنے چرواہے سے گستاخی کرتے ہیں لیکن یہ بیچارے وہ بھی نہیں کرسکتے۔

بلتستان:

پاکستان کا یہ علاقہ ۲۹۷ میل پاکستان کے شمال میں واقع کوہ ہمالیہ کے بعد واقع ہے یہاں اسلام سید علی ہمدانی نے پھیلایا ہے۔سید علی ہمدانی صوفی مسلک

کے تھے لہٰذا ان کا اسلام بھی صوفی اسلام تھا اسلام میں صوفی تشتت تفریق پذیرائی میں دیگر فرق و مذاہب سے پیش پیش ہے۔ صوفی و غالی مسلک پہلی صدی میں منافقین وخوارج کی بدنامی کے بعد وجود میں آئے صوفی غلو کا نیا چہرہ ہیں۔ غلو کے دو مظہر ہیں غلو صعودی اور غلو نزولی۔ غلو صعودی میں انسان کو پرواز دے کر اللہ سے ملاتے ہیں جہاں صوفی بندے کو اللہ میں حلول کراتے ہیں جسے وہ فنا فی اللہ کہتے ہیں اور غلو نزولی میں اللہ کو نیچے گراتے ہیں جہاں سے وہ کہتے ہیں اللہ بشر کی ہدایت کے لئے خود زمین پر آتے ہیں اور بندے میں حلول کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ سب کچھ جانتا اور سب کچھ کرسکتا ہے اسی طرح جس میں اللہ حلول کرتا ہے وہ بھی سب کچھ کرسکتا ہے۔ صوفیوں کے بارے میں اس وضاحت کے بعد یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بلتستان میں صوفیوں کی مرکزی عبادت گاہ خانقاہ ہے یہ شیعہ اور نور بخشیہ بلکہ تینوں فرقوں کی مشترک عبادت گاہ ہے۔

تینوں فرقوں کے مشترکات یہ ہیں:

ا۔ تقلید جن کی یہ تقلید کرتے ہیں وہی ان کی آخری حجت ہے یہ سب اس سے اوپر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

۲۔ تقلید میں سنی، نور بخشیہ اور شیعہ سب متفق ہیں سنی ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں یا علمائے اہل حدیث کی جبکہ نور بخشیہ سید محمد نور بخش کی تقلید کرتے ہیں ان دونوں سے بدتر و پراگندہ اور متضاد کوئی یہ ہے کہ کبھی زندہ کی تقلید کرتے ہیں اور کبھی مردہ کی۔ یہ ہر آئے دن مجتہد بدلتے رہتے ہیں لیکن مجتہدین سے اوپر جانے سے گریز کرتے ہیں۔

۳۔ لیکن یہاں کے مقلد ایک دو مجتہدین کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ہر کوئی اپنے فائدے کے تحت اپنی پسند کے مجتہد کی تقلید کرتا ہے زمانے میں ولی کو معیار بناتے ہیں اعلم زمان کی تقلید کرتے ہیں لیکن بعد میں اعلم زمان کی جگہ اور بھی معیارات نے جگہ لے لی ہے:

ا)۔ مرحوم آقائے سید عبداللہ شیرازی کا کوئی مقلد نہیں ہے مرحوم شیخ احمد علی نے یہ کہہ کر ان کی تقلید کروائی کہ بلتستان والے غریب ہیں اور سید عبداللہ شیرازی بھی غریب ہیں۔

۲)۔ انقلابی امام خمینی کی اس لئے تقلید کرائی کہ آپ انقلابی ہیں۔

۳)۔ سیستانی کی تقلید اس لئے کرائی کہ ہمیں نجف کی مرکزیت کو بچانا ہے' تقلید بلتستان میں موجود فرقوں میں ایک متفقہ علیہا قابل تردید حقیقت ہے آپ کو یہاں پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں شیعہ دو قسم کے ملیں گے تقلید کے مخالف شیعہ اور تقلید کے داعی و حامی شیعہ جبکہ بلتستان میں شیعہ، علماء سیاستدان، سیکولر افراد اور دین کے تمام اصول وفقہ پر سے مکھی نکالنے والے روشن خیال بھی تقلید کو اساس دین سمجھتے ہیں۔

۴۔ **مشہور مجتہد کی تقلید:** جو بھی حکم سابق زمانے سے چلا آرہا ہو اس میں دوبارہ اجتہاد نہیں ہوسکتا ہے تمام مقلدین کے نزدیک مشہور فتویٰ میں اختلاف جرم ہے۔ مسلمان اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ مجتہدین ہمیں قرآن اور سنت سے استنباط کرکے حکم شرعی بتائیں گے بلکہ اجتہاد کے تیسرے درجہ میں اجتہاد کرکے حکم بتائیں گے۔ اس میں آقائے سید محمد کاظم یزدی کے فتویٰ، اخوند خراسانی ابوالحسن اصفہانی آقائے ناشی آقائے ضیاء آقائے خوئی، امام خمینی ہیں۔

۵۔ آئمہ طاہرین میں غلو جس میں نور بخشیہ، شیعہ اور بعض سنی شامل ہیں جہاں یہ لوگ کہتے ہیں آئمہ طاہرینؑ ظاہری طور پر بشر ہیں لیکن حقیقت میں یہی ذوات اللہ ہیں اللہ ان کی شکل وصورت میں عرش سے ہماری ہدایت کے لئے تشریف لائے ہیں یہ ذوات خلقت کائنات سے پہلے تھے عالم کو انہوں نے خلق کیا ہے کبھی کہتے ہیں کہ عالم انہی کے لئے خلق ہوا ہے اور ان کی مدح ومنقبت کی فضیلت قرآن پر برتری وفضیلت رکھتی ہے چنانچہ فضل بن روز جس نے شیعہ عقائد کے خلاف علامہ حلی سے مکاتباتی مناظرہ کیا تھا انہوں نے چودہ معصومین کے نام سے کتاب لکھی ہے وہی شیعوں کے عقائد ہیں یہ کتاب فارسی اردو دونوں میں عداوتی نفرتی کتاب ہے۔ غالی دوسروں سے دشمنی برتتے ہیں چنانچہ غالی فرقے ایک دوسرے کو کافر ومرتد کہتے ہیں شیعہ خلفاء کو کافر اور فرعون کہتے ہیں اور دوسرے فرقے شیعوں کو کافر کہتے ہیں۔

بنائے قریش:

کعبہ کی دوسری بنیاد نبی کریمؐ کی بعثت سے پانچ سال قبل بنائی گئی تھی۔ اس تعمیر میں کعبہ کی چوڑائی ساڑھے چھ ہاتھ کم ہوگئی کیونکہ انہیں نفقہ و مصارف کیلئے جگہ کم پڑتی تھی۔ اس جگہ کو ساڑھے چھ ہاتھ چھوڑا گیا اور اس کے گرد انہوں نے ایک دیوار کھینچی تا کہ طواف ادھر سے ہو جسے آج حجرہ اسماعیل کہتے ہیں۔ قریش نے جب تعمیر کی تو دروازہ کی جگہ کو زمین سے اوپر اٹھایا تا کہ ہر شخص وہاں اندر داخل نہ ہو سوائے ان کے جن کو اجازت دی جائے اور تا کہ اس میں سیلاب اندر داخل نہ ہو

سکے۔اس درکو ایک مصری نے بنایا اور رکنوں کو اسی طریقے سے چھوڑا اور اندر ستون بنایا۔قریش نے کعبہ کی چھت بنائی۔موجود کعبہ کی عمارت میں دو چیزیں دیکھنے والوں کی توجہ کا مرکز بنتی ہیں۔

۱۔کعبہ کے تین طرف شاذروان ہے وہ سنگ مرمر سے بنی دیوار ہے جو کعبہ کی دیوار سے باہر نکلی ہوئی ہے۔

۲۔حجر اسماعیل میں ایک حصہ ہے جو حجرہ سے اوپر ہے یہ بتاتا ہے کہ یہ اصل کعبہ کی بنیاد ہے جو اس کی تعمیر کے وقت تعمیر سے باہر رہی ہے۔اس کی توجیہ میں بتاتے ہیں جب کعبہ کو گرایا اور نئے سرے سے بنانے کا فیصلہ کیا گیا تو قریش نے اہل مکہ سے یا قریشیوں سے تعمیر کعبہ میں چندے کا مطالبہ کیا لیکن انھوں نے یہ شرط لگائی کہ جن جن کی درآمد کسب حرام سے مرکب ہوگی وہ اس چندے میں حصہ نہیں لے سکتے۔قریش مشرکوں کو بھی یہ احساس تھا کہ بیت اللہ کی عمارت مال حرام سے تعمیر نہیں ہونی چاہیے لیکن ہمارے آج کل کے علماء حضرات بڑی خوشی سے بلکہ درخواست کے ذریعہ این جی اوز سے پیسہ وصول کر کے مساجد بنانے پر بضد و مصر ہیں۔

سنہ ۶۴ ہجری میں جب عبداللہ بن زبیر مسجد الحرام میں یزید ابن معاویہ کی خلافت کو مسترد کرتے ہوئے کعبہ کے جوار میں خیمہ نصب کر کے پناہ لئے ہوئے تھے کہ اس دوران حصین ابن نمیر جو قائد لشکر یزید تھا اس نے مکہ کے باہر منجنیق بنا کر مسجد الحرام پر سنگ باری کرائی تو ان میں سے ایک پتھر کعبہ کو لگا اور کعبہ میں شگاف آیا۔آگ کے کچھ شرارے کعبہ کے غلاف پر لگے جس سے وہ جل گیا۔اسی دوران کسی نے خیموں میں آگ لگائی۔جب یزید مر گیا تو عبداللہ ابن زبیر سے حصار ختم ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ کعبہ کو بنیاد تک گرایا جائے اور نئے سرے سے حضرت ابراہیمؑ کی بنیاد سے اٹھایا جائے۔اسکی تجویز کو اکثریت نے مسترد کیا انہی میں سے حبر امت ابن عباس نے بھی ان سے اتفاق نہیں کیا۔جب عبداللہ ابن زبیر نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کعبہ کو گرائے تو اہل مکہ ڈر کر مکہ سے فرار ہوئے کہ کہیں ان پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔عبداللہ ابن زبیر نے حبش سے کچھ لوگوں کو لایا اور کعبہ کو گرایا یہاں تک کہ اس کی دیوار زمین تک گرائی یہ ۶۴ ہجری نصف جمادی الآخر کا دن تھا۔جہاں سے حضرت ابراہیمؑ نے بنیاد ڈالی تھی وہیں سے بنیاد کو اٹھایا اور اس جگہ کو بھی شامل کیا جو قریش نے چھوڑی تھی۔اس کی لمبائی میں جو قریش نے زیادہ بڑھائی تھی اور نو ذراع اضافہ کیا اس طرح کعبہ کی اونچائی ۲۷ ذراع ہوگئی۔جو چیز عبداللہ نے اضافہ کی اس میں دو دروازے کعبہ کے بنائے ایک دروازہ حجر اسود کے ساتھ اور دوسرا اسکے مقابل نصب کیا یعنی رکن یمانی کی طرف اور اندر اس نے ایک قطار میں تین ستون لگائے اور ایک سیڑھی بنائی تا کہ چھت پر جایا جا سکے۔اور چھت پر ایک پرنالہ بنایا تا کہ پانی حجرے میں گرے۔جب زبیر کعبہ کی بنیادی کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس پر مشک وعنبر لگائے۔اوپر دیباج وابریشم کا پردہ لگایا جو مصر کا بنا ہوا تھا۔پھر زبیر اور انکے ساتھ خلق کثیر پا برہنہ نکلے اور مسجد تنعیم تک آئے اور اس توفیق پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ یہ تعمیر اسکے موافق ہوئی۔اس کے بعد انھوں نے عمرے کا احرام باندھا۔

بیت:

بیت مسکن وماوی پناہ گاہ شب کو کہتے تھے تاہم کثرت استعمال کی وجہ سے مطلق مسکن کیلئے استعمال ہونے لگا۔بیت مضاف ہے اور اپنے مضاف الیہ سے کسب تعریف کرتا ہے۔جیسے بیت افراد، بیت اجماع لیکن یہ بیت کسی فرد خاص کا نہیں بلکہ یہ پوری امت اسلام کا گھر ہے یہ بیت عبادت کیلئے بیت اللہ ہے۔جہاں امت مسلمہ کے امور قضاوت ،عدالت وسیاست کے مسائل حل ہوتے ہیں۔کتاب مکہ والمدینۃ فی الجاھلیۃ وعھد الرسول تالیف دکتور احمد ابراہیم الشریف ص ۱۸۳، میں آیا ہے جزیرۃ العرب یا سرزمین عرب میں چندین بیوت اللہ یا بیوت الحرام کے نام سے معروف تھے جہاں خاص خاص موسموں میں اس کے اطراف واکناف سے زائرین زیارت کے لئے آتے تھے جہاں وہ لوگ ایک دوسرے سے عہد وپیمان باندھتے تھے لیکن سب سے معروف ومشہور بیوت یہ تھے۔

۱۔بیت الاقیصر یہ شام میں تھا جہاں قبائل قضاعۃ لخم جذام عاملہ کی زیارت گاہ تھی یہاں حلق وتقصیر ہوتی تھی۔

۲۔بیت ذی الخلصۃ یہ مکہ ویمن کے درمیان تھا۔

۳۔بیت صنعاء۔

۴۔بیت رضا۔

۵۔بیت نجران۔

عصر حاضر میں ہمارے یہاں یہ ایک ضلع میں پائے جاتے ہیں ملتان بھکر سندھ کراچی لاکھوں کی تعداد میں ذبائح ذبح کرتے دیکھیں گے لیکن کعبۃ اللہ کے

مقابلے میں یہ ظلمت کدے جاہلوں، مفاد پرستوں اور قرمطیوں کے بیوت ضرار ہیں۔ جبکہ سب سے معروف و مشہور خالد و جاوید بیت سرزمین مکہ میں موجود بیت اللہ کعبۃ اللہ ہے کلمہ بیت قرآن کریم میں سولہ جگہ آیا ہے۔ اس میں سے تین جگہ اس بیت کو اللہ کی طرف نسبت دی گئی ہے، دو جگہ اللہ نے خود اپنی طرف نسبت دی ہے ایک دفعہ حضرت ابراہیم نے اللہ کی طرف نسبت دی ہے تین جگہ اللہ نے اس گھر کو اس کی طرف نسبت دی ہے۔

بیت الاحزن:

کہتے ہیں حضرت زہراؑ نبی کریم کی رحلت کے بعد ہمیشہ مخزوم وافسردہ رہا کرتی تھیں۔ اسی حالت میں آپ اپنے والد گرامی کے جوار میں منتقل ہوئیں جیسا کہ آپ کو رسول اللہؐ نے بشارت دی تھی لہٰذا آپ کے گھر کو بیت الحزن کہنا بجا ہوگا لیکن غالیوں اور باطنیوں نے اپنے اقتدار اور اپنے مفادات کے چھن جانے کا بدلہ لینے کیلئے اسلام و خلفائے مسلمین سے بدلہ لینے کیلئے زہراؑ کو مثل قمیص عثمانؓ استعمال کیا۔ انھوں نے مشہور کیا کہ حضرت زہراء نے بیرون خانہ ایک بیت الاحزن بنایا اور ایک درخت کے تنے پر چادر ڈال کر اسے ڈھانپ دیا آپ ہر روز وہاں جا کر صبح سے رات تک اپنے بابا کی یاد میں رویا کرتی تھیں لیکن وہ جگہ کہاں تھی اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہ بقیع کا قبرستان تھا۔

جب پہلی مرتبہ ہمیں زیارت نصیب ہوئی تو ہم بیت الاحزن کی تلاش میں بقیع کے پیچھے ایک جگہ گئے وہاں ایک کودال تھی جہاں لوگ روتے تھے۔ دوسرے حج کے موقع پر ہمیں وہاں بیت الاحزن کی کوئی نشانی نہیں ملی اور اس جگہ پر ایک بلند عمارت کھڑی کر دی گئی تھی۔ بعد میں سنا بیت الحزن کہیں اور منتقل ہوا ہے۔ یہاں سے ہمارا تردد یقین میں بدل گیا کہ یہ ایک گھڑی ہوئی چیز ہے۔ قرآن و سنت و سیرت پیغمبرؐ کے تحت حضرت زہراؑ اور امیر المومنینؑ اپنے دور کے دیندار اور شریعت میں سب سے بہتر اور برتر ہستیاں تھیں۔ قرآن میں کسی عزیز کے فقدان پر زیادہ غم زدہ ہونے کے بارے میں ابواب یعقوب کا ذکر آیا ہے ان کے بارے میں بھی اتنی بے قراری نہیں ملتی ہے بلکہ زیادہ بے قابو ہونے سے منع فرمایا گیا ہے ﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ "جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔ (بقرہ ۱۵۶)

تلقین کی گئی ہے کہ ایسی مصیبت میں صبر سے کام لیں اس آیت کریمہ پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے اور نمونہ صبر بننے کیلئے حضرت زہراء کے باپ رسول اللہؐ صاحب وحی اسوۂ بشریت، خود زہراء اور خود امیر المومنین اور زہراء کی اولاد حسنینؑ اور بیٹیاں زینبؑ وام کلثومؑ زیادہ لائق و سزاوار کون ہو سکتا ہے۔

ا۔ امیر المومنین نے جب نبی اکرمؐ کو قبر کے اندر اتارا تو نبی کی قبر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "ہر مصیبت انسان کے لئے جلیل ہے اور اس پر صبر کرنا مستحسن ہے لیکن آپ کی مصیبت پر صبر کرنا مستحسن نہیں لیکن آپ کی مصیبت پر صبر کرنے کا حکم ہے تو ہم اس پر صبر کریں گے" اسی طرح پیغمبرؐ نے زہراؑ کو بھی یہی سفارش فرمائی تھی کہ وہ صبر سے کام لیں۔

۲۔ حکم اللہ و رسولؐ ہوتے ہوئے زہراؑ کی اس بے صبری اور بے قراری کی وجہ کیا تھی؟

۳۔ قرآن میں بیان ہوا ہے خواتین غیر ضروری حالات میں گھروں سے باہر نہ نکلیں اور اس کا اولین مصداق اہل بیت نبی ہیں۔ ازواج نبی پیغمبرؐ کی وفات کے بعد تو آیت پر عمل کر کے گھروں میں مستقر ہو جائیں اور زہرا رونے کیلئے گھر سے باہر جائیں اس کی کیا منطق اور کیا تفسیر ہے؟ اس بے صبری کو مستحسن کیسے قرار دیا جائے۔ زہراء نے کس کیلئے بے قراری کی کہتے ہیں آپ سلام اللہ علیہا پر ظلم کیا گیا آپ سے فدک کو چھینا گیا لیکن دیکھنا چاہیے فدک جس وقت زہرا کے ہاتھ میں تھا حضرت زہراء کتنا عیش و ناز کیا کرتی تھیں اور جب آپ کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا تو آپ اور آپ کی اولاد کو کتنے دن بھوکا اور پیاسا رہنا پڑا۔ فدک چھیننے کے بعد خلفاء نے جب فدک کو واپس کیا تو کس کو دیا یہ وہ سوالات ہیں جس کا جواب نہیں سوائے غالیوں کا ڈنڈا اور گالی، تہمت، الزام اور شور وغوغا اور سینہ کوبی ہی ان کا جواب ہے۔

بیت اللہ:

اس نام سے ایک کاروان ہے اس کاروان کے بانی جناب تقی صاحب ہیں۔ آپ ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ آپ کے کاروان کو بنات کاروان سلمان کہہ سکتے ہیں۔ حجاج میں عیاشی و تعیش کو رواج دینے میں آپ کا بہت کردار ہے۔ یہ جو لفاظی کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و

ایا زیا حالت احرام میں امیر وغریب سب برابر ہوتے ہیں، سب مل کر طواف کرتے ہیں، حج مساوات کا ایک مظہر ہے۔لیکن اس لفاظی کا راز اس وقت مجھ پر تشت از بام ہوگیا جب ہمارے کاروان ابو طالب کے وہ افراد جو بس سے بچ گئے تھے اور انکے کاروان کے بچے ہوئے افراد ایک ہی بس میں سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے ۔راستے میں کھانے کا وقت ہوگیا تو انکے کاروان کا ایک آدمی اٹھا اور ایک پیکٹ کھولا جس کے اندر سے الیک (بروسٹ) نکالا اور اپنے کاروان کے افراد کے درمیان تقسیم کرنے لگا اور ہمارے کاروان کے افراد انھیں دیکھتے رہے ۔یہاں سے ہمارے لئے یہ لفاظی مساوات واضح ہوئی ۔

بیت اللہ کے ابتکارات میں سے ایک شب ۱۸ ذی الحجہ کو شب شعر کوئی منانا ہے اس کے لئے انہوں نے مکہ مکرمہ، امریکا، برطانیہ، ہندوستان، پاکستان اور خود سعودی عرب کے دیگر صوبوں سے ممکن ذرائع سے شعراء منگوائے اور پوری رات شب شعر کے ساتھ شب عیش ونوش منائی حجاج بیت اللہ کو اس شب میں کاروان کے مقاصد میں غریب کو عیاش بنانے کی تربیت، شعر جسے قرآن نے ممنوع قرار دیا، پیغمبرؐ کے لئے شاعری کو نا زیبا و نا سزاوار قرار دیا اور آپ نے اسے مسجد میں پڑھنے سے منع فرمایا اسکی ترویج کرنا شامل ہے ۔شعر و شعراء کے ذریعے غدیر منائی گئی ۔لیکن جب یہ کہتے ہیں کہ غدیر کے اعلان پر عمل نہیں ہوا اور علی گھر بیٹھے تو یہاں علی مظلوم ہیں۔چنانچہ یہاں خوشی منانا کس منطق کے تحت ہے؟

انھوں نے ہم سے کہا آغا صاحب آپکو بھی غدیر کی دعوت ہے ۔ہم نے کہا آپ کی دعوت بدنیتی پر مبنی ہے کیونکہ آپ نے علماء کو نہیں بلکہ شعراء کو بلایا ہے ۔

غرض منیٰ وعرفات میں بھی چائے اور دودھ تقسیم کر کے اپنی قارونیت وفخر فی قومہ حجاج کو اپنے کاروان میں کھینچنے کا اشتہار دیا ان کے پروگرام میں حجاج کو تعیش کی طرف مائل کیا جاتا ہے اُن کی ابتکارات میں سے ایک حجاج کو مکہ مدینہ میں دعا و مجالس کے بہانے حرم جانے سے روکنا اور خلفاءؓ کے خلاف حجاج کے دلوں کو حسد و کینہ و عداوت سے بھرنا ہے چنانچہ انہوں نے اس کے لئے دعا "صنم قریش" کو انتخاب کیا ہے جس کو پڑھ کر وہ روتے رلاتے ہیں ۔

انکی تاسی کرتے ہوئے ہمارے ایک دوست محترم جناب دلنواز صاحب نے بھی اسی سیرت کو اپنایا۔آپ نے ہم سے کہا آغا آپ غدیر کے دن دعائے ندبہ پڑھیں۔لیکن ہم نے دعا کے درمیان حجاج کو متوجہ کرتے ہوئے کہا آیا آپ غدیر سنی منا رہے ہیں یا غدیر شیعہ ۔کیونکہ غدیر شیعی کا اصول و اساس امامت بیان کرنا جبکہ غدیر سنی کھانا پینا اور ذکر و فضائل پر اکتفاء کرنا ہے ۔اسکے بعد انھوں نے ایک غالی مولانا کو بلایا ان کیلئے کرسی لگائی جس نے اشعار میں علی کی الوہیت کو بیان کیا جو ہم سے برداشت نہ ہو سکا چنانچہ ہم نے اسکے سامنے جا کر کہا کعبہ میں شرک بکنا چھوڑ دو ۔اسکے بعد ایک دفعہ ہم نے دلنواز صاحب سے پوچھا اس دفعہ کتنے گانا گانے والے ساتھ لائے ہیں ۔شرک پر مبنی اشعار گانے سے بھی بدتر ہیں گانا عصیان ہے جبکہ شرک نا قابل معافی گناہان کبیرہ میں شمار ہوتا ہے ۔

☆☆☆☆

حرف "پ"

پاکستان:

برصغیر کے جدید دینی جذبات سے سرشار مسلمانوں کی کوششوں سے حاصل تحریک مسلمانوں کی ایک مملکت کے قیام میں منتقل ہوئی تو لائق داد وتحسین افراد نے اس علاقہ کا نام پاکستان رکھا یعنی یہاں پاک صاف لوگ رہتے ہیں۔ یہ مشرکین کے شرک وکفر سے پاک منطقہ ہے۔ یہاں اگر مشرکین رہیں گے تو آئین اسلام کی حدود میں رہیں گے ہم اس بحث کے جنجال ودلدل میں داخل ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ محرکین جداگانہ مملکت کے عزائم ونیات میں پاکستان کو ایک اسلامی نظریات وعقائد پر مبنی مملکت بنانا تھا' ایک الگ فلاحی مملکت بنانا تھا یا بقول بعض دیگر' چنانچہ یہاں کے سیکولرز دانشمندان ان کے قائدین بمعہ حجۃ الاسلام سیکولرزوں کا اصرار ہے یہاں تک یہ لوگ مصر ہے کہ پاکستان کو علامہ اور قائد اعظم کے نظریات بلکہ ان کی سیرت قولی وفعلی سے نہیں ہٹانا چاہیے گویا ان لوگوں نے بادل نخواستہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تھا ورنہ وہ ان کے مشن کے داعی تھے لیکن پھر تعجب کی بات ہے کہ یہ دعویٰ مسلمانی کرتے تھے۔

لہذا وہ افراد جو بھی ہوں مخلصین میں سے ہوں مغرب پسند ہوں یا فرق ضالہ سے تعلق رکھنے والے ہوں یا خالص مسلمان ہوں وہ جو بھی نیات رکھتے تھے وہ دنیا سے گزر گئے۔ ہم انھیں نبی نہیں سمجھتے کہ ہم ان کی عزائم ونیات اور وثیقہ جات پر عمل کریں۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا قرآن وسنت پر ایمان ہے اور قرآن وسنت پر مبنی نظام کے بغیر جو بھی نظام ہو وہ ناقص ونامکمل ہے۔ اس وقت اس ملک میں اکثریت مسلمانوں کی ہے لہذا جمہوریت کے ترانے پڑھنے والے ناچنے گانے والوں کو شرم وحیاء آنا چاہیے کہ یہاں اکثریت کے حق کو کیوں چھین رہے ہیں۔ لہذا یہاں کی حکومت حکومت اسلامی ہونی چاہیے۔ چاہے سیکولر افراد اس کو روکنے اور نا ممکن بنانے کیلئے کثرت فرق کو بہانہ بنائیں یا اہل مغرب کی عدم رضایت کو بنیاد بنائیں۔ جو بھی ہو، یہ مملکت مسلمانوں کی ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے تمام فروع دین کے اہتمام کا بندوبست وہ خود کریں اس حوالے سے مسلمانوں کے اہم ارکان دین میں سے ایک فریضہ حج کا ہے۔

فریضہ حج کے بارے میں جتنی بھی حکومت پاکستان کی ذمہ داری بنتی ہے اسے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے حج سے متعلق تمام مسائل کو حل کرنا چاہیۓ۔ سننے میں آیا ہے کہ وزارت حج واوقاف پاکستان حاجیوں سے لی گئی رقومات سے تنہا خدام اور حجاج کے اخراجات نہیں نکالتی بلکہ وہ اس سے آگے اپنے نمبر بنانے کے لئے اپنے وزیروں اور افسروں کے چاہنے والوں کے بھی اخراجات نکالتے ہیں، چاہے وہ کتنے بڑے افسر' کتنے بڑے سرمایہ دار کیوں نہ ہوں چنانچہ اعلیٰ عدلیہ اس باز پرس میں ایک نام نہاد وزیر مولانا کو جیل بھی بھیجا ہے ان کے اخراجات بھی بے چارے حاجیوں کے پیسہ سے نکالتے ہیں ان چند سالوں میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے علاوہ بھی انہوں نے حاجیوں کی رہائش کی مد میں بہت سا پیسہ خود یا پرائیوٹ اسکیم والوں کے توسط سے وصول کیا جس پر عدالت عظمیٰ پاکستان نے از خود نوٹس لیا ہے اور سال گزشتہ ۱۴۳۲ھ میں اس ماخوذ رقم حاجیوں کو واپس بھی کی ہے لہذا یہ ایک خوش آئندہ خبر ہے لیکن انتہائی افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ شیعہ علیؑ کے دعویدار کاروان آلِ یٰسین وغیرہ نے اس کو بھی ہضم کیا اور افسوس وحسرت کی بات ہے کہ حج واوقاف کے نام سے ایک مسلمان وزارت اپنے مسلمان بھائیوں سے اس طرح ظلم وزیادتی کرے بہر حال میں ان سطور کے ذریعہ تمام ذی ربط افراد اور امت اسلامی کے دردمندوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ سابق زمانہ کے خلفاء بنی امیہ و بنی عباس جو خط خلافت اسلامی سے منحرف حکومتیں تھیں ان کی ذمہ داری تھی کہ حاجیوں کے انتظام کو سنبھالیں لہذا وہ باقاعدہ نمائندہ بھیجتے تھے اور اخراجات خود حکومت برداشت کرتی تھی لیکن آج یہ وزارت حج کے تمام اخراجات اس کی حکومتی ذمہ داریوں میں سے ہیں ان کی ادائیگی کے لئے وہ ٹیکس لیتے رہتے ہیں پھر خاص موقعہ پر حج کے پیسہ سے ٹیکس لینا دگنا ظلم ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اتنا ظلم کیوں نہ کریں جب انہیں کوئی پوچھنے والا اور روکنے ٹوکنے والا نہ ہو کیا اس ملک میں کوئی اہل دین و دیانت مومن یا عالم دین ہے کہ وہ اس منکر کے بارے میں اعلانیہ نہی از منکر کرے، اعلانیہ نہی از منکر کرنا تو چھوڑیں وہ خود حاجیوں کو لوٹتے ہیں ان سے دگنا پیسہ لیتے ہیں اس کے علاوہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا یہاں تک کہ اب انہوں نے مختلف ناموں سے حاجیوں سے خیرات وصدقات لینے کا بھی بندوبست کیا ہے۔ بہر حال یہ حکومت کے اعلیٰ ذمہ داران صدر اور وزیر اعظم کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو نہیں نبھاتے ہیں تو یہ حکومت سعودی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حکومت کو متنبہ اور متوجہ

کرے کہ حج کے سفر کو آسان و سہل بنائیں اور حاجیوں کو لوٹنے والے ظلم و ستم کا خاتمہ کریں۔

☆☆☆☆

حرف ''ت''

تاریخ وجوب حج:

عوام الناس اور اہل سطحیات کے اذھان میں منقوش ہے کہ حج حضرت ابراھیمؑ کے زمانے سے ہی واجب تھا۔اور حج کی ندا کا اعلان ابراہیم خلیل نے کیا ہے۔اس ضمن میں یہ سورہ حج کی آیت ۲۷

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾

''اور لوگوں میں حج کی منادی کرو وہ تمہارے پاس آئیں گے پیادہ بھی اور نہایت لاغر اونٹنیوں پر بھی جو پہنچیں گی دور دراز گہرے پہاڑی راستوں سے''۔

سے استناد کرتے ہیں۔لیکن اس آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں مخاطب خاتم الانبیاءؐ ہیں نہ کہ حضرت ابراہیمؑ مراد ہیں۔حضرت ابراہیم نے تکمیل کعبہ کے بعد مناسک حج انجام دیئے لیکن انھوں نے دوسروں کو دعوت دی ہو یا اسکا ابلاغ کیا ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے،ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے۔کیونکہ اگر حضرت ابراہیم کی شریعت میں یہ عمل اصل و مسلم وجوب کے طور پر ہوتا تو یہ کم وبیش یہود و نصاریٰ میں موجود ہوتا اور وہ حج وعمرہ بجالاتے۔

اسی طرح یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا حتیٰ شکم مادر میں موجود نے بھی یہ اعلان سنا اور جس نے ایک بار سنا وہ ایک بار آیا جس نے کئی بار سنا وہ کئی بار پہنچا،یہ منطق درست نہیں کیونکہ اس وقت کے ارحام میں نہ آنے والے بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔لہٰذا اسکے مخاطب خاتم الانبیاءؐ ہیں کیونکہ قرآن محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔تاریخ وجوب حج جیسا کہ کتب تفسیر مناسک حج سے متعلق کتابوں میں آیا دس ہجری ہے لیکن اس تاخیر دس ہجری تک کی توجیہ میں آیا ہے وجوب حج میں تاخیر کا سبب مشاعر حج مشرکین کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے ہے چنانچہ ۹ ہجری کو مشرکین کو روکا گیا اور دس ہجری کو سورہ حج کے نزول سے حج واجب ہو گیا ہے۔

تحویل قبلہ:

تحویل قبلہ سورہ مبارکہ بقرہ کی آیت ۱۴۴ کے نزول سے ہوا ہے۔کعبہ اللہ اپنے تاسیس سے ہی مطاف موحدین رہا ہے یہ قبلہ مسلمین ہے۔نماز کی حالت میں کعبہ کو قبلہ بنانے کی تاریخ نبی کریم کی بعثت کے پندرہ سال بعد ہے یہ مدینہ منورہ حالیہ مسجد ذی القبلتین میں نماز ظہر کے موقع پر ہوا۔اس سے پہلے نبی کریمؐ جب مکہ میں تھے تو آپ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔کعبہ اپنی عتیق تاریخ اور معمار کے حوالے سے بیت المقدس سے زیادہ مقام ومنزلت رکھتا ہے اس کے باوجود خاتم الانبیا محمد مصطفیٰؐ مامور ہوئے کہ پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں۔

تحویل قبلہ کے بعد فلسفہ وحکمت تراش منافق معاند فرصت طلب کافر ملحد ومفاد پرست سب کی زبانیں حرکت میں آئیں کسی نے کہا اگر حق بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا تھا تو اب رخ موڑنا باطل ہے اور اگر رخ موڑنا کعبہ کی طرف حق ہے تو پہلے بیت المقدس کی طرف رخ موڑنا باطل وغلط تھا۔اب بیت المقدس سے رخ موڑ کر کعبہ کی طرف رخ کرنے میں کیا حکمت ہے،اس جیسے بہت سے سوالات اس تاریخی تحول میں وارد ہوئے ہیں۔علمائے اعلام اور مفسرین عظام نے اس تاریخی لمحے اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کے حکم کے تاریخی پس منظر میں بہت کچھ لکھا ہے۔تفسیر شعراوی ج اص ۶۴۱ میں بیان ہوا ہے کفار مکہ کعبہ کو بیت اللہ نہیں سمجھتے تھے وہ کہتے تھے یہ ہمارا گھر ہے یہ ہمارے آباء واجداد کا گھر ہے۔اللہ نے اس منطق کو باطل گردانا اور اسے مسترد کرنے کے لئے رسول اسلامؐ کی عبادت میں توجہ کو بیت المقدس کی طرف کیا تاکہ مشرکین کے مقابل میں ادیان سماوی کی حمایت وطرفداری اور ترجیح ہو جائے یہ مشرکین کی فکر ومنطق پر کاری ضربت تھی کہ محمدؐ قریش کے قلب سے پیدا ہونے والے زعامت اور ریاست کے حامل ہونے کے باوجود کیوں بیت المقدس کی طرف رخ کر رہے ہیں۔بیت المقدس کی طرف رخ کرنا مشرکین پر کاری ضربت تھی اور انھیں یہ بتانا تھا کہ جس بیت کو تم اپنے آباء واجداد کا بیت کہتے ہو،میرا دین اسے تسلیم نہیں کرتا ہے۔جب رخ بیت المقدس کی طرف ہوا تو یہود کی زبانیں کھل گئیں نفاق کی زبانیں چلنے لگیں کہ مسلمان ہمارے دین کو برا بھلا کہتے اور غلط ٹھہراتے ہیں پھر بھی ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں نبی کریمؐ کا کعبہ کی طرف رخ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ بتوں سے پر تھا۔یہود نے نبی کا بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کو نقص کی نشانی قرار دیا جو نبی کریم

پر گراں گزرا۔

اللہ نے اپنے نبی کو خبر دی کہ یہ لوگ تحویل قبلہ پر اس قسم کے اعتراضات کریں گے کہ پہلے رخ درست تھا یا یہ درست ہے۔

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ ﴾

''جس قبلہ پر ہم سے پہلے تھے اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے گو یہ کام مشکل ہے مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اللہ تعالی تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے''۔

اللہ سبحانہ نے بقرہ ۱۴۳ میں یہود کو جواب دیا بیت المقدس کی طرف رخ اس لئے کیا تھا تا کہ یہ پتہ چلے کہ کون نبی کا صدق دل سے پیروکار ہے، کون دگر گون حالات میں استقامت دکھائے گا اور کون پلٹ کر مرتد ہو جائے گا لیکن جو ہدایت یافتہ ہیں ان پر یہ عمل گراں نہیں گذرے گا۔ ان کے سابقہ احکام باطل نہیں ہیں۔ اسی طرح مشرکین پر واضح کیا کہ کعبہ اور بیت المقدس کوئی ذاتی استقلال نہیں رکھتے انکی فضیلت افتخار اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔ مشرق و مغرب اللہ کیلئے ہیں جہاں بھی رخ کریں وہ اللہ کیلئے ہے کعبہ کو قبلہ کہنے والے تمام اہل مشرق و مغرب ہیں انسان جب کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا کعبہ کو رخ کرتے وقت مغرب کو پیچھے چھوڑا کہ مشرق کی طرف رخ کیا یا مغرب کی طرف رخ کر کے مشرق کو پیچھے چھوڑا ہے۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ جو اس حکم الہی کو مسترد کرے گا وہ اللہ پر کفر باندھے گا کیونکہ یہ حکم اللہ کو مسترد کرنے کے برابر ہے۔ آیت کے مفردات بیان کرنے کے بعد ہم اس آیت کے شان نزول کو دیکھیں گے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ نے نبی کریم کو بیت المقدس کی طرف منصرف کر کے اس بیت کی طرف متوجہ کیا تو یہود نے اعتراضات شروع کیے۔ اسلام و مسلمین کے خلاف شکوک و شبہات کی اشاعت شروع کی ان کا کہنا تھا جو بیت مرکز توجہ و عبادت سلسلہ انبیاء رہا، حتی خود خاتم الانبیاء نے ایک عرصہ اس کو قبلہ بنایا تو آج کون سا مسئلہ پیش آیا اور کس منطق اور کس بنیاد کے تحت محمد بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اللہ فرماتا ہے جو گھر ابتداء میں پہلی بار لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ بیت المقدس نہیں بلکہ کعبہ ہے کیونکہ کعبہ کے معمار ابراہیم خلیل ہیں جبکہ بیت المقدس کے معمار سلیمان بن داود تھے دونوں معماروں کے درمیان ایک طویل زمانہ گزرا ہے۔

ترویہ:

''ترویہ'' روا سے لیا گیا ہے روا کے معنی سیراب کرنے کے ہیں قصی بن کلاب نے جب ریاست و زعامت بیت و مکہ سنبھالا تو انہوں نے عربوں کی توجہ کو کعبہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے زائر کے لئے تمام سہولتوں کا بندوبست کیا جس میں سے ایام زیارت میں پانی کا مہیا کرنا تھا انہوں نے اپنی موت تک یہ ذمہ داریاں نبھائیں اور اپنے بعد اپنی اولادوں میں تقسیم کیں ان سے ایک ذمہ داری کا نام سقایا حاجی تھا۔ دور جاہلیت میں ۸ ذی الحجہ کو منادی ندا کرتے تھے ذی المجاز جو کہ عرفات کے میدان کے قریب ہے وہاں پانی پہنچادیں کیونکہ عرفات میں پانی نہیں ہوتا تھا اس مناسبت سے یہ دن یوم ترویہ کے نام سے معروف ہوا ہے۔ یہ ذی المجاز عربوں کے میلہ کی جگہ تھی جہاں وہ یوم عرفہ کے دن اس میلہ کو ختم کرتے تھے اور عرفہ کیلئے نکلتے تھے یہ لوگ ذی المجاز سے سورج غروب ہوتے وقت نکلتے اور دن کو نویں کی صبح سے شروع کرتے تھے اور رات کا آغاز غروب شمس سے کرتے تھے۔ عرفہ کے دن تجارت نہیں کیا کرتے تھے اس کو گناہ سمجھتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو اسلام نے اس کو مجاز کہا۔

تسمیہ کاروانان:

سابق زمانے میں اولاد یا اداروں کی اسم گذاری کرتے وقت اسماء متبرک سے فال نیک کرتے تھے لیکن بعض لوگ برائی کو چھپانے کیلئے اچھے نام انتخاب کرتے ہیں چنانچہ کاروانوں نے اپنے اعمال و کردار سے متصادم نام گذاری کی ہے شاید ان کا نام دوسری قسم میں آتا ہو۔ ہم کاروانوں کی مختلف اسم گذاری کرنے کی بجائے ایک نام پر اکتفاء کرتے ہیں جسے کاروانوں کے مظالم اور جنایتیں دیکھنے والے پسند فرمائیں گے۔ انکا تعارف دو زاویوں سے ہے ایک یہ حاجیوں کا خون چوستے ہیں جبکہ دوسری طرف حج بیت اللہ سے روگردانی کرواتے ہیں۔ عرصہ دراز سے کاروانوں کے ساتھ حج پر جانے کا سلسلہ لاہور سے شروع ہوا جس میں کاروان حیدری والعصر وغیرہ اور پھر کراچی سے کاروان سلمان اور اسکے بعد کاروان مسلم بیت اللہ، امیر حمزہ، حرمین اور بلال سرفہرست ہیں۔ انکا دعوی تھا ہم سرکاری مقرر کردہ

اخراجات کے علاوہ کسی قسم کی فیس نہیں لیتے ہمارا مقصد صرف اور صرف حجاج کرام جو مہمانان خدا ہیں کی خدمت کرنا ہے۔ہمیں یاد ہے کہ جس زمانے میں حکومت پاکستان حاجیوں کو حرم سے قریب اچھے ہوٹلوں میں رہائش مہیا کرتی تھی اس وقت ان لوگوں نے اپنے کمیشن کی خاطر عمداً لوگوں کو پرائیویٹ رہائش دینا شروع کیا تا کہ وہ کمیشن بنا سکیں۔

ایک دفعہ سرکاری ریٹ ۱۶۰۰ ریال تھا جبکہ انھوں نے ہم سے ۲۲۰۰ ریال لئے۔ایسی دھاندلیاں کاروان حیدری بھی کرتا آیا ہے۔یہاں تک کہ عرفات جانے والی گاڑیوں کی رقم حکومت پہلے وصول کرتی ہے لیکن یہ اس میں اے سی کو بہانہ بنا کر حجاج سے پچاس ریال اضافی لیتے ہیں جس پر لوگوں نے چیخ وپکار شروع کی لیکن ان پر کوئی اثر نہیں پڑا گویا اس وقت کے تمام مظالم انہی سابقہ دو کاروانوں کے تعلیم کردہ ہیں۔آج کل بھی سرکاری رہائش کی بجائے پرائیویٹ رہائش گاہیں لی جاتی ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ کمایا جاسکے۔حتیٰ نزدیک کی سرکاری رہائش گاہیں بھی چھوڑی ہیں تا کہ حرم میں اوقات نماز میں شرکت نہ کرسکیں انکا اور حاجیوں کا معاہدہ ہوتا ہے کہ کسی سے ان باتوں کا ذکر نہیں کریں گے ورنہ حج خراب ہو جائے گا جس پر فریقین راضی ہو جاتے ہیں کیونکہ حاجیوں کو نہیں پتہ ہوتا کہ انکے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جیسے بازار میں چینی کی قیمت فی کلو اگر ۷۰ روپے ہے لیکن اگر دکاندار ۱۰۰ روپے لے تو پتہ چلنے پر گاہک اسکے منہ پر مارتا ہے۔لیکن یہ حجاج کو اس قدر خوف زدہ کرتے ہیں کہ وہ دیار مقدس کے احترام میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور انکے کہنے پر چلتے ہیں تا کہ حج کی فضاء مکدر و آلودہ نہ ہو،اس لئے وہ چپ کا روزہ رکھتے ہیں۔

۱۔ہماری گفتگو کا موضوع کاروانوں اور حجاج کے اس معاہدے سے باہر کی دھاندلیاں بھی ہیں۔مثلاً قربانی کی رقم وصول کرتے ہیں لیکن قربانی نہیں کرتے یا کرتے ہیں تو وصول شدہ رقم سے کئی گناہ کم قیمت والے دیسی گوسفند ذبح کرتے ہیں جو صرف خون بہانے کی حد تک ہوتا ہے۔اس عمل میں جدہ اور مکہ کے وہاں موجود افراد بھی ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور دونوں مل کر حرام کھاتے ہیں۔

۲۔حجاج یہاں سے اس نیت سے جاتے ہیں کہ زیادہ وقت حرم مکہ و مدینہ میں گذاریں گے لیکن یہ ابلیسی کارندے دس دن حرم کے نزدیک رہائش لیتے ہیں اور پورا ایک مہینہ حاجیوں کو حرم سے چار یا پانچ میل کے فاصلے پر رکھتے ہیں۔

۳۔کھانے کی مد میں چار یا پانچ سو ریال وصول کرتے ہیں لیکن لوگوں کو نذر و نیاز اور مجالس کے تبرک کی تشویق دلوا کر اس مد میں جمع شدہ رقم جو کھانے کیلئے وصول کی ہوئی ہے اسے ہڑپ کر جاتے ہیں۔

۴۔سعودی حکومت اس وقت امیر ترین حکومت ہے۔تیل کی درآمد کے علاوہ حج کی مد میں وہ کثیر دولت کماتی ہے۔وہاں کے فقیروں کا بھی رہن سہن پاکستان کے امیروں سے بڑھ کر ہے۔لیکن کاروان والے حجاج سے وہاں کے فقیروں کیلئے رقم لیتے ہیں جبکہ وہاں محتاج و ضرورت مند کا وجود ہی نہیں ہے۔اس حوالے سے بحرین، قطر،کویت،عرب امارات اور خود سعودی عرب دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔انھیں اسکی ضرورت نہیں۔اور شاید انھیں انکی ایسی حرکات کا علم بھی نہیں ہے۔

تطہیر:

آیات قرآن میں کلمہ تطہیر طہارت جسمانی اور طہارت نفسانی دونوں کیلئے استعمال ہوا ہے اس نقطہ نظر کے تحت اللہ تبارک وتعالیٰ نے بانی کعبہ ابراہیم خلیل اور ان کے فرزند معاون و مددگار تعمیر بیت اللہ حضرت اسماعیلؑ سے کہا وہ اس گھر کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک کریں یہاں سے یہ معنی اخذ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ ریاست و زعامت بیت الحرام والوں پر واجب ہے کہ وہ اس گھر کو طہارت جسمانی یعنی نجاست و آلودگیوں سے پاک رکھنے کے ساتھ نجاست معنوی سے بھی پاک کریں۔

چنانچہ نبی کریمؐ کو جب یہ قدرت ملی تو آپ نے ۹ ہجری کو یہ اعلان کیا کہ مشرکین نجاست معنوی کے حامل ہیں۔انھیں مسجد الحرام سے قریب نہ ہونے دیں۔آج بھی الحمد اللہ اس کا فضل ہے کہ مشرکین و کافرین کا حرمین شریفین میں داخلہ ممنوع ہے وہ حرم مکی و مدنی دونوں میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔دین اسلام میں مسلمان ہمیشہ کفر و شرک سے دو بہ دو مقابلہ کرنے اور انھیں شکست دینے میں ہمیشہ سرخرو ہوئے ہیں لیکن بدقسمتی سے یا اللہ کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ منافقین جو اندر داخل ہو کر فساد برپا کرتے ہیں لیکن حرم خدا میں نجاست مادی کا کھلے عام فسق و فجور کا ارتکاب نہیں ہوتا۔لیکن بدقسمتی سے نجاست غلو کی غلاظتیں ہمیشہ رہائش گاہوں پر منہ سے پھینکتے ہیں جس سے مکہ حرم تو نجس نہیں ہوتا لیکن حاجی سامعین کی نفسیات ضرور نجس ہوتی ہیں۔

تقصیر:

تقصیرلغت میں مادہ قصر سے ہےاور چھوٹا کرنے کو کہتے ہیں یہیں سے چھوٹے قد والے کوقصیر کہتے ہیں ۔اُس نے تقصیر کی تو کوتا ہی و غلطی کی ۔بال تقصیر سے مراد بال چھوٹے کیے یعنی کچھ حصہ اٹھایا تو کچھ چھوڑا اصطلاح شریعت میں حج وعمرہ میں سر منڈوانے کی بجائے بال چھوٹے کرنے کیلئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ فتح کی آیت ۲۷ میں آیا ہے:

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُولَہُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُئُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴾

''فی الواقع اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ان شاءاللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے،اپنے سر منڈواؤ گے اور بال ترشواؤ گے،اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہ جانتے تھے اس لیے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح تم کو عطا فرمادی''

لیکن حلق تقصیر سے بہتر ہے کیونکہ آیت کریمہ میں حلق کو مقدم ذکر کیا ہے اور تقصیر کو بعد میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ پیغمبر نے بھی دعا فرماتے وقت محلقین کو پہلے اور مقصرین کو بعد میں ذکر کیا ہے ۔

اما حلق یا تقصیر کا یہ عمل حج میں کیا مقام رکھتا ہے کہتے ہیں یہ رکن حج وعمرہ ہے یعنی اس کے بغیر انسان محل نہیں ہوتا ہے اگر کسی نے ویسے ہی قبل از موقعہ سر منڈوایا تو اس پہ کفارہ واجب ہوجاتا ہے ۔

تنسیخ شریعت کے مدارج ومراتب:

یہ قانون ایک نا قابل تنسیخ وناقابل تشکیک قانون ہے ایک شریعت کو نسخ کرکے دوسرے کو جاگزین کرنے کے لئے مقررہ مدارج ومراتب ومراحل طے کرنا ضروری ہے مثلاً جزیرۃ العرب سے نظام شرک ختم کرکے اس کی جگہ شریعت اللہ کو جاگزین کرنے کے لئے حضرت محمد کو ۲۳ سال لگے تھے جب ثالوث شرک نے شریعت باطنی کو جاگزین کرنا چاہا ہےتو ان کے لئے بھی آسان نہیں تھالہذا اس کیلئے بہت وقت درکار ہے حتیٰ یہ ابھی تک اس میں مصروف ومشغول ہیں ہم یہاں ان کے مدارج ومراتب کو بیان کریں گے کہ انہوں نے کتنے مراتب ومراحل طے کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

١۔شریعت میں سنت رسول کی جگہ سنت اصحاب یا اہل بیت رکھ کر سنت رسول کو پیچھے پھینکنا۔

٢۔قرآن کی جگہ صحاح ستہ کی تقدیس وتعظیم شروع کی بخاری شریف کا ورد کرکے قرآن کو ختم کرنے کی سنت قائم کی ۔

٣۔کتب اربعہ میں موجود کتب ارلصماء کا مجموعہ بنایا جو ائمہ نے لکھا ہے ۔

٤۔سلف صالح کی اصطلاح چھوڑی ۔

٥۔نواب خاصہ کا شوشا چھوڑا۔

٦۔نواب عامہ صاحبان ولایت مطلقہ چھوڑا۔

٧۔حدیث کو قرآن پر مقدم رکھنے کی مہم چلائی ۔

تقلید:

کاروانوں میں دوسرا انصاب درس تقلید ہے وہ ایک فارم دیتے ہیں جسے پُر کرنا لازمی ہے اگر کوئی خود اس فارم کو پُر نہ کرسکتا ہو تو اسے یہ فارم پوچھ کر پُر کرنا ہے ۔اس فارم میں یہ سوال درج ہے کہ آپ کسی کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں اور اگر تقلید کرتے ہیں تو کس مجتہد کی کرتے ہیں؟ تاکہ معلوم کریں کہ خمس کو کس کے نام سے کھینچا جائے کیونکہ اس وقت حج نہ قرآن وسنت کے تابع ہے اور نہ مجتہدین کے فتویٰ کے تحت بلکہ فی زمانہ حج کاروانوں ہی کی تقلید میں چلتا ہے ۔کاروانوں کے

سالاروں کی صوابدید پر اور حکمت علماء پر چلتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہمارے دوست محترم سالار کاروان بلال دلنواز صاحب نے مجھے انکے درس سے نکلتے وقت آگے ایک کتبہ کی طرف متوجہ کیا اور کہا آپ اس کو پڑھ کر جائیں۔ اس پر لکھا تھا کہ آپ کو ہر حال میں کاروان کے قوائد وضوابط اور اعلان کا پابند ہونا پڑے گا۔ قارئین کاروانوں کے قوائد وضوابط سے آگاہ کرنے کیلئے ذیل میں درج نکات پڑھیں:

۱۔ آپکو کاروان کے ہر درس میں شرکت کرنی ہے۔

۲۔ آپ کسی اور درس میں نہیں جائیں گے۔

۳۔ احرام کہاں سے باندھنا ہے یہ ہم بتائیں گے وہی میقات ہوگا۔ چاہے وہ فٹ پاتھ پر ہو یا ہوائی اڈے پر ہو یا مدینہ کے ہوٹلوں میں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ پیغمبرؐ کے بتائے گئے میقاتوں سے احرام باندھیں یا ہماری بتائی گئی جگہوں سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۴۔ آپکو مجالس میں ہرصورت میں شرکت کرنا ہوگی۔ چاہے آپکی نماز قضاء ہی کیوں نہ ہو جائے۔

۵۔ قربانی آپکی ہم ہی کریں گے۔ آپکو قربانی کے جانور کی خریداری سے ہم نجات دلائیں گے لہٰذا یہ رقم ہمارے حوالے کرنا ہوگی۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ سرکس کی مرضی سے منڈوانا ہوگا؟ بہرحال ایک ایسی اندھی تقلید جس کے ذریعے وہ حاجیوں کو آسانی سے بکرا بناتے ہیں یہ کوئی جادو ہے یا دم یا ایک ایسی دیوار ہے، جس کے اوپر سے گزر نہیں سکتے افسوس کہ ہم لوگ ہدایت یافتہ ہونے والے نہیں ہیں۔ ہم اور حجاج کرام کی مثال مشفق ومہربان باپ کی ہے وہ کتنا ہی اپنا مال و دولت شفقت ومحبت اور دل کی گہرائیوں سے اپنی اولاد کیلئے خاضعانہ پیش کریں لیکن اسے باہر سے ملنے والے چند سو یا چند ہزار روپے شیرین لگتے ہیں باپ کی طرف سے ملنے والی تمام تعیش ان کیلئے کڑوی ہیں یا لہٰذا وہ وڈیرے اور چودھریوں کے ہاں یرغمال بنتے ہیں۔ ایسی تقلید کی مذمت میں وارد کتنی ہی آیات ان کو سنائیں گے وہ ان پر اثر انداز نہیں ہوتیں وہ اس آیت کریمہ کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

''کافروں کو آپ کا ڈرانا' یانہ ڈرانا برابر ہے یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے''۔ (بقرہ ۶)

ہمارے حج سے متعلق پمفلٹ کے بارے میں ایک دانشور جناب زیدی صاحب نے کہا کراچی جا کر پڑھیں گے اگر ان سے کہیں قرآن کریم یہ فرماتا ہے رسولؐ یہ فرماتے ہیں تو وہ کوئی جواب نہیں دیتے۔

جاہل اور ان پڑھ و نادان اپنی جہل و نادانی کی وجہ سے پڑھے لکھے لوگوں کی من وعن پیروی کرتے ہیں چاہے پڑھے لکھے انھیں راہ راست پر لگائیں یا ضلالت وگمراہی پر گامزن کریں۔ اس پر نادان کو معذور قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ منطق اپنی جگہ درست نہیں کیونکہ عقل تکلیفی ہونے کے بعد اپنی دنیوی معاشی زندگی کیلئے عقل سے ادراک کرنے کے بعد دین کے چند اصول وفروع سے متعلق صحیح وغلط کا کچھ پتہ نہ چلنے کو معذور گردانے کی کوئی توجیہہ نہیں بن سکتی چہ جائیکہ دینی درسگاہوں میں بیس سے تیس سال پڑھ کر اجتہاد کا دعویٰ کرنے والے عالم صاحب رائے ہونے کے فخر و ناز کرنے والے علماء بے چارے کم علم کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والے مسائل میں مجتہد سے اوپر جانے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ اگر کسی نے ان سے اوپر جانے کی جسارت کی تو فریاد بلند ہوتی ہے۔ اگر آیت اللہ حضرات سے خود پوچھا جائے تب بھی وہ ناراض ہوتے ہیں اسی طرح علوم مروجہ سائنس، سیاسیات اور اقتصادیات میں اعلیٰ سند رکھنے والے بڑی آسانی کے ساتھ فرسودیات کو اپناتے ہوئے کہتے ہیں آخر ایک عام انسان کیا کرسکتا ہے۔ بیس سال حوزہ میں پڑھنے والے بیس سال اعلیٰ درسگاہوں سے اونچی سند لینے والے دونوں کہتے ہیں ایک عام انسان کہاں جاسکتا ہے۔ جہاں پڑھے لکھے بھی تقلید سے اوپر جانے کیلئے تیار نہیں تقلید سے اوپر بات کرنے والے ان کی نظر میں منحرف وگمراہ ہیں۔ اس سے بدتر اور مزید افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ یہاں لوگوں کو اندھے بہرے اور گونگے بنانے کے بعد بھی ان سے صلہ لیتے ہیں اور پورے دین کو تقلید پر چلاتے ہیں۔ ۵۰ یا سو سال پہلے کی لکھی ہوئی مناسک حج کی کتاب پر اپنا ٹائٹل لگا کر لوگوں سے مال لیتے ہیں۔ یہاں مناسب سمجھتا ہوں اس مسئلہ تقلید کو کھولا جائے۔

موسوعۃ فقہیہ تالیف کبار علمائے اسلام ج ۱۳ ص ۱۵۴ پر کہتے ہیں تقلید مادہ قلد سے بنا ہے کسی چیز کو کسی کی گردن میں لگانے کو تقلید کہتے ہیں جیسے جوان لڑکی کی گردن میں ہار پہنانے اور مردوں کی گردن میں تلوار لٹکانے کو تقلید کہا جاتا ہے اسی مناسبت سے وہ حیوان اونٹ گائے وغیرہ جو بطور ہدیہ کعبہ حاجی اپنے ساتھ لے کر جا

تا ہے کوئی چیز اس کی گردن میں لٹکائی جاتی ہے تاکہ گم ہونے کی صورت میں لوگوں کو پتہ ہو کہ یہ کعبہ کا حیوان ہے عصر جدید میں تقلید کسی کی نقل اتارنے کو بھی کہا جاتا ہے۔

آیت اللہ خوئی رحمت اللہ عروۃ الوثقیٰ یزدی کی شرح ج ا ص ۵۸ پر فرماتے ہیں لغت میں کسی چیز کو کسی کی گردن میں لٹکانے کو تقلید کہتے ہیں۔اسی مناسبت سے حج کے حیوان کی گردن میں چیز لٹکانے کو تقلید کہتے ہیں لغوی تعریف کے بعد عرف فقہا میں رائج تقلید کی تعریف کسی مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرنے کی نیت یا عہد کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔یہ تمام تعریفیں اس لغوی معنی کے منافی ہیں کیونکہ لغوی معنی انسان کا کسی اور کی گردن میں کوئی چیز لٹکانا ہے۔یہاں مسئلہ الٹا ہوا ہے۔درحقیقت یہ کہنا چاہیے شخص مقلد مجتہد کے فتویٰ پر عمل کر کے اس کے انجام یا ذمہ داری کو مجتہد کی گردن پر لٹکاتے ہیں یہ معنی لغوی معنی سے مطابقت رکھتا ہے۔عبدالرحمٰن بن حجاج نے کہا امام جعفر صادق کے حلقہ میں ربیعہ بیٹھے تھے ایک اعرابی نے آ کر ربیعہ سے مسئلہ پوچھا تو ربیعہ نے جواب دیا تو وہ چپ ہو گیا تو عربی نے کہا آیا یہ ذمہ داری اپنی گردن پر قبول کرتے ہو تو ربیعہ خاموش رہا اعرابی نے دوبارہ سے وہی مسئلہ دہرایا ربیعہ نے وہی جواب دیا اعرابی نے کہا آپ ذمہ داری لیتے ہیں وہ پھر خاموش رہا لیکن پھر امام نے فرمایا یہ درحقیقت اس کی گردن پر ہے اگر چہ وہ کچھ نہ بولے۔اسی طرح جن روایات سے علماء استفادہ کرتے ہیں ان میں ہے کہ جو بھی بغیر علم پڑھے فتویٰ دے اور کوئی اس پر عمل کرے تو اگر کوئی گناہ ہے تو اس مفتی پر ہے۔غرض یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایک عام شخص کو کسی مجتہد کی تقلید کرنا چاہیے اگر اس نے تقلید نہ کی تو اس کا عمل باطل ہے یہ قول بذات خود اپنی جگہ دلیل طلب ہے۔

تقلید جیسا کہ آیت اللہ خوئی نے فرمایا لغت کے حوالے سے کسی کی گردن میں کوئی چیز لٹکانے کو کہتے ہیں اسی مفہوم کے تناظر میں قرآن نے دوران حج قربانی کے جانور کی گردن میں لٹکانے والے قلادے کو تقلید کہا ہے یا اس جانور کے سینگ وغیرہ کو زخمی کرتے تھے تاکہ کوئی شخص کعبہ کے احترام میں اس کو نہ کھائے یا اس کو نقصان نہ پہنچائے۔

اصطلاح شرعی میں تقلید کے تین مظاہر ہیں:

۱۔والی یا قاضی کے لئے حاکیت یا قضاوت کے منصب کو اس پر چھوڑنا،اس کے لئے اس کو معین کرنا جیسے تولیت وغیرہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

۲۔قربانی کے حیوان کی گردن میں کوئی نشانی لگانا۔یا سفر پر جانے والوں کے بارے میں تعویذ لٹکانے کو کہتے ہیں۔

۳۔دین میں کسی غیر کی باتوں کو بغیر دلیل اخذ کرنے یا اس پر عمل پیرا ہونے کو تقلید کہا جاتا ہے۔

لیکن فقہا کی اصطلاح میں اس کے دو متضاد معنی استعمال ہوئے ہیں:

ا)۔مجتہد کا فتویٰ رسالہ عملیہ کو عامی اپنی گردن میں لٹکا کر کہے میں وعدہ کرتا ہوں اس پر عمل پیرا ہونگا گویا اگر کوئی اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو وہ قاصر ہے۔یہاں مجتہد قاصر نہیں ہے۔

۲)۔بعض نے اس کا معنی یوں کیا ہے کہ شخص عامی وشخص جاہل کسی عالم دین راوی مجتہد کے فتویٰ پر عمل پیرا ہو کر کہتا ہے صحیح وغلط کی ذمہ داری ہم نے اس مولوی، عالم دین کی گردن میں لٹکائی ہے۔

اس تناظر میں فقہا نے ابواب فقہ میں ایک باب تقلید کھولا ہے اور اس پر کئی شرائط لاگو کی ہیں:

۱۔انسان ایک ہی مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے۔

۲۔کسی زندہ کی تقلید کرنی چاہیے مردہ کی تقلید نہیں کر سکتے۔

۳۔آپ اس کی تقلید کریں جو سب سے زیادہ عالم ہو۔

دائرۂ تقلید:

دائرۂ تقلید میں علماء لکھتے ہیں ہر وہ شخص جو مجتہد نہیں صاحب رائے نہیں وہ سب مقلد ہیں انھیں تقلید ہی کرنا ہے یہ بھی ان کے نوشتہ دیوار کے خلاف ہے تاہم ان کا کہنا ہے جو دعویٰ اجتہاد نہیں کرتے وہ سب مقلد ہیں بقول علامہ جوہری امام قتل گاہ دین وشریعت کو اجتہاد کرنے کا حق نہیں، یہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔بقول سرکار آیت

اللہ غروی لکھنوی کہ توحید کے نام سے غلو پھیلانے والوں نے دس سال توحید کے نام سے شرک کی غلاظتوں کو وسیع پیمانہ پر پھیلایا۔انہوں نے ہمیں اشارہ کر کے ہمارے پڑوس میں آ کر یہ کہہ دیا کہ سب حافظ بشیر جیسے نہیں بن سکتے ہیں۔لیکن غروی صاحب کب سے آیت اللہ ہونے میں حافظ بشیر جیسے نہیں بن سکتے تو یہ سوال ان سے ہے کہ انہوں نے خود یہ دعویٰ کیسے کیا کہ ہم خوئی بن سکتے ہیں خمینی بن سکتے ہیں محسن حکیم بن سکتے ہیں جب وہ سب بن سکتے ہیں انکے لئے تمام دروازے کھلے ہیں تو ان کے بعد کیا یہ شجرہ ممنوعہ بن گیا ہے۔کیا ہم نے کہیں کوئی نمائندہ بنایا اور کہیں سے خمس وفطرانہ، زکوۃ اور قربانی کے لئے کفارہ اکھٹا کر کے یہاں بھیجنے کے لئے کوئی تحریک چلائی ہے۔کیا ہم نے ہر چیز پر کپڑے لٹکا کر لاٹھی چلا کر اس کی زیارت کرنے کیلئے کہا۔اللہ نہ کرے کہ ہم سرگودھا اور حافظ بشیر جیسے غالی بنیں۔اگر وہ ۱۰۰ فیصد مجتہد بن سکتے ہیں تو کیا ہم ایک دو مسئلے کے بارے میں بھی اظہار رائے کرنے سے قاصر ہیں اور ہمیں اظہار رائے کا بھی حق نہیں۔یہ افراد لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ایک دن کہتے ہیں مردہ کی تقلید نہیں کر سکتے اور زندہ کی تقلید کرنے پر خون خرابہ کرتے ہیں لوگوں کو مسجدوں میں مارتے ہیں دوسرے دن آنکھ بند کر کے شیخ طوسی کی ۱۰۰ سالہ تقلید اور ۵۰ سال تک محسن حکیم اور بروجردی کی تقلید پر خاموش ہو جاتے ہیں ابھی تو امام خمینی اور خوئی کی تقلید ہو رہی ہے یہاں دین نامی کوئی چیز نہیں یہاں صرف دھوکا اور فریب ہے۔یہاں تقلید مجتہد بیانِ حکمِ شریعت کیلئے نہیں ہے بلکہ مال لوٹنے کیلئے کی جاتی ہے۔

تقلید یعنی گلے میں رسی ڈالنے کے مصادیق میں سے ایک مصداق حقیر محصور ناظم آباد ہے۔جس کی گردن میں مجتہد آیت اللہ خوئی، خمینی، خامنہ ای نے رسی نہیں ڈالی بلکہ اسکی گردن میں رسی مدرسہ مہدیہ معصومین کے اساتید اور طلاب ارشاد اور حوزہ علمیہ قم کے قرآن وسنت سے عاری ارشدوں نے ڈالی ہے۔یہ رسی بلتستان کے امام جمعہ جماعت قتل گاہ دین وشریعت سے لے کر حوزہ علمیہ قم سے فارغ تحصیل امداد شجاعی ریحان وسلمان وزیدیان سے لے کر اکابر ومتکبرین علماء تک ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق اس حقیر کی گردن میں ڈالی ہے۔تقلید کا ایک مصداق زخم لگا کر خون نکالنے کا ہے یہ رویہ بھی میرے ساتھ اپنایا گیا قرآن وسنت اور تاریخ اسلام سے اجتناب و پرہیز کرنے والے اور سماج کی رسومات کو شریعت بنانے والے عبا پوش شیخ ضامن اور سید طہ سے لے کر اکابر علماء تک سب نے اس حقیر کو زخم وہابی ایجنڈ اور بقول لالچیان سستے میں فروخت ہونے والے اور اسی طرح کہ زخم لگا کر شریان حیاۃ اقتصادی کو ہم سے کاٹا اور میرے ادارے کو بند کر کے میری اولادوں سمیت سب کو مجھ سے کاٹنے کی کاری ضربت لگائی ہے۔

تقلید کے بارے میں ہمارے پاس تین تصورات ہیں:

۱۔وہ روایات ہیں جس سے شخص عامی مجتہد کی من وعن بات تسلیم کرے اور بغیر کسی استبصار واستفہام کے عمل کرے اور ان کو رد کرنے والے مستحق سزاء ہیں اس بارے میں امام علی الھادی کی روایت اور امام مہدی کی طرف سے توقیعات والی دو روایات اپنی جگہ مخدوش ہیں، جس سے دین کی کوئی اساس وبنیاد قائم نہیں کی جا سکتی۔

۲۔کوئی بھی عمل چاہے دنیوی ہو یا دینی اس میں حرف نقل مذموم عمل ہے جو ترقی وارتقاء کے خلاف ہے۔بلکہ یہ عام انسان کو پستی کی طرف لے جاتا ہے۔

۳۔کہتے ہیں ہم نے دین کو انہی مجتہدین سے لیا ہے۔یہ ایک کفریہ بات ہے کیونکہ مجتہدین دین نہیں لائے۔دین اللہ ورسول کا ہے۔اگر آپ نے دین مجتہدین سے لیا تو یہ دین مخدوش ہوگا۔علماء کا اتفاق ہے مجتہدین خطاء وغلطی سے پاک نہیں۔ان سے دین لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کا دین غلطیوں سے مخلوط دین ہے۔ مجتہدین کا دعویٰ ہے ہم آپ کو قرآن وسنت سے مستنبط احکام بتائیں گے لیکن اگر قرآن وسنت کے خلاف بتائیں تو سمجھ لیں یہ خلاف وعدہ ہے۔کثیر آیات میں قرآن نے ایسی تقلید سے منع کیا ہے اگر ایسی تقلید اپنی جگہ صحیح ہو تو اس عمل کو مشرکین کے عمل سے کیسے تمیز کریں گے لہٰذا محققین علماء نے تقلید کے جواز مضریات سے استناد کیا ہے سیرت عقلاء یہ ہے کہ جاننے والوں سے نہ جاننے والے پوچھیں۔اس سیرت عقلاء میں کہیں یہ اضافہ نہیں ہوا کہ آپ جواب ملنے کے بعد اشکال یا سند کے بارے میں نہیں پوچھ سکتے۔سیرت عقلاء اور آیات میں نہ جاننے والوں کے لئے پوچھنے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے جبکہ بعض علماء جنہوں نے خود کو وارث انبیاء گردانا ہے لیکن پھر بھی وہ قرآن وسنت سے دلیل دینے کی بات سے چڑتے ہیں۔تقلید ایک عمل مذموم اور خلاف سنت ہے۔حجاج بیت اللہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ انھیں حج کے جو مسائل علماء حضرات بتا رہے ہیں وہ اسی اندھی تقلید کی وجہ سے قرآن اور سنت نبی کریم کے خلاف بتا رہے ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے مسائل قرآن وسنت سے متصادم ہیں۔

تقویٰ:

تقویٰ جیسا کہ قاموس قرشی میں آیا ہے یہ مادہ وقا سے بنا ہے جس کے معنی ہر اس چیز میں جو باعث اذیت وضرر اور باعث ہلاکت ونابودی ہو اس سے بچاؤ کو تقویٰ کہتے ہیں جیسا کہ سورہ طور آیت ۲۷ آل عمران ۱۶ سورہ حشر ۹ میں آیا ہے تقویٰ کی اصل وقوی سے ہے پہلا واو تاء سے بدلنے پر تقویٰ ہوا ہے جیسا کہ بقرہ ۱۹۷ میں آیا ہے اسی سے متقی بنا ہے اعراف ۳۵۔

انسان کو ہلاکت ونابودی تک پہنچانے والے بہت سے اسباب وعوامل ہیں جس طرح ضرب المثال ہے کہ ہر مرض کیلئے ایک دوا ہے اس طرح ہلاکت اور نابودی وبربادی سے بچنے کیلئے بھی وسائل وذرائع ہیں ایسے مواقع پر ان وسائل سے متوسل ہونے کو تقویٰ کہتے ہیں۔ وسیلے کو وقایت جبکہ توسل اپنانے کو تقویٰ کہتے ہیں قرآن کریم میں جابجا تقویٰ اپنانے کی دعوت دی گئی ہے تقویٰ کے معنی ڈرنا اور خوف کھانا کی دلالت مطابقی تضمنی نہیں بلکہ دلالت التزامی تقویٰ خوف ہے۔ اسی طرح صوم وصلاۃ حج وزکوۃ تہجد وتلاوت میں تقویٰ کو حصر کرنا درست نہیں ہے۔ تقویٰ کے مراتب ودرجات ہیں جن کا آغاز فکر وسوچ اور غور وخوض سے شروع ہوتا ہے۔ مستحبات کے انجام اور مکروہات کے ترک تک تقویٰ کے مصادیق ہیں اسی لئے سورہ مبارکہ بقرہ کی دوسری آیت میں فرمایا ہے یہ قرآن متقین کیلئے ہادی ہے۔ بعض مشککین (شک پیدا کرنے والا) کا کہنا ہے تقویٰ حاصل کرنے کے بعد پھر ہدایت کی ضرورت نہیں رہتی۔

قرآن اپنی ہدایت کو وہاں سے شروع کرتا ہے جہاں کوئی انسان کسی داعی کو سننے کیلئے آمادہ ہو یہ آمادگی بذات خود تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہے۔ قرآن کریم میں کچھ ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے جو قرآن کی آیات سننے اور غور کرنے کیلئے ہی تیار نہیں تھے بلکہ وہ منکر سماعت وفقاہت آیات ہیں وہ کہتے تھے ہمارے کانوں میں کپاس بھری ہوئی ہے یا ہم گونگے ہیں ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہے۔ ایسے لوگ قرآن سے ہدایت نہیں پائیں گے۔ اس طرح جو قرآن کو سننے کے بعد غور کرنے پر تیار نہیں یا جو کہتے ہیں قرآن سمجھنے کی کتاب نہیں تینوں قرآن سے ہدایت نہیں پاسکیں گے چنانچہ ابولہب، ولید مخزومی اور ابوجہل کی مثالیں کسی سے پوشیدہ نہیں لہذا قرآن ایسے لوگوں کیلئے ہدایت کنندہ نہیں۔ اس وضاحت کے بعد یہ بتا تا چلوں کہ ہم اس کتاب کے موضوع کے تناسب سے یہ کلمہ لائے ہیں۔

قرآن کریم میں کثرت سے استعمال ہونے والا یہ سب سے زیادہ مستعمل کلمہ ہے تقویٰ حج میں کس مقام پر فائز ہے اس کا اندازہ سورہ مبارکہ حج کی پہلی آیت سے ہوتا ہے جہاں اللہ نے اس سورہ کی ابتداء امر بتقویٰ سے کی ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ ''لوگو، اپنے رب کے غضب سے بچو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے''

تقویٰ کی چند اقسام ہیں: تقویٰ انفرادی جہاں مسلمان اللہ کے تمام اوامر ونواہی کا پاس رکھیں، تقویٰ اجتماعی یعنی ملک وملت اور دین کو لاحق خطرات سے بچائیں، مفاہدات نہ کریں اور کفر کے سامنے بے بس نہ ہوں، تقویٰ دفاعی جیسا کہ انفال میں حکم آیا ہے یہ دشمن کو ڈرانے کیلئے ہے دین وایمان کو دشمن کیلئے چراگاہ نہ بنائیں، تقویٰ ثقافتی مسلمان کو غلط اور کفری ثقافت سے بچاتا ہے ورنہ خود ایسی ثقافتوں کے ٹھیکیداروں کو جو حج میں امراء کاروان اور علماء کاروان ہیں جہاں دونوں کا اصرار ہے کہ حج کو جتنا ہوسکے مسخ کریں میقات سے پہلے احرام باندھیں، مزدلفہ میں وقوف کے مواقع کی نیت رکھیں، وقت گزارنے کے بعد نیت کریں، مسجدین مکی ومدنی میں نماز پڑھنے پر بیسیوں قسم کی پابندی عائد کریں، میدان عرفات کو قبرستان تصور کرکے فاتحہ خوانی کریں اور گزاف وصول کرکے حاجیوں کو حرم سے دور رکھیں۔ شب عرفہ میں گزارنے کی بجائے عرفات میں بے جا چیخ وپکار کریں تو بیچارہ حاجی کہاں جا کر تقویٰ اختیار کرے اس کی حیثیت وگنجائش کہاں ہے۔

تکرار حج:

حج زندگی میں ایک ہی دفعہ ہے اس میں تکرار غیر مستحسن ہے یہ بات غلط ہے۔ یہاں ہمیں حج کے لغوی معنی اور اس سلسلہ میں روایات اور آیات وارد کا جائزہ لینا ہوگا کتاب یسئلونک ج ۷ استاد شرباسی لکھتے ہیں حج لغت میں مطلق قصد کو کہتے ہیں جبکہ بعض اہل لغت نے ایک منظم طرف قصد کرنے یا کسی عظیم مقصد کی طرف کثرت سے قصد کرنے کو حج کہا ہے۔ حج کے معنی کسی چیز کی طرف بار بار ارادہ کرنے کو کہتے ہیں بار بار رفت وآمد کرنے کو کہتے ہیں۔ حج بیت اللہ بھی اس معنی میں ہے کیونکہ لوگ یہاں پر ہر سنہ میں آتے ہیں ہر وقت اس کی طرف قصد کرتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔ حج عمر میں ایک دفعہ یا کثرت سے غیر مستحسن گردانے والوں کی منطق آیات قرآن سے منافات رکھتی ہے سورہ مبارکہ آل عمران آیت ۹۶ ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کیلئے برکت و ہدایت والا ہے''۔

قرآن میں حج کو استطاعت سے جوڑا گیا ہے اور اس میں کسی بھی حوالہ سے قلت مرہ کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ بقرہ آیت ۱۲۵ ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

''ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنایا تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھو''۔

یہ گھر لوگوں کیلئے مثابہ ہے مثابہ اسم مکان ہے مادہ ثوب سے ہے ثوب کسی چیز کا اس کی پہلی حالت میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں اولین حالت پہ اسی لئے کہتے ہیں ''ثاب علی دارہ'' یعنی اپنے گھر کی طرف پلٹ کر آنا، کنویں کے گرد جہاں سے پانی کھینچا جاتا ہے اسے مثابہ کہتے ہیں کیونکہ یہاں لوگوں کی برگشت زیادہ ہوتی ہے، لباس کو بھی ثوب کہتے ہیں کیونکہ بار بار اتارتے اور پہنتے ہیں، جزاء عمل کو بھی ثوب کہتے ہیں کیونکہ گویا یہ جزاء وہی عمل ہے جو دوسری شکل میں پلٹ کر آیا ہے۔

چنانچہ کتاب **مقدمات ممہدات** [تالیف ابی الولید محمد بن احمد رشد قرطبی متوفی ۵۲۰ ج۱ ص ۳۷۹] پر لکھتے ہیں کہ کلمہ حج لغت میں قصد مرۃ آخر کو کہتے ہیں یعنی ایک چیز کا دوسری دفعہ ارادہ کرنے کو حج کہتے ہیں۔ یہ کلمہ اس کلمہ سے بنا ہے **حججت فلانا اذا علمته مرة بعد اخرى** کسی کے پاس دوسری دفعہ جائیں تو اسے حج کہتے ہیں۔

حج کو ''حج بیت اللہ'' اس لئے کہتے ہیں لوگ یہاں ہر سال آتے ہیں اسی وجہ سے اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

''ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنایا' تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو'' (بقرہ: ۱۲۵)۔

ہم نے اس گھر کو لوگوں کیلئے جائے برگشت بنایا ہے مثابہ کہا ہے مثابہ کلمہ ثوب سے بنایا ہے لباس کو ثوب اس لئے ثوب کہتے ہیں جسے بار بار پہنتے ہیں اتارتے ہیں یعنی کوئی اگر ایک دفعہ آ گیا تو دوسری دفعہ آتا ہے۔ حاجی کو حاجی اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ پہلی دفعہ حرم میں جب آتا ہے تو طواف کرنے کے بعد عرفہ جاتے ہیں عرفہ سے واپسی پر طواف کرتا ہے جسے طواف قدوم کہتے ہیں پھر عرفہ کے بعد دوبارہ آتا ہے اور طواف کرتا ہے اور پھر منیٰ جاتا ہے پھر واپس آ کر طواف وداع کرتا ہے اس تکرار کی وجہ سے اس کو حاج کہا گیا ہے' کلمہ حج عمرہ کعبہ کو مثابہ عتیق کہنے سے واضح ہو جاتا ہے یہاں بار بار آتا ہے لیکن بہت سے علماء اور روشن خیال دانشوروں کو اس سے چڑ ہے کہ کیوں مسلمان بار بار حج وعمرہ کرتا ہے۔ اسی طرح عمرہ زیارت کو کہتے ہیں، لہٰذا یہیں سے زیادہ عمرہ کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں۔ حج بیت اللہ مثل فریضہ صوم وصلاۃ ہے جس طرح صوم وصلاۃ وزکوٰۃ عمر میں ایک دفعہ نہیں تو کیونکر حج عمر میں ایک دفعہ واجب ہو۔

(استطاعہ کتاب الحج تالیف عبداللہ بن محمد بن احمد طیار ص ۳۳) ''وجوب حج کی اولین شرط استطاعت ہے''

استطاعت جیسا کہ [کتاب معجم الفقہ والاحوال ص ۵۰] میں آیا ہے **الاستطاعت هي الامكان والقلوة وارتفاع المانع** کہا ہے جس کی تفسیر میں زاد و رحلہ کہا ہے جیسے آل عمران ۹۷، قرآن کریم میں جہاں جہاں اس کا ذکر آیا ہے اس کے مقابل میں عدم قدرت کا ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَ كُفْرٌ بِهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ إِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَ الْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَ مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ ''لوگ پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہو: اس میں لڑنا بہت برا ہے، مگر راہ خدا سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام کا راستہ خدا پرستوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا ہے اور فتنہ خونریزی سے شدید تر ہے۔ وہ تو تم سے لڑے ہی جائیں گے حتی کہ اگر ان کا بس

چلے، تو تمہیں اس دین سے پھیر لے جائیں۔ (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اس دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے'' (بقرہ ۲۱۷)

﴿فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا﴾ ''(یہ بند ایسا تھا کہ) یاجوج و ماجوج اس پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور اس میں نقب لگانا ان کیلئے اور بھی مشکل تھا'' (کہف ۹۷)

﴿وَ لَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَ لَا يَرْجِعُونَ﴾ ''ہم چاہیں تو انہیں ان کی جگہ ہی پر اس طرح مسخ کر کے رکھ دیں کہ یہ نہ آگے چل سکیں نہ پیچھے پلٹ سکیں'' (یس ۶۷)

﴿فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَ مَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ﴾ ''پھر نہ ان میں اٹھنے کی سکت تھی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکتے تھے'' (ذاریات ۴۵)

﴿وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ أَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾ ''تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ سا جھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس ۔۔۔۔ اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ۔۔۔۔'' (اسراء ۶۴)

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَ رَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ مَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ ''شعیب نے کہا "بھائیو تم خود ہی سوچو کہ اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور پھر اس نے اپنے ہاں سے مجھ کو اچھا رزق بھی عطا کیا (تو اس کے بعد میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں میں تمہارا شریکِ حال کیسے ہو سکتا ہوں؟) ۔اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے۔ اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں'' (ہود ۸۸)

﴿وَ أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ آخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ ''اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لیے مہیّا رکھو تا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا'' (انفال ۶۰)

اللہ نے حج کو استطاعت سے جوڑا ہے جب بھی استطاعت ہو جائیں، لہذا یہ ایک دفعہ والا حکم کہاں سے آیا ہے۔

تکلیف:

جیسا کہ مفردات راغب حرف تاء میں آیا ہے مادہ کلف ابلاغ کے معنوں میں ہے کسی فعل کو مشقت میں انجام دینے کو تکلیف کہتے ہیں۔ تکلیف دو قسم کی ہے ممدوح جیسے انسان خوشی و آسانی سے انجام دیں اور دوسری مذموم کہ جسے انسان با دل نخواستہ انجام دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی کے امر پر عمل کرنے اور نہی کی ہوئی چیز کو چھوڑنے پر ملتزم ہونے کو تکلیف کہتے ہیں۔ غایت وغرض تکلیف و مکلّف کو اللہ کی عبودیت میں اطاعت بجالانے میں امتحان ہے جیسا کہ سورہ ذاریات ۵۶ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

اللہ کی طرف سے کسی انسان کا امر ونہی کی طرف متوجہ ہونے کی چند شرائط بیان کی گئی ہیں جیسے بلوغ، اسلام، عقل وقدرت وغیرہ کیونکہ تکلیف الٰہی بجالانے والے کو اللہ ثواب سے نوازتا ہے اور چھوڑنے والے کو عقاب کا وعدہ دیا گیا ہے۔

تکلیف درحقیقت انسان کو اللہ کی طرف سے تکریم واعزاز ہے۔ اللہ نے اسے دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے اسے عقل سے نوازا ہے جو دیگر مخلوقات کو

نہیں دی ہے۔اس سے وہ خیر و شر میں تمیز کرتے ہیں خیر کو اپناتے ہیں شر سے دوری اختیار کرتے ہیں اور اسی اختیار کی بنیاد پر اسے جزا دی جاتی ہے۔تکلیف کی تین قسمیں ہیں:

۱۔تکلیف بدنی، یعنی اللہ نے یہ تکلیف بدن پر لاگو کی ہے جسے عبادی کہتے ہیں جیسے صوم وصلاۃ۔

۲۔تکلیف مالی، جو انسان کی کمائی، مالیت اور جائیداد پر لاگو ہے جیسے زکوٰۃ۔

۳۔تکلیف مشترک بدن اور مال دونوں ملا کر کرنا ہے جیسے حج۔

ہمارا موضوع اس وقت تیسری قسم کی تکلیف ہے یہاں بدن کو بھی آزمائش دی جاتی ہے اور مال کو بھی جس کسی نے ایک پر بھی کنجوسی کی وہیں پر یہ عمل رک جائے گا۔

تلبیہ:

تلبیہ ان جملات کو کہا جاتا ہے ''لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لبیک'' لبیک کے معنی ہیں کہ میں نے تیری دعوت کو قبول کیا جو تو نے مجھے حج یا عمرہ کیلئے دی تھی۔

یہ جو اللھم بعد میں کہتے ہیں یہ پہلے لبیک کی تاکید ہے دوسرا اللھم لبیک دوسری تاکید ہے لا شریک لک تاکید ہے اخلاص کیلئے الحمد والنعمة لک وصف کمال ہے۔

تنعیم:

تنعیم مکہ کی غربی سمت میں مدینہ کی طرف واقع ہے اس مقام پر ایک جگہ ثنیہ ہے جسے ذات الحظل بھی کہتے ہیں یہاں سے حرم شروع ہوتا ہے یہاں کی نشانی ایک ٹیلہ ہے۔اس ٹیلہ کا وہ حصہ جو حرم کی طرف ہے وہ حرم ہے اور جو مدینہ کی طرف ہے وہ حل ہے یہاں سے بیت کا فاصلہ چھ(۶) کلومیٹر ہے۔

توسل:

توسل چاہے حرف 'س' سے ہو یا 'ص' سے یہ کسی فرد یا چیز سے وسیلہ حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔قرآن کریم کی کثیر آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے اور انکے درمیان کسی ربط یا واسطے سے منع کیا ہے۔توسل دو اجنبی چیزوں کے درمیان رابطہ قائم کرنا ہے جبکہ اللہ اور بندے کے درمیان کسی قسم کی دوری نہیں ہے۔چنانچہ آیات میں فرمایا مجھے ہی پکارو میں اجابت کرتا ہوں۔کسی کے سامنے خاضع و خاشع ہونے کی ممانعت ہے۔ان کثیر آیات کی ضد میں بعض نے واسطہ و توسل کو اپنے دین کی شناخت گردانا ہے۔یہاں تک علامہ جلیل قدر محسن نجفی نے اپنی تفسیر ﴿ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴾ میں توسل کے خلاف بولنے والوں کی رد میں فرمایا توسل شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔آپ فرماتے ہیں توسل کے شرک ہونے یا نہ ہونے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اگر جس سے توسل کیا جارہا ہے اگر اسکا سلسلہ اللہ پر منتہی نہیں ہے تو وہ اللہ کی طرف سے اسکا مجاز نہیں، یہاں توسل شرک ہے۔لیکن اگر اسکا سلسلہ اللہ پر ختم ہوتا ہے اور وہ اسکی طرف سے اسکا مجاز بھی ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔اسی طرح توسل کے بال برابر بھی شرک نہ ہونے پر سرکار آیت اللہ حافظ بشیر نجفی بھی بضد ہیں۔آپ فرماتے ہیں اگر آپ اپنے سامنے کوئی کپڑا، ڈنڈا یا گھوڑا وغیرہ رکھیں اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ قرار دیں تو اس میں کوئی حرام نہیں ہے۔انہی حجۃ الاسلام، آیت اللہ العظام او ر نوابغ علماء کی ہدایت میں ہمارے کاروان سرزمین مکہ و مدینہ میں دعائے توسل کا ورد فرماتے ہیں۔جسکی ادنیٰ سی سند کسی امام یا نبی کریم سے نہیں ملتی۔حتیٰ محدث قمی نے اپنی کتاب مفاتیح الجنان میں اسے بغیر سند بیان کیا ہے۔فقید آیت اللہ فضل اللہ نے اپنے سلسلہ سوال و جواب میں فرمایا دعائے توسل اپنی سند کے حوالے سے فاقد ہے بلکہ اسکے مفاہیم کو بھی اصول اسلام سے متعارض ومتصادم قرار دیا ہے۔

حج بیت اللہ، اللہ کی اطاعت و بندگی کا نام ہے۔جسکے لئے کسی حکمت وفلسفہ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ جگہ محض مظہر اطاعت ہے۔فرقہ باطنیہ جو کہ ہمیشہ نسخ دین کے لئے سرگرم رہتے ہیں چندین دفعہ وہ قیامت صغرا برپا ہونے کا اعلان کرتے آئے ہیں اس سے ان کی مراد نسخ شریعت ہے۔چونکہ وہ ہر اس موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں وہ مسلمانوں کو اصول سے نکال کر فرع میں سرگرم کرتے ہیں۔یہاں بھی یہ حجاج کو اطاعت و بندگی اللہ تبارک وتعالیٰ سے روگرداں اور منصرف کرنے کیلئے کبھی خود کعبہ اور کبھی استار کعبہ، رکن اور کبھی سرزمین کو واسطہ بناتے ہیں۔یہاں تک کہ اس سرزمین کو اطاعت و بندگی سے نکال کر اسے حاجت طلبی کا بازار و میلہ

بنانے کو کوشش کرتے ہیں۔ سننے میں آیا ہے کہ بعض حاجی کہتے ہیں کہ ہمارے اور کعبہ کے درمیان اتنے میٹر فاصلہ ہے اس عمل کی قرآن اور سنت نبیؐ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

تقی شاہ:

محترم خطیب مرقع مرصع تو انا پاکستان کے شہر اولیاء پرست سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ خلف صالح عالم دین مرحوم گلاب شاہ ہیں جو پاکستان میں سب سے پہلی دانشگاہ جعفریہ کے بانی ہیں۔ قرآن وسنت اور تاریخ اسلام سے خالی اس دانشگاہ میں تعلیمی دورانیہ گزارنے کے بعد آپ اعلیٰ درجات ومراتب کے حصول کیلئے حوزہ علمیہ قم گئے فن خطابت کی وجہ سے ادب پرستوں میں آپ کو بڑا مقام ملا۔ اس طرح دانشگاہ جعفریہ کی سرپرستی کے علاوہ دانشگاہ خواتین کی سرپرستی ملی۔ مال دنیا کی مثال ایک سمندر سے دی جاتی ہے جہاں پانی پی کر پیاس نہیں بجھتی۔ جیسا کہ قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کی اسکے پاس ۹۹ گوسفند ہیں لیکن وہ میرے ایک گوسفند کو بھی لینا چاہتا ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتیں مال ودولت کیلئے دور افتادہ پسماندہ اور غریب ترین ملک افغانستان کو بھی تسخیر کرنے کیلئے یہاں آتی ہیں اور وہ یہاں کے غریب لوگوں کا بھی لقمہء حیات چھینتے ہیں۔ ہمارے علامہ بزرگوار کے ساتھ بھی کچھ ایسے حالات پیش آئے۔ آپ ایک قدیمی دانشگاہ ودرسگاہ کی نظارت کو بے سرپرست چھوڑ کر فن خطابت میں پذیرائی ملنے کی وجہ سے ابن سبیل بنے جو ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں۔ ہمارے مدارس کی بدقسمتی ہے کہ جب کسی کی گزراوقات نہ ہو تو وہ مدارس بناتے ہیں اور جب ان کا معاشرہ میں کوئی مقام بن جاتا ہے تو مدرسہ ومسجد کو توضیح المسائل کے سپرد کر دیتے ہیں۔ غرض معاشرے میں جانی پہچانی شخصیت ہونے کی وجہ سے آپ یہاں کے امیدوار اور قائد عوام بنے۔ انہیں اس سے لطف اندوزی کا خوب موقعہ نصیب ہوا۔ سننے میں آیا ہے کہ افتخار نقوی صاحب تھری سٹار ہوٹل سے صرف سلاد لینے کیلئے گاڑی بھیجتے تھے پتہ نہیں آپ بھی منگواتے تھے یا نہیں لیکن آغا ساجد کی خوش قسمتی اور آپ کی بدقسمتی کہ قائد سے پہلے قیادت مرحوم ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ آپ نے بہت ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کی لیکن آپ کے حق میں کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا، دریں اثنا جب کمائی کا ایک نیا باب کھل کر سامنے آیا اور ملک میں کاروانوں کے نام سے حجاج کی خدمت گزاری کے نام سے حجاج کی فضا میں سلاخی کی جانے لگی تو آپ کے شہر اولیاء پرستان کے ایک دو علماء کو اس میدان میں اچھی خاصی کمائی کرتے ہوئے دیکھ کر آپ کے دھان مبارک سے لعاب دھن نکلنے لگا۔ آپ نے بھی بجائے اس کے کہ کسی عالم دین کی حیثیت سے کسی کاروان کے فقیہ بنتے آپ نے عالم دین اور سالار کاروان کے دونوں منصب اپنے پاس رکھے آپ کبھی ذاکروں کی مخالفت کرتے ہیں جو دروغگوئی اور افسانہ گوئی زیادہ کرتے ہیں، لیکن کبھی خرافات اور فرسودہ رسومات کی سخت حمایت بھی کرتے ہیں۔ آپ کے بقول انہی سے ہمارا دین زندہ ہے منبر پر شاید آپ نے ایام عزا میں کتنی بار شوریٰ ۲۳ کی اس آیت ﴿قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى وَ مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيها حُسْناً إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾ ’’آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کردیں گے کہ بیشک اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور قدرداں ہے‘‘ کو پڑھا ہوگا لیکن یہاں پر حجاج سے فی کس ۲۰ یا ۳۰ ہزار اعلانیہ وصول کرکے بھی آپکی اجرت کم پڑتی ہے لہٰذا کئی اور مدیں جنم لیتی ہیں۔ جیسے سفر کی دعا پڑھنے کیلئے بھی لوگوں سے صدقات لینے کی سنت قائم کی۔ صدقات کے نام سے آپ جیسی ہستی اور آغا شفا نجفی دیندار کے توسط سے چلنے والے کاروان بل گرام مسلم بخراسان، میقات والوں سے فرق نہ ہونا افسوسناک ہے۔ آپ نے حاجیوں کو لوٹنے اور قرآن وسنت کے خلاف رائج فتویٰ میں دوسرے کاروانوں سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ جب انسان چندین وظائف ومسؤلیات اپنے دوش پر لیتا ہے تو پھر کہاں انسان کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ ہر مسئلہ کیلئے قرآن وسنت کے پیچھے دوڑے۔

☆☆☆☆

حرف : ''ث''

ثواب:

ثواب مادہ ثوب سے ہے، جس کے معنی رجع کے ہیں جہاں کنویں کے دھانے کو مثابہ کہتے ہیں، اس سے عرب پہننے کے لباس کو ثوب کہتے ہیں، اللہ نے وثیابک فطہر مدثر کعبہ مشرفہ کو مثابہ اس کہا ہے جہاں اللہ کے بندوں کے لئے پناہگاہ مرجع ہے، اصطلاح علماء شریعت میں ثواب عوض جزاء کو کہا ہے کیونکہ اس کی برگشت ہوتی ہے، جزاء اعمال کو ثواب کہتے ہیں اس لئے یہ جزاء وہی عمل ہے چنانچہ آیات میں آیا ہے:

﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعاً وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ بِالْقِسْطِ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَ عَذابٌ أَلِيمٌ بِما كانُوا يَكْفُرُونَ ﴾ ''اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہے یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خلقت کا آغاز کرنے والا ہے اور واپس لے جانے والا ہے تا کہ ایمان اور نیک عمل والوں کو عادلانہ جزا دے سکے اور جو کافر ہو گئے ہیں ان کے لئے تو گرم پانی کا مشروب ہے اور ان کے کفر کی بنا پر دردناک عذاب بھی ہے'' (یونس۔۴)

﴿وَ الَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ '' اور اسی سے یہ امید ہے کہ روز حساب میری خطاؤں کو معاف کر دے'' (شعراء۔۸۲)

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْكافِرِينَ ﴾'' تا کہ خدا ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے سکے کہ وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے'' (روم ۔۴۵)

﴿الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴾ ''جو لوگ روز جزا کا انکار کرتے ہیں'' (مطففین ۔۱۱)

﴿فَما يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ﴾ '' پھر تم کو روز جزا کے بارے میں کون جھٹلا سکتا ہے'' (التین ۔۷)

﴿أَ رَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ﴾ '' کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے'' (ماعون ۔۱)

اللہ سبحانہ کی عصیان و نافرمانی پر عقاب ہے، کیونکہ یہ اللہ مالک ملک کا ملکوتی حق ہے لیکن اس طرح مستحبات کا اجر بھی بندے کا استحقاق ہے لیکن اوامر و نواہی میں اطاعت انقیاد اس ہر چیز امر پر مرتب نہیں ہوتی اگر انجام نہیں تو مستحق عقاب ہے لیکن اللہ اپنے فضل و کرم سے عنایت کرتا ہے۔

☆☆☆☆

حرف "ج"

جائگاہ کعبہ:

جسے قرآن میں بیت اللہ کہا ہے عالم بشریت میں آدم صفی اللہ سے لے کر الی یومنا ھذا کوئی بیت مکان اس سے افضل و برتر حتی اس کے برابر یا متوازی بھی نہیں بنا ہے۔ دنیا میں موجود مساجد کی حیثیت وافضلیت اس بیت سے انتساب میں پوشیدہ ہے، گرچہ دیگر مساجد پر اقصیٰ و مسجد نبوی کو برتری حاصل ہے تاہم کعبہ ان سے بالاتر مقام رکھتا ہے۔ اس کی بڑائی و برتری کی وجہ سے یہ احکام وامتیازاتِ خاصہ کا حامل ہے:

۱۔ کوئی بھی شخص مسلمان حل میں ہو یا حل سے باہر آفاقی ہو، اس حرم میں داخل ہونے کیلئے جب وہ شہر مکہ میں داخل ہوگا تو اس پر واجب ہے کہ وہ حالت احرام میں داخل ہو۔ بغیر احرام اس شہر میں، اس مسجد میں داخل نہیں ہوسکتے سوائے چند افراد کے، یہ عمل اس کی تعظیم وتوقیر کی خاطر ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص جنایت قتل کر کے یہاں پناہ گزین ہوگیا ہے تو شریعت اسلام میں اس کو گرفتار کرنے اور اس سے قصاص لینے کی اجازت نہیں ہے۔

۳۔ شخص مسافر جب سرزمین مکہ میں وارد ہوجاتا ہے گرچہ ایک دو دن کیلئے کیوں نہ ہو اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ نماز قصر کو تمام کر کے پڑھے یہ مختصات مسجد الحرام ہے۔

۴۔ یہاں کہیں بھی کوئی چیز گری ہوئی ہو اسے اٹھانا حرام ہے اسے وہیں چھوڑنے کا حکم ہے۔

۵۔ انسان غیر طاہر جن پر غسل واجب ہے وہ مسجد الحرام کو ایسی حالت میں عبور نہیں کرسکتے۔

۶۔ کعبہ مسجد الحرام کو نجس کرنا حرام ہے اس کا ازالہ واجب ہے اگر کسی نے عمداً یہاں کوئی نجاست پھینکی تو اسے مجازات دیا جائے گا اور اسے کعبہ سے باہر کریں گے۔ یہاں پر تعجب اور حیرت کی یہ بات سنی گئی ہے کہ اس سال ۱۴۳۲ھ میں قبلہ فقیہ سرگودھا حج بیت اللہ کو مشرف ہوئے تھے بناء بر نقل پروفیسر عابدی آپ واجب نمازیں اپنی رہائش گاہ پر پڑھتے تھے اور بہت سوں کو گمراہ کر کے امامت فرماتے تھے تاہم مسجد الحرام آتے وقت طواف وتحیت کی نمازیں جیب سے سجدگاہ نکال کر خلوت میں پڑھتے تھے کیونکہ آپ مسجد الحرام کو نجس سمجھتے تھے، لیکن اس کی طہارت کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

۷۔ کسی بھی قسم کا پتھر یا مٹی یہاں سے لے کر جانا حرام ہے۔

۸۔ مکہ پورا حرم ہے یہاں کسی بھی حیوان کا شکار جائز نہیں، سب اللہ کے حفظ وامان میں داخل ہوئے ہیں حتیٰ وحشی درندے بھی سوائے وہ جو ضرر رساں ہوں۔

۹۔ نماز جو مسجد الحرام میں پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب دیگر مساجد میں پڑھی جانے والو نمازوں کی نسبت ایک لاکھ کے برابر ہے پیغمبرؐ نے فرمایا میری مسجد میں ایک صلاۃ باہر کی مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں کے برابر ہے یعنی مسجد النبوی میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے، جبکہ کعبہ میں یہ تعداد لاکھ ہے۔

۱۰۔ کعبہ میں وارد حاجیوں کے لئے اجارہ میں مضائقہ نہیں کرنا چاہیے۔

جدال:

ایام حج میں شخص محرم احرام باندھنے کے بعد جدال نہیں کرسکتے ہیں۔

جدل:

جدل کسی سے لڑ کر زمین پر گرانے کو کہتے ہیں، اس کا مادہ جدل سے ہے، جدل رسی کو زیادہ پکہ کرنے کو کہتے ہیں اصطلاح علماء میں کسی سے نزاع کرنے اور اپنے دشمن پر غالب آنے کی کاوش کو کہتے ہیں، خصومت و دشمنی اور غصہ غالب آنے پر تشدد وسختی کرنے کو کہتے ہیں۔ جدل ایک ایسی مخالفت ہے جس میں دشمن کو اپنی ہی منطق سے مغلوب کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں کافرین کو راہ ہدایت پر لانے اور انہیں ملزم اور لاجواب بنانے کے طریقہ کو جدل کہا ہے۔ دشمن کو اپنی بات یا اپنے پیش کردہ مدعا کے ذریعے خاموش یا ساکت کرنے کو بھی جدال کہتے ہیں۔ انبیاء کرامؑ نے ہمیشہ سے کافرین وملحدین اور منافقین کو اسی راستہ سے خاموش اور ساکت کیا ہے جدال کے مترادف یا قریب المعنی کلمات میں سے مناظرہ، مناقشہ اور مراء آتے ہیں۔

یہاں اس معجم میں اس کلمہ کو شامل کرنے کی مناسبت سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۷ ہے:﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾''اور جو شخص بھی اس زمانے میں اپنے اوپر حج لازم کر لے اسے عورتوں سے مباشرت گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے''۔

محرمات احرام میں سے ایک جدل ہے کہ شخص محرم ایک دوسرے سے جدال نہیں کرسکتے کیونکہ ایسی صورت میں جدال حرام ہے۔سرزمین مکہ میں وارد ہونے کے بعد مومنین، عالم دین، روشن خیال دانشوروں غرض سب کی زبان پر یہ جملہ ہوتا ہے کہ ''لاجدال فی الحج''یعنی حج میں کوئی جدال نہیں ہے۔اس سے انکی مراد یہاں کسی کے اعمال میں انحراف دیکھنے کے باوجود اس کو دین وشریعت کی طرف متوجہ کرنا جدال ہے اس کی اجازت نہیں۔اس مدت میں اس کو متنبہ اور متوجہ نہ کریں کو یا اپنی جگہ الناسید ھاسب صحیح ہے آیا یہ منطق اپنی جگہ درست ہے؟ ہمیں یہ کلمہ قرآن میں کن معنوں میں اور کن مقاصد کیلئے استعمال ہوا ہے، دیکھنا ہوگا۔

اقسام واحکام جدال:

احکام جدال میں آیا ہے جدال دو قسم کے ہیں:

۱۔**جدال ممدوح** جہاں جدال اثبات حق یا ابطال باطل کے لئے ہو مثلاً سرزمین مشاعر میں کوئی فعل منکرات انجام دینے پر مصر ہو تو یہاں جدال درست ہے سورہ نحل:۱۲۵ میں آیا ہے۔﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾''اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان کے ساتھ اس طریقے سے بحث کرو جو پسندیدہ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہیں''۔

۲۔جدال مذموم جیسے سورہ کہف:۵۶ میں آیا ہے:﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلاَّ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا﴾''اور رسولوں کو تو ہم صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور یہ کافر باطل کی مدد سے کٹ حجتیاں کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حق کو پسپا کردیں اور انہوں نے میری آیات کو اور اس چیز کو جس سے ان کو ڈرایا گیا ہے مذاق بنا رکھا ہے''۔

۳۔وہ افراد جو اپنے دین میں خیانت کرتے ہیں ان سے دفاع نہ کریں، یعنی اگر کوئی شخص انحراف کرے تو آپ اپنی قوم اپنے ہم فرقہ ہونے کی بنیاد پر اس سے دفاع نہ کریں چنانچہ اس آیت میں آیا ہے نساء:۱۰۷﴿وَلاَ تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا﴾''اور ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو خود خیانت کرتے ہیں یقیناً دغا باز گنہگار اللہ تعالی کو اچھا نہیں لگتا''۔

نساء ۱۰۹﴿هَاأَنْتُمْ هَؤُلاَءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلُ اللهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلاً﴾

''ہاں تو یہ ہو تم لوگ کہ دنیا میں تم نے ان کی حمایت کی لیکن اللہ تعالی کے سامنے قیامت کے دن ان کی حمایت کون کرے گا؟ اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے گا؟''۔

آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ہم شہری، ہم وطن یا ہم فرقہ کی بنیاد پر اس کے مخالف سے مجادلہ نہ کرے۔

۴۔ایک شخص جاہل، غیر ہدایت یافتہ شیطان کی پیروی کرنے والے سے دفاع نہ کریں بعض افراد مجادلہ کرتے ہیں اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم وہدایت، کتاب اللہ کے مطابق یہ افراد شیطان کے پیروکار ہیں۔حج:۳﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ﴾''بعض لوگ اللہ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں''۔

۵۔بعض لوگوں کی غرض از مجادلہ صرف کینہ وحسد ہے جو دلوں میں رکھا ہوا ہے وہ تکبر دکھاتے ہیں،ان کے سینے خراب ہیں غافر:۵۶﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلاَّ كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

''جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں بجز بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں، سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بیشک وہ پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے''۔

۶۔جہاں راستہ بند ہو اور کوئی جائے پناہ نہیں وہ جدال کرتے ہیں ان سے بھی جدال نہ کریں شوری:۳۵﴿الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ

مَحِيص﴾ ''اور تا کہ جو لوگ ہماری نشانیوں میں جھگڑتے ہیں وہ معلوم کر لیں کہ ان کیلئے کوئی چھٹکارا نہیں''۔

۷۔حق پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے مجادلہ کرتے ہیں، حق کے غالب آنے کے بعد مجادلہ کرتے ہیں تا کہ حق کو کنارہ پر لگا ئیں غافر:۵﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾

''قوم نوح نے اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا اور باطل کے ذریعہ کج بحثیاں کیں' تا کہ ان سے حق کو بگاڑ دیں پس میں نے ان کو پکڑ لیا' سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی''۔

حق واضح ہونے کے بعد حق کو دبانے کے لئے مجادلہ کرتے ہیں انفال:۶﴿يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ﴾

''وہ اس حق کے بارے میں' اس کے بعد کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا آپ سے اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لئے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں''۔

۸۔بے جا کسی سے شکوہ و شکایت، گفتگو اور مناظرہ کرنے کو بھی مجادلہ کہتے ہیں۔سورۃ مجادلہ:۱﴿قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللهِ وَاللهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی' اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا' بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے''۔

۹۔جو آیت الٰہی میں مجادلہ کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔غافر:۴﴿مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ﴾

''اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے''۔

۱۰۔قیامت کے دن اکثر انسان جدل کریں گے۔نحل:۱۱۱﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

''جس دن ہر شخص اپنی ذات کیلئے جھگڑتا آئے ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے گا''۔

کہف۵۴﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

''ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے تمام کی تمام مثالیں لوگوں کیلئے بیان کر دی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے''۔

۱۱۔دشمن کی حجت و دلیل کو ختم کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ھود:۳۲﴿قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ ''کہا اے نوح! تو نے ہم سے بحث کر لی اور خوب بحث کر لی اب تو جس چیز سے ہمیں دھمکا رہا ہے وہی ہمارے پاس لے آ' اگر تو سچوں میں ہے''۔

۱۲۔دشمن کو ہدایت کرنے کیلئے جدال کرتے ہیں، یہ جدال احسن ہے نحل ۱۲۵﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے''۔

عنکبوت۴۶﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾

''اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو' مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی' ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں''۔

دوران حج جدال جائز نہیں۔غیر ایام حج میں جائز نہیں مرتبہ جدال، فسق و عصیان سے کم ہے اس میں معصیت زیادہ نہیں چنانچہ پیغمبرؐ نے حج کے بارے

میں کہا جو رفث اور فسق نہیں کرتے گویا اپنی ماں سے پہلے دن پیدا ہونے کی مانند ہیں، یہاں جدال کو ذکر نہیں کیا کیونکہ رسولؐ جانتے ہیں حاجی سے کوئی جدال سرزد ہو سکتا ہے۔ جدال اس عمل کو کہتے ہیں جس میں ایک دوسرے کو دلیل سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انسان مسلم جب اپنے وطن سے گھر و اہل و عیال کو چھوڑ کر نکلتا ہے تو وہ ایک غیر عادی زندگی میں وارد ہوتا ہے۔ یہاں اسے گھر جیسی سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔ نئے اور انجان لوگوں سے اسے واسطہ پڑتا ہے۔ یہاں اپنی رفع حاجات کیلئے وہ زیادہ مقدم رکھتا ہے۔ حیات حج اس کیلئے ایک غیر طبعی عمل بنتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے عبادت میں دو چیزوں کا خیال رکھیں ایک منفی دوسری مثبت یعنی برائیوں کو چھوڑیں اور نیکیوں میں اضافہ کریں۔ جدال کے مقابلے میں نرمی سے بات کرنا ادب سے بات کرنا بہتر انداز میں بات کرنا، لوگوں سے محبت کرنا اور جتنا بھی ہو سکے بہتر ہے۔ جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

جرم:

مکہ میں باہر سے آنے والوں کے ساتھ ظلم و زیادتی، محرمات الٰہی کی بے پروائی اور کعبہ میں فسق و فجور کے ارتکاب کے سبب لوگ ایام حج میں مکہ آنے سے گریز کرتے رہے حتیٰ حج و عمرہ کا بازار عکاظ ان کے غلط رویوں کی وجہ سے ٹھنڈا پڑا۔ اس سے اہل مکہ کی درآمد ختم ہوئی اور ان کا روزگار تنگ ہوا۔ جب مکہ کی ریاست خزاعہ کو ملی تو انہوں نے اسے از سر نو منظم کیا اور لوگوں کو مطمئن کیا جس سے حجاج و زائرین میں اضافہ ہوا اور کعبہ کی حرمت لوگوں کے دلوں میں پھر سے بڑھ گئی۔

عہد جرہمی:

کتاب کعبہ والحج ص ۵۷۔ حضرت ابراہیمؑ کعبہ کی تعمیر کے بعد شام چلے گئے۔ آپ نے وفات پائی تو اس وقت کعبہ کے نگہبان حضرت اسماعیل تھے انکی اولاد کی تعداد بارہ تھی۔ آپ نے سو سال کعبہ کی ولایت کی۔

جعرانہ: [موسوعہ سیرۃ النبویہ ص ۱۹۶]

جعرانہ بھی ایک میقات ہے موسوعہ سیرہ نبویہ میں آیا ہے، یہ طائف اور مکہ کے درمیان میں ہے۔ یہاں سے اہل مکہ محرم ہوتے ہیں۔ نبی کریمؐ جب حوزان سے واپس آکر یہاں ٹھہرے مال غنائم تقسیم کرنے کے بعد آٹھ ہجری کو فتح مکہ کے بعد حنین گئے اور وہاں سے حوزان گئے پھر واپسی پر یہاں سے احرام باندھا یہاں ایک مسجد ہے اور چند کنویں ہیں۔

آقائے جعفری:

جناب قائد عوام وایوان بلتستان آقائے جعفری سے بھی چند بار شرف ملاقات رہی جس وقت آپ بعثہ ذارع نفرت بین المسلمین جس کے قائد آقائے ساجد نقوی ہیں، میں شامل تھے اسی بعثہ میں اور بھی قوموں کے نمائندین ہوتے تھے لیکن آج کل وہ آغا ساجد سے استقلال حاصل کر چکے ہیں لیکن آپ کی آقائے ساجد سے وفاداری ابھی بھی باقی ہے۔ آپ ہمیں فرماتے تھے کہ سنی کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ ہم جہاں آپ کے خطبہ جمعہ میں سیاسی بیانات سنتے رہتے تھے لیکن کبھی بھی اس عظیم فریضے کے بارے میں کوئی نصیحت کی ہو نہیں سنی بہرحال اس وقت بلتستان میں عدم فرقہ واریت کا سہرا آپ کے سر پر ہے یعنی یہاں شیعہ سنی یا سنی شیعہ کشی نہیں ہے ورنہ مادر فرقہ واریت سب خلفاء ہے، جس پر آپ کو فتویٰ صادر کرنے کی توفیق ابھی تک نصیب نہیں ہوئی ہے۔ کبھی آپ ایک دوسرے کو گرانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ عدم بیان بازی کا معاہدہ بھی کرتے ہیں، کیونکہ آج کل کے سیاسی محاورے کے تحت سیاست میں تغیر ناپذیر ہونے کا کوئی اصول نہیں ہے لہذا اگر کوئی اپنے آپ کو وارث انبیاء یا حجۃ الاسلام کیوں نہ کہے لیکن جب سیاست میں داخل ہوتا ہے تو انھیں سیاسی اصولوں پر چلنا پڑتا ہے، یہی وجہ ہے آج کل آپ کی قیام گاہ اور سیکولرزم منافقین کیلئے مسجد ضرار بنی ہوئی ہیں اور علماء و غیر سیاسوں کیلئے فلسفہ شموس بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارا ان سے اختلاف مسند قیادت پر کبھی نہیں رہا ہے اور نہ آئندہ رہے گا لیکن علاقہ کو الحادیوں کے سپرد کر دینے میں آپ اور مرحوم شیخ غلام محمد غروی کی خدمات اگر ہم بھول بھی جائیں تو کراماً کاتبین نہیں بھول سکتے ہیں۔

جعفر:

یہ ایک بڑا گاؤں ہے جو مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے اس مقام کو مھیعہ کہتے ہیں، اس کو جحفہ کہنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بعض سالوں میں سیلاب نے اس گاؤں کو تباہ کر دیا تھا۔ یہاں پہنچنے سے پہلے ایک اور جگہ ہے جس کا نام رابغ ہے بعض لوگ وہاں سے بھی احرام باندھتے ہیں۔ جحفہ کے قریب ہی غدیر خم واقع ہے یہ مکہ سے ۱۸۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سب سے بعید میقات مسجد شجرہ ہے جو خانہ کعبہ سے بہت فاصلہ پر واقع ہے اس کے مقابلے میں میقات قرن المنازل وغیرہ بہت قریب واقع ہیں؛ جبکہ جحفہ نہ بہت دور ہے نہ بہت قریب اسی لئے اسے میقات وسط بھی کہا جاتا ہے۔

جمرات: [معالم مکہ ص ۷۶]

جمرات، جمرہ کی جمع ہے۔ یہ وہ تین مشاعر اسلام ہیں جو سرزمین منیٰ میں واقع ہیں ان تینوں کو پتھر مارنا واجبات حج میں سے ہے۔ اسے رمی جمرات کہنے کی وجہ حضرت ابراہیمؑ سے منسوب ہے۔ مفردات من الحضارۃ اسلامیہ ص ۲۰۲ میں آیا ہے جمرات جمرہ کی جمع ہے، جمرہ اس سنگریزہ کو کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جو سرزمین مکہ میں ام القریٰ سے نزدیک تین جگہوں پر موجود ہے۔ جمرہ کبریٰ کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں، جمرہ عقبہ اور وسطیٰ کے درمیان ۱۱۶ میٹر فاصلہ ہے حضرت ابراہیمؑ جب اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے یہاں لے کر پہنچے تو ابلیس لعین اللہ کا دشمن ان تین جگہوں پر ابراہیمؑ کے سامنے نمودار ہوا اور تینوں جگہوں پر شیطان نے ابراہیم کو روکنے کی کوشش کی جب ابراہیم باز نہ آئے تو اللہ کی طرف سے یہ نداء آئی یا ابراھیم **قد صدقت رؤیا** یہاں سے ان تینوں کو مارنا مناسک حج میں شمار ہوتا ہے۔

جمع جمرۃ:

یہ متعدد معنی کا حامل ہے۔ جمراۃ تالیف شرف بن علی شرف صفحہ ۱۲۔ جمراۃ لغت میں چند ین معنی رکھتا ہے۔

۱۔ ان میں سے ایک معنی جمرۃ چھوٹے سنگریزے کو کہتے ہیں۔

۲۔ ہر وہ قبیلہ جو جمع ہوتا ہے تو اسے جمرۃ کہتے ہیں یا جائے اجتماع قبیلہ۔

۳۔ جمرۃ قبائل کا اپنے دشمن کے خلاف متحد ہونے کو کہتے ہیں۔ جمراۃ فارس کو بھی کہتے ہیں ہزار سواروں کی جگہ کو جمراۃ کہتے ہیں۔

۴۔ جمراۃ بگولے اور شعلے کو کہتے ہیں۔

۵۔ جمراۃ مناسک حج کے منیٰ میں موجود تین مقامات کو کہتے ہیں۔

ان میں سے معنائے حقیقی ''اجتماع'' ہے اس جگہ کو جمراۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں سنگریزے جمع ہوتے ہیں یا حجاج جمع ہوتے ہیں۔

اصطلاح فقہا میں ایک خاص مکان پر محدود پتھر مارنے کو کہتے ہیں۔ علمائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ جمراۃ اس ستون کے نیچے جگہ کو کہتے ہیں جہاں ایک شاخص دیوار اس کے وسط میں موجود ہے۔ یہاں سے ایک تعجب وحیرت بعض فقہاء کے اس فتویٰ سے جنم لیتی ہے جس میں فقہاء نے فرمایا ہے، پتھر اس عمود وستون کو لگنا ضروری ہے اگر ستون کو نہیں لگا تو یہ کافی نہیں ہے۔ ان فقہائے کرام نے یہ فتویٰ کس سند ودلیل کی روشنی میں دیا ہے یہ واضح نہیں ہوا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے لیے جو فقہاء سے دلیل وسند لینے کو درست نہیں سمجھتے ہیں۔ روئے زمین پر اللہ کی طرف سے تسلسل انبیاءؑ کے دور میں ایک ہی حجت ہوتی تھی لیکن اس وقت روئے زمین پر دسیوں بیسیوں حجت بنتے ہیں جو ہر گلی کوچے میں بطور حجت احکامات صادر فرماتے ہیں۔

جواد صالحی:

آقائے جواد صالحی بھی اس سال بیس افراد پر مشتمل ایک گروہ حجاج لائے ان کا کام انہیں احکام ومناسک حج سکھانا اور بے اسناد وردا ور دعاؤں کی تلقین سکھانا تھا۔ ہمارا ان سے آمنا سامنا تو ہوا لیکن مکالمہ ومسالہ نہیں ہو پایا۔ کیونکہ ان کے ''خرافاتی فتاویٰ'' یعنی پرچم ڈبا کر پانی متبرک کرنے کے عمل کے خلاف ہمارا احتجاج انہوں نے سنا ہو گا۔ جہاں تک ان کے مناسک حج کے احکام بتانے اور سکھانے کی بات ہے تو یہ مسائل تو سب جانتے ہیں بے چارے حاجی جو گھر سے دو تین لاکھ روپے لے کر اور گھر والوں سے رو رو کر اللہ حافظ کہہ کر آیا ہوتا کہ حج بیت اللہ کرے، طواف کعبہ کرے، سعی صفا ومروہ کرے، وقوف عرفات ومزدلفہ کرے اور میقات سے احرام باندھتے وقت اس بے چارے کو نیت کرائیں یہ بڑا مشقت اور زحمت والا کام تو آپ کرتے ہیں لیکن سننے میں آیا ہے کہ حاجی ابراھیم حیرمن

صاحب نے کوہ صفا پر یہ کہا کہ ہم نیت تو کر کے آئے ہیں کوئی اور بات ہے تو بتائیں ۔ چنانچہ انھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھتے وقت ان سے سوال کیا کہ یہاں نماز پڑھتے وقت کعبہ کو دیکھنا چاہیے یا سجدہ گاہ کو تو انہوں نے فرمایا سجدہ گاہ کو دیکھنا چاہیے ۔ان کا یہ انوکھا فتویٰ دوسروں سے کچھ مختلف نہیں ہے ۔ میرے خیال میں جو فتویٰ کسی مصلحت کی خاطر آقائے جعفری نہیں دے سکتے وہ انھیں سے دلواتے ہیں مثلاً قتل گاہ دین میں موجود خود ساختہ جھنڈا جو حرم امام حسینؑ سے لایا ہو، لوگوں سے اس کو پکڑوا کر بیعت لینا ، اور این جی اوز جو کہ مغربی مما لک سے آئے ہیں ان کو بھی علماء کی سرپرستی میں لانا ، یہ دینی وملی مصالح کی خاطر ان کے اہم فتاویٰ ہیں ۔

جوادنقوی:

قبلہ فاضل گرامی قدر ، امید بعض منتظمات آغا سید جواد جامع اہل بیت کے بانی قبلہ نجفی کے شاگرد راشدین سے فارغ ہونے کے بعد ۔حوزہ علمیہ قم میں سطحیات کی تکمیل کے بعد آیت اللہ جواد آملی کے قریبی شاگردوں میں سے ہیں اور فلسفہ عرفان وتفسیر میں مقام حاصل کرنے والوں میں سے ہیں ۔ وہاں کے مسؤلین کے پاس آپ کا مقام ومنزلت ہے ۔ جب آپ قم میں تھےتو آپ کا گھر مہمان خانہ اور آپ میزبان بنتے رہے ۔ جب آپ یہاں تشریف لائے تو مستقبل کی امیدوں کا نقطہ عطف بن جاتے تھے اب سنا ہے کہ آپ نے آسیب، سیلاب اور زلزلے سے نہ گرنے والی عظیم الشان عمارت صرف ۱۶ کروڑ میں بنائی ہے ۔اس کا نام ''عروۃ الوثقی'' رکھا ہے جس کی توضیح وتشریح میں آپ نے خود سالانہ تقریب میں فرمایا تھا بعد میں اسے کتابچے کی صورت میں چھپوایا تھا لیکن یہ واضح نہیں فرمایا تھا کہ یہ عروۃ الوثقی حضرت محمد اوران پر نازل ہونے والی کتاب ہے یا سر سید اور اقبالی افکار ونظریات ہیں، بہر حال پیسہ کہاں لگایا ، اسراف کیا یا اتنی خمس کی اجازت کس نے دی ہے ہمیں اس پر کوئی سوال نہیں اٹھانا ہے ۔ کیونکہ آج کل عظیم الشان مساجد جو وہ علاقوں میں بناتے ہیں ، لیکن ہم آپ کے بار بار کے وعدوں کے انتظار کرتے ہیں کہ آپ وفائے عہد کرتے ہوئے اس عظیم الشان درسگاہ میں سے خرافات اور فرسودگیوں کی جگہ قرآن کریم ،سنت رسولؐ اور تاریخ اسلام کو نصاب میں شامل کریں گے یا آپ بھی سرسید ودیگر سیکولر روشن خیال کی طرح قبلہ مظہر کاظمی کی سنت پر چلتے ہوئے فلسفہ ،صحت مند تفریحات اور ورزش کو نصاب کا حصہ بناتے ہوئے عریضوں کی بسوں کا اہتمام فرمائیں گے ۔

انقلاب اسلامی امام خمینیؒ کے بعد ذہین وفطین نوجوان یہاں کے درسگاہ دینی کےعلاوہ کالجوں یونیورسٹیوں سے فارغ ہو کر یا چھوڑ کر حوزہ قم روانہ ہو گئے تو جناب محترم باقر شمیم اور ڈاکٹر حسین کنانی کی طرح ہم بھی آپ سے دل بھری امیدوں سے نظارہ کر رہے تھے کہ جب یہ حضرات واپس تشریف لائیں گے تو بہت سوں کے خواب شرمندہ تعبیر ہو جائیں گے ۔ یہاں بھی ایک خمینی کی ضرورت تھی اور ہمیں تو چندین خمینی آنے کی امید تھی وہ لوگ تو یکے بعد دیگرے بڑی شان وشوکت سے واپس تشریف لائے لیکن واپسی پر سب خمینی فکر سے متصادم انقلاب کی نوید لائے کیونکہ خمینی اسلام کی بات کرتے تھے اور انہوں نے اپنے لئے مسجد ومدرسہ کی ایک اینٹ بھی نہیں لگائی جب کہ ہمارے خمینیوں نے اسلام کی بجائے ملت کی ترقی کی بات کی جو سرسید احمد خان ، لیاقت علی خان ، قائد اعظمؒ علامہ اقبال اور ان جیسے سیکولرز کی نقش قدم پر چلنے کی ہدایت دینے لگے ۔ چنانچہ یہاں فلک بوس دانشگاہوں کی یکے بعد دیگرے بنیاد رکھی گئی تھی سرسید احمد خان سعید حکیم کے آرمانوں خوابوں کو تعبیر کرنے والے کاظمی جوادیان نقیان نکلے ہیں یہاں تک قبلہ اصغر شہدی نے فاطمیہ سکول کے لڑکوں کے لئے صلیب کے نشان جیسی ٹائی کی منظوری بھی دے دی ۔سراج موسوی مظہر کاظمی کے بعد آپ کو بھی انہی کی سیرت پسند آئی ۔

جتنا ان کے مال ودولت میں اضافہ ہوتا گیا اتنی ہی ان کی لالچ بڑھتی گئی وہ ہمیشہ غریب کے لقمہ پر ہی نظر جمائے رکھتے ہیں ۔اس بری صفت کی شکایت داؤد نبیؑ سے اس فقیر نے کی جس نے کہا اس کے پاس ۹۹ گوسفند ہیں پھر بھی اس کی نظر میرے ایک گوسفند پر ہے ۔لہذا ان سے میری کتاب انتخاب مصائب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن طریقہ غلط ہے اور العہدہ علیٰ راوی والی بات کی ۔ آپ قبلہ رجب ناصر صاحب اور جان علی شاہ کے غلط مصائب پڑھنے پر شاکی تھے لیکن جب آپ کو اور آپ کے دوست رئیسی کو منبر نصیب ہوا تو یہی مصائب آپ کو بھی پڑھتے سنا گیا ۔ذاکرین اور مجلس عزاء سے خطاب کرنے والوں کی بڑی کمزوری ہے کہ وہ چند آنسو بہانے کیلئے بے قابو ہو جاتے ہیں شاید اس کتاب میں آپ کے پسندیدہ بعض مصائب کو تیر لگا ہو، اس لئے آپ نے فرمایا طریقہ غلط ہے ۔ہم نے ناقل سے عرض کیا ہم بے حیثیت ہیں علم وادب دونوں میں ناقص ہیں لیکن اصلاح کے طالب ہیں آپ صحیح طریقہ بتادیں ہم اس پر چلیں گے ۔لہذا یہ بھی سنا ہے کہ آپ سے ایک چھوٹے لڑکے نے امام مہدی کے بارے میں سوال کیا ، مگر آپ کی ڈانٹ پر انہوں نے ہمارے خلاف شکایت کی تو آپ نے کہا ہے ان کا دماغ

خراب ہوگیا ہے؟ آپ کے پاس مہدی نہیں مہدویت آپ کا اساس دین ہے۔ یہ خبر میرے لئے اچھی ثابت ہوئی کیونکہ شریعت اسلام میں کہتے ہیں جس کا دماغ خراب ہو وہ معفو قلم ہے شاید اس بیان کے بعد میرے لئے لاحق خطرات ٹل جائیں کیونکہ آپ کے کلمات اس وقت ایک مرجع کے فتویٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غرض آپ کے ساتھ ہماری اچھی دوستی تھی ہم آپ کے مداح تھے۔ ایک دفعہ ہم جوار حرم میں عارف نقوی اور عصمت جعفری کے ساتھ کھڑے تھے آپ کا وہاں سے گزر ہوا لیکن آپ نے تعارف تک نہیں کیا۔ ہماری بینائی کمزور ہے یا میں کسی اور کی طرف متوجہ تھا اس لئے آپ کو نہیں دیکھا بعد میں انہوں نے ہمیں بتایا آپ کا گزر یہاں سے ہوا تھا اس بات سے ہمیں اندازہ ہوا کہ آپ ہم سے کافی خفا ہیں۔

سننے میں آیا ہے کہ کاروان میقات کی اسم گزاری آپ نے کی ہے ناصر نقوی کا کہنا ہے ہم کاروان کو حج ابراہیمی پر لگائیں گے لیکن اس کی قیادت فقہی جناب قاضی شبیر صاحب کر رہے ہیں جو بہت سے کارخانہ شرک کے مدیر ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کاروان ابراہیم کیسے بنے گا۔ ابراہیمؑ تو وہ تھے جنھوں نے شرک کی وجہ سے اپنے باپ آذر کو چھوڑ دیا لیکن ناصر نقوی نے قاضی شبیر کی خاطر میرے پاسپورٹ کو روک کر مجھے اور میرے دو بیٹوں کو جوار رسول اللہ میں دیئے گئے وعدہ کے خلاف حج سے محروم کیا۔

☆☆☆☆

حرف ''ح''

حاجی:

حاجی کے بارے میں عوام الناس کے نزدیک معروف ومشہور ہے کہ جو شخص حج کر کے حاجی بن کر آتا ہے وہ زیادہ جھوٹ بولتا ہے اور بڑا پن دکھاتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہی تھی آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کہ اس میں حج سے متعلق کیا کیا کلمات ہوسکتا ہے اس کا آنا ضروری ہے تو ذہن میں آیا ہے سورہ حج کا خلاصہ بھی آنا چاہیے کیوں یہ سورہ حج سے موسوم ہوئی ہے اس سلسلے میں آیات پر توجہ دیتے وقت یہ آیت سامنے آئی ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَ إِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ "اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی عبادت ایک ہی رخ پر اور مشروط طریقہ سے کرتے ہیں کہ اگر ان تک خیر پہنچ گیا تو مطمئن ہوجاتے ہیں اور اگر کوئی مصیبت چھوگئی تو دین سے پلٹ جاتے ہیں یہ دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ میں ہیں اور یہی خسارہ کھلا ہوا خسارہ ہے" (حج۔۱۱)۔حاجی ایک زاویہ نگاہ کے تحت حج کرتا ہے حاجی حج کیلئے نکلتے وقت اللہ کے خوف سے زیادہ حصول لقب حاجی کا خواہش مند ہوتا ہے حاجی کو وہاں پہنچنے کے بعد ہر جگہ حاجت روائی کے مواقع دکھائی دیتے ہیں کہ یہاں حاجت روائی ہوتی ہے۔ صفاء کی پہاڑی پر سورۂ واقعہ کی تلاوت کشادہ اوراق کیلئے تجربہ شدہ ہے، میزاب کے نیچے دعا مقبول ہے، استار کعبہ پکڑ کر دعا مقبول ہیں، رکن یمانی کے پاس دعا مقبول ہے، عرفات میں مردوں کے لئے دعا مقبول ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر حاجیوں کے لئے شروار کے خروار ہیں لوگ اسے حاجی کہتے تھک جاتے ہیں۔ پھر پاکستان ہوائی اڈے پر پہنچتے ہیں تو ملنے والے سے کہتے ہیں آپ کیلئے عمرہ کیا تھا اور عرفات میں یا استار کعبہ پکڑ کر گڑگڑا کر دعا مانگتے رہے پھر زیادہ تر پریشان سرمایہ دار نظر آتے ہیں جنھوں نے کہا ہوتا ہے مولانا ہم بہت پریشان ہیں تجھے آل محمد کا واسطہ ہمارے لئے بھی دعا کرنا ہم بہت مقروض ہیں تو مولوی خوش ہوتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا کہ انھیں اچھا اور بڑا ٹھیکہ ملے گویا اللہ کو راضی کرنے اور ہمیشہ عبودیت و بندگی کی توفیق کیلئے دعا نہیں کی اور جو دعا کی وہ نا قابل سند تھی اس میں ریا ہی ریا تھی۔ جو دعا اطاعت و بندگی کیلئے نہ ہو اس کی قبولیت کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

حج:

حج، کتاب موسوعۃ الفقہیہ تالیف ھیئۃ کبار علماء اسلام ج ۱۷ص ۲۳، حج بفتح، الی، القصد بعض نے قصد معظم کو کہا ہے، رجل محجوج، ای، مقصود، اصطلاح علماء اسلام کے نزدیک قصد موضع مخصوص، یعنی بیت اللہ الحرام و عرفۃ وہ بھی مخصوص اشہر حرم میں اعمال مخصوص طواف سعی وقوف عرفہ، شرائط مخصوص کے ساتھ، حج یکے از ارکان اسلام میں سے ہے۔ حج کا وجوب نص قران وسنت سے ثابت ہے۔ آل عمران: ۹۷﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ "اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ابراہیم کا مقام عبادت ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہوگیا۔ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے، اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہوجانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

[کتاب الحج عبداللہ طیار ص ۸۸] لغت میں کسی طرف قصد کرنے یا اسے مقصود بنانے کو حج کہتے ہیں۔ لیکن شریعت میں مخصوص ایام میں کعبہ کے گرد و نواح میں مخصوص اعمال بجالانے کے عمل کو حج کہتے ہیں۔ حج کی دو قسمیں ہیں ایک حج اکبر ہے اور دوسرا حج اصغر ہے جسے عمرہ کہتے ہیں۔

قارئین کرام حج اپنی جگہ چندین عناصر سے مرکب ہے اس کا ہر عنصر دوسرے سے وصل ہے۔ جسے ہم ان نکات میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

۱۔ حج کا پہلا عنصر مکانی ہے یعنی اس کی جائے وقوع حدود اربعہ مساحت اربعہ کیا ہے۔ حاجی کا پہلا قصد کعبہ ہوتا ہے اس کی مساحت کتنی ہے، یہ بیت اپنے طول و عرض اور ارتفاع پر مشتمل ہے، صفا و مروہ کہاں واقع ہیں اور کتنی مسافت طول و عرض پر مشتمل ہیں، اسی طرح عرفات مشعر الحرام منیٰ رمی جمرات یہ سب اسکے عنصر مکانی ہیں۔

۲۔ عنصر زمانی یعنی حج کا آغاز کب سے ہوا ہے۔ بعض نے آدم صفی اللہ کے زمین پر بسنے کے بعد سے ہونے کا کہا ہے۔ لیکن متقن یقین یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے ہوا۔ اس دور میں اس کا تاریخی پس منظر کیا تھا۔ اس کے لئے اس عنصر میں دیکھنا ہوگا کہ اسکی تاریخ اور عمق کتنی گہری ہے۔

۳۔فقہ حج کتنے احکامات پر مشتمل ہے۔واجب، مستحب، کراہت وغیرہ اس میں شامل ہیں۔اسکا فقہی عنصر ہے۔

۴۔عنصر رجالی ہے۔یعنی یہ عمل کس کی تاسی میں کریں گے۔یہ عمل کن شخصیات کی طرف برگشت کرتا ہے۔اس میں سرفہرست قابل تقلید ونمونہ حضرت ابراہیمؑ اور آپکے بعد آنے والے سلسلہ انبیاءؑ بالخصوص خاتم الانبیاءؐ محمد مصطفی ہیں۔انکے بعد عنصر رجالی میں خلفائے راشدینؓ اور ائمہ طاہرینؑ اصحاب کبار اور فقہا و مجتہدین آتے ہیں۔

ناظرین وناظمین حج یعنی حجاج ومیزبان حجاج اور مسولین ومنظمین مہمانان بیت اللہ ہیں۔

وہ ڈاکو اور رہزن ہیں جو اس موقعہ پر اسلام ومسلمین کے خلاف اپنا حسد وکینہ نکالنے کیلئے حجاج کے لباس میں حج وحجاج کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔

۵۔عازم حج کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذلِكَ أَزْكى‏ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبيرٌ بِما يَصْنَعُونَ ،وَ قُلْ لِلْمُؤْمِناتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَ لا يُبْدينَ زينَتَهُنَّ إِلاَّ ما ظَهَرَ مِنْها وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلى‏ جُيُوبِهِنَّ وَ لا يُبْدينَ زينَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبائِهِنَّ أَوْ آباءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنائِهِنَّ أَوْ أَبْناءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوانِهِنَّ أَوْ بَني‏ إِخْوانِهِنَّ أَوْ بَني‏ أَخَواتِهِنَّ أَوْ نِسائِهِنَّ أَوْ ما مَلَكَتْ أَيْمانُهُنَّ أَوِ التَّابِعينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلى‏ عَوْراتِ النِّساءِ وَ لا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ ما يُخْفينَ مِنْ زينَتِهِنَّ وَ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَميعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں' اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے' لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں' سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے سسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے' اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ'' (نور:۳۰،۳۱)

۶۔اگر اس نے کسی کے ساتھ جبر وتشدد، ظلم وزیادتی کی یا دھوکہ سے کوئی مال لیا تو وہ اس تک پہنچائے یا ان سے معافی مانگے چاہے یہ مالی ہوں یا جانی ہوں یا عزت وآبرو کے حقوق ہوں۔

۷۔حج کے لئے جانے کے ارادہ کے ساتھ ساتھ حج وعمرہ کیلئے اپنے مال حلال سے زکوۃ دیں کیونکہ اللہ طیب ہے اور طیب ہی قبول کرتا ہے اور عمل صرف متقین سے ہی قبول ہوتا ہے۔

۸۔حج وعمرہ میں رضا الٰہی اور اجر وثواب کو ہی نظر میں رکھیں اور اسی کے مطابق اعمال انجام دیں اور ہر اس فکر وسوچ سے قول وفعل سے گریز کریں جس سے دنیا کے مال ودولت عزت وریاست، شہرت اور فخر ومباہات کا تصور جنم لے۔

۹۔جب بھی گاڑی پر سوار ہوں تو بسم اللہ، کہیں اللہ کی حمد کریں، سفر کی دعا پڑھیں ذکر اللہ اور استغفار کریں اور تسبیح وتحلیل زبان پر ہمیشہ جاری رکھیں۔

۱۰۔گفتگو میں قیل وقال اور غیر ضروری باتوں سے خود کو دور رکھیں۔مزاح اور کھیل جیسی چیزوں سے پرہیز کریں۔

۱۱۔اپنے رفیق ساتھی کو جتنا ہو سکے اچھی نصیحت ومشورہ دیں، نیک کاموں کی دعوت اور برے کاموں اور منکرات سے روکیں اور خود بھی اسے کسی قسم کی اذیت وآزار پہنچانے سے گریز کریں۔

۱۲۔کسی بھی حاجی کو دوران سفر اور دوران طواف وسعی اور رمی جمرات منیٰ میں اذیت وآزار پہنچانے سے پرہیز کریں۔

۱۳۔حاجی کو چاہیے کہ وہ شعائر حج کو انجام دیتے وقت اللہ کیلئے خضوع اور رسول کی پیروی کو اپنائیں۔

۱۴۔ہر قسم کے رفث، فسق، جدال اور عصیان سے پرہیز کریں جدال سے مراد وہ جدال ہے جو غیر حق ہے جبکہ جدال حق نہی از منکرات، باب امر بالمعروف ہر حال میں

واجب یا مستحب ہے۔

۱۵۔کوشش کریں اوقات صلاۃ میں نماز جماعت کے ساتھ انجام دینے میں سرعت کریں۔جو شخص نماز میں سستی و کاہلی اور بے پروائی کرتا ہے وہ شخص عمل عظیم انجام دینے سے قاصرو ناتواں ہے۔

۱۶۔حاجی اگر عورت ہے تو اس کو کسی محرم کے ساتھ جانا چاہیے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے سے گریز کریں غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا باعث گناہ کبیرہ ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۷۔عورت جتنا بھی ہو سکے خود کو حجاب میں رکھے،بے حجابی سے پرہیز کرے۔مناسک حج کو علم وآگاہی اور حیا کے ساتھ مردوں سے مزاحمت کئے بغیر ان سے مخلوط ہونے سے گریز کرتے ہوئے انجام دیں۔حاجیوں کو ان جملات سے گریز کرنا چاہیے جو شعائر اللہ کے ساتھ زیب نہیں دیتے ہیں۔

۱۸۔شخص حاجی کو چاہیے تمام تر حرص و لالچ ترک کر کے مسلمانوں کو نفع پہچانے کے لئے ان کے ساتھ احسان اور نیکی کرے،ان کی مادی و معنوی معاونت کرے اور ہر ایک کی ہدایت و رہنمائی کرے،مومن مومن کیلئے اس دیوار کی مانند ہے جو ایک دوسرے کو سہارا دیتی ہیں۔

آل عمران کی آیت ۹۶﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ﴾

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کیلئے برکت و ہدایت والا ہے''۔

اللہ نے کعبہ کی خصوصیات اور امتیازات کو بیان کرنے کے ساتھ اس بیت سے متعلق لوگوں کے ذمہ عائد احکام کو بھی بیان کیا ہے جہاں تک بیت کی بات ہے کعبہ کے بارے میں چند نکات بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔یہ بیت پہلا گھر ہے جو عام لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے قرآن کریم میں تین جگہ پر اس بیت کو اللہ نے اپنا بیت کہا ہے جبکہ اس آیت میں اور دوسری دو آیات میں اس کو لوگوں کا بیت کہا ہے دونوں صورت میں یہ بیت کسی فرد خاص اور گروہ خاص سے مختص نہیں یہ کسی کی ملکیت نہیں بلکہ یہ عام الناس کے لئے ہے۔

۲۔یہ گھر جو عام لوگوں کیلئے بنایا ہے وہ مکہ میں ہے۔

۳۔یہ روز افزوں بابرکت اور فوائد سے پر گھر ہے۔

۴۔یہ عالمین کی ہدایت کا مرکز ہے۔

۵۔اس گھر میں اللہ کی بہت سی نشانیاں ہیں ان میں سے ایک واضح نشانی مقام ابراہیم ہے۔

یہ پانچ تعریفیں اس گھر کے بارے میں اس آیت میں کی گئی ہے۔لوگوں کے ذمہ عائد احکام میں ہے کہ ہر وہ شخص جو اس گھر میں داخل ہو گا وہ اللہ کے امن میں ہو گا اس کا معترض نہیں ہو سکتا یہاں وہ تحفظ خاص ہے جو دیگر جگہوں پر نہیں ہے۔یہاں رہنے والے قتل وغارت سے محفوظ ہیں۔دوسری بات عام لوگوں پر فرض ہے اس بیت کی طرف قصد کریں اس بیت کی طرف آجائیں وہ شخص جو اس تک پہنچنے کیلئے استطاعت رکھتا ہو۔اس میں استطاعت بدنی و مالی اور سفری استطاعت شامل ہیں۔

یہ آیت ان روایات کو بھی رد کرتی ہے جن میں بیان ہے کہ یہ گھر آدم صفی اللہ سے پہلے مطاف ملائکہ تھا۔پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے خاص آدم سے شروع ہوا ہے۔آدم سے پہلے ناس نہیں تھے یہ گھر قطعاً غیر ناس کیلئے نہیں تھا اگر ان کیلئے بھی ہوتا تو اللہ یہ نہیں فرماتا کہ یہ ناس کیلئے ہے۔

حج،یکے از ارکان اسلام ہے قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴾

''صفاو مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں،اس لئے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے''۔(بقرۃ ۱۵۸)

﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَاتَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

''حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کیلئے پورا کرو، ہاں اگر تم روک لئے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو، اسے کر ڈالو اور اپنے سر نہ منڈوا جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے البتہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس پر فدیہ ہے' خواہ روزہ رکھ لے' خواہ صدقہ دے دے' خواہ قربانی کرے' پس جب تم امن کی حالت میں ہو جاؤ تو جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے' پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے' جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے رکھے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں' یہ پورے دس ہو گئے یہ حکم ان کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے''۔(بقرہ ۱۹۶)

﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں میں کرو' دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں' اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں' یہ پرہیز گار کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے''۔(بقرہ ۲۰۳)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ . يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

''اے ایمان والو! عہد و پیماں پورے کرو' تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا' یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں' ہاں تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو' جن لوگوں نے تمہیں مسجد الحرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے''۔ (مائدہ ۱۔۲)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ معلوم کر لے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے''۔(مائدہ ۹۴)

﴿ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

''اللہ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ اس لئے تا کہ تم اس بات کا یقین کر لو کہ بے شک اللہ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بے شک اللہ سب چیزوں کو خوب جانتا ہے''۔(مائدہ ۔۹۷)

﴿ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ. لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ. ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾

''اور لوگوں میں حج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے تا کہ اپنے لئے فائدہ حاصل کریں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کا قدیم گھر کا طواف کریں''۔(حج ۲۷۔۲۹)

﴿ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴾

''یہ جب وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور جلنے کا عذاب چکھو''۔(حج ۲۲)

﴿ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾

''ان میں تمہارے لیے ایک مقرر وقت تک کا فائدہ ہے پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ خانہ کعبہ ہے''۔(حج ۳۳)

﴿ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴾

''اور (قربانی کے) اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے، پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لیے مسخر کیا تا کہ تم شکریہ ادا کرو نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ اس نے ان کو تمہارے لیے اس طرح مسخر کیا ہے تا کہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو۔ اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، بشارت دے دے نیکوکار لوگوں کو''(حج ۳۶۔۳۷)

اجماع امت سے استدلال کرتے ہیں کہ حج عمر میں ایک دفعہ واجب ہے نیز اجماع امت کے لئے بھی نبی کریمؐ کی اس حدیث وفرمان سے استناد کرتے ہیں جو آپ نے سائل کے جواب میں فرمایا تھا اسی کو بنیاد بنا کر بہت سے لوگوں کو حج تکرار کرنے والوں سے چڑ ہے خاص کر اس حقیر مظلوم محصور سے، یہاں تک کہ نجف کے ساتھی رشتے میں سر سکر دو شہر کے امام جماعت وخطیب اما قرآن وسنت محمدؐ سے نا آشنا مصادر دین صرف تقلید مجتہدین پر ختم کرنے پر مصر جناب قبلہ آقای علی جوھری پر ہمارا مکرر حج کرنا بہت گراں و نا گوار گزرتا ہے، مگر یہ کسی قسم کے ذاتی عناد و دشمنی کی بنیاد پر نہیں صرف اور صرف قرآن اور سنت محمد جو اصل سرچشمہ حیات شریعت ہے اس سے نا واقفیت و نا آگاہی کی بنیاد پر ہی ہے ورنہ خود آیت کریمہ اور جواب رسولؐ میں اس کا جواب واضح ہے۔

﴿ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾ ''جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں' مقام ابراہیم ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی تمام دنیا سے بے پرواہ ہے''۔(عمران:۹۷)

یہاں دو جملے آئے ہیں جن سے اس کے وجوب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے لوگوں کے ذمہ ہے اللہ کے لئے اس کے بیت کا حج کریں دوسرا جملہ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ اگر کسی نے سستی و کاہلی دکھائی تو اللہ کافروں سے بے نیاز ہے اما سنت نبی کریمؐ سے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله ،محمد رسول الله و اقام الصلاة و الصيام والزكوة ،و الحج ۔ امت علماء کہتے ہیں اما حج عمر میں ایک دفعہ واجب ہوتا ہے، تکرار مستحسن نہیں ہے مطعون ہے چنانچہ، بعض لوگوں کا خیال ہے ہمیں قائلین مرۃ کی بھی دلیل کو دیکھنا چاہیے، لہذا قائلین وحدت نے دلیل میں اجماع کو پیش کیا ہے اور اجماع کی سند نبی کریمؐ سے مستند حدیث سے دی ہے، لیکن آیت کریمہ اور نبی کریمؐ کا فرمان اس دعوی کو مشکوک و مخدوش کرتے ہیں۔

۱۔حج قران وہ ہے جس میں حج اور عمرہ ساتھ ہوں۔

۲۔حج تمتع وہ ہے جس میں حج اور عمرہ ساتھ ہوتا ہے لیکن عمرہ کرنے کے بعد محل ہو سکتے ہیں۔

۳۔حج افراد اس میں صرف حج ہے اور عمرہ نہیں ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر بعض نے صرف عمرہ کیلئے احرام باندھا تھا بعض نے دونوں کے لئے احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کیلئے احرام باندھا تھا رسول اللہ نے صرف حج کیلئے احرام باندھا تھا حج قران وہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کیلئے محرم ہوتا ہے احرام باندھتے ہوئے کہتا ہے **لبیک الھم بحج و عمرہ** اس صورت میں شخص محرم احرام میں باقی رہتا ہے جب تک اعمال حج ختم نہ ہوں۔حج تمتع وہ ہے کہ انسان اسے حج کے مہینوں میں انجام دے پھر وہ احرام سے محل ہوتا ہے سلا ہوا لباس پہنتا ہے خوشبو استعمال کرتا ہے جب روز ھائے حج پہنچ جاتے ہیں تو دوبارہ محرم ہوتا ہے، مکہ سے محرم ہوتا ہے طواف کرتا ہے، سعی صفا و مروہ کرتا ہے، احرام سے محل ہوتا ہے پھر بیٹھتا ہے، تلبیہ کے دن دوبارہ محرم ہوتا ہے۔جبکہ حج افراد میں حاجی میقات سے صرف حج کیلئے نیت کرتا ہے **لبیک الھم بحج** اور مکہ آنے کے بعد اعمال حج ختم ہونے تک احرام میں رہتا ہے اعمال حج ختم ہونے کے بعد اگر چاہے تو عمرہ کر سکتا ہے۔

حج قرآن میں:

حج کے ارکان خمسہ اسلام میں ہونیکی بنیاد پر اس کے ہر پہلو جس میں مکانی و زمانی سب اعمال ہیں کو قرآن میں واضح و روشن محکم انداز میں اٹھایا گیا ہے۔

۱۔حج کا مکان کہاں ہے یہ قرآن کریم کی مختلف آیات میں بیان ہوا ہے۔

۲۔زمان حج سال کے کن مہینوں میں آتا ہے۔اس کا ذکر قرآن کی آیات میں بیان ہوا ہے۔

۳۔اعمال حج بھی آیات میں بیان ہوا ہے۔

۴۔اصل وجوب حج بھی آیات میں بیان ہوا ہے۔

سورہ حج کی آیت ۲۶ ﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴾
''اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کا طواف قیام رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا''۔

میں بیان ہے کہ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:

۱۔کعبہ بیت اللہ اس کی تعمیر میں در و دیوار میں خلل و سقوط سامنے آئے تو اس کی تعمیر واجب ہے۔

۲۔بندگان پر پہلا واجب اسکا طواف کرنا ہے۔اس بیت کو ہر قسم کی جسمانی اور روحانی معنوی و مادی موزی و اذیت رساں تکلیف دہ چیزوں سے پاک و منزہ کرنا ہر فرد مسلمان پر واجب ہے۔جس طرح نجاست ظاہری و فضلات حیوانی و خون وغیرہ سے گھر کو پاک رکھنا ضروری ہے اس طرح مشرکین اور اہل معاصی اور کفر آمیز باتوں سے بھی اس گھر کو پاک و منزہ رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ایک ادارہ یا افراد لائق و صالح و دیندار ملک میں پیدا ہونے چاہئیں جو قبل از وقت یا اوقات حج میں لوگوں کو حج کی طرف دعوت دیں اور انھیں بغیر کسی معاوضے اور طلب اجرت کے مسائل حج سے آگاہ کریں۔

۴۔ان مقامات مقدسہ حرم مکی عین عرفات مشعر مزدلفہ منی میں ذکر اللہ حجاج کی زبان پر جاری رہے تکبیر و تحلیل و تسبیح ہر مسلمان اپنی زبان سے خود ادا کرے نہ کہ اس کیلئے کسی نشست کا اہتمام کیا جائے اور کوئی دوسرا شخص اس کی تلقین کرے۔

۵۔جو ہدیہ حاجی کعبہ کیلئے منی میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہے اس کا کچھ حصہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی دے۔

۶۔حلق و تقصیر رمی جمرہ کے بعد کریں۔

حج احادیث میں:

۱۔اصول کافی

۲۔من لاتحضر الفقیہ ج ۲ص ۱۲۴میں حدیث باب ۶۲ سے لے کر ۲۱۴ تک تقریباً ۱۹۹۲احادیث بیان کی گئی ہیں۔

۳۔استبصار ج ۲ص ۱۳۹ شیخ طوسی باب ۸۱حدیث ۴۵۲ سے ۱۱۹۶ تک بیان ہوئی ہیں۔

۴۔تھذیب کتاب الحج ج ۵ص ۲حدیث ۴۱۶

۵۔وسائل الشیعہ تالیف محمد بن حسن حر عاملی متوفی ۱۱۰۴ج ۱۱حدیث ۱۴۱۰۷ سے لے کر ۱۹۹۰۰ تک حج سے متعلق ہیں جو جلد ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴میں بیان ہوئی ہیں۔

۶۔مستدرک الوسائل

۷۔بحارالانوار

کتب اہل سنت میں:

صحیح مسلم ج ۸ص ۷۲ سے ۲۳۷ تک احادیث نقل کی گئی ہیں۔

سنن بن داود ج ۲ص ۱۳۹پر ۱۷۲۱ سے ۲۰۴۵ تک

سنن ترمذی ج ۳ص ۱۷۲اباب ۷۷میں حدیث نمبر ۸۰۹ سے ۹۶۴ تک۔

سنن نسائی ج ۵ص ۱۱۰ سے ۲۷۷ تک

صحیح بخاری ج ۱۔۲۔۳۔

دار تراث العربی ص ۱۶۳ سے ۲۲۳ تک ۲۲۴ سے زائد احادیث آئی ہیں۔

حجاج سرمایہ دار:

حجاج سرمایہ دار جب حج کیلئے نکلتے ہیں تو انکے اذھان میں سرمایہ کی سوچ ابھرتی ہے مگر یہ کہنا درست نہیں کہ سرمایہ دار ہی حج کو جاتے ہیں کیونکہ یہ نہ آیت قرآنی سے بنتا ہے اور نہ ہی سنت رسولؐ اور سیرت مسلمین سے،البتہ یہ کہہ سکتے ہیں سرمایا داروں میں بھی عاشق بیت ومطیع وفرمانبردار اللہ ہیں لیکن ان میں زیادہ تر کی نیت ریا اور شرک سے لبریز ہوتی ہے یعنی انکے حج درگاہ الٰہی میں قبولیت کے درجے میں کم ہی ہوتے ہیں کیونکہ:

۱۔اکثر وبیشتر سرمایہ داروں کے سرمائے کا خالص اور حلال ہونا بعید از قیاس ہے یا وہ لوگوں کا حق چھینتے ہیں یا مزدوروں کے حق کو غصب کئے ہوئے ہوتے ہیں یا ان کے پاس پیسا این جی اوز کا ہوتا ہے۔چنانچہ انکا مال خالص ہونا بعید از قیاس ہے۔

۲۔سرمایہ دار جب بھی حج کو جاتا ہے تو ان کی طبیعت میں کچھ کڑواہٹ ہوتی ہے اس لیے وہ فقراء ومساکین اور اپنے سے کم مال و دولت والے افراد سے اپنے رہن سہن اور خورد ونوش میں برتری اور امتیازات رکھتے ہیں۔

۳۔اگر سرمایہ دار خود کو برتر اور ممتاز دکھانے کی کوشش پر اکتفاء کرتے تو تب بھی کوئی جواز کا مسئلہ بن سکتا لیکن انھوں نے اپنے ساتھ غیر نادار افراد کو بھی لیا اور نادار بے وقوف کو بھی اپنا بڑا پن دکھانے کیلئے ان کی صفوں میں جاتے ہیں۔اس طرح یہ سفر ایک حوالے سے عیش ونوش کا سفر بن جاتا ہے لہذا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ علماء جو سرمایہ داروں کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے کمروں میں برتن بھر کر کاجو، بادام، قیمتی کھجوریں اور میوہ جات ہوتے ہیں۔

۴۔ان سرمایہ داروں نے ہمیشہ سرکاری اور مناسب رہائش گاہوں کو تکلیف دہ قرار دے کر کمیشن بنانے کے لئے اعلیٰ وارفع ہوٹلوں کو بک کیا ہے۔یہاں سرمایہ دار حاجی عیش ونوش کے لئے تنہا نہیں جاتا بلکہ نادار لوگوں کے پیسہ کو بھی چوستا ہے۔

حج اغنیاء:

حجاج بیت اللہ کوان کی استطاعت مالی کے حوالے سے دو گرہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔گروہ عادی: جن کی مالی استطاعت اچھی نہیں جنھیں حسب اصطلاح فقہی حج متسکع کہتے ہیں، یہ عاشق کعبہ، زیارت رسول وآئمہ اطہار ودیار مقدسہ اسلام ہے یا پھر متوسط طبقہ ہے جن کے پاس حج مشرف ہونے کی کچھ گنجائش نکلتی ہے۔

۲۔گروہ اغنیاء: صاحبانِ مال ودولت کثیرہ:

عام سوچ یہ ہے کہ حج پر وہ لوگ جاسکتے ہیں جن کے پاس کثیر مال ودولت ہو چنانچہ ہمارے ایک عالم دین نے سرزمین عرفات میں اپنے خطاب میں کہا حج تو اللہ کا ایک وی آئی پی دعوت نامہ ہے لہٰذا فقیر ونادار ضعیف وناتواں لوگوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس عالم کی یہ بات غلات کی بات تھی جو اس نے سرزمین عرفات جو ایک میدان معرفت ہے میں بے معرفتی میں کہی تھی۔وہاں اسکے خلاف بولنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ زیادہ تر لوگ گوسفند کی طرح کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ سے ناآشنا ہوتے ہیں۔کسی بھی عالم وفقیہ کو اس کی عمر،داڑھی یا چہرے سے اور اس کے گرد محافظین کی اداکاری سے یا اس کی عربی اور فارسی سے نہیں ناپا جا سکتا۔حقیقی علماء وفقہاء وہ ہیں جو شرعی مسائل کو قرآن وسنت سے استناد کرتے ہیں۔اگر وہ عالم دین شناس اور قرآن وسنت سے آشنا ہوتا تو یہ بات نہ کہتا کیونکہ یہ جملہ آیت قرآن کے خلاف ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں پیغمبرؐ سے فرمایا آپ اعلان کریں کہ تمام لوگ اپنی کمزور وناتواں سواریوں پر سوار ہوکر حج بیت اللہ کے لئے آئیں یعنی حج پر آنے والے لوگوں میں سے زیادہ نچلے گروہ کے لوگ ہوتے ہیں انہی کو حج کی دعوت دی گئی ہے۔حج درحقیقت کمزور وناتواں لوگ ہی کرتے ہیں یہاں دو جملے رجالاً اور ضامرٍ آئے ہیں یعنی ضعیف اونٹوں پر سوار یا پیادہ والے آتے ہیں اللہ نے نچلے طبقہ کے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔

مالی استطاعت نہ رکھنے والا انسان حج بیت اللہ کو آتا ہے تو اس کا دل عشق اللہ، دیدار کعبہ، روزہ رسول اللہ اور ننتانیات پیغمبرؐ کے دیدار سے مملول ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اس کی عمر کا یہ تھوڑا سا وقت اسکی عمر کا بہترین وقت ہے جو وہ کعبہ کے نزدیک گزارتا ہے۔وہ کعبہ کو دیکھ دیکھ کر تھکتا نہیں اس کے طواف میں اسے لذت محسوس ہوتی ہے۔

جب کہ اغنیاء جہاں اس کے مصارف حج کسب حرام سے مخلوط ہوتے ہیں وہ ارادے کے ساتھ ریاکاری کرتے ہیں ہر لحہ اپنے مال ودولت کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔وہ کمزور ونادار اور ضعیف حاجی کو اس کی مالی کمزوری پر شرمندہ کرتے ہیں ان کے لئے نچلے درجے پر رہائش گاہ کا انتظام کرتے ہیں اور اپنے لئے اوپر کے درجے کی رہائش کا بندوبست کرتے ہیں۔اغنیاء سے یہ امید کرنا کہ یہ دین کے کسی شعبے میں کام کریں گے دین کی ترویج کریں گے غلط ہے۔طویل عرصے سے دیکھا گیا ہے کہ حج بیت اللہ کے کاروانوں کے امیر ورہبر اور سربراہ نے کم سے کم عرصہ میں حاجیوں سے جتنا زیادہ پیسہ کمیشن کی مد میں کمایا ہے دنیا کے کسی کام میں اتنے کم عرصے میں اتنا پیسہ نہیں کمایا گیا۔پھر بھی ان کا ہم وغم صرف یہی ہے کہ حاجیوں سے کس طرح زیادہ سے زیادہ کمیشن حاصل کیا جائے۔یہ ہمیشہ خود کو اس حدیث شریف میں رکھتے ہیں کہ تم میں سے بہتر وہ اغنیاء ہے جو علماء وفقہا کی خدمت کرے،ان کی چاپلوسی کرے اور کہے کہ آپ کا یہاں آنا کعبہ کے لئے ایک اعزاز ہے۔ چنانچہ یہ اغنیاء یہاں کے کاروانوں کو دوگنا پیسہ دے کر اپنے آپ کو ایسے کاروان میں شامل کرتے ہیں جو خود کو اعلیٰ درجے کے کاروان سمجھتے ہیں۔یہ لوگ یہاں سے فکر مسیحی لے کر جاتے ہیں اور حاجیوں کو دودھ اور جوس پلا کر اپنے گناہ بخشواتے ہیں۔

حج اور اعلیٰ قیادت:

حج امت اسلامی میں وہ اعلیٰ وارفع اجتماع ہے جس کے مقابلے میں اعداد وعدد کی کثرت کے حوالے سے تاریخ بشری میں کوئی مثال نہیں ملتی۔اس اجتماع میں ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان سے لے کر اعلیٰ وارفع قیادت پر فائز سب مسلمان شریک ہوتے ہیں۔اس عظیم اجتماع کا انتظام ہمیشہ سے اعلیٰ قیادت کی ذمہ داری رہی ہے یعنی حج کے آغاز کا اعلان اور حجاج کی خدمات اور حج کے اختتام کا اعلان اعلیٰ قیادت کرتی ہے۔سورہ حج میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ سے خطاب کیا کہ آپ لوگوں کو حج کی طرف دعوت دیں۔خلفاء اپنے دور، راشدین اور غیر راشدین میں حتیٰ دنیا کی سیکولر اور دنیا کی کفری حکومتیں بھی اس گھر کے مہمانوں کی تعظیم وافتخار کرتی ہیں۔حکومت ہند بھی اپنے لوگوں کو حج پر بھیجتی ہے اور وہاں پر بھی سب انتظام حکومت خود کرتی ہے۔ہمارے ملک کے لوگ بھی انتظامیہ میں شامل ہوتے ہیں لیکن یہ نچلے

گروہ کے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی عزت و وقار کی پرواہ کیئے بغیر خدام کی صورت میں وہاں جاتے ہیں اور کبھی بھی تکبر و غرور نہیں کرتے۔ ہم سیاسی لوگوں کی بات نہیں کریں گے کیونکہ ان سے کوئی بھی نیک خواہشات کی امید نہیں جو افراد حرام کھانے کے عادی ہیں ان کے بارے میں امام حسینؑ نے فرمایا ہے جس کا شکم حرام سے پر ہے اس پر وعظ اثر نہیں کرتا۔ لیکن علماء اعلام جو ملک میں اعلیٰ قیادت کا دعویٰ کرتے ہیں لوگ ان کے اشارے پر چلتے ہیں یہ علماء حج سے پہلے کوئی بھی ہدایت نامہ جاری نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی اس بارے میں خطبہ یا درس دیتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علماء و فقہاء انھیں کس منطق کے تحت ناواقف لوگوں کو اپنے ساتھ حج پر لے جاتے ہیں اور رکن حج کو مسخ کرتے ہیں۔

حج کے اجتماعی و سیاسی پہلو:

روشن فکر اور روشن خیال علماء و دانشوروں کا یہ اسرار ہے کہ حج بیت اللہ کو عبادت و اطاعت و بندگی الٰہی سے نکال کر سیاسی، سماجی اور اجتماعی عبادت بنا دیا جائے۔ ان کا اسرار ہے کہ شریعتی کی کتاب حج کو پڑھا جائے اور اسی کو مناسک حج مانا جائے اور اس کے مطابق حج کیا جائے۔ ان کے فلسفے اور ان کے عزائم یہ ہیں کہ لوگوں کو اس گھر سے دور رکھا جائے اور حج کو سیاسی و سماجی حیثیت سے اجاگر کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ ان کو اطاعت و بندگی الٰہی پر غالب کرنے کی سرگرمیاں جاری رہیں۔

ملک کے اندر موجود علماء و فقہاء کے عزائم وہی ہیں جو فرقہ باطنیہ کے ہیں جو دین کے اصول و فروع کو تہہ و بالا کر رہے ہیں کیونکہ فرقہ باطنیہ کے لئے ہمیشہ سے بیت اللہ آنکھوں کا کانٹا بنا ہوا ہے اس لئے وہ حج کو قمری مہینے سے نکال کر شمسی مہینے میں لانا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بہت سے قصہ کہانیوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حج اپنے گلی کوچوں میں مہاجرین کے کیمپوں میں اور بیوہ و یتیم خانوں میں ہو جاتا ہے یعنی جو اخراجات حج پر آتے ہیں وہی اخراجات ان جگہوں پر دینے سے حج ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں قبلہ آغا صادق حسن صاحب نے اپنے درس میں بہت سی ایسی کہانیاں بیان کی ہیں کہ فلاں نے اپنے تمام حج کے اخراجات اس بیوہ کو دیئے اس لئے وہ حج کے دن کعبہ میں موجود دیکھا گیا۔

حج کو اللہ کی اطاعت و بندگی سے نکال کر سیر و سیاحت (انجوائے) کیطرف لے کر جانے کی کاوش کی جارہی ہے اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ہر کاروان والے اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ سیاحت و آرائش و نوش اور بزرگی دکھانے میں الگ او رممتاز دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک کاروان ''بلال'' جنھوں نے چند سالوں سے خواتین کو پہننے والے لباس اور برقعوں کے پیچھے انگریزی اور رومن میں بلال کراچی لکھنا شروع کیا۔ ہم نے حج پر ان سے پوچھا کیا آپ کے انگریزی بولنے اور انگریزی برقعے کی وجہ سے کعبہ کو بہت افتخار حاصل ہوگا۔ اس سال دوبارہ وہی لباس استعمال کیا گیا ہے۔ اس بار ہم نے ان سے دوبارہ استفسار کیا تو کہنے لگے ہماری حکومت بھی چاہتی ہے کہ حج کو سیاحت میں شامل کیا جائے۔ اس دفعہ ایک دوست جناب ڈاکٹر عارف کی سرپرستی میں امامیہ ڈاکٹروں کا ایک گروہ حج پر گیا اور اپنے ساتھ ایک مولانا ڈاکٹر کو بھی ساتھ ملالیا تاکہ یہ دینی بن جائے۔ رات کو وہ ہمارے کمرے میں آئے تو اپنا تعارف کرایا کہ ہم نے امامیہ ڈاکٹروں کا ایک گروہ بنایا ہے۔ جس پر ہم نے ان سے پوچھا یہ امامیہ کیا ہے تو کہا امام سے منسوب ہے۔ دوبارہ پوچھا کہ امام کون ہے تو انہوں نے کہا اس سے مراد بارہ امام ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کیا بارہ امام دین کو بندگی الٰہی سے نکال کر سیکولرازم اور سماجی کاموں میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ قرآن اور رسول اللہؐ نے جو حج اپنی امت کو سکھایا اس میں سماجی، سیاسی، اقتصادی اور سیکولرزم کے پہلو موجود ہیں یا اس میں خالص اطاعت و بندگی الٰہی شامل ہے۔

حج اصل میں طواف کعبہ کے گرد یا داللہ میں چکر لگانا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور اپنی آرائش و زیبائش بالوں کو کٹوانا اور خود کو ایک مجرم و ناقص انسان کے طور پر اللہ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ عرفات کے فرش پر خاموشی سے بیٹھنے میں کوئی حکمت ہے یا یہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی عمل ہے۔ تمام علماء و فقہاء کی کوشش ہے کہ حاجی کی نظر کعبہ اور راہ مستقیم پر جانے کی بجائے مغرب و مشرق کے کرملین اور دار العوام کی طرف جانی چاہیے یہ سارے عمل روشن خیال اور سیکولر علماء و فقہاء کے زیر نظر انجام پاتے ہیں۔

حجر الاسود:

حجر اسود وہ پتھر ہے جو کعبہ مشرفہ کے رکن شرقی ڈیڑھ میٹر بلندی کے ارتفاع پر منصوب ہے۔ جو اپنے آغاز نصب سے لیکر الی یومنا ھذا بوسہ گاہ انبیاء و مرسلین

وصالحین وصدیقین وموحدین ہے۔اس پتھر کی کیا تاریخ ہے،کس نوع کا پتھر ہے،،اس کا بیان طویل وعریض ہے اس میں اجمال و ابہام ہے لیکن جونقل اپنی سنداور معانی ومفاہیم میں نا قابل تر دید وتشکیک ہے اسے ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کریں گے۔جب حضرت ابراہیم خلیل تعمیر بیت میں ارتفاع دیوار کی حد تک پہنچے تو اسماعیلؑ سے فرمایا اچھی صفات والا ایک پتھر لائیں تو اسماعیل تلاش پتھر کے لئے نکلے اور خالی ہاتھ واپس آئے تو ابراہیمؑ پتھر نصب کر چکے تھے پوچھا انــــی لک هــــذا تو جواب دیا جس ذات نے مجھے تجھ سے بے نیاز بنایا ہے اسی نے دیا اور اسے جبرائیل لائے ہیں،لیکن جبرئیل اسے کہاں سے لائے تھے کہتے ہیں کوہ ابو قبیس میں امانت رکھا ہوا تھا وہاں سے لائے جنت سے لائے تھے جہاں تک اس پتھر کی جنس یا رنگ پہلے کیا تھا اور اس کو اسود کیوں کہا اس سے کوئی خاطر خواہ معقول حکمت وفلسفہ نہیں نکلے گا خدانخواستہ اگر یہ خبر درست قرار پائے کہ یہ یاقوت جنت میں سے تھا تو یقیناً دولت اور مال و زر پرستی کی منطق کو تقویت ملے گی یا جواز ملے گا لیکن یہ منطق نا قابل نقاش رہے گی اللہ سبحانہ نے ابتداء خلقت سے بندہ گان کو ایک پتھر سے جو کسی قسم کے نفع نقصان کا مالک نہیں آزمایا ہے۔حجر الاسود اپنی تاریخ میں منحرفین وملحدین سے صدمات کا نشانہ بنا۔لشکر یزید یا حجاج کے گولوں سے یہ تین ٹکڑے ہوا۔

خصوصیات وامتیازات حجر اسود:

۱۔یہ بوسہ گاہِ عباد الصالحین من لدن ادم الی یومنا ھذا نا الی یوم القیمہ۔

۲۔جائے گاہ حجر اسود اشرف بیت اللہ کے رکن شرقی میں واقع ہے۔

۳۔یہ مطاف طائفین بیت اللہ واقع ہے۔

۴۔یہ نمونہ،ید اللہ سبحانہ ہے۔

۵۔حجر اسود نگین،بیت اللہ ہے یعنی زینت بیت اللہ ہے۔

۶۔رمز بندگی نشان تسلیم للٰہی ہے یہ اہل فکر و دانش واہل منطق والوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے انسان سید و آقاؤں کا اپنے سے نیچے بلکہ اس سے بھی گذر کر ایک موجود جامد پتھر کے سامنے خاضع ہو جاتا ہے۔سورۃ حج کی آیت ۹۷ سے واضح ہے کہ اللہ نے حج کو رمز عبادت وبندگی کی نشانی بتایا ہے لیکن بعض نے اسے اس نشانی سے نکال کر ایک سیاسی وسماجی اور اقتصادی وثقافتی میلے کے طور پر تعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔حجر اسود کو چومنا یا اس کے مقابل میں کھڑے ہو کر تکبیر بلند کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کرنے والوں کا پول اس وقت کھل جاتا ہے جب جمرات کے پتھروں کو نفرت وانزجار کا سامنا ہوتا ہے اور ان پر پتھروں کی بارش برساتے ہیں جبکہ دین مقدس اسلام نہ پتھر کی تقدیس کرتا ہے نہ نفرت وانزجار بلکہ وہ صرف عبادت وبندگی الٰہی سکھاتا ہے۔

۷۔حجر اسود شعائر اللہ ہے یہاں سے طواف شروع کرنا اس کو بوسہ کرنا،یہاں سے گذرتے وقت اس کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا،اس کے شعائر اللہ ہونے کی نشانی ہے۔انسان مسلمان مراسم حج وعمرہ میں یہ اعمال اس لئے بجالاتا ہے کیونکہ رسول اللہؐ نے ایسا کیا ہے شعائر اللہ وہ ہے جسے اللہ یا اس کے رسولؐ نے اللہ کی نشانی قرار دیا ہو یہاں سے ان حوزات ومدارس کے فارغ تحصیلات کی یہ بات جھوٹ ثابت ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ گھوڑا،جھنڈا،جھولا،امام بارگاہ اور محمل کی چادروں والی قبور سب شعائر اللہ ہیں جیسا کہ امیر وفقیہ کاروان حیدری کہتے ہیں۔سنہ ۳۱۹ء کو ملحد وکافر دشمن اللہ ابا طاہر قرمطی نے گرز سے حجر اسود کو مارا بعض نے کہا کہ جعفر بن فلاح کے حکم سے مارا ہے اس کے بعد وہ اسے اپنی جگہ سے نکال کر اپنے ساتھ بحرین کے شہر ھجر لے گیا اور وہاں لٹکا کر رکھا،یہاں تک کہ مطیع عباسی اسے تیس ہزار دینار میں قرامطہ سے خرید کر دوبارہ لایا اس میں فاطمین بھی واسطہ بنے تھے چنانچہ واپسی کے موقع پر قرمطی نے کہا اخذ نا بامر والانز دالا بامر کل۔حجر اسود تقریباً چار مہینے قرمطیوں کے قبضے میں رہا اس مدت میں حجاج جائے حجر اسود کو چومتے تھے اسی طرح سنہ ۴۱۴ ہجری میں پھر اس کو گرز سے مارا گیا،اس طرح یہ شعائر اللہ کافرین وملحدین منافقین دشمنان اسلام کی آنکھوں میں خار بنا رہا۔

حجت الوداع: [سیرت مصطفیٰ تالیف ہاشم معرف ص ۶۸۳]

دسویں ہجری ذیقعدہ کو جب فریضہ حج واجب ہوا تو نبی کریمؐ نے تمام اطراف واکناف جزیرۃ العرب کیلئے اعلان کیا کہ وہ اس سال حج کریں اور آپ سب بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔چنانچہ اطراف جزیرۃ العرب سے گروہ در گروہ مدینہ منورہ میں خیمہ زن ہوئے پچیس ذیقعدہ حرام کو رسول اللہ مکہ کی طرف روانہ

ہوئے ۔لوگوں کے دل شوق ورغبت اور ولولہ وجذبہ محبت سے لبریز تھے ۔یہ قافلہ خشوع سے رواں دواں تھا یہ اجتماع تاریخ عرب میں بے نظیر تھا۔

پیغمبرؐ آخر ذی حلیفہ پر رات کو خیمہ زن ہوئے ،صبح کو آپ نے یہاں سے محرم ہو کر تلبیہ فرمائی ایسا منظر کہیں اس سے سابق ولاحق میں نہ دیکھا گیا اس کاروان بیت اللہ کے مربی رسول اللہؐ ہیں اور وردہ تلبیہ کرنے والی امت مسلمہ ہے۔نبی کریمؐ نے دعوت بہ اسلام کرنے کے بعد اس سے پہلے دو دفعہ عمرہ کیا ایک عمرہ ُعمرہ قضٰی کے نام سے جبکہ دوسرا عمرہ فتح مکہ اور حنین کے بعد جعرانہ سے کیا تھا لیکن یہ حج آپ کا پہلا اور آخری حج رہا۔

یہ حج حجت الوداع کے نام سے اس لئے مشہور رہا ہے کہ آپ نے سرزمین عرفات کے خطبہ میں واضح کلمات میں فرمایا کہ آپ کا یہ حج آخری حج ہے لہٰذا یہ حج ’حجت الوداع کے نام سے معروف ہوا۔پیغمبر اسلامؐ کے بتانے سے پہلے کہ یہ میرا آخری حج ہے، آپؐ کے پیروکاروں کو کیا معلوم کہ وہ جس شفیق ومہربان نبی آخر الزمان کی رہبری و رہنمائی میں حج کی سعادت حاصل کر رہے ہیں یہ حج اس نبیؐ کا آخری حج ہوگا اور اگلے سال ہم حج پر آئے تو اس سرپرستی ،شفقت ومحبت اور سایہ پیغمبرؐ سے محروم رہیں گے ۔اس حج کو حجت الاسلام بھی کہتے ہیں کیونکہ سرزمین جزیرہ عرب میں اسلام آنے کے بعد رسول اللہ کی قیادت اور نظارت الٰہی میں ہونے والا پہلا حج تھا جو مکمل ترین ’مطابق قرآن اور سنت وسیرت پیغمبرؐ انجام پایا ہے ۔اس کو حجت البلاغ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں آپ نے احکام اسلام کو خاص کر کے حج سے متعلق احکام کو بیان فرمایا ہے۔اس حج میں وہ تمام مراسم جاہلیت اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ومشرکین کے مخلوط حج کرنے کا سلسلہ ختم ہوا اور خالص اسلامی وقرآنی اور سنت پیغمبرؐ کے مطابق حج ہوا۔اس لحاظ سے اس کو حجت البلاغ کہتے ہے۔

مؤلف ابن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ اس حج کو حج البلاغ ،حج الاسلام ،حج الوداع ،تین نام سے یاد کرتے ہیں ۔اس کو حجت الوداع اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس کے بعد آپ نے کوئی حج نہیں کیا اور لوگوں کو بھی وداع کہا اور اشارہ کیا کہ میرا اجل قریب ہے۔

[سیرت مصطفیٰ تالیف ہاشم معروف صفحہ ۶۸۳]

آپ کے ان کلمات کے تناسب سے اس کو حجت الوداع کہا گیا ہے۔دوسرے کلمات میں **وَ قَدْ بَلَغْتَ** کے حوالے سے اس کو حجت البلاغ کہا گیا ہے۔شیطان آج تمہاری سرزمین سے بت پرستی کرنے سے مایوس ہوا ہے ۔اس وجہ سے اس کو یوم اتمام وتکمیل دین کہا گیا ہے۔

چنانچہ عرفہ کے دن سورہ مائدہ کی آیت ۳﴿ **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** ﴾ ”تم پر حرام کیا گیا مردار ،خون ،سور کا گوشت ،وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ،وہ جو گلا گھٹ کر ،یا چوٹ کھا کر ،یا بلندی سے گر کر ،یا ٹکر کھا کر مرا ہو ،یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو۔۔۔۔سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔۔۔۔اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔یہ سب افعال فسق ہیں ۔آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔**آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے** (لہٰذا حرام وحلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں ان کی پابندی کرو)۔ البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھا لے بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“ نازل ہوئی یقیناً نبی کریمؐ ۲۳ سال مسلسل دعوت بہ اسلام کرنے کے بعد حج جو کہ ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن تھا اور یہ رکن اسلام کے تمام ارکان خمسہ کا معجون وممزوج رکن ہے ۔یہاں آپؐ نے تمام مسائل کو بیان کیا اور امت سے اللہ حافظی کی ۔اسی مناسبت سے شان نزول والوں نے لکھا ہے کہ یہ آیت وہاں اتری ہے تا ہم مفسرین امثال جواد مغنیہ اور عصر حاضر کے نابغہ اور طباطبائی کا فرمان ہے کہ آیت ۳ اور ۶۸ نبی کریمؐ کا بیت اللہ ’عرفات ’منیٰ کو وداع کر کے مکہ سے نکل کر وادی غدیر خم پہنچنے کے بعد نازل ہوئی ہے ۔جہاں آپ نے پالان شتر کا منبر بنا کر اس پر تشریف لے گئے اور مفصل خطبہ دیا جو بعد میں خطبہ غدیر کے نام سے مشہور رہا لیکن آیت اللہ مناظر مجادلہ سید علی میلانی فرماتے ہیں یہ خطبہ سوائے احتجاج طبری کے کسی نے نقل نہیں کیا۔

البتہ یہ دو آیات مکہ حرم عرفات میں نازل ہوئیں یا غدیر خم میں نازل ہوئیں ہم یہاں شان نزول کے اقوال کو نقل کرنے اور ان میں سے کس کو تقدیم و ترجیح کرنے کے بارے میں نظریہ نہیں دیں گے تاہم ان مفسرین گرامی قدر کا جو فرمان ہے کہ یہ دو آیات امیر المومنین علی بن ابی طالب کی ولایت، امامت اور قیادت کے بارے میں نص ہیں اس کے بارے میں اتنا عرض کریں کہ؛ جو چیز ہر حوالے سے مبہم اور مجمل ہو اور انسان نے اس کے اقوال و ترجیحات بیان کرنے میں زحمت و دشواری برداشت کی ہو یہ نص نہیں ہے۔

نص اسے کہتے ہیں کہ جسے جب عام آدمی یا سامعین کے سامنے پیش کیا جائے تو ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی دوسرا احتمال ممکن نہ ہو۔

حدود الحرم:

۱۔ کتاب شفاء الغرام باخبار البلد الحرام تالیف محمد بن احمد الفاسی المکی المالکی ج۱ ص۸۷ میں لکھتے ہیں حد حرم طائف کی طرف سے طریق، عرفہ، مسجد نمیرہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر ہے۔

۲۔ جہت عراق سے چار قول ہیں ۶، ۷، ۸، ۱۰ میل کا فاصلہ بتایا گیا ہے ثنیۃ خل بالمقطع سے شروع ہوتا ہے عبد اللہ زبیر کے دور میں تعمیر کعبہ میں پتھر اس پہاڑ سے کاٹے گئے تھے۔

۳۔ بعض نے جعرانہ سے حد حرم ۹ اور ۱۲ میل بتائی ہے۔

۴۔ تنعیم سے چار اقوال ہیں جن کے مطابق ۳، ۴، ۵ میل کے فاصلے کا ذکر ہے۔

۵۔ حدیبیہ سے پندرہ میل کا فاصلہ بتایا گیا ہے۔

۶۔ جدہ سے ازرقی نے دس میل اور ابن ابی زید نے ۱۸ میل بتایا ہے۔

۷۔ یمن کی طرف سے یہ حد ۷ میل ہے۔

حدیبیہ: [موسوعة السيرة النبوية ترتيب عظمت المختصين دار الخصائص ص۲۲۷]

یہ غرب مکہ میں ۲۴ کلو میٹر کے فاصلہ پر جادہ قدیم میں واقع ہے حدیبیہ ایک متوسط قریہ ہے۔ اسے حدیبیہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں ایک کنواں ہے۔ مشرکین مکہ جنگ احزاب میں مایوس و نامراد ہو کر واپس مکہ آئے تو نبی کریمؐ نے بنی قریظہ کی طرف توجہ کی کیونکہ انہوں نے مشرکین کے ساتھ تعاون کر کے اس عہد نامہ سے خیانت کی تھی قریش ہمیشہ مدینہ پر حملہ کرنے کے نئے موقعہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہ خیبر میں مصروف ہوئے اور دشمنان اسلام کی معاونت کی اور انہیں رغبت دلائی کہ مسلمانوں کے خلاف مدینہ پر حملہ کریں۔ یہ صورتحال پیغمبرؐ کیلئے پریشان کن اور ان کے سکون میں خلل کا سبب تھی اس لئے آپ اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔

لہذا آپؐ نے ارادہ کیا کہ ان کے ہجوم سے پہلے ان پر حملہ کریں اور ان کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔ چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے کچھ سریہ تیار کئے جو مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں کو ادب سکھلائیں اور خوف دلائیں اور اس طرح مسلمانوں کے وجود کا اعتراف کروائیں۔ اسلام و مسلمین کے سب سے قوی دشمن قریش تھے۔ اس وقت پیغمبرؐ جنگ کے ذریعے قریش کا خاتمہ نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا آپ نے ایک سیاسی عمل سوچا جس کے ذریعے قریش کمزور پڑ گئے۔ عرب اسلام لانے سے پہلے مکہ کا تقدس رکھتے تھے اور یہاں حج کرتے تھے۔ غیر مکہ والوں کو کعبہ سے نہ قریش روک سکتے تھے نہ غیر قریش۔ آپؐ نے یہ مظاہرہ کرنے اور تمام عربوں کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ ہم عمرہ کیلئے جانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے آپؐ نے سب کو بلایا کہ ہمارے ساتھ عمرہ کیلئے چلیں۔ چنانچہ مسلمان پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ پہلی ذیقعدہ ۶ ہجری کو عمرہ کیلئے نکلے۔ آپؐ کے ساتھ ۱۴۰۰ اصحابی اور مہاجرین و انصار تھے۔ آپؐ کے آگے آگے حیوان ہدیہ تھے۔

تلواریں نیام میں تھیں جو اس طرف اشارہ تھا کہ ہم جنگ و غارت گری کی نیت سے نہیں آرہے۔ لیکن اکثر عرب نے آپؐ کی اس دعوت کا ساتھ نہیں دیا اور کوتاہی کی۔ یہ خبر کہ آپ عمرہ کیلئے نکلے ہیں تیزی سے عرب میں پھیل گئی۔ بعض نے آپؐ کی حمایت کی کہ آپ کعبہ کی تقدیس کر رہے ہیں جو سب عرب کر رہے ہیں، بعض نے احساس خطر کیا کہ قریش آپؐ کو ختم کر دیں گے۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس سے دین کی شان و شوکت بڑھ جائے گی اور بعض خاموشی سے نظارت

کرتے رہے۔

قائدین اورارباب حل وعقد قریش کی اکثریت نے آپؐ کی اس آمد کو روکنے یا اجازت دینے پر طویل بحث ومباحثہ کرنے کے بعد اس بات پر اتفاق کیا کہ پیغمبرؐ کو کسی بھی صورت میں مکہ میں داخل نہیں ہونے دینا ہے۔ اس کیلئے لشکر ترتیب دیا گیا کہ وہ مکہ سے باہر نکلیں، وہاں راستہ پر خیمہ لگائیں اور محمدؐ کو راستے ہی میں روک دیں چنانچہ وہ وادی بلدح میں خیمہ زن ہوئے۔ خالد بن ولید کو ۲۰۰ سواریوں پر مشتمل لشکر کی قیادت میں مکہ اور مدینہ کے درمیانی راستہ کراع الغمیم بھیجا گیا۔
جب پیغمبرؐ کو پتہ چلا کہ قریش تمام جنگی استعداد کے ساتھ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کیلئے نکلے ہیں اور یہ صورت انتہائی خطرناک ہوسکتی ہے اور جنگ چھڑ سکتی ہے۔ تو اس وقت پیغمبرؐ کو اپنے ہدف سے محروم عزیز دوستوں کو سمجھانا پڑے گا، دست خالی لوٹنا پڑے گا اور آپؐ کے اصحاب کے عزم اور ارادے سست ہوجائیں گے۔ قبائل عرب کے سامنے مسلمانوں کی ہیبت کم ہوجائے گی۔ چنانچہ پیغمبرؐ نے فیصلہ کیا کہ جلد از جلد خود کو مکہ پہنچائیں اور ایسا غیر عادی مشکل راستہ اختیار کریں کہ آخر مکہ میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ مسلمان آگے بڑھنے لگے۔ مسلمانوں نے حدیبیہ کی جگہ پر خیمے لگائے اور پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب سے کہا ہم آج یہاں رہیں گے۔ قریش ہم سے جو صلہ یا رعایت طلب کریں گے، ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

اس صورتحال کے پیش نظر قریش مکہ فکری اضطراب اور تناؤ کا شکار ہوئے۔ اگر محمدؐ یہاں آجائیں تو ہمارا خانہ و آشیانہ سب تباہ ہوجائے گا عورتیں بچے سب اسیر ہوجائیں گے، ان میں سے بعض کا خیال تھا عناد و دشمنی میں وہ جو کچھ کرسکتے ہیں وہ کریں گے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انہیں عمرہ نہ کرنے دیں۔ اس کشمکش میں انہوں نے کہا کہ یہ معلوم کرنا چاہئے کہ محمدؐ کیا چاہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ جنگ کے خواہاں نہیں اور صرف عمرہ کیلئے آئے ہیں۔ اس دوران بدیل بن ورقاء خزاعی پیغمبرؐ کے پاس آئے اور آپکو آگاہ کیا کہ قریش آپ سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ وتیار ہیں، وہ کسی بھی صورت میں راضی نہیں ہونگے کہ آپ کو حرم میں داخل ہونے دیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہم کسی سے جنگ لڑنے کیلئے نہیں آئے ہمارا مقصد عمرہ بجالانا ہے۔ ہم عمرے کیلئے آئے ہیں قریش جنگ سے تھک گئے ہیں ان کو اذیت ہوئی ہے، اگر وہ چاہتے ہیں تو ہم ان کو مہلت دیں گے، ہمیں لوگوں کے درمیان جانے دو، لوگوں کو آزادی دو کہ وہ چاہیں تو ہمارا ساتھ دیں یا ہمارے دشمن کے ساتھ غیر جانبدار ہوجائیں لیکن یہ یاد رکھیں میں اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوں گا۔

بدیل نے پیغمبرؐ سے جو سنا تھا وہ قریش تک پہنچا دیا۔ قریش ڈر گئے کہ اگر پیغمبرؐ طاقت وقوت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوگئے تو ہمارا حال خراب ہوگا۔ انہوں نے مکرز بن حفص بن اخیف کو پیغمبرؐ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے بھی وہی سنا جو بدیل نے سنا تھا۔ پھر انھوں نے حبشیوں کے سردار حلیس بن علقمہ کو بھیجا وہ اپنے مذہب میں بہت دیندار تھا۔ جب رسول پاکؐ نے اسے دیکھا تو اصحاب سے کہا جو حیوان ذبح کیلئے لائے ہیں سب یہاں آگے لاؤ۔ حلیس نے قربانی کے حیوانوں کو دیکھا تو واپس قریش کے پاس گئے اور انھیں ڈرایا کہ اگر تم نے محمدؐ کو عمرہ کرنے سے روکا تو بہت برا ہوگا۔

حلیس کے اس فیصلہ سے قریش میں ضعف آیا اور یہ ان کے لئے کمزوری کا سبب بنا چنانچہ وہ اب جھک گئے کہ پیغمبرؐ سے مذاکرات کریں تو انہوں نے عروہ ابن مسعود ثقفی کو بھیجا عروۃ اور پیغمبرؐ کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ عروۃ بہت دقت کے ساتھ حالات کا مشاہدہ کررہے تھے۔ انہوں نے واپس جاکر قریش کو ان سب حالات سے آگاہ کیا انہوں نے قریش سے کہا میں بادشاہوں کے دربار میں بھی گیا ہوں قیصر وکسریٰ اور نجاشی سب کے پاس پہنچا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی عزت واحترام اور توقیر وتعظیم ایسی ہو جیسی اصحاب محمدؐ محمدؐ کی کرتے ہیں۔ اس نے تجویز دی کہ تم ان کو عمرہ کرنے دو یکے بعد دیگر مذاکرات سے قریش کو پیغمبر اکرمؐ کی آراء ونظریات کا پتہ چلا پھر آپؐ نے فراش بن امیہ خزاعی کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے اونٹ کے پاؤں کاٹے اور ان کو قتل کرنا چاہا تو حبشیوں نے ان کو قتل کرنے سے روکا۔ وہ واپس پیغمبرؐ کے پاس آئے اور آپؐ کو قریش کی اس حرکت سے آگاہ کیا۔ پیغمبرؐ نے ایک ایسے شخص کو بھیجنا چاہا جس کو اس وجہ سے قریش قتل نہ کرسکیں کہ اس کے حامی قریش میں موجود ہوں اور قریش اس کا احترام کرتے ہوں۔ وہ عثمانؓ بن عفان تھے پیغمبر اکرمؐ نے انہیں کہا کہ وہ قریش کو بتائیں کہ ہم جنگ کیلئے نہیں آئے اور صرف طواف کرنا چاہتے ہیں۔ قریش نے عثمانؓ کو وہیں پر روک لیا اور ان سے کہا کہ اگر تم طواف کرنا چاہتے ہو تو کرلو۔ اس پر عثمانؓ نے کہا جب تک پیغمبرؐ طواف نہیں کریں گے میں طواف نہیں کروں گا۔ اس پر قریش نے انھیں روک لیا جس سے یہ خبر پھیل گئی کے عثمانؓ قتل ہوگئے ہیں۔

اس وقت پیغمبرؐ نے عہد کیا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں نکلوں گا جب تک قریش سے مقابلہ نہ کرلوں۔ یہاں پر اصحاب نے پیغمبرؐ کے ساتھ مرتے دم

تک رہنے اور جنگ لڑنے کیلئے بیعت کی جیسا کہ سورہ فتح آیت ۱۸ میں آیا ہے﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾
''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی''۔بیان ہوا ہے کہ اس جگہ پر ایک درخت بھی تھا اس وجہ سے اس کو حدیبیہ کہتے ہیں۔

حدیث کساء:

حدیث کساء کی دو تفاسیر ہیں ایک وہ جو جوامع احادیث فریقین میں آئی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریمؐ نے اپنی چادر کے اندر حضرت علیؑ حضرات حسنینؑ حضرت زہراؑ کو جمع کیا اور درگاہ الٰہی میں دعا کی۔دوسری تصویر ایک حکایت ہے جو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے منسوب کی جاتی ہے۔جس کے راوی جابر انصاری مکثر روایات ہیں جو امت مسلمہ کے مسلمات سے تصادم کے علاوہ کثیر آیات محکمات قرآنی سے بھی متصادم ہے کیونکہ اس میں کائنات کو اہل بیت کیلئے بنانے کا ذکر آیا ہے اور اہل بیت میں سر و رمرکز زہرا کو بتایا گیا ہے۔اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس روایت کا تنہا راوی ہی ضعیف نہیں بلکہ یہ روایت دین اسلام سے بدنیتی پر مشتمل ہے جسے غالیوں نے گھڑا ہے ۔غالیوں کے اس حدیث گھڑنے کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ اسے ہر محفل ومجلس میں قرات کرنے کو لازم گردانتے ہیں۔یہاں تک کہ اسے دیگر فرقوں نے شیعوں کا قرآن کہہ کر ان پر طنز کیا ہے۔یہاں اس کے ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ کاروان منہاج الحسنین کے بانی جناب محمد حسین اکبر نے حج پر لکھی گئی اپنی کتاب میں اس حدیث کو مکہ میں پڑھنے کے بہت فضائل بیان کئے ہیں اور اسکے لئے بہت ثواب کا ذکر کیا ہے۔جہاں دین اوباشوں کے ٹھیکے میں ہو جہاں دین میں خرافات اندازی آزاد ہو اور جہاں مراجع وقت اس کے خلاف بولنے سے تقیہ کرتے ہوئے عوام سے خوفزدہ ہو جائیں تو کیا وہاں کسی کا فرض نہیں بنتا کہ وہ قرآن وسنت پیغمبرؐ سے متصادم عقائدونظریات کے خلاف آواز اٹھائے۔جس دوران ہم نے اس کہانی کے خلاف لکھا تو ایک صدا بلند ہوئی،سوال واستفسار بڑھ گئے تو بعض نے رہبر معظم کے دفتر استفتاء سے سوال کیا کہ جو حدیث کساء مفاتیح الجنان میں موجود ہے اسے پڑھنا درست ہے یا نہیں تو انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ''اصل حدیث کساء درست ہے'' تاکہ عوام کو یہاں تک ابہام میں رکھا جائے لیکن انہیں یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ اس حدیث کا متن بھی اپنی سند کے ساتھ قرآن وسنت سے متصادم ہے۔

حرم:

کتاب مفردات راغب میں آیا ہے حرم اور حرام دونوں کے معنی ممنوع کے ہیں ممنوع ایک دفعہ قسر الٰہی ہوتا ہے جسے حرمت تکوینی کہتے ہیں جیسے سورہ قصص آیت ۱۲ میں اور دوسری آیات میں ہے﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ﴾''اور ہم نے اس کو پہلے ہی سے دودھ پلانے والیوں کے دودھ سے روک دیا تھا تو اس نے کہا کیا میں ایک ایسے گھر والوں کا آپ لوگوں کو پتا دوں جو آپ لوگوں کی خاطر اس کو پالیں گے اور وہ اس کی بڑی خیر خواہی سے دیکھ بھال کریں گے''۔
﴿قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾
''فرمایا تو یہ سرزمین ان پر چالیس سال کیلئے حرام ٹھہری یہ لوگ زمین میں بھٹکتے پھریں گے پس تو ان نافرمان لوگوں کا غم نہ کھا''۔(مائدہ ۲۶)
﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾
''بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تو یہی مسیح ابن مریم ہے اور حال یہ ہے کہ مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے جو کوئی اللہ کا شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا''۔(مائدہ ۷۲)
اللہ نے مشرکین کیلئے جنت کو حرام قرار دیا ہے چنانچہ ان میں سے کوئی جنت نہیں جا سکتا ہے جیسا کہ سورہ انعام ۱۴۶ اور اعراف ۵۰ میں آیا ہے۔
اللہ نے بیت کو حرم کہا ہے جہاں غیر محرم کو داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے یہ حرمت اللہ نے بیت اللہ سے لے کر مواقیت تک کھینچی ہے کوئی اہل حل حدود حرم کے اندر بغیر

احرام داخل نہیں ہوسکتا اور کوئی آفاقی بغیر احرام میقات سے تجاوز نہیں کرسکتا ہے ان مقامات پر تعدی وتجاوز و جنایت سے منع کیا ہے اور اسے دور جاہلیت کے لوگ بھی تسلیم کرتے تھے۔

اللہ نے کعبہ کے ساتھ اور بھی مقامات کو حرمت کے حوالے سے بیت سے الحاق کیا ہے لہٰذا کعبہ کے گرد کو مسجد الحرام کہا گیا ہے مکہ کو بلد الحرام کہا ہے مزدلفہ کو مشعر الحرام کہا ہے حرمت درحقیقت حریم ہے کسی چیز کا احترام اس کی حدود کا پاس رکھنے کو کہتے ہیں۔یہیں سے گھر کی چار دیواری کو حریم کہتے ہیں۔اس میں ساکن اناث کو بھی حریم کہتے ہیں ان کے تحفظ ونگھداری و پاسداری کو دور جاہلیت میں خاندانی عزت اور غیرتِ عشائرِ وقبائل گردانا جاتا تھا۔اس کو اسلام نے بھی سراہا ہے لہٰذا اس کی حدود کا تعین کیا گیا ہے۔یہ تھی دور جاہلیت کے ان پڑھ عربوں کی سوچ جبکہ آج کے پڑھے لکھے، نام نہاد دانشور اور روشن خیال لوگ اپنی ناموس کو غیر مسلموں کے سامنے صف میں کھڑا کرتے ہیں اور ان کا ان سے مصافحہ کرواتے ہیں پھر بھی ان میں سے کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا مولائی ہے اور کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا عاشق رسولؐ ہے۔

حرم مکہ کا تعین:

خانہ کعبہ کے چاروں طرف کچھ علامتیں موجود ہیں ان حدود کا اندر والا تمام علاقہ حرم کہلاتا ہے مکہ کے اطراف میں منصوب علامات حدود حرم کا تعین کرتی ہیں جن مقامات پر یہ علامتیں نصب ہیں انہیں ادنی الحل کہتے ہیں کیونکہ یہ اہل مکہ کو حل سے جدا کرتی ہیں یہی وہ مقامات ہیں جو داخل مکہ قیام مذیر والے یہاں سے عمرہ مفردہ کیلئے احرام باندھا جاتا ہے اس کے برعکس حج تمتع کا احرام اہل مکہ اور غیر اہل مکہ سب مکہ مکرمہ سے باندھتے ہیں۔

حدود حرم مکہ کے تعین کے بارے میں ازرقی نے کتاب اخبار مکہ جلد ۲ ص ۱۳۰ پر یوں بیان کیا ہے:

بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ جب آدم صفی اللہ کعبہ کے پاس پہنچے تو شیطان سے خوفزدہ ہوئے اور اللہ سے پناہ مانگی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ کو بھیجا جنھوں نے چاروں طرف سے آپ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔جہاں جہاں تک یہ ملائکہ کھڑے ہوئے اس کے اندر کا حصہ حرم قرار پایا۔

حرمت زمانی:

جس طرح مکہ کی مکانی حدود ہیں اس طرح زمانی حرمت بھی ہے مکہ میں حج کی نیت سے آنے والوں کیلئے مکہ میں چند مہینوں میں قتل وغارت گری اور اغواء کو حرام قرار دیا گیا ہے ان مہینوں کو اشہر حرم کہتے ہیں۔

حروب فجار:

سرزمین مکہ حرم امن مکانی اور زمانی ہونے کے باوجود ان مہینوں میں عرب قبائل نے ایک طویل جنگ یادگار کے طور پر چھوڑی ہے۔کعبہ کی تقدیس وتعظیم اور توقیر کو پاک کرنے کی وجہ سے عربوں نے ان جنگوں کو حروب فجار کا نام دیا ہے یعنی پردہ چاک کرنے والی جنگ ان میں چار یا پانچ جنگوں کا نام لیتے ہیں۔ایک جنگ کنانہ اور ھوازن کے درمیان ہوئی تھی، دوسری جنگ قریش اور دو ھوازن کے درمیان تھی تیسری جنگ قریش اور کنانہ کے درمیان تھی یہ تیسری جنگ نبی کریم کی بعثت سے ۲۶ سال پہلے وقوع ہوئی ہے نبی کریمؐ اس جنگ کے دوران ۱۴ سال کے تھے۔آپ اپنے اعمام کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوئے۔آپ نے فرمایا میں اس جنگ میں تیر کمان میں رکھ کر دیتا تھا۔

قریش کعبہ کی تقدیس کیا کرتے تھے اور ان جنگوں کی وجہ سے وہ اطمینان وسکون سے چلتے تھے۔اس وجہ سے ان کے قوافل ان ملکوں میں طول وعرض سے آتے تھے۔وہ بیت المقدس، دمشق، بحر احمر اور حبش تک جاتے تھے۔جہاں غیر عرب سرزمین مکہ میں تجارت کرتے تھے وہاں قریش سال میں دو سفر کرتے تھے۔سردیوں میں وہ یمن جاتے اور گرمیوں میں شام جاتے تھے۔عبد المناف کی ۴ اولادیں تھیں جو مختلف جگہوں پر تجارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ہاشم شام، عبد الشمس حبش، مطلب یمن جاتے اور نوفل فارس جاتے تھے۔قریش ان تمام جگہوں پر جاتے، کوئی بھی انھیں نہیں چھیڑتا تھا۔ہر بھائی جس ملک میں جاتا، اس کے بادشاہ سے امن نامہ لیتا تھا۔ایک تجارتی معاہدہ عمرہ مکہ اور ان ملکوں کے ساتھ ہوتا تھا یہ عنایت اللہ نے قریش کو دے رکھی تھی چنانچہ سورہ قریش اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

حطیم:

حطیم کتاب شفاء الغرام جلد ا صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں علماء حطیم کسے کہتے ہیں اور یہ کون سی جگہ ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے حجر اسود اور حجرہ اسماعیل کی درمیانی جگہ کو حطیم کہا ہے۔ یہ بات ازرکن ابن جری سے نقل ہوئی ہے جبکہ کتب حنفیہ میں آیا ہے حطیم میذاب کی جگہ کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا ہے حطیم دیوار کو کہتے ہیں لیکن یہ وہ پتھر ہے جو کعبہ کی دیوار کے نیچے ہے یعنی وہ حطیم شاذروان کو کہتے ہیں جس وقت کعبہ کی دیوار کو اٹھارہے تھے تو یہ جگہ پیچھے چھوڑی گئی تھی۔ جہاں عرب طواف کے بعد اپنا لباس یہاں پھینکتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسکو حطیم اس لئے کہا گیا ہے کہ یہاں لوگ ایک دوسرے کو دھکا دیتے یا دبا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں یہاں کوئی بھی شخص اگر کسی ظالم کے خلاف دعا کرے گا تو اس ظالم کا خاتمہ ہو جائے گا یا کوئی بھی شخص یہاں جھوٹی قسم کھائے گا تو اسے جلدی سزا کا سامنا ہوگا۔

حکمت ومشروعیت حج:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادات کو یا مظاہر عبادت وبندگی کو عظیم وکثیر اسرار کیلئے وضع کیا ہے ان حکمتوں کو بعض لوگ درک کرتے ہیں اور بعض ان سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ ان اسرار میں سے ایک نماز جمعہ ہے کہ یہ کیسے تکمیل وتمیم پائے گر چہ جماعت جمعہ مسلمانوں کا ایک اجتماع ہے جو مظہر وحدت ہے۔ تاہم یہ ایک محدود علاقہ کے رہنے والوں کیلئے ہے اس میں تمام علاقوں کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام مسلمان جو رنگ ونسل اور لغت کے حوالے سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں وہ حج کے عظیم فریضہ کے ذریعے متحد ہو جائیں چنانچہ سورہ مبارکہ حج کی آیت ۲۷ میں حکم ہوا کہ لوگوں کے لئے اعلان کرو کہ ہر گوشہ و کنار اور ہر طرف سے یہاں پہنچ جائیں۔ حج اپنے مناسک میں بہت سے نتائج وفوائد سموئے ہوئے ہے۔ اس عظیم فریضہ کے ذریعے تمام مسلمان یک رنگ وزبان ہو کر اور ایک صف میں جمع ہو کر اپنے دشمن مشترک کو نشانہ بنائیں۔ حج میں گر چہ مظاہر عبودیت وبندگی تسلیم للہ چھائے ہوئے ہیں لیکن ساتھ ہی اس میں دنیا وآخرت دونوں کی بہتری بھی شامل ہے۔ جیسا کہ سورہ حج کی آیت ۲۸ میں بیان ہوا ہے ہم جو فوائد حج کے ذریعے حاجی کو آخرت میں دیں گے وہ اللہ کا رضوان ہے اور جو فوائد انھیں اس دنیا میں ملیں گے وہ ایک مسلمان کی دوسرے علاقے کے مسلمان سے آگاہی وآشنائی اور ارتباط ہے۔

حکمت: [کتاب الوسیط فی القرآن الکریم دکتور صلابی ۱۱۴]

حکمت لغت میں مندرجہ ذیل معانی میں آیا ہے۔

۱۔ عدل، علم، حلم نبوت، انجیل وقرآن میں کسی چیز کو محکم کرنے کے معنوں میں آیا ہے۔

۲۔ حکمت افضل اشیاء کو افضل علوم کے ذریعے شناخت کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا جو دقیق صنعت کو جانتا ہے اس کو حکیم کہتے ہیں۔

۳۔ حکیم کام میں متقن پائیداری کو کہتے ہیں لہٰذا کہتے ہیں تجربے نے ان کو محکم کیا ہے۔

۴۔ حکم، حکیم، حاکم قاضی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ حکمت علم وعقل کے ذریعے حق تک پہنچنے کو کہتے ہیں۔

۶۔ حکمت ہر وہ چیز ہے جو فساد سے روکتی ہے اس سے اونٹ، گھوڑے یا سواری کی لگام کو حکمت کہتے ہیں جس سے گھوڑے کو تیز جنونی رفتار سے روکتے ہیں اسی سے محکمہ کو محکمہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے تغیر وتبدل کو روکتے ہیں۔

۷۔ وہ حکم یا فیصلہ جو ظلم سے روکتا ہے اسے حکمت کہتے ہیں۔

۸۔ حکمت عدل کے حامل کو ظلم سے روکتی ہے اور حلم کے حامل کو غضب سے روکتی ہے۔

۹۔ یہ علم کے حامل کو جہالت میں گرنے سے روکتی ہے نبوت قرآن وانجیل کے حاملان کو ملی۔

مذکورہ بالا معانی کے تحت ہر وہ چیز جو معنی متضمن ہو اس کیلئے یہ کلمہ استعمال ہوتا ہے۔

نبی جہاں بھی مبعوث ہوا وہ لوگوں کو غیر اللہ کی پرستش سے اور ارتکاب معاصی سے روکتا تھا اسی طرح قرآن اور انجیل وتورات اور دیگر کتب آسمانی لوگوں کو شرک،

منکرات اور فعل قبیح سے روکتی ہیں یہیں سے حکمت کا معرفت سے ترجمہ کرنا اس بنیاد پر ہے کہ معرفت صحیح انسان کو محدود کرتی ہے اشیاء کی شناخت میں متقن کرتی ہے اقوام وملل کو فساد سے روکتی ہے اصطلاح قرآن وسنت میں حکمت سے مراد بعض جگہ فقہ ہے جبکہ بعض جگہ اس سے قول وفعل میں حقیقت تک رسائی مراد لی گئی ہے۔

حکمت اعلیٰ نظری ہے جس سے انسان باطن اشیاء سے آگاہی حاصل کرتا ہے سبب اور مسبب میں ارتباط کو درک کرتا ہے دوسرا معنی حکمت عملی ہے جس کے معنی ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھنے کے ہیں۔ حکمت نظری کی برگشت علم وادراک پر منتہی ہوتی ہے جبکہ حکمت عملی کی برگشت عدل وثواب پر ہوتی ہے تمام حکمتیں ان دو کے دائرے سے باہر نہیں ہیں اللہ سبحانہ نے انبیاء رسل اور بعض دیگر منتخب بندوں کو اس سے نوازا ہے سورہ شوریٰ آیت ۳۸۔﴿وَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ "اور جو اپنے رب کی بات کو قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور آپس کے معاملات میں مشورہ کرتے ہیں اور ہمارے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں"

حکمت عملی کے مراتب ودرجات ہیں جنکے مطابق ہر چیز کو اس کا حق دیا جانا چاہیے، حکم ہے کہ اس میں تعدی نہ کریں اور اس میں اپنے وقت سے جلدی بھی نہ کریں۔ اللہ نے اپنے عدل سے جو وعیدی دی ہے اس کو درک کریں۔

حکومت:

دنیا بھر سے حج کیلئے مشرف ہونے والوں کو دو حکومتوں سے واسطہ پڑتا ہے ایک اپنی حکومت سے دوسرا سعودی حکومت سے، دونوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں حروف پ اور س میں ملاحظہ کریں۔

حل:

یہ وہ لوگ ہیں جو سرزمین مقدس مکہ سے سولہ (۱۶) فرسخ سے باہر کے علاقے سے مکہ تشریف لاتے ہیں ان کیلئے میقات کتب فریقین کے تحت وہی مقامات ہیں جن کا تعین پیغمبر اکرمؐ کے توسط سے ہوا ہے۔ ان کی جائے سکونت کیونکہ میقات معین شدہ پانچ مواقیت کے اندر اندر ہے اُن کیلئے بھی میقات ان کا اپنا گھر ہے۔

حلق:

[موسوعہ فقہی تالیف کبار علمائے اسلام ج ۱۸ ص ۹۴]

لکھتے ہیں حلق لغت میں ازالہ شعر یعنی بالوں کو منڈوانے کو کہتے ہیں اسی سے کلمہ حلقوم آیا ہے جہاں سے کھانا اور پانی معدہ میں جاتا ہے۔ بال منڈوانے کے بارے میں فقہائے اسلام دو مرحلہ میں بحث کرتے ہیں ایک عام حالات میں بال منڈوانا ہے۔ اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کے کلمات منتشط ومتفرق ہیں بعض نے اس کو سنت اور بعض نے اس کو بدعت غیر محرم قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنے بال نہیں منڈوائے سوائے حج میں۔ ان کا کہنا ہے کہ بال انسان کے سر کی زینت ہیں۔ ان کو نہیں منڈوانا چاہیے۔

یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض فرق ومذاہب اپنی شناخت کیلئے سر منڈوانے میں مختلف اشکال اپنائے ہوئے ہیں وہ سر کے بعض حصوں کو منڈواتے اور بعض کو چھوڑتے ہیں، کوئی آگے کا حصہ چھوڑتا ہے اور کوئی پیچھے کا۔ یہ عمل فرقہ ضال وگمراہ کا فرقائی نشان ہے۔ دوسرا موضوع احرام سے محل ہونے کے سلسلے میں سب فقہاء کا کہنا ہے سر منڈوانہ حج وعمرہ میں احرام سے محل ہونے کے لئے ہوتا ہے۔ احرام سے محل حلق کے علاوہ تقصیر سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ سورہ فتح کی آیت ۲۷ میں آیا ہے حلق تقصیر سے بہتر ہے یہ حلق قرآن وسنت دونوں میں تقصیر پر مقدم ہے۔

حمس:

[الکعبۃ والحج ص ۱۰۸] حماس تشدد کو کہتے ہیں یعنی دین میں تشدد اور سختی برتنے کرنے والے۔ اہل مکہ بعثت اسلام سے پہلے اپنے دین کے بارے میں دو گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ کو حمس اور دوسرے کو غیر حمس کہتے تھے حمس حرم میں مقیم تمام قبائل کنانہ، خزاعہ اور ہوزان کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور ان کے حلیف بھی حمس میں شامل تھے گرچہ وہ حل میں سکونت رکھتے ہوں، ان کے علاوہ لوگ غیر حمس تھے۔ دونوں کی روایات اور عادات مختلف تھیں۔

غیر حمس جب پہلی بار حج کو جاتے تھے تو چاہے وہ مرد ہوں یا عورت وہ مجبور تھے کہ برہنہ طواف کریں مگر اس صورت میں کوئی حمس والا اپنی قمیص یا لباس ان کو عاریتاً دے دے اگر کوئی لباس عاریہ کے طور پر ان کو نہ ملا تو وہ مجبور تھے کہ عریاں ہی طواف کریں کیونکہ طواف کرنے کے بعد انہوں نے اس لباس کو اتار کر کعبہ کے گرد یا صفا و مروہ کے پاس زمین پر پھینکنا ہوتا تھا تاکہ یہ لباس لوگوں کے قدموں تلے ختم ہو جائے۔

اگر انہوں نے طواف عریاں کیا تو وہ طواف کے بعد اپنا لباس پہنتے تھے چنانچہ ان کے اس عمل شنیع کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد اور اگر وہ لباس طواف کے بعد نہیں اتارتے تو حمس والے ان کو مارتے تھے یہ ان کی بری روایات میں سے ایک تھی۔ان کی ایک عادت یہ تھی کہ وہ عرفہ میں وقوف نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے ہم حمس والے ہیں اہل حرم میں فرزندان ابراہیم ہیں ہمارے لیے سزاوار نہیں ہے کہ ہم حل کو حرم بتائیں کیونکہ عرفات حل ہے ہم حل میں نہیں جاسکتے یہ دوسروں کیلئے ہے یہ روایات یا یہ تقلید انہوں نے ابرہہ کے حملہ کے بعد بنائی تھیں وہ کہتے تھے کہ ہم اور غیر اہل حرم میں فرق ہونا چاہیے تاکہ اہل حرم انھیں اپنے برابر نہیں بلکہ اپنے سے ہلکا سمجھیں چنانچہ حجت الوداع کے موقع پر یہ آیت اتری کہ سب عرفات سے افادہ کریں ۱۰ھ کو دوبارہ واپس عرفات میں آئیں۔اسی طرح تیسرا اہل حمس احرام میں ہوں تو وہ گھروں کے باہر سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے۔ان خیموں میں بھی نہیں بیٹھ سکتے تھے جو کپڑے سے بنے ہوں وہ صرف ان خیموں میں بیٹھتے تھے جو چمڑے سے بنائے گئے ہوں۔اس وجہ سے حمس کو اپنے گھروں میں آنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی وہ دروازہ سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ گھر کے باہر سوراخ بناتے تھے اور اس سے داخل ہوتے تھے چنانچہ بقرہ ۱۸۸ ﴿ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا کر لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو''۔

اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آئندہ سال کے حج کا اعلان ایک مہینہ دیر سے کرا یعنی وہ شہر محرم کو حساب سے گراتے تھے اور آئندہ سال کی ابتدا صفر کے مہینے سے کرتے تھے اس طریقہ سے حج کے مہینہ میں تغیر ہوتا رہتا تھا لیکن ذی الحجہ کو اپنی جگہ رکھتے تھے اس کے بعد والے مہینہ بدلتے تھے ایک سال ایک مہینہ کو حلال قرار دیتے تھے اور دوسرے سال اس مہینہ کو حرام گردانتے تھے چنانچہ اس گروہ کے لوگ یہ اعلان کرتے تھے جن کے ہاتھ میں یہ اختیار ہوتا تھا۔

جاہلیت کے حج کے مراسم میں سے ایک طواف سے پہلے اور طواف کے بعد بت اصاف کو چومنا تھا وہ پہلے بت اصاف کو چومتے تھے پھر حجر الاسود کو چومتے تھے اور آخر میں جب طواف ختم ہوتا تو آکر نائلہ کو چومتے تھے۔جو افراد عرفہ میں وقوف کئے ہوتے تھے وہ لوگ جب سورج زرد ہونے لگتا تھا اور غروب نزدیک ہوتا تھا تو وہاں سے افاضہ شروع کرتے تھے جبکہ حمس مزدلفہ میں حرم کے نزدیک تھے،وہ وہاں سے افاضہ کرتے تھے دونوں مزدلفہ میں جمع ہوتے تھے اور مشعر الحرام میں پہاڑ پر توقف کرتے تھے وہاں رہتے تھے۔جب سورج اس پہاڑ پر لگتا تھا تو وہ لوگ کہتے تھے سر پر سورج لگ جائے تو ہم جائیں گے۔اسلام آیا تو پیغمبرؐ نے اس کو ختم کیا اور پیغمبرؐ نے حجت الوداع پر فرمایا،اہل شرک وبت پرست جب سورج پہاڑ پر لگتا تھا تو وہ عرفات سے نکلتے تھے اسی طرح جب سورج پہاڑ پر لگتا تھا مزدلفہ سے نکلتے تھے گویا سورج ان کے چہروں پر عمامہ کی شکل میں تھا جبکہ ہم جب تک سورج غروب نہ ہو،عرفہ سے نہیں نکلیں گے جب تک روزہ دار افطار نہ کرلیں انشاء اللہ طلوع شمس سے پہلے نکلیں گے ہمارا ہدیہ اہل شرک کے ہدیہ سے مختلف ہے اہل شرک کی تلبیہ میں عمر بن لحی نے کچھ الفاظ کا اس طرح اضافہ کیا تھا لبیک لا شـــریک کـل الا شـریکا ھو لک تملک وما ملک ،کہا کرتے تھے۔اس طرح ہر قبیلہ کی الگ ہی تلبیہ تھی مثلاً قریش کی تلبیہ لبیک اللھم لبیک یوم تعریف ویوم الدعاء والوقوف یہ تھی تمیم کی تلبیہ یہ تھی لبیک اللھم لبیک عن تمیم قد تراھا قد اخلقت اثوابھا و ثواب من وراھا واخلصت لربھا دعاھا۔ان کی عادات میں سے ایک یہ تھی کہ وہ قربانی کے گوشت کے خون سے کعبہ کو مسح کرتے تھے اس پر سورہ حج کی آیت ۳۷ نازل ہوئی ہے۔

وہ طلب قسمت کے لئے استخارہ کے ذریعہ بت ھبل کے پاس ظرف رکھتے تھے جو عمر بن لحی نے رکھا تھا۔سفر کیلئے نکلتے وقت وہ کاغذ کے تین ٹکڑے ڈال کر قرعہ نکالتے تھے ایک ٹکڑے پر امر لکھتے تھے،دوسرے ٹکڑے پر نہی لکھتے تھے اور تیسرے کاغذ کے ٹکڑے کو خالی رکھ کر استخارہ کیا کرتے تھے۔اگر امر نکلے تو سفر کو جاتے تھے اور اگر نہی نکلے تو سفر کو ترک کرتے تھے اور اگر خالی کاغذ نکلے تو دوبارہ استخارہ کیا کرتے تھے۔

جن لوگوں نے دین اسلام میں اپنے اوپر تشدد روا رکھا، وہ جب حج کا موسم آتا تو محرم ہوتے تھے گوشت نہیں کھاتے تھے روغنیات نہیں پکاتے تھے، لسی نہیں بناتے تھے، پنیر نہیں کھاتے تھے ،صوف قطن والے کپڑے نہیں پہنتے تھے بال اور ناخن نہیں کاٹتے تھے اور نئی چیزوں کے علاوہ پرانی نہیں پہنتے تھے وہ اپنے لباس اور اپنی چپل میں طواف کرتے تھے۔

گھروں میں دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ پیچھے سے سوراخ کرکے داخل ہوتے تھے بقرہ ۱۸۹﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

''لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے وقتوں اور حج کے موسم کیلئے ہے اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ عرفہ میں وقوف نہیں کرتے تھے عرفہ سے منیٰ میں جاتے تھے۔ کہتے تھے ہم اہل حرم ہیں۔ حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے جبکہ حکم اللہ تبارک وتعالیٰ ہے بقرہ ۱۹۹﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

''پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اعمال حج کا آغاز قرآنی ہے زمان تمام اقوام وملل کے نزدیک چار اجزاء سے مرکب ہیں پہلے جزء کو ساعت، دوسرے کو یوم، تیسرے کو شھر اور چوتھے کو سنہ کہتے ہیں دن رات دونوں ملا کر ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں عربوں کے پاس دن رات کے گھنٹوں کیلئے الگ نام ہیں۔ رات کے آغاز کو شفق کہتے ہیں، رات کے آخر کو فجر کہتے ہیں، دن کے آغاز کو شروق کہتے ہیں، دن کے اختتام کو غروب کہتے ہیں اس طرح سے لیل ونہار دونوں کو ملا کر یوم کہتے ہیں۔ اور یوم کا آغاز لیل سے غروب شمس سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام دوسرے دن کے شروق سے ہوتا ہے لہٰذا عرب اسلام آنے سے پہلے اپنے زمان کی اکائی سورج سے بناتے تھے لیکن دن اور مہینے کا آغاز چاند کے حساب سے کرتے تھے یعنی ابتداء مہینہ رویئت ہلال سے کرتے تھے رویئت ہلال ہمیشہ غروب شمس سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیل افق پر غروب شمس سے طلوع شمس تک کو کہتے ہیں اور نہار افق پر طلوع شمس سے غروب شمس تک کو کہتے ہیں لہٰذا قرآن میں نوید یوم صبح آیا ہے۔

حیدر:

جناب آغا سید حیدر فرزند ارجمند وولی عہد، بزرگ خطیب توانا آغا سید علی موسوی مرحوم، سالار کاروان حیدری ہیں۔ کاروان حیدری پاکستان میں وہ پہلا کاروان ہے جو آغا علی موسوی اور لاہور کے سرمایہ داروں کی اقتداء میں چلتا رہا۔ اس کاروان کو قرآن وسنت سے ہٹ کر فقہاء مجتہدین کے فتاویٰ اور پاکستانی مزاج تعصب دینی پر چلانے کی ذمہ داری آغا علی موسوی کی تھی جبکہ ضعیف ونادار جو خالصتاً اللہ کی راہ میں اس سفر پر نکلتے ہیں انھیں تعیش اور عیاشی سکھانے اور ان سے زیادہ سے زیادہ کمیشن لینے کی ذمہ داری سرمایہ داروں کے پاس تھی۔ اسی طرح حکومت وقت کو نئے حیلے وبہانے سکھانے کا کام بھی یہی سرمایہ دار کرتے ہیں۔ اُس وقت جب حکومت کی طرف سے مہیا کردہ رہائش گاہیں صرف دس منٹ کے فاصلے پر تھیں جو بارہ چودہ سو ریال پر میسر تھیں لیکن انھوں نے اگر مگر سے پرائیویٹ رہائش گاہوں کی طرف مائل کرکے دو ہزار ریال لینے کا تجربہ کیا۔ مکہ سے منیٰ چند گھنٹے کے سفر کیلئے گاڑی کے کرائے میں پچاس ریال کا اضافہ کرنا انکے ہی تجربات میں سے ہے۔ اپنی رہائش گاہوں پر نماز جماعت قائم کرنا، مسجد الحرام میں قائم ہونے والی جماعت میں شرکت نہ کرنا اور اگر شامل ہونا پڑ جائے تو یہ نیت کرنا کہ میں امام کے پیچھے اور باجماعت نہیں بلکہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہوں، یہ سب انہی کی تعلیمات میں سے ہے۔ بعد میں انکے نقش قدم اور سیرت سیاہ پر چلنے کی نقل کراچی میں کاروان سلمان نے بھی کی جسکی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔ کاروان حیدری کے آغا حیدر نے ان سیاہ کارناموں اور تحقیقات کو آگے بڑھایا جنھیں آغا موسوی نے نا تمام چھوڑا تھا۔ آغا حیدر اس نتیجے پر پہنچے کہ کعبہ اور لاہور میں موجود امام باڑوں میں نصب ضریح، جھنڈے اور گھوڑے ایک جیسے ہیں ان کے نزدیک یہ سب کعبہ کی طرح شعائر اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے نزدیک جب آپ کعبے کا طواف کرسکتے ہیں تو ان ضریحوں کا بھی کرسکتے ہیں، جب استار کعبہ کو چوم سکتے ہیں تو جھولے اور جھنڈے کو کیوں نہیں چوم سکتے آغا حیدر اور ان کی فکر جیسی فکر رکھنے والے دیگر افراد کا کہنا ہے کہ جب ہسپتال، اڈوں اور طواف میں مرد وعورت مخلوط ہو سکتے ہیں تو یہاں امام باڑوں، مجالس اور ماتمی جلوسوں میں مرد وعورت کیوں مخلوط شرکت نہیں کرسکتے۔ انکے نزدیک کعبہ وروضہ رسولؐ کی اتنی اہمیت نہیں کیونکہ وہاں وہ امت مسلمہ سے

ہٹ کر جو مخصوص اعمال بجالاتے ہیں وہ اعمال تو وہ یہاں پاکستان میں بھی کر سکتے ہیں فرق اتنا ہے کہ وہاں وہ اچھے خاصے ہوشمند انسان کو بھی بکرا بنا سکتے ہیں لیکن لاھور میں ایسا نہیں کر سکتے۔

ایام حج میں چالیس دن مجلس کے نام سے حجاج آپ کے ہاتھوں اسیر ہوتے ہیں اور آپ انہیں قرآن سے آشنائی وقرب، نبی کریمؐ کی سنت اور کعبہ کی عظمت سے قریب کرنے کی بجائے صرف رکن یمانی سے چسپاں کرتے ہیں۔شیعہ سنی تعصب پھیلانا، کعبےکوعلی کا زچہ خانہ بتانا، اہل بیت اطہار کوعبودیت سے نکال کر اللہ کے مقابل لانا بنظریہ تناسخ کی تبلیغ جیسے موضوعات پر مجالس کا انعقاد کرنا آپ کے سیاہ ترین کارناموں میں سے ہے۔ بعد میں بننے والے کاروانوں نے آپ ہی کی تاسی و پیروی کی ہے۔قارئین کرام آغا حیدر ہوں، ریاض بنا ہوں یا سخاوت یا ناصر نقوی ہمیں کسی سے کوئی ذاتی عناد و دشمنی نہیں ہے۔آپ نے میری خاطر مدارت بھی کی ہے اور مجھے عزت واحترام اور تواضع سے پیش آتے ہیں لیکن میں ان جرائم پر خاموش رہنے کو رشوت دے کر گواہ کو گواہی دینے سے روکنے کے مترادف قرار دونگا۔میں نے کسی سے انتقام نہیں لینا، کسی پر غصہ نہیں نکالنا بلکہ میرا غصہ یا میرا کسی سے راضی و ناراض ہونا صرف اللہ و رسولؐ کیلئے ہے۔اگر یہ حضرات یہ تمام اعمال سرانجام نہیں دیتے یا انکے لئے کوئی جواز رکھتے ہیں تو بات کریں، میں تابع دلیل ہوں، دلیل ملنے پر توبہ کرونگا۔

﴿وَ الَّذينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوها وَ أَنابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرى‏ فَبَشِّرْ عِبادِ. الَّذينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولئِكَ الَّذينَ هَداهُمُ اللَّهُ وَ أُولئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبابِ﴾ ''اور جن لوگوں نے ظالموں سے علیحدگی اختیار کی کہ ان کی عبادت کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہوگئے ان کے لئے ہماری طرف سے بشارت ہے لہذا پیغمبر آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی ہوتی ہے اس کا اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو صاحبانِ عقل ہیں'' (زمر۔۱۷،۱۸)

حلق و تقصیر:

یہ دوحکم قرآن کی سورہ بقرہ آیت:۱۹۶ اور فتح:۲۶ میں آئے ہیں۔جہاں تک حلق ہے اس کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ بعض سر کا حلق کافی نہیں ہے بلکہ تمام کا حلق ضروری ہے لیکن تقصیر کے بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے بعض سر کا تقصیر کافی ہے یہ کہ بعض سر کا تقصیر کفایت کرنے کا حکم آیت کے کس کلمہ سے استناد کیا ہے یہ انہوں نے نہیں فرمایا اس سے زیادہ تعجب کی بات ان کا یہ فتویٰ ہے جہاں کہا کہ ناخن کی تقصیر بلکہ بدن کی کسی بھی حصہ سے تقصیر کافی ہے۔فقہاء کی آیت سے غیر مربوط فتاویٰ ان کی سنت رہی ہے لیکن ان کا ہمارے تفسیر قرآن کے استاد فقید عالی آیت اللہ صادقی کی تفسیر کے متعلق کہنا کہ ما خالف القرآن دیوار سے ماریں۔یہاں آپ نے قرآن کی جگہ مجتہدین مردہ و زندہ کی تقلید میں آکر خلاف قرآن فتویٰ صادر کیا ہے۔جہاں آپ نے اپنی گراں قدر فقہی سیاسی فلسفی اسرار مناسک حج میں بحث حلق و تقصیر میں ناخن یا بدن کے کسی بھی جگہ سے بال اتارنے کو تقصیر کیلئے کافی گردانا ہے جبکہ دونوں آیتوں میں کلمہ روسکم آیا ہے جس میں داڑھی کا ٹنا بھی کافی نظر نہیں آتا ہے کیونکہ روسکم میں چہرہ نہیں آتا ہے۔

☆☆☆☆

حرف "خ"

خاور:

خاور بھائی کا بھی ہمارے سفرحج میں بار ہا ملاقات میں رہنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔آپ سے تعارف ہمارے کراچی آمد کےتھوڑے عرصے کے بعد ہی شروع ہوا۔اُس وقت خاور بھائی اور باقر بھائی یہاں اخوان الصفاء کی تنظیم چلا رہے تھے۔لیکن جلد ہی آپ دونوں ہم سے خفاء ہوگئے کیونکہ وہ تنظیم میں ہمیں اپنی خواہشات پر پورا اُترانے سے مایوس ہوگئے تھے جبکہ بعدازاں خود بھی تنظیم سے الگ ہوئے اور ایک نئی تنظیم قرآن فاونڈیشن کے نام سے تاسیس کی۔قرآن فاونڈیشن کے نام سے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کواونچا کرنے کیلئے مختلف منصوبہ جات پرعمل کریں گے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن کے نام سے قائم تمام موسسات اب تک اس کوشش میں سرگرم ہیں کہ قرآن کے نام سے جتنا ہوسکے قرآن کو پیچھے کریں تاکہ یہ افراد رسول کریم کی قرآن میں بیان کردہ شکایت کا مصداق جاں بن جائیں ﴿وَ قَالَ الرَّسُولُ یَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً ﴾ "اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا" (فرقان ۳۰)۔انہی کی بدولت قرآن سیکولروں کا پلے کارڈ بن گیا ہے۔ان میں سب سے زیادہ کردار حفظ قرآن سے متعلق سی ڈی وکیسٹ وغیرہ میں الحادی قاریوں کی دعوت نے کیا ہے۔فاونڈیشن کا مقصد ایسے پروگرام وضع کرنا ہے جس میں عاشقان والہان قرآن کریم کو اس پرانے دور کی طرف لے جانا ہے جہاں سے قرأت قرآن کے نام سے قرآن کو پیچھے چھوڑنے کا سلسلہ شروع ہوا۔چنانچہ آپ اس سلسلے میں کیسٹ وسی ڈی، مختلف قرأت کے الحان اور مختلف طباعت کے قرآن کی نمائش کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔آپ بیس سال سے مختلف طباعت کے یہ قرآن سال میں ایک دفعہ کسی ہال کے میز پر رکھ کرکسی وزیر سے اس نمائش کی افتتاح کرواتے ہیں۔آپ کو قرمطیوں کے سرمایہ دار بہت پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ چندہ زیادہ دینے کے ساتھ قرآن کے حقائق اور معارف کو پیچھے کرنے والے پروگرام میں دلچسپی رکھتے ہیں۔چنانچہ ہمارے پرانے دوست جناب ثقلین نقوی ان کے سرا ہنے والے مددگار تھے۔غرض انکے اس عمل میں وقفہ نہیں آیا اور جتنے سال گزریں گے اتنا ہی مسلمانوں میں قرآن سے دوری اجنبیت بڑھتی جائے گی لہذا آپ او رباقر شیم نقوی صاحب اور دیگر حلقے اس لیے ہم سے نالاں تھے کہ ہم نے ان کی غیر اسلامی قراردادوں کیلئے انگوٹھے والی انگلی بننے سے انکار کیا۔نیز ہم نے صندوق خیانت کے سرپرست بننے سے بھی انکار کیا تھا۔اس لیے انھوں نے انگوٹھے کیلئے ایک تابعدار مولوی جس کی اردو بھی اچھی ہو اور وہ ہمارا نعم البدل بنے ایران سے منگوایا۔جس کیلئے ایران والوں نے کم سے کم صوبائی قیادت سے کم پر راضی نہ ہونے والے مولوی قبلہ حسن ظفر کو منتخب کیا۔وہ تو فقیہ نظارت اسدی یا بلتی مولوی جیسے تھوڑی تھے بلکہ وہ ہر لکھنوی سلام کرنے والے کو قدرشناس سمجھتے۔یہاں سے آپ نے ہمیشہ سے مولوی کی سرپرستی سے مایوس ہوکر آزاد ادارہ چلانے کا عزم کیا اور دیگر برادران اخوان الصفاء کے مانند ہم سے خفاء رہے۔دین وشریعت تعلیمات آل محمد کو نصب العین گردانے والے شخص کاروانوں میں جہاں حاجی کی سلاخی ہونے کے ساتھ حج کے اصولوں کو مسخ کیا جاتا ہے وہاں آپ حق بولنے سے روزہ رکھتے ہیں یعنی خاموش رہتے ہیں۔آپ کی طرف سے کاروانوں سے اختلاف سننے میں نہیں آیا یہاں تک کہ جب ہمیں وہاں ملتے تو ہم سے ملاقات میں جلدی سے الگ ہوجاتے تاکہ کاروانوں کے خلاف بات نہ سنیں۔

سنا ہے آپ نے ہمارے فرزند، جہاں وہ نوکری کرتے ہیں اس ادارے کے ہمارے فرزند کو نوکری دینے کی شکایت آقای بہاؤالدین سے کی اور انھیں برطرف کرنے کیلئے چارہ جوئی میں مصروف ہیں آپ شاید سمجھ رہے ہونگے وہ ہماری خواہش درخواست اور رضا ورغبت کے مطابق اس عہدے پر لگے ہیں۔آپ نے شکایت کی ہے کہ جس کا باپ وہابیوں کیلئے کام کر رہا ہے آپ اسے یہاں نوکری دے رہے ہیں ہمارے وہابی ہونے کے انکے پاس مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

۱۔ان کی پابندیوں کے باوجود میں حرمین شریفین میں جماعت میں شرکت کرتا ہوں۔

۲۔علم جھولے گھوڑے تابوت کو شعائر اللہ نہیں سمجھتے۔

۳۔مدارس حوزات میں قرآن کی درس پر پابندی کے خلاف ہیں۔

۴۔بارہویں امام کو حاضر نہیں مانتے بلکہ غیب مطلق سمجھتے ہیں۔

۵۔قرآن وسنت محمد سے متصادم عقائد واحکامات کو تسلیم نہیں کرتے۔
یہاں سے واضح ہوا کہ ان اخوان الصفاء کے بیٹے کتنے میل کچیل سے سیاہ ہیں یہ باہر کے حقائق کو درک کرنے سے عاجز ہیں۔

خپلو:

خپلو سابق زمانے میں بلتستان کا ایک حصہ تھا اب خود مستقل ضلع ہوگیا ہے یہ صوفیوں کا مرکز ہے اس ضلع میں نوربخشیوں کے بعد اہل سنت کی اکثریت ہے لیکن یہاں شیعہ ایک قسم کی اقلیت ہے۔یہاں صوفی ازم کو پسند کرنے والی طبیعت، تشدد اور ایک دوسرے سے نفرت وفساد پسندی تینوں میں نمایاں انداز میں ہے ۔خانقاہ خپلو میں جھگڑا وفساد کی خوبی بو آتی ہے۔یہاں کے دانشوروں اور روشن خیال حضرات کے نزدیک دین کی بنیاد اور ستون تقلید ہے۔یہاں کے علماء اور دانشور حضرات یا تو کسی پیر ومرشد کے مقلد ہیں یا خود پیر بنے ہوئے ہیں، ان کو پیر اور مجتہد سے اوپر بات کرنے سے چڑ ہے کیونکہ پیر مجتہد کے ہوتے ہوئے قرآن وسنت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ان کی نظر میں صحیح اسلام یہ ہے کہ خواتین کو بین الاقوامی حقوق ملنے چاہیں اور اسلامی حقوق کم سے کم دینا زیادہ بہتر ہے۔

خمس:

خمس پانچویں حصے کو کہتے ہیں۔دور جاہلیت میں ڈاکہ ڈالنے والے کسی علاقے پر حملہ کرنے کے بعد حاصل ہونے والے مال کو آپس میں چار حصوں میں تقسیم کرتے تھے لیکن اسلام آنے کے بعد پیغمبر اکرم نے فتوحات لشکرِ اسلام سے حاصل ہونے والے مال کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔آپؐ نے چار حصے لشکر اسلام میں تقسیم کئے اور ایک حصے کو اپنے تصرف میں لیا۔چنانچہ سورہ انفال کی آیت ۴۱﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ ﴾
''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر''۔
اس آیت کے تحت میدان جنگ میں حاصل شدہ غنائم کے پانچویں حصے کو خمس کہتے ہیں لیکن فی زمانہ یہ کاروان حجاج کے پہلے درس کا نصاب بنا ہوا ہے۔
کاروان والے اپنے ہاں جمع شدہ حجاج کیلئے پہلے دن دو چیزوں پر زور دیتے ہیں ایک آپ اپنے پورے مال کا خمس دیں اور اگر حاجی وہ دینے کیلئے آمادہ نہ ہو جیسا کہ دولت کثیر رکھنے والے سرمایہ دار اس کیلئے آمادہ نہیں ہوتے یا فقیر و نادار افراد کیلئے بھی یہ ممکن نہیں ہوتا تو کاروان کے علماء حضرات ان پر بہت مہربان ہونے لگتے ہیں اور وہ ان پر منت سماجت رکھتے ہیں ان سے مصلحت کر کے ان کو عذاب آخرت سے ڈرانے دھمکانے کے بعد نجات دلاتے ہیں اور یوں وہ انہیں خمس ادا کرنے پر راضی کراتے ہیں۔اگر وہ اپنے پورے مال کا خمس دینے کیلئے آمادہ نہ ہوسکیں تو کم از کم حج کے مصارف پر خمس نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔دوسرا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ مال کس کو دیا جائے پہلا جواب یہ ہے کہ آپ اپنے مجتہد کو دے دیں۔اس طرح یہ ایران وعراق میں پہنچ جائے گا۔سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ ان تک کیسے پہنچے گا تو جواب میں کہتے ہیں یہاں ان کے وکیل کو دے دیں جو ان کے منظور نظر ہیں، اسکے بعد پتہ نہیں چلتا کہ وکیل اور انتظامیہ اور اس عالم دین کے درمیان کیا سمجھوتا قرار پایا ہے؟
کاروان بلال والے کہتے ہیں آغا رضی جعفر کو دیں اور آغا رضی جعفر تنظیم المکاتب کو دینے کا کہتے ہیں۔آغائے رضوانی کہتے ہیں آغائے مدبر کو دے دیں۔کاروان حیدری کی انتظامیہ کہتی ہے سیٹھ حیدر کو دے دیں، جہاں کہیں دیں خمس لینے والے کا سیٹھ ہونا یا سیاست مدار ہونا یا لقب دار ہونا ضروری ہے یہ جو کہتے ہیں فقیر و مسکین اور رشتہ داروں کو اور دین کی سربلندی اور دین کے مصرف میں دیں یہ باتیں جذباتی ہیں جیسا کہ شعر میں قافیہ جوڑنے کے لئے بعض لفظ لائے جاتے ہیں یہاں بھی مخصوص الفاظ سے آپ کے جذبات ابھار کر آپ سے دولت ہتھیائی یا لوٹی جاتی ہے۔ورنہ خمس کہیں بھی دین کی سربلندی میں خرچ نہیں ہوا ہے جہاں وہ کہتے ہیں کہ دینی مدارس پر بھی خمس خرچ ہوتا ہے تو وہاں بھی واضح ہوگیا ہے کہ ان دینی مدارس میں دین کے نام سے صرف ونحو، منطق وفلسفہ سوئمنگ پول اور کمپیوٹر پروگرام ہیں ان دینی مدارس میں پڑھنے والے طلباء یا ان مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کو آپ کبھی بھی قرآن وسنت وسیرت محمد کی ترویج واشاعت اور احیاء و احیا کی کوشش کرتے ہوئے نہیں دیکھیں گے وہ مال و دولت سمیٹتے ہوئے تو نظر آئیں گے مگر ان کی زندگیاں قرآن وشریعت پر عمل سے خالی نظر آئیں گی۔اگر یہاں گڑبڑ ہوگئی اور کسی نے خمس ادا کرنے سے انکار کیا تو مکہ ومدینہ میں مجتہدین کے نمائندوں کی زیارت کی دعوت کے نام سے لے جاتے ہیں وہاں بطور استفتاء سوال کرتے ہیں کیا

خمس دیئے بغیر حج ہوسکتا ہے یا نہیں اور اگر کسی کے پاس گنجائش نہ ہو تو کیا کریں پھر دست گردانی گردان شروع کرتے ہیں، اسے پیش کیا جاتا ہے۔ بہر حال حاجی کیلئے ایک چونگی یا ٹول پلازہ ہے جہاں ایک خاص رقم ادا کئے بغیر اسکی جان نہیں چھوٹ سکتی۔ لیکن اس خمس کے واجب ہونے کی سند کیا ہے؟ یہ وصول کرنے کا حق مجتہدین کو کس نے دیا ہے؟ اگر پیغمبر اسلامؐ، خلفائے راشدینؓ اور امام حسنؑ وحسینؑ نے کھیتی باڑی، ملازمت، دوکانداری وغیرہ سے حاصل ہونے والی آمدن پر خمس لیا ہے تو ثابت کریں جبکہ تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے ایسا خمس نہیں لیا تو پھر سوال یہ ہے کہ کس دلیل سے آپ یہ خمس لیتے ہیں؟ یہ سوالات انکے لئے انتہائی ناگوار ہوتے ہیں۔ یہاں انکا ایک ہی جواب ہوتا ہے کیا آپ مجتہد ہیں، جو کہ یقیناً میں نہیں ہوں، تو پھر کہتے ہیں چونکہ آپ مقلد ہیں لہٰذا آپ کو چپ چاپ یہ خمس ادا کرنا چاہیے۔

رجوع کریں تقلید حرف ''ت'' میں۔

☆☆☆☆

حرف ''د''

دشمن اہل بیت:

خواجہ وخوجگان:۔ جہاں کہیں کمیشن ہو وہاں خواجہ وخوجگان کے ذکر کے بغیر بحث ادھوری رہ جاتی ہے ہم جیسے جو علماء حضرات ان کے نمک خوار ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ یہاں دین انہی سے قائم ہے انہوں نے دین کو اٹھانے میں حضرت خدیجہؑ کا کردار ادا کیا ہے لیکن محققین وتحلیل گراں حضرات کا عقیدہ ہے کہ یہاں دین اگر زمین گیرو فالج زدہ ہوا ہے تو یہ انہی دو گروہوں کی وجہ سے ہوا ہے یہ لوگ دین کو برباد و ویران اور مسخ کرنے کے لئے دولت خرچ کرتے ہیں یہ یہاں این جی اوز کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہاں دین کے کام ہوتے نظر نہیں آتے بلکہ یہ لوگ دین کو دفناتے اور جنازہ پڑھاتے نظر آتے ہیں یہ ان کی مہارت ہے کہ وہ علماء کی اولاد کو آسان طریقہ سے اسماعیلی بناتے ہیں۔ سالار وعلمائے کاروان حجاج کا کہنا ہے کہ حرمین شریفین میں نماز جماعت میں شرکت نہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہاں کا امام دشمن اہل بیت ہے۔ اس مسئلہ کے مختلف زاویے ہیں ہر زاویہ سے بحث وگفتگو کرنے کی ضرورت ہے:۔

۱۔ اہلبیت سے مراد کون ہیں کہ جن سے یہ لوگ دشمنی کرتے ہیں؟

۲۔ اگر وہ ان سے دشمنی کرتے ہیں تو اسکے مظاہر کیا ہیں۔ کیا وہ زبان سے اہل بیت سے دشمنی کرتے ہیں، عمل سے کرتے ہیں، تحریر سے کرتے ہیں، تقریر میں کرتے ہیں یا خفیہ طور پر دل میں دشمنی رکھتے ہیں۔ آیا خود اہلبیت نماز پنجگانہ فرادیٰ گھر میں پڑھتے تھے یا مسجد میں فرادیٰ پڑھتے تھے؟ یا مسجد میں امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے؟ اہلبیت کی نظر میں امام جماعت کو کن شرائط وصفات کا حامل ہونا چاہیے؟ خود اہلبیت کس کس سے دشمنی رکھتے تھے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، یہود ونصاریٰ تمہارے دشمن ہیں جبکہ یہ شیطان صفت لوگوں اور یہود ونصاریٰ کے خدمت گزار ہیں اور ان میں گھل مل کر اور ان کی نوکری چاکری اور خدمت گزاری میں بہت خوش وخرم رہتے ہیں۔ ان سے سوال ہے کہ آپ کس بنیاد پر کہتے ہیں کہ یہ لوگ دشمن اہل بیت ہیں تو جواب میں اکثر وبیشتر کہا جاتا ہے یہ لوگ خلفاء کے ماننے والے ہیں اور خلفاء دشمن اہلبیت تھے۔ سوال یہ کہ کیا اہل بیت نماز انہی خلفاءؓ کی اقتداء میں نہیں پڑھتے تھے؟

۳۔ آیا سارے سنی دشمن اہل بیت یا سارے اہل حدیث وہابی اور دیوبندی دشمن اہلبیت ہیں یا صرف حرمین شریفین کے امام جماعت ہی دشمن اہلبیت ہیں۔ اگر یہ لوگ دشمن اہلبیت ہیں تو جمعہ وجماعت کے خطبے میں اہل بیت پر درود وسلام کیوں بھیجتے ہیں؟ کیا یہی دشمن کی علامت ہے؟ آپ کس بنیاد پر اور کس منطق کے تحت تمام اہل سنت کو دشمن اہل بیت گردانتے ہیں؟

دعا:

دعا عبادتوں کا مغز ہے۔ دعا سے روگردانی یا گریز کرنے والوں کو متکبر اور ان کا ٹھکانہ جہنم بتایا ہے۔ دعا عجز وقصور اور ضعف وناتوانی کا اظہار ہے دعا صاحب ضعف کو قوت بخشنے والے اور نقص کو رفع کرنے والے سے درخواست کرنے کا نام ہے۔ قرآن میں دعا، غیر مالک نفع وضرر سے کرنے سے منع کیا ہے۔ کائنات میں کوئی ہستی ہو اس کی برگشت اللہ ہی کی طرف ہوتی ہے۔ اللہ نے قرآن کریم کی کثیر آیات میں اپنے علاوہ کسی کے سامنے نیاز رکھنے سے منع کیا ہے اور اسکو شرک گردانا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے بندوں کی نیازوں کو کچھ اس طرح ترتیب وتنظیم دی ہے:

۱۔ تمام مادی زندگی کی ضرورتوں کو کائنات میں پھیلایا ہے وہاں سے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے سورہ مبارکہ ابراہیم آیت ۳۴ میں فرمایا ﴿ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴾

''جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔'' (ابراہیم:۳۴)

۲۔ ان تک رسائی کو خود انسان کی سعی وکوشش اور جد وجہد سے مشروط کیا گیا ہے ﴿ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ . وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴾ ''انسان کے لئے وہی ملے گا جس کی کوشش خود اس نے کی ہو''۔ (نجم ۳۹۔۴۰)

۳۔روحانی ضرورتیں شامل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے مادی نیازوں کو کائنات میں پھیلایا ہے اور بندے کو خود تگ و دو کر کے مادی ضروریات تلاش کرنے کو کہا ہے۔ اسی طرح روحانی و معنوی نیاز کا بھی اس نے از خود اہتمام کیا ہے اس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو عقل سے نوازا ہے چنانچہ وہ اس کے ذریعے خیر و شر میں تمیز کر سکتا ہے اور دوسرے مرحلے میں بعثت انبیاءؑ اور انزال کتب سے اس کا اہتمام کیا ہے۔

اگر انسان نے عقل کی رہنمائی اور کتب آسمانی اور سنت و سیرت انبیاءؑ سے ہدایت کا راستہ تلاش کرنے اور اس پر عمل میں سستی و کاہلی کی تو اسے دونوں مقامات میں بدبختی و شقاوت کا سامنا ہو گا اور پھر ایسی صورت میں اس کی اور اس کے لیے کسی نیک انسان کی بھی دعائیں کارآمد نہیں ہوں گی۔ کیونکہ جو انسان قرآن حکیم اور قرآن سے نہ ٹکرانے والی سنت نبی کریمؐ کی مدد سے صراط مستقیم کی تلاش اور اس پر عمل کی سعی و کوشش نہیں کرتا اس کی دعاؤں یا اس کے لیے کی جانے والی دعاؤں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اللہ نے اس کیلئے انبیاءؑ کو مبعوث کیا ہے اور اس کے گناہوں، نافرمانیوں اور معصیت کاروں کی بخشش کا بندوبست کیا ہے اسے کسی کے حوالے نہیں کیا ہے۔ دعا کی اس وضاحت کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ دنیا میں جینے کی، عیش و نوش کی، راحت و آسودگی اور درد و الم کا شکوہ و شکایت یعنی عاجزانہ التجاو گزارش خود اپنی اور عامی زبان میں یا انپڑھ زبان میں خود اسی نے کرنی ہے وہ سمیع العلیم وقدیر ہے۔ لہٰذا اللہ نے دعا میں وکالت اور ٹھیکے کو مسترد کیا ہے۔ اس کی مثال اس شخص مصیبت زدہ دردمند کی ہے کہ وہ جس آہ و سوز سے اپنی زبان میں اپنا درد کہہ سکتا ہے کوئی اسکی ترجمانی نہیں کر سکتا۔ نہ بیٹا باپ کے درد کو بیان کر سکتا ہے نہ باپ بیٹے کے درد کو یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مریض طبیب کے پاس جاتا ہے تو اگر کوئی دوسرا اس کا مرض بتانا چاہے تو طبیب کہتا ہے مریض کو بات کرنے دیں پھر اسکی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے ہاں آپ بتائیں کہاں درد ہے خواہ اس مریض کے ساتھ کوئی کتنی بڑی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔

لیکن بدقسمتی سے ہمارے کاروانوں والے جس قاری کو اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں اسے حاجیوں نے اپنے اور اللہ کے درمیان نمائندہ و وکیل بنایا ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ عربی میں اللہ سے درخواست کر سکتا ہے کیونکہ حاجی عربی نہیں جانتے اور ان کے خیال میں اللہ عربی زبان کے علاوہ یا تو کوئی اور زبان اردو، پنجابی وغیرہ نہیں جانتا ہے یا کسی اور زبان میں دعا کو قبول نہیں کرتا ہے۔

مناسک حج و عمرہ ہر ایک اپنی جگہ مظہر کمال و تمام اطاعت و بندگی اللہ ہے جہاں بندے کی اصلاح کامل ہوتی ہے جہاں بندہ خود کو اس کی بندگی میں دینے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح نماز میں رکوع و قیام کے دوران مسلمان اس کی بندگی کا اقرار اور اعتراف کرتے ہیں، اعمال حج بھی اسی طرح ہے لیکن استاد باطنی نے اس مظہر توحید یکتا پرستی کو بھی شرک سے بھر دیا ہے چنانچہ میدان عرفات میں مریضوں، بے روزگاروں، بے اولادوں، سرمایہ داروں اور اقتدار طلبوں کے وکلا ٹھیکدار بے اسناد و بے معانی دعائیں کرتے ہیں جو فرقہ حروفیوں کے تعلقات کی چیخ و پکار سے گونجتی ہیں یہ کسی بندے کے تواضع و انکساری سے مناجات کرنے کا موقع ہی چھین لیتے ہیں۔ ہمیں ان دعاؤں کی اسناد و متن پر تین نکات سے بحث کرتی ہے:

۱۔اسناد دعا: وظائف الحرمین ۱) وظائف الابرار ۲) عرفات ومنیٰ کی دعائیں

یہ دعائیں اپنی جگہ دو قسم کی ہیں۔ ایک جن کی کوئی سند نہیں دی گئی ہے کہ وہ کس کتاب سے ماخوذ ہیں اور کس کی انشاء کردہ ہیں کوئی پتہ نہیں چنانچہ اسی نوے فیصد دعائیں ایسی ہی ہیں۔ لہٰذا ان کی اسناد تلاش کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ حوالہ نہیں ہے۔ بعض دعاؤں کی اسناد دی گئی ہیں جیسے مصباح متہجد مصباح الکفعمی، اقبال سید ابن طاؤس وغیرہ لہٰذا ان کی اسناد انہی کتابوں پر ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ مرسلہ ہیں۔ بدقسمتی سے ہمیں دعاؤں میں سات آٹھ سو سال پرانے کسی مجتہد کی تقلید کرنی ہے کیونکہ یہ دعائیں سید ابن طاؤس نے کہی ہیں۔

۲۔**غیر مربوط دعائیں:** جیسے حدیث کساء، جیسا کہ محمد حسین اکبر صاحب کہتے ہیں کہ مکہ میں یہ حدیث پڑھنے کی بہت فضیلت ہے، معلوم نہیں حدیث کساء کا عرفات میں کیا ربط ہے۔ اسی طرح دعائے ندبہ ہے۔

۳۔دعائے توسل ہے جو ان ایام میں رہائشگاہوں کی چھت پر یا مسجد الحرام کے کسی کونے میں یا انتہائی محتاط انداز میں عرفات میں پڑھائی جاتی ہے۔ جسکا کوئی ربط اعمال حج سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ دعا قرآن کریم کی آیات سے متصادم ہے۔

یہ دعائیں، دعاؤں کے نام سے دعاؤں کے بہانے سے حجاج کو اپنی گزشتہ خطاؤں اور گناہوں کے بارے میں سوچنے، اللہ کو پکارنے اور اپنے دل کی زبان میں اللہ

سے گفتگو کرنے اور اسے پکارنے کے مواقع فراہم ہی نہیں کرتی ہیں، پھر دعاؤں کے ٹھیکیدار بھی ان سے یہ مواقع چھین لیتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو میدان عرفات سے مناسبت ہی نہ رکھتی ہو یا سے وہاں رائج کرتے ہیں مثلاً اگر کوئی کہے میدان عرفات میں سورہ یسین، سورہ رحمٰن یا چار قل پڑھیں تو گویا اس نے حاجیوں کو دھوکا دیا کیونکہ میدان عرفات سوچنے اور فکر کرنے کی جگہ ہے لیکن بدقسمتی سے میدان عرفات دعا فروشوں کا میلہ اور بازار عکاظ بنا ہے۔ حجاج مردوں کیلئے فاتحہ فروشی کرتے ہیں حاجی دیکھتے ہیں کون کم قیمت میں دعا پڑھے گا پھر وہ اسی سے رابطہ کرتے ہیں یہ سب قرمطیوں کی اختراع ہے۔

کعبہ، مسجد الحرام، مسجد نبوی، میدان عرفات اور صفاء و مروہ خالص اطاعت و بندگی اللہ تبارک وتعالی کے مظہر ہیں۔ یہاں دیکھنا ہوگا بندہ کس حد تک اطاعت اللہ میں محو ہے۔ اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے والے ان اعمال سے اذہان کو خارج کرنے اور ان سے توجہ ہٹانے کیلئے فرقہ باطنیہ کے کارندوں اور ایجنٹوں نے ان مراکز کو بھی فرعی راستے پر گامزن کیا ہے۔ قرآن کریم میں دعاؤں کے دو مظہر ہیں جو ممکن نہیں سوائے اللہ تبارک وتعالی کے۔

ا۔ اللہ کی اطاعت وبندگی کا ہمہ وقت اعتراف کرنا۔ ایک لمحے کیلئے بھی اسکی الوہیت وعبودیت سے سرگرداں نہ ہونا۔ اس روگردانی کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے اور ایسا کرنے والے کو مستحق عذاب قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ دعا بندے کا ارتکاب عصیان کے موقع پر اللہ تبارک وتعالی سے عفو و درگذر طلب کرنا ہے۔ یہ بخشش کسی عالم دین، کسی زاہد و عارف بفقید المثال آیت اللہ یا کلیسا کے پاپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ حتی پیغمبرؐ کے پاس بھی نہیں ہے۔ بخشش و مغفرت صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالی کے پاس ہے۔ طلب مغفرت کیلئے بندے کو اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ لیکن ان فرعی راستوں پر گامزن کرنے والوں نے سرزمین مکہ مدینہ، عرفات مزدلفہ اور صفا و مروہ کو دنیاوی حاجتیں طلب کرنے کی منڈی بنایا ہے جہاں دعاؤں کیلئے بکنگ کی جاتی ہے دام معین ہوتے ہیں، حاجت کے مطابق آمین کہلوایا جاتا ہے۔ ان جعل کردہ دعاؤں کی کوئی سند نہیں۔ بے چارے ان پڑھ اور جاہل افراد سے جو ایک حرف بھی مشکل سے ادا کرتے ہیں انکے رٹے لگوائے جاتے ہیں۔ ان کے مقاصد میں شامل ہے کہ حجاج میدان عرفات میں بھی اپنی اور اللہ کی شناخت اور طلب مغفرت سے منصرف رہیں اور یہاں بھی دنیا طلبی میں مستغرق ہو جائیں۔ غرض یہاں بھی حجاج عصر حاضر کے قرمطیوں کے نرغے میں ہیں۔

دفاع جانب داری:

میرے اوپر وارد اعتراض میں سے ایک یہ جملہ ہے کہ یہ اپنوں کے خلاف لکھتے ہیں یہ جملہ زمانہ جاہلیت کے اصول قبائل میں سے تھا جہاں انہوں نے اپنی طرف سے ایک اصول جعل کیا ''انصر اخاک ظالما او مظلوم' ظالما مظلوماً '' اپنا بھائی چاہے ظالم ہو یا مظلوم دونوں حالت میں اس سے دفاع کرو تو اس کو آئین جاہلیت کہیں گے۔ لہذا قرآن وسنت محمد میں یہ قانون منسوخ ہوگیا ہے۔ اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکو چاہے وہ تمہارا بھائی ہی کیوں نہ ہو اور اگر مظلوم ہے تو ان سے دفاع کرو۔ لہذا اگر کوئی گروہ میرے دین میں ہر آئے دن بے اسناد معاجز وفضائل کو دین کا حصہ بنانے اور تحریفات وخرافات اور غیر معقولات کے پہاڑ بنا دیں تو بتائیں وہاں ایک انسان مسلمان کی کیا ذمہ داری بنتی ہے۔ کیا یہاں نہی عن المنکر بہتر ہے یا خاموشی وسکوت؟

دلنواز:

دلنواز، بانی وسالار کاروان بلال خلف کاروان سلمان ہے آپ سے پہلا تعارف سرزمین مقدس مکہ معظمہ میں ہوا جب آپ کاروان سازی اور کاروان چلانے کے بارے میں سروے کے لئے تشریف لائے تھے جہاں آپ نے کاروان سلمان اور اس کی انتظامیہ بمعہ فقیہ کی فراست وسیاست اور کاروان چلائی کا بغور مشاہدہ کیا اور پھر اگلے سال کاروان تشکیل دیا۔ مراسم عبادی، حج کے مدیر کے لئے جناب علامہ رضی جعفر صاحب کو مدیر اور جناب آقائے غلام محمد امینی کو نائب مدیر منتخب فرمایا، کاروانوں میں ولی امر کی حیثیت امیر کاروان کی ہوتی ہے علماء اعلام کی حیثیت شاہ طہماسب کی طرف سے محقق کرکی جیسی اور شاہ سلیمان کی طرف سے علامہ مجلسی جیسی ہوتی ہے ہمارے ہاں علماء کا کردار بکرے کو ذبح کرنے کی دعا پڑھنے کے لئے ہوتا ہے جبکہ سرزمین مکہ ومنی میں بکرے کے علاوہ حج اور حجاج کو بھی ذبح کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے صاف سلیس اردو بولنے والی شخصیات کے علاوہ غلو کی غلاظت پھینکنے والی شخصیات کی ضرورت ہوتی ہے جہاں حجاج میں بغاوت وسرکشی نظر آئے تو ان علماء سے انہیں چپ کرواتے ہیں اس کے لئے آقائے رضی جعفر، آقائے رضوانی جیسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دعا شرک سے لبریز، شرک توسل اور نعرہ حیدری یا علی مدد سے فضاء مکہ وعرفات کو نج اٹھے، لہذا آپ دونوں کی حیثیت بسمل والے لیمولانا جیسی ہے۔

جناب دلنواز صاحب سے اختلاف بھی یہیں سے ہوا جہاں آپ کاروان کو اسوہ سینہ کاروان سلمانی پر چلانے کا اصرار کرتے اور پھر کراچی سے احرام باندھنے اور سرزمین توحید، مرکز نزول قرآن میں قرآن و محمدؐ کے خلاف غلو اور کفریہ کلمات پر مبنی اشعار سنانے کے لئے محافل مشاعرہ منعقد کراتے ہیں مگر پھر بھی ہماری طرف سے شدید نقد و انتقاد کے باوجود مراسم تعارف اور دوستی برقرار رہی۔

یہاں تک کہ ہماری کتاب قرآن میں شعر و شعراء آنے کے بعد ایک دن برادر دلنواز صاحب نے ہمیں فون کیا کہ سعودی عرب دمام سے کاروان کے رکن رکین جناب حاج طالب صاحب تشریف لائے ہیں آپ سے بات کریں گے، ہم نے ان دونوں کو اپنے گھر میں دعوت دی انہوں نے قبول فرمائی لیکن شام کے وقت دلنواز صاحب معذوریت پیش کر کے تشریف نہیں لائے ہم نے ان کی آمد سے پہلے ایک صفحہ شعر و شعراء کے بارے میں لکھا اور اس میں انھیں متوجہ کیا کہ ہر چیز کی صحت و سقم کی کسوٹی قرآن کریم ہے اور یہ جو شعر کو آپ نے ایک اہم مراسم حج میں شامل کر رکھا ہے اس کا قرآن سے موازنہ کریں یہ ایک صفحہ ہم نے دو کتابوں میں چسپاں کر کے انھیں بطور تحفہ دیا۔

طالب صاحب نے دیکھ کر اندر سے غصہ میں لبریز ہو کر کہا کہ آپ کا ذہن اس طرف کیسے متوجہ ہوا اور یہ بھی کہا یہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے وہ اچھا ہوا ہے۔ مگر انھوں نے مکہ میں روزانہ اور غدیر کے دن مشاعرہ کی محفل نہیں چھوڑی یہاں تک کہ ہم نے ان کو غصہ دلانے کیلئے ایک دفعہ کہا تھا کہ اس سال کتنے گانے والے لائے ہیں گانا جو کہ فعل حرام ہے لیکن یہ جو شعر مدح و منقبت اہل بیت کے نام سے انشاء کرتے ہیں وہ غلو، حلول اور شرک پر مبنی ہوتے ہیں لہٰذا وہ گانوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں لیکن آپ کو غصہ نہیں آیا کیونکہ باطل کی یہ نشانی ہے کہ ان کو غصہ نہیں آتا ہے۔

ایک رات دلنواز صاحب اچانک ہمارے گھر تشریف لائے اور ہمیں ہماری کتاب عقائد و رسومات کے بارے میں ایک تجویز دی کہ آپ اپنی یہ کتاب بڑے بڑے علماء تک پہنچائیں اور ان سے درخواست کریں کہ اسمیں جہاں کہیں سقم ہیں ان کی نشاندہی کریں اور ان کو مٹادیں چنانچہ انھوں نے محترم کلب صادق سے اس کتاب کے بارے میں گفتگو کا ذکر بھی کیا تو ہم نے عرض کیا نہ میں اپنی کتاب کسی کو مفت میں ترسیل کر سکتا ہوں نہ میں اپنی کتابوں میں غلطیوں کی نشاندہی کیلئے علماء اعلام کو چیلنج کر سکتا ہوں کیونکہ ہم اپنی کتابوں کے ابتدائیہ میں لکھتے آئے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی غلطی ہو اس کی نشاندہی کریں ہم اس کو ختم کریں گے اور آپ کے ممنون رہیں گے یہ خط لکھنا ان کے حق میں جسارت ہوگی چنانچہ خود ان کی طرف سے ایک خط لکھا گیا اور وہ پانچ کتابیں خود خرید کر لے گئے۔

سال ۱۴۳۲ھ میں ہم نے مناسک حج کے حوالے سے کچھ صفحات سرزمین مقدس مدینہ مکہ میں حجاج کرام اور امیر و سالار کاروانوں تک پہنچائے جس میں امراء کاروان اور فقہائے کاروانوں کے مناسک حج میں قرآن و سنت سے انحرافی نکات کے ساتھ ان کے حجاج کرام پر مختلف حیلے بہانوں سے پیسہ بٹورنے اور انھیں سلاخی کرنے کے رویہ کے بارے میں لکھا تھا جو مختلف اور متعدد ذرائع سے ان تک پہنچایا گیا ان میں سے ایک پمفلٹ کاروان بلال کے سالار ہمارے مہربان دوست جناب دلنواز صاحب کو حرم میں پیش کیا تھا۔ ان صفحات کو دیکھنے کے بعد دوسری ملاقات میں آپ نے فرمایا کہ آپ کاروانوں کے اندر کس حد تک نفوذ رکھتے ہیں۔ دوسرے دن کہا آپ کاروانوں کی خرابیاں چالیس فیصد تک جانتے ہیں لیکن کچھ خرابیوں سے آپ بے خبر ہیں جنھیں ہم جانتے ہیں۔ جب آپ تیسری دفعہ ملے تو آپ کا موڈ بہت خراب ہو گیا تھا محسوس ہوا کہ آپ نے ان صفحات کو انتہائی دقت اور غور سے پڑھا ہے یا کسی پڑھنے والے نے آپ کو ہمارے خلاف اکسایا ہے جس کی بنیاد پر آپ چہرہ عبوسی میں کہنے لگے سب حافظ بشیر نہیں بن سکتے ہیں۔ آپ کی کتاب کوئی نہیں پڑھتا۔ پھر کہنے لگے عرصہ دراز سے ہمارے فرقے میں یہودیوں سے پڑھے ہوئے افراد گھس گئے ہیں جو اس میں انتشار و افتراق پھیلا رہے ہیں۔ وہ یہودیوں کیلئے کام کرتے ہیں۔ اس دن وہ بہت غصہ میں تھے آپکا مزاج کچھ زیادہ ہی خراب تھا۔ علامہ امینی صاحب بھی آپ کے ساتھ تھے آپ نے یہ جملہ دو تین دفعہ دہرایا جس کے بعد علامہ امینی جلدی سے حلقہ چھوڑ کر طواف میں تشریف لے گئے۔

جہاں تک دلنواز صاحب کا یہ کہنا کہ سب حافظ بشیر نہیں بن سکتے ہیں میں جناب دلنواز سے نیز آیت اللہ مبلغ و خطیب غالین آیت اللہ غروی اور قارئین کرام کو یقین دلاتا ہوں اور مطمئن کرتا ہوں کہ میں خرافات و تحریفات کی تہہ سے نجات پانے کے بعد دین مقدس اسلام کے چہرۂ مبارک سے گرد و غبار دھونے اور عمامہ و عباء جانے کے بعد دوبارہ امام و فقیہ خرافات قطعاً نہیں بنوں گا۔

جہاں تک آپ نے فرمایا میری کتابیں کوئی نہیں پڑھتا یہ بات بھی چند لحاظ سے درست نہیں تھی:

۱۔اگر میری کتابیں کوئی نہیں پڑھتا ہے تو آپ بمعہ طالب صاحب اور آپ کے مرشد آقائے رضی جعفراس طرح دیگر علماء اعلام اکابر محترم محسن نجفی، سلمان نقوی، جعفری اور فقیہ سرگودھا کیوں غیض وطیش میں ہیں۔شاید کسی پڑھنے والے نے آپ حضرات کو کتابوں کا محتوی مضامین سے خبر دی ہو گی یا آپ نے خود پڑھی ہوں گی۔

۲۔میری کتابیں کیوں نہیں پڑھتے ہیں شاید اس لئے نہیں پڑھتے ہونگے کہ یہ آپ کے عقائد قد اجی اور غلو وشرک کو نیست و نابود کرتی ہوں گی۔جھوٹے قصے کہانیوں، تحریفات وخرافات اور من پسند و من گھڑت عقائد و رسومات پر مبنی آپ کا مذہب جو قرآن وسنت کے خلاف ہے وہ یقیناً میری کتابوں کے مضامین کا تحمل نہیں کرتا ہوگا دین کا تسلسل صدوق اور کلینی سے اوپر جانے سے لنگڑا نہیں ہوگا لیکن آپ ان سے اوپر جانے اور چودہ سو سال پہلے دور پیغمبر اکرمؐ میں قرآن وسنت پیغمبر اسلامؐ سے ملنے والے عقائد کو لینے اور ان پر عمل کیلئے تیار نہیں ہیں اس لیے آپ ہماری کتابیں نہیں پڑھتے ہونگے چنانچہ آپ جیسے علماء کی وجہ سے عاد و ارم جیسی تعمیر کی مانند درسگاہوں میں درس قرآن وسنت محمدؐ پر پابندی ہے کیا یہ قرآن وسنت محمدؐ کی توہین نہیں ہے۔

ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے لیکن آپ کے خطابات کے سیاق وسباق میں مخاطب ہم ہی تھے چنانچہ یہاں کے علماء اعلام فرماتے ہیں میں وہابیوں کے لئے کام کر رہا ہوں آپ نے وہابیوں کی جگہ یہودی استعمال کیا ہے ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کی مراد ہم ہی ہیں ان کی مراد کوئی بھی ہو سکتا ہے دونوں مفروضوں کے لئے دلیل چاہیے لیکن ہمیں ان کے جملات سے یہ سوچنے کا موقع ملا کہ بجائے اس کے کہ اس سے مراد و مقصود کون ہو سکتا ہے ہمیں خود یہود کی کارگر دگی کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے۔ہمیں دیکھنا ہوگا کہ یہود کا طریقہ کار کیا ہے۔جس سے پتہ چلے گا کہ کون کس کے کہنے پر یہودیت کیلئے کام کر رہا ہے۔اس وقت دنیا میں یہودیوں کی ان سازشوں کو کون کامیاب بنا رہا ہے اور کون ان کیلئے سرگرم عمل ہے یہودیوں کی اسلام ومسلمین کے خلاف سرگرمیوں کے بارے میں حرف ''ی'' میں بیان کریں گے وہاں رجوع کریں۔

دور الدلایل:

دین اسلام میں کوئی بھی چیز مثلاً عقائد واحکام تاریخ حتیٰ لغت کی مصطلحات کسی پر ٹھونسی نہیں جاسکتی ہیں ان کے بارے میں منوانے اور عمل پیرا ہونے کیلئے دلائل پیش کرنا ضروری ہے۔اس ضرورت کے پیش نظر علماء اسلام کسی بھی مدعا کو پیش کرتے وقت کہتے ہیں ہمارے پاس اس مدعا کے ثبوت کے بارے میں ادلہ اربعہ عقل قرآن وسنت اور اجماع ہے۔یہ دعوی اپنی جگہ ایک قسم کا اسراف ہے فالتو ہے۔جس طرح کسی پر کسی کے حق کو ثابت کرنے کیلئے شریعت نے دو گواہ کی شرط رکھی ہے جامع الشرائط دو گواہ پیش کرنیکے بعد دو یا چار اور گواہ پیش کرنا ایک قسم کا اسراف اور فالتو ہے۔اس بیان کے تناظر میں کسی بھی شق اسلامی کو ثابت کرنے کیلئے ایک دلیل کی ضرورت ہے وہ حسب موقع ومناسبت یا قرآن ہو سکتا ہے یا سنت یا اجماع یا عقل لیکن چار کی چار سے دلیل کو پیش کرنا ایک قسم کا اسراف ہے اب آتے ہیں ہم دلائل اربعہ میں سے ہر ایک کا دور کیا ہے یعنی دائرہ کار واضح کرینگے۔

دور عقل:

عقل کا دور وہاں ضروری اور ناگزیر ہوتا ہے جہاں وہ چیز نہ مشاہدے میں آسکتی ہو، نہ وحی میں اس کے بارے میں کوئی ہدایت آئی ہو اور نہ سنت میں جیسے اثبات وجود اللہ اور اس کی وحدانیت یا بعثت انبیاءؑ کی ضرورت۔یہاں تک عقل کا دور ہے۔اس کے بعد کسی حکم شرعی وفرعی کو ثابت کرنے کیلئے عقل کا کوئی کردار نہیں بنتا ہے، یہاں عقل بے بس و بے چارہ ہو جائے گی کیونکہ عقل اوقات ایام حیاۃ کا تعین، حج میں طواف وسعی اور رمی جمرات اس کے دائرے عمل سے خارج ہیں لہٰذا ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ مناسک حج میں طواف، سعی وقوف، رمی، جمرات عقل سے ثابت ہے ہم کہتے ہیں منکر کے پاس ان کے غلط ہونے کے بارے میں کوئی عقلی دلیل ہو تو پیش کرے۔

قرآن:

قرآن حضرت محمدؐ کی نبوت کی بھی دلیل ہے اور ان پر نازل شریعت کے بھی بہت سے احکام ایسے ہیں جن کے بارے میں آیات آئیں ہیں مثلاً حج کے بارے میں سوائے رمی جمرات کے تمام ارکان واجبات کے بارے میں آیات ہیں ان آیات سے ثابت ہونے کے بعد اس کے بارے میں مزید سنت سے استدلال کرنے کی

ضرورت باقی نہیں رہتی ہے لہذا یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ آیات پیش کرنے کے بعد آپ نے سنت سے استناد نہیں کیا ہے چنانچہ بعض نصیری و غالی جن کو سنت محمد سے چڑ ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ نے آئمہ سے کوئی روایت پیش کیوں نہیں کی ہے۔

سنت کی وضاحت لفظ سین میں دیکھیں اور اجماع کی لفظ الف میں۔

☆☆☆☆

حرف "ذ"

ذبح:

قرآن کریم میں حاجی کی طرف سے چار قسم کے ذبح حیوانات کا ذکر آیا ہے جس وقت یہ احکامات نازل ہوئے تھے اس وقت ان حیوانات کے ذبح کرنے کی جگہ مکہ ومنیٰ دونوں میں میسر تھی۔ دوسرا حکم یہ قربانی کا گوشت فقراء ومساکین کے لئے اطعام کریں یہ بھی اپنی جگہ اپنے مصارف میں صحیح صرف ہورہا تھا۔

۱۔تعداد حجاج بڑھنے اور شہروں کو گندگی وتعفن اور آلودگیوں سے پاک رکھنے کی خاطر ان جگہوں پر جانور ذبح کرنا ممنوع قرار پانے کی وجہ سے ذبیحہ مکہ اور منیٰ دونوں سے خارج ہوگیا ہے۔اب کوئی جانور ان ایام میں یہاں ذبح نہیں ہوسکتا ہے۔

۲۔اس وقت بھی ذبح واجب ہے یا نہیں اس صورت میں یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ یہ قربانی مکہ ومنیٰ میں ممنوع قرار پانے کے بعد یہ اپنی جگہ باقی ہے یا ساقط ہوجاتی ہے؟

۳۔ذبح شدہ جانوروں کے گوشت کے مصارف بھی ایک حوالے سے ختم ہوگئے ہیں اب اس قربانی تک کسی مستحق کی رسائی ممکن نہیں ہے مراد میسر سہولت عمودی ہے نہ نفی کل؟ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مستحق ختم ہوگئے یا اس تک رسائی ناممکن ہورہی ہے۔یہاں دونوں باتیں درست قرار پاتی ہیں۔اتنی زیادہ قربانی ہورہی ہے کہ اتنی مقدار میں مستحق ملنا مشکل یا ناممکن ہے۔

۴۔اس صورت میں ذبح اپنے اپنے ملکوں میں یا جہاں فقراء ومساکین میسر ہیں ذبح کریں یا جتنی رقم میں ذبح یہاں ملتا ہے اتنی رقم میں وہاں میسر فقراء نیازمندوں کو دے دیں۔

یہاں حکم ذبح ہدی یا کفارات زمانہ کی چند صورتیں مفتی ہیں:

۱۔ذبح کا میسر ہونا سہل الحصول نہیں۔

۲۔قیمت ذبیحہ دینا ہر حاجی کے لئے آسان نہیں۔

۳۔استعمال لحوم (گوشت) ممکن نہیں۔

ان تین مفروضات کے تناظر میں تین حل میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے لیکن جو بھی انتخاب کریں دلیل کو ترجیح دیں۔

۱۔ذبح مکہ سے باہر کے علاقوں اور ملکوں میں کریں جیسا کہ حافظ بشیر صاحب فرماتے ہیں لیکن یہ ان کا فتویٰ ہے جسکی ان کی طرف سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔

۲۔اس کی قیمت فقراء ومساکین کو دیں اس کی بھی کوئی دلیل نہیں۔

۳۔حکم ذبح خود بخود ساقط ہوجاتی ہے حکم لاگو ہونے کے بعد سقوط کے لئے دلیل چاہیے۔

۴۔قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ذبح ممکن نہ ہو تو روزے رکھنے پڑتے ہیں۔

۵۔گوشت کا ضائع ہونا حاجی کی تقصیر نہیں ہے بلکہ حکومتوں نے اس مسئلے کو اٹھایا نہیں ہے اس پر کوئی سیمینار ومذاکرہ کیا ہو یا مطالبہ کیا ہو سننے میں نہیں آیا، حاجی پر حکم اپنی جگہ باقی ہے گوشت کا ضائع ہونا حاجی کی تقصیر نہیں ہے۔اسکا اپنا ایک اثر شرعی واجتماعی موجود ہے جو انجام پارہا ہے۔یہ منطق بلا دلیل ہے۔یہ طواف وسعی یا وقوف عرفات جیسا نہیں وہاں فلسفہ طواف، راز سعی، راز وقوف نہیں بتایا گیا ہے۔لہٰذا یہ کسی کی سمجھ میں آجائے یا نہ آئے یہ جاری وساری رہے گا لیکن یہاں حاجی صرف ذبح کرسکتا ہے لیکن کسی کو کھلا نہیں سکتا۔اب بعض فقہاء نے فتویٰ دیا ہے، جب کھلا نہیں سکتے تو آپ ذبح بھی نہیں کرسکتے لہٰذا آپ ذبح وہاں کریں جہاں کھلا سکتے ہوں تو اپنے ملک میں یا کسی اور جگہ ذبح کریں اس کی کوئی دلیل سوائے خواہش وحسد کے کتاب اللہ وسنت رسولؐ سے نہیں دی گئی ہے جیسا کہ جناب حافظ بشیر صاحب جو حاجیوں کے پیسے لیکر وہاں ذبح کرنے کی بات کررہے ہیں۔پیسے یہاں انکے وکیل کے پاس جمع ہوتے ہیں اور ذبح وہاں آیت اللہ حافظ بشیر صاحب فرمارہے ہیں اس کی دقیق صورتحال تو ہمیں معلوم نہیں بہرحال اسکی کوئی دلیل ومنطق نظر نہیں آتی۔

۶۔اگر آپ منیٰ وعرفات میں ذبح کرسکتے ہیں اور کھلا نہیں سکتے تو یہ واجب اپنی جگہ ساقط ہوجائے گا کیوں کہ حکم میں علت بیان ہوئی ہے اگر علت ختم ہوگی تو حکم ساقط ہو

جائے گا۔لیکن ابھی تک کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا ہے۔جبکہ عام جگہوں پر تو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ موضوع ختم ہونے سے حکم ختم ہو جاتا ہے۔لیکن یہاں کیوں ڈرتے ہیں؟اللہ سبحانہ نے موضوع وعلت ختم ہونے کی صورت میں ایک نیا حکم شریعت میں بیان فرمادیا ہے۔وہ مثل طہارت ونماز ہے۔اگر پانی نہیں ملا تو نماز کیلئے تیمم کرنے کا کہا ہے تو یہ جو کہا ہے کہ اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرو تو یہاں حکم بدل گیا ہے یعنی موضوع بدلنے سے حکم بدل گیا ہے یہاں موضوع کے خاتمے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔اگر آپ کے پاس قربانی کا کوئی فنڈ و جانور خریدنے کی گنجائش نہیں۔

۲۔رقم آپ کے پاس موجود ہے لیکن آپکو ذبیحہ نہیں ملتا ہے کیونکہ منیٰ میں آپکو ذبیحہ نہیں ملتا بلکہ منیٰ سے باہر ملتا ہے فقہاء نے پانی تلاش کرنے کیلئے حدود کو معین کیا ہے آیا ذبیحہ تلاش کرنے کیلئے کوئی حدود معین ہیں یا نہیں؟

۳۔رقم بھی ہے اور حیوانات بھی ہیں لیکن آپ استعمال نہیں کرسکتے جیسا کہ ایک عمارت میں آپکے پاس پیسہ بھی ہے اور پانی بھی ہے لیکن آپ وہاں پانی نہیں بہاسکتے تو وہاں آپکو تیمم کرنا پڑے گا۔اسی طرح ذبیحہ بھی ہے اور آپ کے پاس پیسہ بھی ہے لیکن آپ نہ ذبح کرسکتے ہیں اور نہ ہی کھلا سکتے ہیں تو اس صورت میں اللہ نے حکم سود و مشہود منافع کو دوبارہ تعبدیات کی طرف پلٹایا ہے۔کہا قربانی نہیں تو روزہ رکھو۔جب قرآن وسنت میں حکم موجود ہے تو پھر فقہا کس طرح پیسہ دینے کا اور اپنے ملک میں ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں یا کہتے ہیں کہ گوشت ضائع ہوتا ہے تو ہو، آپ ذمہ دار نہیں؟

عالم اسلام میں سب سے افضل ایام عاشورہ حج کے وہ ایام ہیں جن میں حیوانات کو ذبح کیا جاتا ہے۔

۱۔بہت سے لوگ اپنے ساتھ نذر کعبہ کی نیت سے حیوان ساتھ لے کر جاتے ہیں اور سرزمین مکہ میں ان کو ذبح کرتے ہیں۔

۲۔کفارات: اگر کوئی عمرہ یا حج کیلئے احرام باندھنے کے بعد کسی سے محرمات کا ارتکاب ہوتا ہے تو اس کا کفارہ ادا کرنے کے لئے بھی وہ حیوان کو ذبح کرتا ہے۔حج کا کفارہ بھی منیٰ میں ادا کرتے ہیں لیکن کاروانوں کے فقہاء وعلماء نے عرصہ دراز سے یہ فتویٰ جاری کیا ہے کہ آپ کفارہ کے حیوانات اپنے اپنے ملکوں میں ذبح کرسکتے ہیں یہ فتویٰ بلا سند ہے۔

۳۔کاروان حج پہلے جانوروں کو میقات سے اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے اور منیٰ میں ذبح کرتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہوتا وہ اب منیٰ سے جانور خرید کر منیٰ سے باہر ذبح کرتے ہیں۔

۴۔سورہ حج میں آیا ہے کہ اپنے جانوروں کو منیٰ میں ذبح کرو اور ان کا گوشت خود کھاؤ اور پاک باز اور عفت باز فقراء کو کھلاؤ۔لیکن عرصہ دراز سے یہ گوشت ذبح ہونے کے بعد دفنا دیتے ہیں جو کہ لوگوں کے استعمال میں نہیں آتا۔سوائے اہل مکہ کے جو خود گوشت کو اٹھا کر اپنے فریج میں رکھ لیتے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے اور زیادہ تر گوشت ضائع ہو جاتا ہے۔اب سعودی حکومت نے اس کی ذمہ داری خود لی ہے اور منیٰ سے باہر ایک پلانٹ لگایا ہے جہاں جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور انتظامیہ کہتی ہے کہ ہم خود اس گوشت کو مستحقین تک پہنچائیں گے لیکن اس گوشت کے تصرفات دیکھنے میں نہیں آئے کہ وہ گوشت کو مستحقین میں مفت تقسیم کرتے ہیں یا اس کی قیمت لیتے ہیں اگر اس کی قیمت لیتے ہیں تو وہ قیمت کس مد میں استعمال کرتے ہیں یہ بھی دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا ہے۔سعودی حکومت کی انتظامیہ کے پاس اس کا جواز بھی ہوگا کہ وہ حاجیوں کی خدمات یا سہولیات میں استعمال کرتے ہیں۔

لیکن یہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کثیر تعداد میں کاروان والے ہر حاجی سے ۴۵۰ یا ۵۰۰ ریال لیتے ہیں جو کہ سعودی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ رقم سے پچاس سو ریال زیادہ ہے جبکہ کاروان والے مکہ اور جدہ میں مقیم دلالوں کے ذریعے بہت کم قیمت میں جانور خرید کر ذبح کرتے ہیں اور یہ جانور منیٰ سے بہت فاصلے پر ذبح کرتے ہیں اس بارے میں کوئی معلومات نہیں کہ ذبح کرتے ہیں یا نہیں قرائن وشواہد سے واضح ہے کہ چند حیوانات برائے نام ذبح کرکے واپس آجاتے ہیں باقی رقم خود کھاتے ہیں۔اس کے چند دلائل ہیں۔

۱۔اگر کوئی حاجی کاروان والوں کو جانور کی رقم نہ دے تو کاروان والے اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کی تذلیل کرتے ہیں اور شرمندہ کرتے ہیں۔سعودی حکومت کا لیبل مشکوک ہے سعودی حکومت کی طرف سے معین کردہ جگہ پر ذبح نہیں کریں گے کیونکہ وہاں خرد برد نہیں کرسکتے ہیں نیز یہ بھی بہانہ بناتے ہیں کہ ذبح شیعہ

طریقہ سے ہونا چاہیے لیکن یہ کس منطق و دلیل کے تحت ہے؟ جب فتویٰ خلاف قرآن وسنت ہے تو کیوں فاسدین اور ملحدین کی عیاشی، طغیانی و سرکشی کی مد میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس عمل پر کوئی نہی عن المنکر نہیں کرتا ہے نہی عن المنکر کون کرے گا۔ علماء وفقہاء ان کاروان والوں کی انتظامیہ کے کارکن ہیں یا ان کاروانوں کے امیر ہیں۔

اس صورت حال میں مندرجہ ذیل مسائل موجود ہیں۔

۱۔ ایک تو حیوان منیٰ سے باہر ذبح ہوتا ہے جبکہ اسے منیٰ میں ذبح ہونا چاہیے۔

۲۔ گوشت ضائع ہوتا ہے تو ہونے دو ہم ذمہ دار نہیں ہیں سرزمین منیٰ خون مانگتی ہے ہماری ذمہ داری خون بہانہ ہے۔

۳۔ اپنے ملک میں کسی اور جگہ جہاں مستحقین موجود ہوں ذبح کریں۔

۴۔ کاروان والے حیوان ذبح نہیں کرتے اتنی رقم فقراء مساکین مدارس اور خیراتی اداروں کو دیتے ہیں۔

اس صورت حال میں سعودی حکومت کوئی کردار ادا کرے کیونکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے اور فقہاء نے بھی کوئی حل نہیں بتایا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس کا حل موجود ہے وہ ہے قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶۔ ﴿وَ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَ لا تَحْلِقُوا رُؤُسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً أَوْ بِهِ أَذىً مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كامِلَةٌ ذلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرامِ وَ اتَّقُوا اللَّهَ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقابِ﴾ "اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج اور عمرے کی نیت کرو تو اسے پورا کرو، اور اگر کہیں گر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے، اللہ کی جناب میں پیش کرو اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اس بناء پر اپنا سر منڈوالے تو اسے چاہیے کہ فدیہ کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر اگر تمہیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج سے پہلے مکہ پہنچ جاؤ) تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اٹھائے، وہ حسب مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھربار مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ اور اللہ کے ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

ذرع الکعبہ: (کتاب شفاء الغرام باخبار بلاد الحرام جلد ا صفحہ ۱۷۶)

ذرع وہ مقیاس اور ناپ و پیمائش ہے جو ناپ کعبہ میں استعمال ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں ذرع مسافت کعبہ باہر سے اونچائی میں یعنی مرتفع میں ۲۷ ذرع ہے۔ اسکے طول میں کرن اسود سے رکن شامی تک ۲۵ ذرع ہے۔ اسکی پیمائش رکن یمانی سے رکن مغربی تک ۲۵ ذرع ہے۔ رکن اسود سے رکن یمانی تک ۲۰ ذرع اور کعبہ کی دیوار کی جو مسافت ہے ۲ ذرع ہے۔ ایک ذرع ۲۴ انگشت فتی ہے۔ طول کعبہ میں کعبے کے اندر سے پہلی چھت جو کعبے کی طرف ہے وہ ۱۸ یا ۵۔۱۸ ذرع ہے۔ نیچے سے اوپر چھت تک ۲۰ ذرع ہے رکن اسود سے رکن شامی جہاں دروازہ کعبہ بھی ہے ۱۹ ذرع ۱۰ انگشت ہے۔ رکن شامی سے رکن غربی تک ۱۵ ذرع ۱۸ انگشت ہے۔ کعبہ بیت الحرام چکور یعنی مربہ کی شکل میں ہے۔ مسجد کے وسط میں اس کی اونچائی زمین سے اوپر ذرع ہے۔ دیوار کی لمبائی ۲۴ ذرع ہے۔ حجاج ابن یوسف کی تعمیر سے پہلے جب عبداللہ ابن زبیر نے کعبہ کو بنایا تھا تو اسکی چوڑائی ۳۰ ذرع سے کچھ زیادہ تھی جسے اس نے ابراہیمؑ کی بنیاد سے اٹھایا تھا کعبہ کی حجر اسود والی سمت کی چوڑائی ۲۴ ذرع ہے۔ اسکے سامنے والی سمت بھی ۲۴ ذرع ہے لیکن یمانی رکن اور عراقی کے درمیان چوڑائی ۲۰ ذرع ہے۔

☆☆☆☆

حرف "ر"

راحلة:- [معجم غریب الفقہ والاصول ص ۲۵۹]

راحلہ اس طاقتور اور قوی اونٹ کو کہتے ہیں جو سفر اور بار برداری کی قوت رکھتا ہو۔راحلۃ کا حاء مبالغہ کیلئے آتا ہے اس میں مذکر و مونث یکساں ہیں۔بعض نے کہا ہے راحلۃ اس اونٹی کو کہتے ہیں جو چلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اس صورت میں راحلۃ کا "ۃ" تاء، تانیث ہوگا اس کی جمع رواحل آتی ہے یا یہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کیلئے مہیا کیا گیا ہو جس پر بڑے لوگ سفر کرتے وقت سوار ہوتے ہیں ایسے اونٹ کیا ب ہوتے ہیں کبھی راحلہ اس سواری کو بھی کہتے ہیں جو چاہے اونٹ ہو یا کوئی اور مذکر یا مونث۔

رایۃ:

موسوعۃ مصطلحات علم تاریخ عربی واسلامی تالیف دکتور رفیع عجم ناشر مکتب لبنان ص ۳۴۹ میں آیا ہے رایۃ قریش کا ایک رایۃ تھا جسکا نام عقاب تھا۔قریش جب بھی جنگ کے لئے نکلتے اسے نکالتے۔اگر سب کا ایک شخص پر اتفاق ہوتو اسے دیتے اگر نہیں ہوتا تو جس خاندان میں یہ پہلے تھا انہی کے پاس رہتا۔چنانچہ یہ رایۃ بنی عبدالدار کے پاس تھا۔لواء اور رایۃ دونوں ایک چیز ہیں۔لواء رایۃ سے چھوٹا ہوتا تھا۔رایۃ کو لواء بھی کہتے ہیں یہ ایک جھنڈا ہے۔رایۃ کا لفظ تاریخ میں قدیم ہے جسے قدیم مصریوں نے استعمال کیا عرب جاہلیت میں یہ زیادہ استعمال ہوتا تھا دور جاہلیت میں یہ قصی بن کلاب کے فرزند عبدالدار کے پاس تھا جو اس خاندان کے پوتے تھے۔

رجال معجم:

رجال معجم کے چند طبقات ہیں:

۱۔وہ شخصیات ہیں جن کا ذکر تعمیر کعبہ میں ہے؛ جیسے حضرت ابراہیم خلیلؑ و اسماعیلؑ ذبیح۔

۲۔وہ شخصیات ہیں جن کے دل حسد و کینہ سے بھرے ہوئے ہیں جنہوں نے کعبہ و طواف گران کے ساتھ ظلم و جنایت کا ارتکاب کیا ہے؛ جیسے بادشاہ عمیر و تبع ابرہہ بادشاہ یمن قرامطہ ملحدہ۔

۳۔وہ شخصیات ہیں جنہوں نے کعبہ مشاعر حرام حج کے بارے میں تصنیفات پیش کیں ہیں۔

۴۔وہ شخصیات ہیں جنہیں ہم نے حج بیت اللہ کے حوالے سے اللہ کی خوشنودی ان کی بھلائی کی خاطر نصیحت کی لیکن وہ انہیں کڑوی لگی اور انہوں نے ہمارے ساتھ ناروا سلوک اپنایا جس کی ہم نے شکایت کی ہے۔

رضوانی:

ہمارا جناب مولانا شیخ عبداللہ رضوانی صاحب سے تعارف و آشنائی نہیں تھی تاہم حرم مکہ میں سرسری ملاقات سلام و کلام ہوئی۔عرفات سے مزدلفہ پیدل جاتے ہوئے راستہ میں ایک گروہ نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری اور یا علی مدد کے نعرے بلند کرتے ہوئے جارہا تھا۔ہمیں بتایا گیا کہ یہ کاروان حرمین کے حجاج ہیں لیکن ہمارے ساتھی علامہ غلام مہدی نے ہمیں بتایا یہ شیخ عبداللہ رضوانی صاحب ہیں، جو مدرسہ معصومین کے اساتید میں سے ہیں۔جس سے ہمارا تعجب ٹھنڈا پڑ گیا۔کیونکہ یہ غالیوں کا مدرسہ ہے اور غالیوں کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔اس لئے اس نے یہاں بھی اپنا کچھ نہ کچھ غلو تو دکھانا ہی تھا۔علامہ غلام مہدی نے کراچی آنے کے بعد ایک ملاقات میں ان سے کہا میدان عرفات و مزدلفہ وہ جگہ ہے جہاں صرف اللہ کی یاد ہوتی ہے تکبیر کی صدا بلند ہوتی ہے پھر کیوں آپ نے یہاں نعرہ حیدری لگایا تو اس کے جواب میں انھوں نے کہا ہمیں پتہ چلا تھا کہ شرف الدین یہاں آئے ہوئے ہیں چنانچہ ہم نے ان کی ضد میں نعرہ کو بلند کیا۔یقیناً سرپرست اعلیٰ نے انھیں بتایا ہوگا کہ ہم یا علی مدد کے منکر ہیں۔

ہم اس نعرہ کے اس وقت منکر ہوئے جب سندھ اور پنجاب میں لوگ ہمیں مصافحہ کے موقع پر یا علی مدد کہتے ہوئے ہاتھ ملاتے تھے۔ اس وقت ہم نے درک کیا کہ یہ قرآن و سنت کیخلاف ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے سلام کرو یقیناً یہ قرآن کو پیچھے چھوڑنے کی سازش ہے۔ ایک اور ذرائع سے ہمارے علم میں آیا کہ اس یا علی مدد سے انکی مراد علی نہیں بلکہ آغاخان ہے جسے یہ پکارتے ہیں لیکن شیعہ اثناعشری جو خود کو آغاخان اور اسماعیلیوں کے خلاف گردانتے ہیں وہ بھی یا علی مدد کہتے ہیں چنانچہ ایک آغاخانی نے علامہ جعفری سے کہا سنیوں کی نسبت ہم آپ سے قریب ہیں ہم اور آپ یا علی مدد میں مشترک ہیں۔ یہ ایک کھلا دھوکہ ہے انھیں کہنا چاہیے تھا ہمارا اشتراک نہیں بلکہ پورے کا پورا نعرہ آپکا ہے کیونکہ شیعوں میں اسکا کوئی پس منظر نہیں پایا جاتا۔ اس لحاظ سے شیعہ انکے صحافی بنتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں یہاں بھی دھوکا ہوا کہ سندھ میں زیادہ موالی پائے جاتے ہیں یعنی یا علی مدد کہنے والی تنظیمیں وجود میں آئی ہیں۔ حوزہ علمیہ قم سے فارغ التحصیل اور پڑھنے والے عمامہ پوش آئے ہیں۔ ہم سمجھتے تھے یہ لوگ احیاء دین کے داعی ہیں جب ہم نے یا علی مدد کے خلاف اصول عزاداری میں لکھا تو اصغریہ کو نشانہ بنایا گیا کہ آپ بھی کہیں شرف الدین کی بات کو تو نہیں مانتے ان سے اتفاق نظر تو نہیں رکھتے تو ان کے اساتید نے ان سے کہا کہ ہم ان کی بات کو نہیں مانتے یہاں سے ہمیں انکا اور حید رعلی جوادی کا مذہب پتہ چلا کہ یہ لوگ درحقیقت آغاخانیوں کے صحافی ہیں اور خود کو اثناعشری متعارف کروا کر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

جناب آغا رضوانی کے خالص اسماعیلی ہونے کا ثبوت اس وقت ملا جب آپ اس سال حج کو جانے سے پہلے اپنی مسجد میں دروس دے رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کیا ہم دوران طواف یا علی مدد کہہ سکتے ہیں یا نہیں تو اس کے جواب میں آغا رضوانی نے کہا آپ نے ایک اچھا سوال کیا ہے میں بھی اس دفعہ طواف میں یہ نعرہ لگاؤں گا۔ یہاں سے پتہ چلا کہ آپ اسماعیلیوں کے صحافی ہیں اور اٹھتے بیٹھتے بیت اللہ میں طواف میں بھرپور مشرکانہ غالیانہ غلاظتیں پھینکتے ہیں۔ چنانچہ مسجد قبلتین میں پہلی بار آپ نے ہی کہا تھا یہ تاریخ اسلام میں وہ واحد مقام ہے جہاں بیک وقت دو نماز جماعتیں منعقد ہوئیں ایک گروہ نے علی کی قیادت میں نماز پڑھی اور دوسرے گروہ نے پیغمبر کی قیادت میں یہ من گھڑت اور غلاظت کوئی صرف آپ کی زبان سے سننے میں آئی۔ غرض یہاں سے ہمارے اور یا علی مدد کہنے والوں کے راستے الگ ہوئے۔

رفقائے قرمطیان:

فقیہ علم شریعت میں عبور، احاطہ، سنجیدگی، پختگی، گہرائی اور بصیرت رکھنے والے کو قرآن کریم میں ان کے معانی کیلئے کلمہ فقہ استعمال کیا ہے لیکن اصطلاح علماء مذکورہ بالا صفات کے علاوہ احکام شرعیہ کو اس کے ادلہ مقررہ سے استنادد ینے کی صلاحیت رکھنے والے کو فقیہ کہا ہے لیکن فرقہ باطنیہ جس کے تمام تر کوشش یہ رہی ہے کہ حقائق کو توڑ موڑ کر اور الٹ پلٹ کر کے پیش کریں بلکہ ایسے الفاظ و کلمات میں مصروف رکھیں جس سے یہ حقائق تک نہ پہنچ سکیں۔ اس غرض سے انہوں نے فقہ فقیہ کی جگہ اجتہاد و مجتہد کو رکھا ہے۔ حاضر معجم کا ایک حصہ احکامات حج سے متعلق ہے۔ ایک حاجی کو یا خاص کر مصلحین کو ان احکامات پر عمل کے بعد عہدہ برا ہونے کیلئے علماء دو راستے بتاتے ہیں۔ ایک یہ کہ خود مجتہد ہو جائیں خود اپنی رائے پر عمل کریں یا دوسری کسی مجتہد کے فتویٰ پر عمل کریں۔ لیکن ہمیں اس حصر دوئیت پر اشکال ہے۔ اس حصر میں دھوکا فراڈ اور اغفال اغماء ہے، کیونکہ مقلد یعنی عوام انپڑھ نادان اس کے مقابل میں عالم آتا ہے عالم کے اوپر محقق ہوتا ہے محقق کے مقابل غیر محقق مجتہد کے مقابل غیر مجتہد آتا ہے۔ لہذا دانشمندان کو محققین سے یہ سوال کرنے کا حق حاصل ہے کہ اس حکم شرعی کا سند قرآن اور سنت میں کیا ہے۔ یہی حکم امام صادق اپنے ماننے والوں کو دیتے تھے کہ ہم جو بھی کہیں اس کی سند ہم سے پوچھو لیکن پھر یہ بیچ کا ٹولہ کیوں اس سوال پر پابندی لگاتا ہے۔ کیا کسی شاگرد یا طالب علم کا یا کسی بچہ کا استاد سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کرنا جرم ہے۔ چلیں آپ ایک تھپڑ مار کر ہی ہمیں جواب دیں۔ کیونکہ احکام حج میں ہمیں چندین مسائل کی اسناد نہیں ملی ہے فقہا جائز است کا فتویٰ دیتے ہیں لیکن اس کی اسناد تسلی بخش نہیں ہے۔ پھر جب ان کو جواب نہیں ملتا ہے تو غصہ آتا ہے۔

دوسرا اہل پاکستان کے مسلمان اپنے عقائد میں عدد حروف تہجی سے بھی گزرے ہوئے ہیں تنہا تعداد میں روزافزون اضافہ ہو رہا ہے مگر پھر بھی نہیں رُکتے۔ بلکہ منع کرنے پر ہر قسم کی تشدد پر بھی اتر آتے ہیں بلکہ ان کی تشدد کا نشانہ عادی بے غرض عوام بھی بنے ہوئے ہیں۔ زندگی مفلوج ہوگئی ہے اللہ جانے یہاں کے انتظام سنبھالنے کیلئے کن کو چلا رہے ہیں لیکن تعجب و حیرت اس بات پر ہے عقائد میں یہاں آیات محکمات موجود ہے اس میں جنگ یا آمان شروع کئے ہوئے ہیں لیکن مسئلہ احرام میں دوسرہ اہل سے محرم ہونے کیلئے کوئی بھی دلیل قرآن و سنت میں نہ ہونے کے باوجود دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جامعہ الدعوۃ، پرویزی شیعہ، شیخی غالی اور تقلیدی بھی اپنے مجتہدین کے سیرت سے بھی ہٹ کر اپنے گھر سے ہوائی اڈوں پر محرم ہونے پر شدت کے ساتھ مصر ہیں جس کی ان کے پاس تنکا برابر دلیل نہیں

ہے۔

۱۴۲۹ھ ق کو ہم نے کاروان عماریاسر میں شمولیت کی درخواست دی تھی جسے مرحوم قبلہ ثقلین کاظمی صاحب نے کھلے چہرے اور وسیع القلبی سے قبول فرمایا مگر پیسے جو وہ دیگران سے وصول کرتے تھے ہم سے یہ کہہ کر نہیں لئے کہ ہم آپ سے وہاں استفادہ کریں گے۔ بہر حال ہمارا نام آیا روانگی کیلئے اسلام آباد گئے پھر حاجی کیمپ پہنچیں ہمارے ساتھ ہماری اہلیہ اور چچازاد بہن بھی موجود تھیں حاجی کیمپ پہنچنے کے بعد ہم دو بندوں سے ملے ایک قبلہ صفوی سے جو ہمیں دیکھ کر کچھ پریشان ہو گئے کہ کہیں یہ ہماری غلو سے بھری تقاریر پر نکتہ چینی نہ کریں دوسرا بندہ ہمارے دوست عزیز جناب عارف صاحب اور ان کے سسر جناب عصمت جعفری سے ملے ہم سے مل کر دونوں خوش ہوئے لہذا وہاں پہنچنے کے بعد جب یہاں حلقوں میں آتے تھے تو کہتے تھے بہت ٹھیک آغا صاحب ساتھ ہیں۔ وہاں بھی با قاعدہ ہمارے ساتھ رہے تمام اعمال ساتھ بجالائے لیکن جس کمرے میں یہ دونوں تھے وہاں دوسرے آدمی بھی تھے ایک تلہ گنگ کے وکیل تھے وہ پکے سیکولر تھے لیکن دوسرے جناب محمد علی نقوی صاحب تھے وہ اس سے پہلے سال بھی حج پر آئے تھے وہ ہمیں کہتے تھے کہ قبلہ صاحب ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں ہمیں حکم دیں۔ وہ حرم میں ہمارے ساتھ نہیں جاتے تھے بلکہ خود اکیلے جاتے تھے مگر عرفات میں بالکل ساتھ تھے پھر جس دن واپس آنا تھا انہوں نے مجھ سے سوالات کرنا شروع کئے، توسل کو عنوان بنا کہ سوال جواب شروع کر دیئے۔ دوسری بات ہمارے پاس کچھ کتابیں بھی تھیں جو ہمارے وزن سے زیادہ تھیں اس لئے عارف اور ان کے سسر یہ کہہ کر لے گئے کہ ہم لے جائیں گے لیکن بعد میں اس کو ہمارے پورے سامان میں واپس ڈال دیا ایک کتاب بھی نہیں اٹھائی چنانچہ ہمیں اس کا ایک سوریال دینا پڑا بہر حال انہوں نے اس بارے میں کوئی بات نہیں محمد علی صاحب پھر نہیں ملے اڈے پر بھی نہیں ملے اسی وقت ہماری کتاب قرآن میں حضرت محمدؐ آئی تھی۔

رکن یمانی:

کعبۃ اللہ مربعہ ہے جس کے چار رکن ہیں ان میں سے دو رکن تعظیم وتکریم اور تقدیس کے حامل ہیں۔ پہلا رکن وہ ہے جہاں حجر اسود نصب ہے دوسرے رکن کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ یمانی یمن سے ہے اور کعبے کے دائیں طرف ہے یہ رکن بھی مسلمانوں کے نزدیک تعظیم وتکریم اور تقدیس کا حامل ہے تاہم غالیوں کے نزدیک یہ رکن خود کعبہ سے زیادہ محترم ہے۔ ان کے بقول یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ کی دیوار شگاف ہوئی اور فاطمہؑ بنت اسد جو والدہ مولا امیر المومنین ہیں بیت اللہ میں داخل ہوئیں اس طرح مولا امیر المومنین کی ولادت ہوئی۔ اس کے بارے میں اکثر و بیشتر مصنفین شیعہ کہتے ہیں اس پر علماء امامیہ کا اجماع ہے یا مشہور ہے کہ عند العلماء ہے لہذا قیل وقیلات سے مسترد نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کہنا آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کوئی اور کعبہ میں پیدا نہیں ہوا یہ دیگر نقولات سے متعارض ہے بعضوں نے بہت سوں کا ذکر کیا ہے جیسے حکیم بن طفیل کا کعبہ میں پیدا ہونا اکثر و بیشتر مورخین ذکر کرتے ہیں۔ دوسری روایت دیوار کعبہ شق ہو گئی تھی، یہ بات بھی تاریخ کعبہ کے خلاف ہے کیونکہ جس وقت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اس وقت کعبہ کے دو مدخل تھے۔ داخلے کی ان دو جگہوں میں نہ دیوار تھی نہ دروازے اور دروازے کی جگہ کھلی ہوتی تھی۔ یہ دروازے آپ کی ولادت کے پانچ سال بعد قریش نے بند کیئے تھے تیسری بات اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ علی ابن اللہ ہے اور کعبہ علی کا زچہ خانہ ہے یہ کعبہ کی توہین ہے۔ تاہم مولا امیر المومنین کی ولادت کعبہ کے اندر ہونے یا نہ ہونے سے ان کی فضیلت میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوتا ہے، اس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔ بعض نے کعبہ میں بہت سوں کی ولادت کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ کتاب صحیفۃ الصحۃ میں حکیم بن طفیل کی کعبہ میں ولادت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور کسی خلیفہ بنی امیہ کی بھی کعبہ میں ولادت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ اگر کعبہ کے اندر پیدا ہونا کوئی مقام ومنزلت رکھتا ہوتا تو آخری نبی حضرت محمدؐ جو کہ محسن ومربی امیر المومنین ہیں کیوں نہ کعبہ میں پیدا ہوئے؟

حضرت علیؑ کا جو مقام ومنزلت اور فضیلت پیغمبرؐ کے بعد ہے اس پر کسی مسلمان کو اعتراض نہیں ہے سوائے فرقہ قداحی کے۔

۳۔ جو لوگ حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس سے علی کو مسلمانوں سے نکال کر مسیحیت، فکر تناسخ، الوہیت اور بنوت اللہ میں لے جاتے ہیں اور ساتھ ہی کعبہ کی تذلیل وجسارت بھی کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں یہ تو علی کا زچہ خانہ ہے جہاں علی پیدا ہوئے ہیں اس سے علی کو اللہ کا فرزند قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر علی فرزند اللہ نہ ہوتے تو دیوار میں شگاف نہ ہوتا اور والدہ علی کعبہ میں داخل نہ ہوتیں۔ ان لوگوں کے سامنے نہ تو پیغمبر کا احترام ومقام ہے اور نہ ہی قرآن کریم کا۔ وہ تو

صرف علی کومانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کعبہ گرتا ہے تو گر جائے مگر رکن یمانی سالم رہنا چاہیے۔
کتاب شفاء الغرام جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۸۹ میں ابا شامہ مقدسی کتاب روضہ تین سے نقل کرتے ہیں سنہ ۵۹۰ھ میں کعبہ کے رکن یمانی سے کچھ حصہ گر گیا ابن بصیر نے تاریخ ابن اسیر میں ۵۱۵ہجری کے اخبار میں لکھا ہے اس سال رکن یمانی میں حرکت آئی اس میں تذلزل آیا اور بعض پتھر گر گئے۔صاحب مراۃ الزمان نے ۴۱۷ ہجری کے حوادث میں لکھا ہے اس سال بیت الحرام میں شگاف آیا۔بعض نے لکھا کہ ۴۴۳ھ میں رکن یمانی کا ایک ٹکڑا گر گیا اور لوگ اس گرے ہوئے پتھر سے غافل ہوئے اور اسے نظر انداز کیا تو کہتے ہیں کہ یہ ٹکڑا بعض حضرات اپنے گھر لے گئے۔کہتے ہیں اسی سال مکہ میں وبا آئی اور اس وبا سے مریض تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے پھر وہ گھر متہم ہوا کہ جس گھر والوں نے پتھر اٹھایا اس گھر کے ۱۸افراد اس وبا سے مرے تو یہ چیز کعبہ میں ضعف کا سبب بنی،کعبہ کی دیواروں میں یہ جو اس وقت رکن یمانی کی طرف دیوار کی اینٹیں غیر منظم یا دیگر دیواروں کی بہ نسبت مختلف نظر آتی ہیں تو اس کی وجہ سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت علی کی والدہ محترمہ کے دردزہ کے موقع پر دیوار شق ہوئی تھی یہ شگاف وہی نشانی ہے جواب بھی معجزہ سے باقی ہے۔یہ منطق چند حوالوں سے بے ہودہ و بے سند ہے جسے یہ لوگ گالی اور دشنام و غصے سے چلا رہے ہیں اگر اس کو ولادت امیر المومنین حضرت علی اور تاریخ تعمیر کعبہ شرف سے جوڑیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضرت علی کی ولادت واقعہ عام الفیل رونما ہونے سے ۳۰ سال بعد واقع ہوئی جس وقت نبی کریم کی عمر بھی ۳۰ سال تھی مورخین نے لکھا ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ نبی کریم کی بعثت سے ۱۰ سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔اور کعبہ مشرفہ ان کی ولادت کے ۵ سال بعد قریش نے اس بیت شریف کو نیچے زمین تک گرایا اور نئے سرے سے گھر تعمیر کیا تھا۔انہوں نے کعبے کے شرق میں یعنی جہاں حجرا سود ہے وہاں ایک جگہ دروازے کے لئے بنائی مگر اس میں کبھی دروازہ نہیں لگایا گیا تھا۔اس طرح کعبہ میں داخل ہونے میں کوئی دشواری و مشکل نہیں تھی۔دروازہ کھلا ہوتا تھا۔اس کے علاوہ ۶۴ہجری میں لشکر یزید کے قائد حصین بن نمیر نے مسجد الحرام میں منجنیق سے پتھر برسائے تھے اور اس وقت وہاں کے مکینوں کی وجہ سے غلاف کعبہ کو آگ بھی لگی تھی تو وہاں پر موجود عبداللہ ابن زبیر نے کعبہ کو زمین تک گرا کر دوبارہ بنیاد سے اٹھایا۔لہٰذا یہ ایک بے ہودہ منطق ہے اور یہ غالیوں نے گھڑی ہے تاکہ وہ ایک طرف کعبہ کا احترام و بزرگی ختم کرنے کے لئے اسے زچہ خانہ بنا کر پیش کریں اور دوسری طرف حضرت علیؑ کو مقام بندگی سے ہٹا کر مقام الوہیت دے کر اللہ قرار دیں تاکہ کعبہ اور حضرت علیؑ دونوں کی توہین ہو۔

رکن یمانی اور ولادت امیر المومنینؑ: [موسوعہ امام علی تالیف ری شہری ج اص ۷۲]

حضرت علی کی کعبہ میں ولادت کے تاریخی مصادر میں تہذیب احکام ج اص ۱۹، مقنعہ ص ۴۶۱، ارشاد ص ۵ ،قصائص ائمہ ص ۳۹، مصباح المتہجد ص ۸، امالی طوسی ص ۷۰۷، کشف یقین ص ۳۱، کنز الفوائد اقبال ج ۳ص ۲۳۱، مصباح کفعمی ۶۷۸ ،روضہ واعظین ص ۸۷، ارشاد القلوب ص ۲۱۱، مناقب ابن شہر آشوب ج ۲ص ۱۷۵، عمدۃ تالیف ص ۵۸، کشف الغمہ ص ۵۹، الاعلام الوریٰ ج ۲ص ۲۰۶ ،مروج الذہب ج ۲ص ۳۵۸، تذکرۃ خواص وغیرہ میں ولادت امیر المومنین کو کعبہ میں بتایا گیا ہے اور تاریخ ولادت کو ۳۰ عام الفیل بیان کیا گیا ہے یعنی بعثت پیغمبر اکرمؐ سے ۱۰ سال پہلے اور کعبہ کی قریش کے ہاتھوں تعمیر سے پانچ سال پہلے۔اس وقت کعبہ کا دروازہ نہیں ہوتا تھا جہاں ہر دردمند اور غم زدہ افراد اندر جا کر راز و نیاز کرتے تھے۔جب یہ دروازہ ہر کس و ناکس کے لئے کھلا رہتا تھا اور اس کیلئے وہاں جانا کوئی مشکل کام نہیں تھا اس لئے ان حالات میں وہاں کسی کی پیدائش کوئی فضیلت و منقبت کا سبب نہیں بنتی۔

روشن خیالی اور فرسودگی میں آمیزش:

مغربی درسگاہوں کی سہولتوں کے درمیان حاصل کردہ علم و افکار کے حامل مسلمان و مومن معاشرے میں بہت سی فرسودگیوں اور خرافات ہوتے ہیں، ان کو قرآن کریم اور سیرت رسولؐ میں منافقین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ کافرین کو بھی راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور مومنین کو بھی۔روشن خیال اپنے اساتید کرام اور کرم فرماؤں کو دین میں تشکیک پھیلانے اور مشکل سوالات کے ذریعے مومنین کو تشویش میں مبتلا کرنے اور انہیں ذہنی اضطراب کا شکار بنانے میں ان کی معاونت کرتے ہیں۔اس سلسلے میں وہ شعائر دینی کو بے معنی گردانتے ہیں تاکہ اہل ایمان کی گرم جوشی میں سردمہری پیدا کریں۔دوسری طرف سے دینداروں کو خوش کرنے کے لئے فرسودگیوں اور خرافات کو بڑے جذبے و سرگرمی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ہمارے روشن خیال بھی اسی قسم کے ہیں۔وہ ہر بات پر کہتے ہیں ہماری عقل میں نہیں آیا، یا میں نہیں مانتا ہوں کو یا انہیں منوانے کیلئے اللہ نے کوئی نیا نبی مبعوث کرنا ہے جس کے وہ انتظار میں ہیں۔دوسری طرف دین کو قرآن و سنت کے زیر سایہ لانے کی تحتی

سے مذمت ومنع کرتے ہیں اور بار بار یہی رٹ لگاتے ہیں کہ ایک عام مسلمان کیا کر سکتا ہے کہتے ہیں اگر تقلید ہی ختم ہو جائے پھر رہ کیا گیا؟ یوں وہ تقلید کو توحید سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں کیونکہ اللہ کے وجود پر اعتراضات کو سن کو وہ خوش ہوتے ہیں اسی وجہ سے وہ وجود اللہ کے بارے میں تشکیک پھیلانے والوں کے حامی ہیں وہ قرآن کو نہ سمجھ میں آنے والی کتاب کہہ کر تشکیک پھیلانے والوں سے خوش ہیں۔ وہ آخرت کے دن کے بارے میں تشکیک پھیلانے والوں سے خوش ہیں۔ اسلام کی فتوحات کو کشور کشائی کا نام دیتے ہیں اور اسلام کی جنگ وفتوحات سے نالاں ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ اسلام صرف اخلاق سے پھیلا ہے۔ لیکن تقلید کے بارے میں بات سننے کیلئے تیار نہیں یہ چیز ہم نے بڑے بڑے دانشور نما لوگوں میں دیکھی ہے کہ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے دین میں تشکیک پھیلاتے ہیں۔ تشکیک پھیلانے والے انہی گروہوں میں ایک سرگرم گروہ حج اور مواقف وشعائرِ حج یعنی کعبہ صفاء ومروہ، عرفات کا وقوف اور رمی جمرات کے بارے میں تشکیک پھیلاتا ہے۔ یہ تشکیک، علوم کی ترقی سے پیدا شدہ نہیں یہ تشکیک ایک نئی تحقیق وترقی کا مولود نہیں بلکہ یہ تشکیک بھی سابق زمانے کے فرسودہ خیالات ہیں جو کافرین ومنافقین اور شکست خوردگان اسلام نے پھیلائی ہے اور انھیں ان سے ورثہ میں ملی ہے، جسے وہ آج کل دوسری زبان اور دوسرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال ابن العوجا ملحد انسان کی ہے جس نے امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں ایک دن حرم مکہ میں کعبہ کے سامنے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا: ''آپ کب تک اس خرمن کو چومیں گے اور کب تک خود کو حیوان کی طرح اس کے گرد چکر لگائیں گے؟ یہ اعمال جو آپ انجام دے رہے ہیں یہ کسی حکمت وفلسفہ سے خالی ہیں۔'' یہی منطق آج کے روشن خیال افراد کی ہے جو دین کو صرف سماجیات میں ہی منحصر سمجھتے ہیں، عبادت کو اللہ کی رضا کے لیے اس کی عبودیت وبندگی سے نکال کر فوائد دنیوی سے لبریز و بہرہ مند عبادت کی تلاش میں سرگرم رہتے ہیں۔ لہٰذا اصرار کرتے ہیں حج صرف عبادت نہیں بلکہ اسکے سماجی وسیاسی پہلو کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا وہ حرم میں کم جاتے ہیں اور ہوٹلوں میں گپ شپ لگاتے ہیں اور حاجیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے ساتھ آئے مولویوں کو پریشان وسرگرداں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انسانی زندگی کے دو مظاہر ہیں اور انسان ان دو سے باہم اور بہ یک وقت وابستہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جس کے سامنے خاضع وخاشع ہے وہ اس کا اللہ اس کا پروردگار اور اسکا رب ہے اس کے اوامر ونواہی پر ثابت قدم ہونا اس کے لئے کافی ہے۔ جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنے والدین کی اطاعت آنکھ بند کر کے کرتا ہے لیکن بڑے ہونے کے بعد وہ صرف اس اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ بغیر علم وآگاہی ومنافع کسی کام کو انجام دینے کو اطاعت کہتے ہیں جبکہ فوائد ومنافع کو زیر نظر رکھ کر انجام دیئے جانے والے عمل کو بامقصد ومفید عمل کہا جاتا ہے۔ انسان کو زندگی میں ہمیشہ اللہ کی اطاعت میں رہنا چاہیے تا کہ وہ اللہ سے وابستہ رہے اسی طرح وہ مفید وبامقصد وسودمند عمل سے بھی وابستہ رہتا ہے تا کہ بے ہودہ وغیر مفید سرگرمیوں سے دور رہے۔ دنیا کیلئے عاقلانہ وحکیمانہ سودمند کام کرے اور بندگی کے لئے اللہ کی اطاعت کرے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے اس کے حکم پر بغیر چوں چراں عمل کرے، اس میں ذرا بھر اضافہ وحکمت تراشی نہ کرے اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آنکھ، کان، دل سب بند کر کے اطاعت کرے بلکہ اطاعت وہاں ہے جہاں مولا کی طرف سے حکم ثابت ہو۔ جو آیات محکمات میں حکم آیا ہے رسول اللہؐ نے برملا سنایا اور دکھایا ہے لیکن یہاں چوں چرا کرنا فلسفہ وحکمت جوئی کرنا یہ سب جادہ مستقیم سے انحراف اور راہ فرعی پر گامزن ہونے کی نشانی ہے۔

ریاست وزعامت کعبہ:

قبیلہ جرہم جو یمن سے مکہ آئے تھے وہ یہاں سکونت اختیار کرنے والوں سے عشر وصول کرتے تھے۔ اسماعیل نے اس قبیلے سے ازدواج کیا اس طرح کعبہ کی ریاست ان کے ہاتھوں سے رفتہ رفتہ بنی جرہم میں چلی گئی اور وہ پورے حجاز کے حاکم بنے۔ لیکن گزشت زمان کے ساتھ قبیلہ جرہم نے بغاوت کی اور دین وشریعت کو نظر انداز کیا محرمات الٰہی کو حلال گردانا اور یہاں آنے والوں پر ظلم وزیادتی کو رواج دیا۔ یہاں سے انکے مقابلے میں قبیلہ خزاعۃ اٹھے اور جرہم کو یہاں سے باہر نکال دیا۔ اس طرح زعامت وریاست کعبہ وحجاز بنی جرہم سے بنی خزاعۃ میں منتقل ہوئی۔ یہ ایک واضح اور روشن تحول تاریخ مکہ ہے۔ قبیلہ مضر بن نزار ہے۔ مضر بن نزار کے دو بیٹے عیلان والیاس تھے۔ اس کے بعد عیلان کی اولاد سے قبائل کثیرہ نکلے ان میں مشہور خاندان ہوازن، غطفان، عبس، ذبیان، فہم، عدوان، ثقیف ہیں۔ اس طرح قبائل عدنان بھی اس قبیلہ میں ضم ہوا اور الیاس سے اولاد طابخہ، مدرکۃ قمعۃ نکلے ان کی ماں یمنی تھیں خاندان قضاعۃ سے طابخہ بن الیاس کیلئے اد بن طابخہ نکلے ان کی ریاست تھامۃ میں تھی وہاں سے حجاز اور رجند میں آئی وہاں سے قبائل نکلے وہ مشہور قبیلہ تمیم بن مر بن اد سے نکلے۔

[کتاب رحیق المختوم ص ۲۷ پر آیا ہے]

۱۔اسماعیل سب سے پہلے اس بیت اوراس کے اطراف مکہ کی ریاست وزعامت کرنے والے ہیں آپ نے ۱۳۷ سال گزرنے کے بعدوفات پائی۔
۲۔ان کے دو بیٹے نابت اورقیدار نے ریاست سنبھالی۔
۳۔مضاض بن عمرو جرھمی ان کے نانا نے سنبھالی اس طرح سے ریاست وزعامۃ کعبہ ومکہ اولادمضاض جرھمی میں منتقل ہوئی لیکن اولاداسماعیل محترم ومکرم رہے لیکن ریاست جرھم میں رہے لیکن رفتہ رفتہ جرھمین ضعیف کمزور ہوگئے۔ان کے فسق وفجورظلم وزیادتی کی وجہ سے عربوں کی اس بیت کی طرف توجہ بہت کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ جرھم دو ہزار سال ریاست کرنے کے بعد یہاں سے جلاوطن ہوئے۔
۴۔ان کے بعد ریاست خزاعۃ میں منتقل ہوئی۔بنوخزاعہ:مضر بن نزر کی نسل سے ہیں انہی سے عمرو بن عامر بن الربیعہ لحی بن قمعہ ان کوابوخزاعہ بھی کہتے ہیں انہوں نے بعض بنی کنانہ کی تعاون واشتراک سے بنی جرھم کو یہاں سے نکالا اور خود کعبہ کی زعامت سنبھالی پھرانہوں نے مکہ اور کعبہ کے انتظام کو قبائل میں تقسیم کیا مواسم العرب ج۱ ص۱۹۹ پر لکھتے ہیں سب سے پہلے ریاست وزعامۃ کو کعبہ سنبھالنے والا عمرو بن لحی ہے وہ صاحب مال ودولت وثروت تھے ریاست سنبھالتے ہی حجاج کو کھانا کھلایا اور تحفہ تحائف دیئے عربوں میں اس کی مقبولیت بڑھ گئی پھر وہ شام کے سفر پر نکلنے وہاں وادی بلقاء سے لوگوں کی بت پرستی کو دیکھ کر تعجب ہوگئے وہاں سے وہ چند بت بطور تحفہ مکہ لاکر کعبہ کے گرد نصب کیے اور لوگوں کو ان بتوں کو تعظیم وتقدس کرنے کا کہا خزاعۃ نے چار سو سال تک حکومت کی یہاں تک آخر میں قصی نے ان سے ریاست چھین لی۔

ریاست عمالقہ:

کتاب کعبہ والحج ص ۵۸۔عمالقہ شان وشوکت اور مال کے مالک تھے۔وہ افرادی قوت کے لحاظ سے برتری رکھتے تھے۔انھوں نے کعبہ کی حرمت کو پامال کیا اور بہت سے محرمات کے مرتکب ہوئے۔ان میں سے ایک عموک نامی شخص نے انھیں ہدایت کی۔اما لکہ کے بعد ریاست قبیلہ جرحم کو ملی جس سے انکی شان میں اضافہ ہوا۔مکہ کے تمام انتظامات انکے ہاتھ آئے۔اسی دور میں یہاں سیلاب آیا جس سے کعبہ کو بہت نقصان پہنچا۔
ریاست وزعامت کعبہ اولاد اسماعیل سے منتقل ہوکر قبیلہ جرحم کو پہنچی تو قبیلہ خزاعہ نے قبیلہ جرحم کو مکہ چھوڑ کر جلاوطن ہونے پر مجبور کیا تو ان حالات میں قبیلہ جرحم کے عمرابن حارث ابن جرحمی نے حجر اسود کو زمزم میں دفنادیا اور خود اپنے ساتھیوں سمیت مکہ سے ہجرت کی۔اسکے بعد حجر اسود کو آب زم زم سے نکال کر دوبارہ اپنی جگہ لگادیا گیا۔
۲۔عبداللہ ابن زبیر کے دور میں جب حجاج نے کعبہ پر آگ کے کولے برسائے تو اس سے حجر اسود تین حصوں میں تقسیم ہوگیا۔جنھوں نے چار حصوں میں تقسیم ہونے کی بات کی ہے انھوں نے اس کے ذرات کو بھی شامل کیا ہے۔بعد میں عبداللہ ابن زبیر نے حجرہ اسود کو چاندی سے جوڑا ہے۔
خلافت معتمد عباسی: ۲۷۳ھ میں کوفہ سے ایک شخص بنام قرمطی حکومت پر قابض ہوا۔اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔یہ مشہور ہے کہ وہ کہتا تھا کہ وہ عیسیٰ ہے اور مہدی وقت ہے۔اس نے خود کو محمد ابن حنفیہ کا فرزند بھی کہا۔اسکے بعد اس نے دعویٰ نبوت کیا اور لوگوں کو بیت المقدس کو قبلہ بنانے اور نماز جمعہ کو سوموار کے دن ادا کرنے کا حکم دیا۔اسکی شریعت میں پورے سال میں نو روزے تھے اس نے مہر جان (مجوسیوں کی تین عیدیں) اور شراب کو بھی حلال قرار دیا۔وہ کہتا تھا غسل جنابت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
اسی طرح ایک دشمن اسلام بنام صنعائے یمن میں ۲۹۳ھ میں ظاہر ہوا۔اس نے بھی تمام محرمات کے ارتکاب کرنے کا حکم دیا۔وہ کہتا تھا شراب بیٹا اور بیٹی سے نکاح جائز ہے۔وہ کہتا تھا ہم ہی نے زمین بچھائی اور ہم ہی پہاڑوں کو ہلاتے ہیں۔۷ ذوی الحجہ ۳۱۹ھ میں ابو طاہر قرمطی دشمن اللہ ورسول ایک بڑا لشکر لیکر مکہ آیا۔ اس نے اپنی نیام میں سے تلوار نکال کر حجاج کو قتل کرنا شروع کیا۔اسکے لشکر نے قتل وغارت گری شروع کی۔ان پر گھوڑا دوڑا کر طواف کیا اور اس دوران کعبہ کے دروازے پر آکر کہا میں ہی اللہ ہوں اور یہ کائنات میں نے خلق کی ہے۔اور جو کچھ فنا ہوا ہے وہ بھی ہم نے کیا ہے۔اسکی قتل وغارت گری کی وجہ سے حرم میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جنکی تعداد ہزاروں سے تجاوز کرگئی۔بعض نے یہ تعداد تیس ہزار بتائی ہے۔ابو طاہر قرمطی نے جب حجر اسود کو اپنی جگہ سے اکھاڑا تو لوگوں سے کہا کیا تم کہتے ہو یہ جائے امن ہے تو کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے آج کتنے قتل کیے ہیں۔کسی نے اسکے گھوڑے کی لجام پکڑ کر کہا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو یہاں داخل ہوا سے امان دو۔وہ گیارہ دن مکہ میں رہا چودہ ذوی الحجہ کو یہ حجر اسود کو اپنے ساتھ نکال کر عراق یا احصاء لے گیا۔اور اسے مسجد کوفہ کے ایک ستون پر لٹکا دیا اور کہا آج

لوگ اپنا رخ مکہ کی بجائے عراق کی طرف موڑیں۔ جبکہ حاجیوں نے حجر اسود کی خالی جگہ پر بوسہ دیا۔ پھر یہ حجر اسود کو واپس لایا اور کہنے لگا میں اللہ کی قدرت سے اسے لے کر گیا تھا اور اسی کی مشیت سے واپس لایا ہوں ۔ کہتے ہیں چار دن کم ۲۲ سال حجر اسود اس کے پاس رہا۔ بعد میں حکومت بغداد نے اسے ایک لاکھ دینار دے کر حجر اسود اس سے واپس لیا اور اسے اس کی اپنی جگہ پر رکھا۔

دورِ خزاعہ: [مواسم العرب تالیف عرفان محمد حمور ج اص ۱۹۳]

اٹھارہ سو سال میلاد سے پہلے اولاد اسماعیل اپنے ماموں جرہم کے ساتھ مکہ میں قیام پذیر تھے ۔ یہ لوگ مکہ میں رہے یہاں تک قبیلہ خزاعہ نے کنانہ سے مل کر جرھم کو مکہ سے نکالا اور خود خزاعہ مکہ اور بیت کے مالک مطلق ہوئے ۔ انہوں نے مکہ کے نظم ونسق کو سنبھالا اور اسکی ذمہ داریوں کو خاندان میں تقسیم کیا۔ امور دینی میں فتویٰ اور حج و سال حساب وکتاب کا عہدہ مالک بن کنانہ کو دیا ۔ موسموں کی قیادت و رہبری بازار عکاظ کی قضاوت بنی تمیم بن مرہ کے پاس تھی ۔ عرفات میں حج سے کوچ کرنے کی اجازت بنی غوث بن مرہ کو دی ۔ مزدلفہ سے منیٰ جانے کا حق زید بن ودان مرکو دیا اور قافلوں اور تجارت کی اجازت نضر بن کنانہ کے حوالے کی ۔ اس سے پہلے یہاں کوئی نظم ونسق نہیں تھا اس کی ابتداء کرنے والے یہی لوگ ہیں ۔

ریاست وزعامت عمر بن لحی:

جرہم کو مکہ بدر کرنے کے بعد ریاست وزعامت بیت قبیلہ خزاعہ کے ہاتھوں آئی ۔ جنھوں نے بہتر طریقہ سے اس کا نظم ونسق سنبھالا سب سے پہلے اس نظم کو سنبھالنے والا عمر بن لحی ہے ۔ اس نے اس ضمن میں بہت توجہ اور مال و دولت خرچ کیا۔ جس سے اس نے لوگوں کے قلوب اپنی طرف جلب کئے ۔ اطراف سے آنے والے حجاج عرب کو تین لباس کے ٹکڑے دئے ۔ اس نے اس طرح عالم عرب میں ایک نام پیدا کیا۔ عمر بن لحی اپنی فکر کو فروغ دیتے دیتے طغیان کی طرف بڑھنے لگا۔ خواہشات کا اسیر ہوا اور جادہ مستقیم سے منحرف ہوگیا۔ اس نے شام اور اطراف جزیرہ سے بتوں کو لا کر سب سے پہلے کعبہ کے گرد نصب کیا اور لوگوں کو ان بتوں کی پرستش کرنے کا حکم دیا۔ ان بتوں میں لات وعزیٰ منات اور غلصہ اساف اور نائلہ مطعم طیر وغیرہ شامل ہیں ۔ اس نے بت ھبل کو کعبہ پر نصب کیا عرب آکر یہاں اس بت سے مناجات کرتے ۔ اس حوالے سے سرزمین مکہ میں دین ابراہیم سے انحراف کر کے بتوں کی تصاویر کی پوجا کرنے کی طرف دعوت دلانے والا عمر بن لحی تھا۔ اسکی قدرت وشجاعت اور شہامت و دولت کے حوالے سے لوگ اس سے مرعوب وخوف زدہ تھے تاہم اسے صحیح مشورہ دینے والے بھی موجود تھے ۔ چنانچہ ایک جرحمی نے جو دین ابراہیم پر تھا عمر بن لحی کو نصیحت کی کہ دین ابراہیمی سے انحراف نہ کرے لیکن اس نے اسے اسکی پاداش میں مکہ سے خارج کیا۔ جب عمر بن لحی کی بت پرستی عام ہوئی اور لوگ رفتہ رفتہ دین ابراہیمی سے دور ومنصرف ہوئے اور گزشت زمان کے ساتھ ان کی حکومت میں استقامت آئی جو وراثت میں اسکی اولادوں تک سرائیت کر گئی ۔ اس طرح اس خاندان نے ۵۰۰ سال حکومت کی ۔ سب سے آخر میں یہ حکومت خلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو نے اپنی بیٹے قصی کو دی جس سے ریاست وزعامت کعبہ خاندان خزاعہ سے نکل کر قریش میں آئی اور یہاں سے عہد قریش کا آغاز ہوا۔

ریاست قصی: [کعبہ والحج ص ۷۶]

قصی بن کلاب بن مہ کتاب مواسم العرب ج اص ۲۱۲ پر آیا ہے قصی اپنے باپ کلاب کی وفات کے موقع پر بچہ تھا ان کی ماں ایک قضاعی کی زوجیت میں گئی تو انہیں اپنے ساتھ شام لے گئی جب بڑے ہو گئے تو ماں نے انھیں حجاج قضاعۃ کے ساتھ واپس مکہ بھیجا وہ انتہائی ذھین وفطین تھے انہوں نے بنی خذاعہ سے نکاح کیا جس کی باپ علیل بن خبیثہ اس وقت حاکم مکہ وخادم کعبہ تھے حلیل کے وفات کے بعد ان کے بیٹے محترش جن کو ابوغشان کہتے تھے اہل مکہ انہیں سال میں کچھ مال بطور خراج دیتے تھے پھر لوگوں نے انھیں مال دینا بند کر دیا تو ان کی حالت خراب ہوگئی تو قصی نے موقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے اس سے ریاست مکہ و بیت خریدی اور اسے اس ریاست سے تنازل کرایا جس پر خزاعۃ ناراض ہوگیا آپس میں جنگ وجدال ہوئی ، قصی کا ساتھ قریش اور قضاعۃ نے دیا ، جنگ چھیڑی آخر میں عمرو بن عوف کو حکم بنایا انہوں نے قصی کے حق میں فیصلہ دیا اس وقت قصی نے ریاست کعبہ و بیت سنبھالا اس وقت اہل مکہ حرم کے نزدیک سکونت نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو جسارت اہانت بیت سمجھتے تھے قصی نے انہیں رغبت دلائی وہ حرم کے جوار میں گھر بنائیں تاکہ عربوں کے دلوں میں ان کی عزت ہوجائیں۔

قصی سرزمین مکہ میں صاحب مال ودولت جاہ ومقام عزت وشہامت کے حامل ہوئے انھوں نے قصد کیا کہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی جائے ۔ اس کے لئے

انھوں نے لوگوں کواس طرف تشویق دلوائی۔اس طرح درالندوہ کی تاسیس بھی کی گئی جہاں قریش اپنے خاندان کے امور کے فیصلے کرتے تھے۔یہاں قریش کے علاوہ کسی اور کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی مگر جس کی عمر ۴۰ سال ہو چکی ہوتی لیکن یہ شرط خود قریشیوں پر لاگو نہیں تھی۔قصی بوڑھے ہوئے تو وہ ضعف و ناتوانی کا شکار ہوئے تو انھوں نے یہ منصب اپنے بڑے بیٹے عبدالدار کو دیا گرچہ عبدالمناف ان سے دین و دیانت میں بہتر تھے۔قصی اور ان کی زوجہ عبدالدار کو پسند کرتے تھے اور ان پر مہربان تھے قصی نے جب مکہ کی قیادت سنبھالی تو وہ اس نے مکہ کے نظام ریاست کو ٦ حصوں میں جو اپنی اولادوں میں اس طرح تقسیم کیا تھا:

١۔قیادت:جو سب سے اعلیٰ منصب ہے۔

٢۔سقایت:یعنی چمڑہ کے بنے ہوئے حوض میں پانی بھر کر کعبہ کے پاس رکھتے جہاں سے حجاج پانی پیتے تھے اسے سقایت کہتے تھے۔

٣۔رفادۃ:قریش کعبہ کے انتظامات کیلئے ایک مقدار اپنے مال سے ہر سال حج کے موقع پر قصی کو دیتے تھے جسے وہ حاجیوں کے کھانے اور دوسرے اخراجات پر خرچ کرتے۔ان حجاج کو بھی اس میں سے دیا جاتا جن کے پاس زادراہ و راحلہ نہیں ہوتا تھا۔

٤۔حجابہ:گھر کے خادم یعنی کعبہ کی چابی اس کے پاس ہوتی تھی۔

٥۔ندوۃ:یہ وہ جگہ ہے جہاں قریش اپنی دینی مراسم اور خاص جنگی امور میں مشاورت کیلئے جمع ہوتے تھے۔

٦۔لواء:وہ پرچم جس کو جنگ کے موقع پر اٹھاتے یہ رمز اشارہ قوت وقدرت تھا۔

قصی نے یہ اپنی اولادوں میں سے اپنے بڑے بیٹے عبدالدار کے حوالے کئے یہاں تک کے قصی نے وفات پائی اور جب عبدالدار نے وفات پائی تو اس نے ان کو اپنی اولادوں میں تقسیم کیا ندوہ عبدالمناف کو دیا جو ان کے بعد ان کی اولادوں میں گیا۔

ریاست بیت :[بلوغ الارب فی معرفۃ اصول العرب ج ا ص ۲۴۶]

اسلام آنے سے پہلے یہ زعامت قریش کے دس خاندانوں میں تقسیم تھی جن میں:ہاشم،امیہ،نوفل،عبدالدار،اسد،تیم،مخزوم،عدی،جمح،سھم شامل ہیں۔اس وقت بنی ہاشم میں اس کے مالک عبدالمطلب تھے وہ دور جاہلیت میں حجاج کیلئے پانی کا بندوبست کرتے تھے۔سقایا کی زعامت اسلام آنے کے بعد بنی ہاشم میں عباس بن عبدالمطلب کے ہاتھوں میں رہی۔بنی امیہ میں ابوسفیان بن حرب کے پاس پرچم عقاب تھا یہ پرچم قریش تھا جب بھی میدان جنگ گرم ہوتا یہ اس پرچم کو نکالتا۔قریش جس شخص پر متفق ہوتے اس کو عقاب دیتے تھے اگر ایک پر اتفاق نہیں ہوا تو نہیں دیتے تھے نوفل حارث بن عامر حاجیوں کی مالی اور کھانے کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔

بنی عبدالدار عثمان بن طلحہ کے پاس پرچم تھا اور وہ اس بیت کے خادم اور کلیددار تھے۔آپ ندوۃ کے مالک تھے امور میں مشوررے کا کام عبدالدار میں بنی اسد سے یزید بن زمعہ کے ہاتھ تھا کیونکہ عرب کسی امر پر اپنی رائے اس وقت تک پیش نہ کرتے جب تک اجتماع قائم نہ ہوتا۔بنی تیم سے ابوبکر تھے جو ناداروں کے قرضے ادا کرتے تھے۔اس مسئلہ میں ان کی بات کو مانا جاتا تھا۔بنی مخزوم سے خالد بن ولید تھے میدان جنگ میں قبہ الاعنہ آپ کے حوالہ ہوتا تھا لشکر کی ضروریات وغیرہ آپ کے ذمہ تھیں۔بنی عدی سے عمر بن خطاب تھے وہ عربوں کے درمیان جنگ وجدال میں سفارت کا کام کرتے تھے بنی جمح سے صفان بن امیہ تھے۔غرض سقایا،عمارۃ،عقاب،الاعنۃ،سفارۃ،ایسار اور ندوۃ،لواء،مشورہ،اشناق وغیرہ ان دس خاندانوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

☆☆☆☆

حرف ''زاء''

زاد:

زاد اس کی جمع ازواد، ازوادہ آتی ہے۔زاد اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو سفر کیلئے بنایا جاتا ہے، علامہ شعراوی اپنی تفسیر کی ج ۲ص ۸۶۱ میں اس آیت ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِي يَاأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ''سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمند! مجھ سے ڈرتے رہا کرو'' (بقرہ: ۱۹۷)۔ پر لکھتے ہیں کہ: زاد اس چیز کو کہتے ہیں جو مسافر سفر میں کھانے کیلئے اپنے ساتھ لیتا ہے۔ سفر میں کھانے کی کوئی چیز لینا قدیم زمانے میں عرب کے درمیان معمول تھا کیونکہ جہاں وہ جاتے وہاں کھانا میسر نہ ہوتا تھا۔ یہ حالات گزشت زمان کے ساتھ تبدیل ہو گے جس طرح انسان کی بہت سی عادات بدل جاتی ہیں۔

لوگ قدیم زمانہ میں جب حج کو جاتے تو ان کے ساتھ ان کا کفن 'نمک' کھانے کی چیزیں سوئی اور دھاگہ ہوتا تھا کیونکہ مکہ میں سب ضروریات کی چیزیں میسر نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن اب لوگ وہاں سے زندگی کی بہترین سہولیات لانے کیلئے جاتے ہیں اور خود کو غریب و اجنبی محسوس نہیں کرتے۔ اب لوگ کہتے ہیں فلاں صاحب حج کو گئے تو واپسی پر بہت کچھ ساتھ لائے، اس کا مطلب ہے زمانہ قدیم میں وہاں ایسی سہولیات میسر نہیں تھیں اس لئے اللہ نے کہا جب حضرت اسماعیل کو چھوڑا تو غیر ذی ذرہ کہا۔

اللہ دنیا کے ثمرات کو یہاں کھینچتا ہے قصص ۵۷ ﴿وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

'' کہنے لگے اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت کے تابع دار بن جائیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں کیا ہم نے انہیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی؟ جہاں تمام چیزوں کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس بطور رزق کے ہیں' لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے''۔ جس وقت حضرت ابراھیم نے یہاں حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کو یہاں چھوڑا تو اس وقت یہ جگہ 'ذی ذرہ' تھی اس لئے حضرت ابراہیم نے یہ دعا کی۔

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ (ابراہیم ۳۷)

'' اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی وادی میں تیرے رحمت والے گھر کے پاس بسائی ہے اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں''۔

جیسے پہلے ذکر کیا کہ زاد اس طعام کو کہتے ہیں جو مسافر اپنے لئے اپنے ساتھ اٹھاتے ہیں یا وہ چیز جو سفر کیلئے ذخیرہ کرتے ہیں۔ وہ اسے اس لئے اٹھاتے ہیں تا کہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے محتاج نہ ہو جائیں کیونکہ حج مظہر عبودیت ہے جسے اللہ نے اپنے لئے مخصوص کیا ہے۔ مکہ میں ذلت کو اپنے لئے مختص کیا ہے۔ اگر کسی کے پاس سفر کی ضروریات نہ ہوں تو شاید کسی اور کے سامنے ذلیل ہو ان سے کھانا طلب کرے۔ اللہ نہیں چاہتا وہ کسی کے سامنے ذلیل ہوں۔ لہذا کہا ہے اپنی ضروریات کفایت ساتھ لے لو تا کہ انکی ذلت صرف اللہ کے لئے مخصوص رہے۔ غیر سے کچھ سوال نہ کریں۔ جس کسی نے کسی سے سوال کرنا چاہا تو اس نے اپنے لئے ذلت سے کچھ اٹھایا اور جو اللہ کے لئے مخصوص تھا وہ اس نے کسی اور کو دے دیا۔

اگر کسی نے سائل کو نہیں دیا تو اس وقت اس کا سفر قصد نیکی سے نکل کر شر میں گر گیا اس وقت بعض اہل یمن بغیر زاد کے حج کو نکلتے تھے وہ کہتے تھے خدا پر توکل کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کے گھر کو نکلیں اور ہمیں کوئی کھانا نہ کھلائے۔ انھیں اگر وہاں کچھ نہ ملتا تو وہ چوری کرتے یا غارت گری کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے کیونکہ بھوک انسان کو مجبور کرتی ہے دوسرے کے مال کو چرانے پر تا کہ اپنی حالت کو بہتر کر سکے۔ اللہ نے اس برائی کی جڑ کو کاٹنے کیلئے فرمایا اپنی کفایت سے زیادہ اٹھاؤ اس سفر میں زیادہ اٹھانے کا کہا ہے۔

ایسی چیزیں زیادہ اٹھا جس میں حیات کی بقاء ہو اس کے لئے خرچ کرنا باعث خیر ہے جہاں فنا ممکن ہے وہاں اور زیادہ خرچ کریں اللہ فرماتا ہے میں

آخرت کے سفر کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ ﴿ یَا بَنِی آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُوَارِی سَوْآتِکُمْ وَرِیشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَی ذَلِکَ خَیْرٌ ذَلِکَ مِنْ آیَاتِ اللّهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُونَ ﴾ (اعراف ۲۶)

"اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں"۔

مکہ کے سفر میں ایک ایسی زاد و راحلہ کو اٹھانا چاہیے کہ آپ سوال کرنے سے باز رہیں محتاج نہ ہوں اور خیال رکھیں وہ افراد جو آپ سے سوال کرتے ہیں یا آپ سے غضب کرتے اور اس چیز سے بھی باز رہیں کہ اس میں کوئی حرام شامل نہ ہو یعنی اس زاد کو مخلوط بہ حرام سے بچا کر رکھنا ہے۔

زمان حج:

زمان کے حوالے سے یہ دو اقسام کا حامل ہے یعنی ایک زمان عام اور ایک زمان خاص ہے زمان عام اشہر حج ہے۔ جو پہلی شوال سے دس ذی الحجہ کے فجر تک ہے جبکہ زمان خاص ۹ ذی الحج کے زوال سے شروع ہو کر دس ذی الحجہ کے طلوع فجر تک ہے۔ پہلی شوال سے فجر یوم نحر کے بعد حج ختم ہو جاتا ہے۔ زمانہ عام حج کے دورانیہ میں انسان وقوف اختیاری عرفہ اور وقوف اضطراری درک کر سکتے ہیں اگر کوئی نو ذی الحجہ کے غروب تک نہ پہنچا ہو تو وہ غروب سے فجر تک وقوف کر سکتا ہے پھر وقوف عرفہ ختم ہو جاتا ہے، زمان خاص حج وقوف مزدلفہ ہے۔ قرآن کی آیت کریمہ اور سنت و سیرت میں دھم ذی الحجہ کے غروب سے طلوع فجر صادق تک وقوف مزدلفہ ہے۔ یہ وقوف واجبات حج میں سے ہے لیکن یہ وجوب اپنی جگہ وجوب رکنی ہے یا صرف وجوب کی حد تک ہے۔ فرق و مذاہب میں اس بارے میں اختلاف ہیں بعض نے طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کو زمان وقوف قرار دیا ہے لیکن اس وقوف کیلئے کوئی دلیل سند پیش نہیں کی کہ انھوں نے کس منطق کے تحت وقوف کو اس مقطع زمانی میں مخصوص کیا ہے۔ اس طرح اسے ارکان حج میں گردانے کی بھی کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔

تیسرا وقوف (بیتوتہ) جسے مناسک میں بیتوتہ کہا ہے۔ بیتوتہ سے مراد رات گزارنا ہے جو شخص رمی جمرہ اور قربانی اور حلق و تقصیر کے بعد جا کر اعمال مکہ بجالائیں وہ واپس منیٰ آئیں اور منیٰ میں رات گزاریں اور صبح تک یہاں رہیں لیکن بعض مناسک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ رات کے اول سے نصف شب تک یا نصف شب سے صبح تک بھی وقوف بیتوتہ کریں گے تو کافی ہے اس سے واجب ختم ہو گا لیکن اس کی کوئی منطق درست نہیں کیونکہ اسے آپ بات نہیں کہہ سکتے اور اس پر ترک بیت کا کفارہ لگ سکتا ہے۔

زمزم:

زمزم مہمان نوازی اور تحفہ حجاج کا نام ہے جسے اللہ نے ابراہیمؑ اور ہاجرہ کی غیر مشروط اور غیر محدود عمل اور توکل کرنے کے صلہ میں عنایت کیا۔ اس پانی سے اسماعیل اور ہاجرہ کے علاوہ اس خشک و بیاباں علاقے میں چرند پرند بھی سیراب ہوئے۔ یمن سے آنے والے قافلے جرہمی نے اس پانی کے جوار میں رخت اقامۃ کیا۔ حضرت اسماعیل کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم ہونے کے بعد اس چشمہ کی ریاست قبیلہ جرہم تک پہنچی جن کے بارے میں تفصیلات حرف "جیم" میں ملاحظہ کریں قبیلہ جرہم کی ناشکری اور رہ دانی اور آخر میں بیت اور رب بیت وارث زمزم کے ساتھ انحراف اور خیانت کی وجہ سے یہ معجزہ اثر چشمہ دوبارہ ناپید ہو گیا۔ جرہم نے اپنے اعمال کی پاداش میں سرزمین مکہ سے اپنی نسل و خاندان کو ناپید کیا۔ ان کے بعد قبائل خزاعہ مہمانانِ بیت کے لئے دور دراز چشموں سے پانی کے حصول کیلئے مشقت اٹھاتے ۔ یہاں تک قصی بن کلاب نے حجاج کو پانی فراہم کرنے کی ذمہ داری اپنے ایک فرزند کو سونپی اور یہ سلسلہ جاری رہتے ہوئے جب نوبت عبد المطلب تک پہنچی تو آپ نے مکرر خواب دیکھنے کے بعد زمزم کی جگہ کو کھودنا شروع کیا۔ اس طرح یہ چشمہ دوبارہ اپنے مہمانوں کو نوازنے لگا اور آخر میں یہ دنیا کے گوشہ کنار میں تحفہ حجاج بنا۔

زیارت:

زیارت مادہ زور سے بنی ہے۔ صاحب مفردات لکھتے ہیں الزور اعلی الصدر سینے کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں اور زرت فلانا تلقیۃ ہے بزوری اور قصد و میل کو بھی کہتے ہیں جیسا کہ آیت تکاثر میں آیا ہے زورہ نحو جہیہ ورجل زائر وقوم زور زور سے میل کو بھی کہتے ہیں:

جیسا کہ آیت کریمہ﴿ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ﴾(کہف ۱۷) میں آیا ہے زور، کذب ودروغ کو بھی کہتے ہیں الکذب زور لکونہ مائل عن الطریق جیسا کہ ظلماو زورا ﴿فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴾(فرقان ۴)قول زور﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴾(حج ۳۰)﴿ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ﴾(فرقان ۷۲) خلاصہ کلام یہ کہ زیارت زور ملاقات ومیل کو کہتے ہیں زائر اپنے مزور سے ملتے ہیں زور میں صرف ملاقات حضورعندالمزور ہے لیکن وہاں جا کر لمبے چوڑے خطاب کرنا زیارت میں شامل نہیں ہے۔زیارت قبور میں ادنی فرد مسلمان کی شہداء، صلحاء، ائمہ اور اصحاب حتی رسول اللہ تک حاضری برائے عبرت ویاد دھانی کی خاطر ہے۔ایام قیام حرمین شریفین میں حجاج کرام کے اعمال میں سے ایک زیارت رسول کریم ائمہ واصحاب وامہات مومنین وسائر کشتہ شدہ گان احد واحزاب ہے ان کی قبور پر حاضری بذات خود ایک قسم کی اظہار وعقیدت ہے کہ ہم انہی ذوات پاک راہ پر قائم ہیں خود حضور قبور زیارت ہے۔یہ ذوات وہ ذوات پاک تھیں جو اس دنیا سے گزر گئیں اللہ ان کے درجات کو بلند کرے۔صاحب قبر جو سرور وآقائے امت مسلمہ ہے انہوں نے ہماری ہدایت کی ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے ہدایت پر چلیں لیکن اس کے برعکس لوگ یہاں ان ذوات سے لمبی لمبی حاجتیں مانگتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں آیا ہے وفات پانے والے کچھ نہیں سنا سکتے ہیں جیسا﴿ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴾"(اے نبی) تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہوں" (روم ۵۲)۔یہ کہنا درست نہیں کہ رسول اللہ زندہ ہیں، بے شک رسول اللہ زندہ ہیں لیکن آپ عالم برزخ میں زندہ ہیں جبکہ ہمارے اور عالم برزخ میں رہنے والوں کے درمیان طویل وعریض حجاب حائل ہیں۔ہمیں نہیں ملتا کہ کسی اصحاب یا ائمہ اطہار اہل بیت نے آپ کی وفات کے بعد آپؐ سے سوال کیا ہو یا آپ سے خطاب کیا ہو نہیں ملتا ہے۔اگر یہ ممکن ہوتا تو یقیناً جنگ جمل کے موقعہ پر پیغمبر اکرم اپنی زوجہ ام المومنین عائشہ کو روکتے یا علی کو عائشہ سے جنگ کرنے سے روکتے۔اس کے علاوہ عقل اور قرآن کے محکمات سے متصادم فقرات کلمات کا پڑھنا یا خطاب کرنا قبر کے بیان کردہ راستے سے انحراف ہے۔چنانچہ کتب زیارت میں مروی کوئی بھی زیارت رسول اللہ سے انتساب تو چھوڑیں کسی امام یا ان کے معتمد صحابی سے بھی مستند نہیں یہ سب کفعمی طاوس اور محدث قمی کی اختراع واختلاق ہیں انکے فقرات اصول اسلام کے منافی ومتصادم فقرات پر مشتمل ہیں۔

لیکن بعض کتب زیارت میں جو زیارات قبرستان مدفون کے لئے نقل ہوئی ہیں باعث حیرت وتعجب ہیں کہ کس طرح ایک مسلمان مشرکین کیلئے زیارت کرتا ہے مثلاً قصی، عبدالمناف، عبدالمطلب اور ابو طالب کے نام سے زیارات ہیں۔

نزول وحی قرآن مکہ مدینہ ہیں۔یہی مراکز حج وزیارات ہیں اسلامی تاریخ میں زیارتگاہ نبی کریم کا روضہ مبارک مسجد نبوی بقیع قبرستان مسجد قباء احد وخندق ہیں۔لیکن ان مراکز سے لگاؤ کو کم کرنے جذبات کو ٹھنڈا کرنے اور حاجیوں سے زیادہ پیسہ لوٹنے کیلئے بہت سی زیارت گاہیں جعل کی گئی ہیں۔ان میں سے ایک قیامگاہ شیخ عامری ہے یقیناً ایک شیخ وعالم دین سے وابستہ افراد کی ان سے ملاقات میں کسی قسم کی قباحت نہیں، لیکن عرصہ دس بیس سال کے تجربہ سے سامنے آیا ہے یہ زیارت بہت عزائم سوء پر مشتمل ہے:

۱۔مسجد نبوی میں جمعہ جماعت سے روکنے کیلئے زیارات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ایک انتہائی حیرت انگیز اور نا قابل توجیہ عمل سامنے آیا ہے کہ پاکستان خود فقیر گدائی کرنے والا ملک ہے۔اس میں موجود لوگوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی عزت واستقلال آزادی کو کسی مغربی ممالک کے تاجروں، کسی نے عرب ممالک کے سرمایہ داروں کو فروخت کیا ہے۔عرب سرزمین سے آنے والے بہت سے سرمایہ داروں نے اس ملک میں این جی اوز مراکز قائم کئے جن سے یہ مال بٹورتے ہیں۔کویت امارات، سعودی طائف دمام عراق مال ودولت سے بھرے ممالک ہیں۔ایک دو لاکھ افراد کو کھانا دینا انکے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔لیکن ایک عرصہ سے کاروانوں کے علماء حضرات عوام سے خمس سادات وشیعہ مدینہ کے نام سے رقوم وصول کر رہے ہے۔اس میں سے انکا کتنا حصہ ہے یہ واضح نہیں۔ان افراد کو دیتے بھی ہیں یا نہیں یہ بات کسی کے علم میں نہیں اور ابھی تک صیغہ راز میں ہے لیکن اتفاق سے کاروان آل یسین کا نمائندہ گروہ نے ہوٹلوں میں ان کے نام سے چادر بچھا کر مختلف مدیں بنائی کہ یہاں کے شیعہ کے نام سے معاونت کریں سادات کے نام پر، یہاں کے دسترخوان کے نام پر معاونت کریں مختلف مدوں میں انھوں نے کثیر رقم جمع کئیں۔اسی طرح خصوصی زیارات کے نام سے یہ حجاج کو وہاں لے جاتے ہیں کسی

کوحضرت زہرا کی چکی دکھائی جاتی ہےاور کسی کو دھاگہ کاتنے والا چرخہ دکھایا جاتا ہے۔اور ران پر رویا جاتا ہے کیونکہ انکا مقصد صرف رونا ہے۔ یہ تمام دھاندلیاں ایک شقی القلب انسان ہی کرسکتا ہے۔اس طرح سے ایک طرف سے وہ مومنین پروار کررہے ہیں تو دوسری طرف سے دین و دیانت پرحملہ آور ہیں جبکہ تیسری طرف سے لوگوں کومسجد نبوی اور توجہ بہ زیارت رسول سے روکتے ہیں اور زیارت گاہ بیت الحزن، مسجد ردشمس وغیرہ کی طرف مائل کرتے ہیں کیا یہ تعظیم وتکریم تقدیر رسول اللہ پر مقدم ہیں۔سمجھ میں نہیں آرہا دانشوران اور طالبان حقیقت کے اذہان شریف میں یہ مناظر کیوں نہیں آرہے۔

طواف زیارت:

کتاب موسوعۃ فقہی ج ۲۹ص ۱۸۰ساس البلاغہ زمخشری ج اص ۳۲۹اور معجم الوسیط ج اول ص ۴۰۷ میں آیا ہے۔

اعمال حج میں ایک طواف کا نام طواف زیارت ہےاس کےعلاوہ شخص حاج اور معتمر نبی کریم کے روضہ اطہر، جنت البقیع اور دیگر مقامات تاریخی اسلام کا زیارت کرتے ہیں طواف زیارت رکن حج ہے تاہم زیارت قبرنبی رکن حج میں شمار نہیں، اعمال حج میں نہیں ہے لیکن اس ہادی ورہبر کے احسانات کو یاد کرنا اور اعتراف کرنے کی خاطر اس کی بارگاہ میں حضور ہونے کو کہتے ہیں کتب احادیث جوامع روایہ اور فقہی میں اس حوالے سے ایک باب ''باب الزیارت'' موجود ہے کتب لغت میں جیسے معجم وسیط ج اص ۱۴۰۷، ساس البلاغہ زمخشری ج اص ۳۲۹، موسوعۃ فقہی ج ۲۹ص ۱۸۰اور مفردات راغب نے ص ۳۴۶ پر لکھا ہے ''الـزور علـى الـصـدور'' یعنی سینہ کے اوپر کے حصے کے زور کو کہتے ہیں اور ''زورۃ بــقـيـة'' یعنی اس کی طرف متوجہ ہوا زور کا اصل لغوی معنی میل ہے۔اسی سے جھوٹ کو زور کہتے ہیں ''قوم زور'' یعنی وہ حقیقت سے منحرف ہے: ﴿فَقَدْ جَائُوا ظُلْمًا وَزُورًا﴾ ''دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سرتاسر جھوٹ کے مرتکب ہوئے''۔(الفرقان ۴)

﴿ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

''یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرےاس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہےاور تمہارے لئے چوپائے جانور حلال کردیئے گئے بجز ان کے جو تمہارے سامنے بیان کئے گئے ہیں پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیےاور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے''۔(حج ۳۰)

﴿الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾

''تم میں سے جولوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بیشک اللہ تعالی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے''۔(مجادلہ ۲)

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾

''اور جولوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں''۔(فرقان ۷۲)

شخص زائر کا اپنی مطلوب ومقصود ہستی کی طرف رخ اور رغبت کرنے اور اس کے پاس جانے کو زیارت کہتے ہیں۔اس حوالے سے زیارت از زندہ ومردہ ہے۔کسی رشتہ دار عزیز یا دوست کو ملنے کیلئے جانے کو زیارت کہتے ہیں۔جیسے کہتے ہیں میں آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں یا فلاں تاریخ کو آپ کی زیارت کی تھی اسی طرح اپنے مردوں کو یاد کرکے ان کے جائے دفن تک جانے کو زیارت قبور کہتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریمؐ سے مروی روایات میں آیا ہے کہ قبرستان کی زیارت کریں، مردوں کو یاد کریں اسی تسلسل میں نبی کریم آپ کے اہل بیت اطہار، اصحاب صالح کے مقامات کی زیارت کرنا ان کی دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی خدمات کو یاد کرنا ہے۔ان کی زیارت صرف ان کی قبور مطہرہ پر جا کر لمبے چوڑے قصے کہانیاں بیان کرنا ہے یعنی جو نہ ان سے مروی ہیں اور نہ ہی انہوں نے اس کا حکم دیا ہے۔لیکن اس پر بھی فرقہ باطنیہ کے شاخہ حروفی ولفاظیوں کا قبضہ ہے ایک عرصے سے جس طرح انہوں نے میدان عرفات میں فہم وسمجھ میں نہ آنے والی دعاوں کا رٹا لگوایا ہے۔شب جمعہ، شب قدر اور رمضان المبارک میں ناسمجھ اسناد سے فاقد دعاوں کا ورد کیا جاتا ہے۔بندے اور اللہ کے درمیان میں چیخ وپکار کرنے والے الفاظ حائل ہوتے ہیں اور بے چارے مومنین اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اس

قاری اور اس کے لحن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔اس طرح انہوں نے آئمہ اطہار کی قبور کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔
بلکہ اب تو ہر امام زادہ کا مزار بنایا گیا ہے۔یہاں جو زیارتیں ان قبور پر پڑھی جاتی ہیں کسی امام نے یہ زیارات نہیں پڑھیں اور نہ ہی ان کے پڑھنے کا حکم دیا۔محدث کفعمی ابن قولویہ نے جو نقل کیا ہے وہ کسی امام یا دور ائمہ میں موجود کسی صالح انسان سے نقل نہیں ہوا یہ سب ان کی اختراعات ہیں۔ اس سلسلہ میں ان زیارتوں پر مشتمل کتابوں اور ان کے مصنفین کے شرح حال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔مصباح کفعمی جس کا اصل نام ''الجنة الواقع والجنة الباقیہ'' کہا جاتا ہے۔جس میں دعائیں تعویزات، زیارات، بقول صاحب روضات الجنات ''غث سمین'' سے پر ہے۔اپنی بے سندی کے علاوہ مشکوک المتن بھی ہے۔

۲۔سید ابن طاوس بہت سی دعائیں، زیارتیں، تعویذات نمازیں ترسیل مرسلات بلا اسناد جمع کیں ہیں۔پھر ان پر تقدس مآبی کی چادر چڑھا کر ان کی اسناد کے بارے میں تحقیق کرنے سے روکنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

۳۔جعفر ابن قولویہ صاحب ''کتاب کامل الزیارات''۔ یہ کتاب بھی زیارتوں کے مقابلے حج بیت اللہ کو ہیچ دکھانے میں بھرپور کوشش کی ہے۔

ان کتابوں سے پتہ چلتا ہے ان کی برگشت فرقہ حروفیہ فضل اللہ نوری پر یا مغیرہ بن سعید عجلی کی طرف ہے۔مزید تفصیلات کتاب ''ریاض العلماء'' اور ''روضات الجنات'' وغیرہ میں ملاحظہ کریں۔

زیدی:

قبلہ محترم فاضل ارجمند آقائے مرتضیٰ زیدی یہاں کی درسگاہ سے فارغ ہونے کے بعد انقلاب اسلامی ایران کے اثرات کو یہاں لانے کیلئے جانے والے کاروان کے ایک ممتاز پر امید نوجوان تھے۔وہاں حوزہ میں بنیادی دروس صرف ونحو کے بعد آپ نے تشخیص دی کہ سیاسیات میں تخصص کریں۔سیاسیات کے دروس عالیہ مکمل کرنے کے بعد جب یہاں تشریف لائے اور ہم سے اپنی سرگرمی کے بارے میں صلاح ومشورہ کے لئے فرمایا تو ہم نے ان سے عرض کیا تھا، آپ نے جس موضوع کو پڑھا ہے اسی موضوع کا مطالعہ کریں اسی میں سرگرم رہیں اور اس میں رنگ اسلامی ڈالیں لیکن یہاں علماء کو بے کار بنانے والے گروہ کس کو جادہ مستقیم پر رہنے دیتے ہیں۔

آپ ہمارے ساتھ محترمانہ سلوک رکھتے تھے ایک دفعہ ٹیلی فون کر کے تشریف لانے کی اجازت مانگی جب تشریف لائے تو فرمایا سنا ہے واللہ اعلم صحیح ہے یا نہیں آپ خمس کے منکر ہیں۔ہم نے عرض کیا کیا یہ مسلمات میں سے ہے تو آپ نے فرمایا یہ مسلمات میں سے ہے۔ہم نے عرض کیا مسلمات میں ہے تو اس کے لئے بھی دلیل چاہیے۔پھر فرمایا مرکزیت کا ہونا ضروری ہے عرض کیا مرکز کہاں ہے عراق میں ایران میں یا اپنے ملک میں صاحب اقتدار شہرت یافتوں کے پاس؟ خیر آپ نے ہم سے خواہش کی آپ جس کاروان میں جائیں گے اسی میں ہم بھی اپنا نام لکھیں گے چنانچہ کاروان حرمین شریفین میں ہمارے ساتھ ہوئے، لیکن آپ ہر لحہ ہم سے مشورہ بھی لیتے اور مشورہ کی مخالفت بھی کرتے تھے اور آپکو پچھتاوا بھی ہوتا تھا۔بہر حال یہاں آنے کے بعد ہمارے واہ کے قیام کے دوران ہماری کتاب افق گفتگو سے المرتجز نامی ایک کتابچہ نشر ہوا تھا۔جس کے خلاف ہر جگہ آواز اٹھائی گئی اور اس کو خلاف شعائر فرقہ سمجھ کر اس کی مخالفت کی گئی کیونکہ ان کے بقول گھوڑا جھنڈا منبر سب شعائر اللہ ہیں ان کی توہین نہیں ہونی چاہیے لہٰذا آپ لالوکھیت کی امام بارگاہ میں منبر پر جاتے وقت منبر کی چوکھٹ کو بوسہ کرتے تھے تا کہ یہ ظاہر ہو آپ کے پاس اس کا کتنا احترام ہے۔منبر کو بوسہ بھی کرتے اور پھر اس پر بیٹھتے بھی تھے کیا یہ شعائر اللہ کا احترام ہے۔

ایک دفعہ آپ اچانک مہدیون کی گرفت میں آئے اور خود کو مہدون کے گروہ میں شامل کر کے بار بار امام مہدی کے ظہور میں تیاری کی دعوت کے ساتھ خوشخبری دیتے رہے۔آپ کی اسناد میں اساس صرف بھلول اور بہجت کے علاوہ بین الاقوامی خبریں تھیں جن میں ایسے حالات بتائے گئے کہ آپ اتنی جلدی ظہور نہیں فرمائیں گے۔

آپ امام زمانہ کے نام پر ایک غیر آباد جگہ کو امام زمان کے نام سے آباد کرنے کے منصوبہ میں سرگرم ہوئے اب معلوم نہیں یہ شہر آباد ہونے کے بعد امام مہدی یہاں سیہون شریف کے قریب مہدیہ سٹی میں تشریف لائیں گے یا اپنے سسرال لیہ میں تشریف لے جائیں گے۔

حال ہی میں کسی نے قبلہ مرتضیٰ زیدی سے ہم سے نسبت دے کر ائمہ کی منصوصیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا شرف الدین کی کتابوں کو آپ دو مرحلوں

میں تقسیم کریں ان کی کچھ کتابیں جو ابتداء میں انہوں نے لکھی تھی وہ اپنی جگہ صحیح ہیں۔لیکن جو بعد میں لکھی گئیں ان کے بارے میں آپ کا نظریہ امام خواجگان قبلہ فرمان صاحب کے نظریہ کے مطابق تھا وہ فرماتے ہیں شرف الدین اپنے موضوع سے ہٹ گئے ہیں ان دونوں بزرگوں کی تشخیص اپنی جگہ درست ہے۔آپ دونوں کی ناراضگی بھی درست لیکن ہماری غلط فہمی بھی تقریباً درست ہے،آپ لوگ اس لئے خاموش تھے کہ وہ کتب امام حسین کے عنوان پر لکھیں گئیں اور آپ کا خیال تھا ہم ان موضوعات کو دیکھ کر عوام کو ورغلا سکتے ہیں کہ شرف الدین امام حسین کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے ہمارے خلاف منبر کو بوسہ دے کر خود اس پر بیٹھ گئے۔اب جب ہم نے قرآن کو اٹھایا تو یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ شرف الدین اللہ کے بھی خلاف ہو گئے ہیں۔میری غلط فہمی تھی کہ میں حسین کے نام سے سمجھتا تھا لوگوں کو حقیقت میں حسین کے نام سے بے پناہ محبت ہے یہ حسین کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں میری مدد کریں گے لیکن جب اس کے آثار نظر نہیں آئے تو ہم نے اللہ کے کلام پر کام شروع کیا تو اب یہ کہتے ہیں کہ مجھے قرآن کو بھی نہیں چھونا چاہیے تھا کیونکہ قرآن کو ان لوگوں نے امام زمان کیلئے چھوڑ رکھا ہے۔انھوں نے ہمیں ایک متنازع شخصیت قرار دے کر لوگوں کو دور رہنے کا احتیاطی فتویٰ دیا تھا لیکن جب سے ہم نے قرآن پر لکھنا شروع کیا تو ان کیلئے یہ قابل برداشت نہیں رہا کیونکہ اس کا جواب دینا ان کے لئے ممکن نہیں تھا کیونکہ جس قرآن کو انہوں نے چھوڑا ہے اس کو اٹھانے پر وہ پریشان ہیں نہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اٹھا رہے ہیں نہ وہ اٹھا سکتے ہیں نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن سے ہمارا واسطہ نہیں ہے لہٰذا انھوں نے اسے وعدہ غیر معین کیلئے مؤخر کیا ہے۔

زین العابدین:

حضرت امام زین العابدین کا ذکر حج اور کعبہ میں چند دفعہ آتا ہے۔

۱۔جب ہشام بن عبدالملک اپنے باپ کے دور میں امیر حج بن کر مکہ آیا تو ہجوم کی وجہ سے ہشام طواف نہیں کر سکا اور کنارے پر جا کر نظارہ کرنے لگا۔اسی دوران جب امام سجاد طواف کرتے ہوئے حجر الاسود پر پہنچے تو لوگ خود بخود دہٹ گئے امام کے لئے راستہ بنایا تاکہ آپ جا کر حجر الاسود کو بوسہ کر سکیں تو کسی نے ہشام سے پوچھا یہ کون ہیں۔اس نے کہا میں نہیں جانتا جبکہ وہ جانتا تھا۔اس وقت وہاں فرزدق حاضر و ناظر تھا ہشام کی اس بات پر کہ ہم نہیں جانتے اس نے ایک شعر انشاء کیا جس پر ہشام نے فرزدق کو گرفتار کر کے بند کیا۔

یہ قصہ بھی ان حکایات میں سے ہے جسے بعض دشمنان اہل بیت نے اہل بیت کی دوستی کے ٹوکری میں اتار کر یا اہل بیت دوستی کی عبا میں اہل بیت اور دین اسلام کو مسخ کرنے اور ان کے فضائل کو ہوا میں رکھنے کے لئے گھڑا ہے۔یہ بات درست نہیں کہ امیر حج خلیفہ وقت ولی عھد طواف نہ کر سکے وہ تو اپنے محافظین کے حلقے میں طواف کرتے تھے جس طرح آج کل کے بے دین سرداراں کر رہے ہیں چنانچہ مجلہ مشکوۃ میں آیا ہے یہ شعر فرزدق کا نہیں بلکہ کسی نے بعد میں اس کے نام سے جعل کیا ہے۔اس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب قرآن میں شعر و شعراء میں فرزدق کے ذکر کے موقع پر بیان کی ہے وہاں رجوع کریں۔

۲۔امام سجاد کے دور میں محمد بن حنفیہ نے دعوائے امامت کیا اس پر آپ دونوں میں اختلاف ہوا چنانچہ دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنے نزاع کا حکم حجر الاسود کو بناتے ہیں۔حجر الاسود جس کی امامت کے بارے میں گواہی دے گا وہی امام ہو گا چنانچہ دونوں حجر الاسود کے پاس آئے اور پہلے محمد حنفیہ نے حجر الاسود سے درخواست کی کہ اگر ہم امام وقت ہیں تو میرے حق میں گواہی دیں تو جواب نہیں ملا۔جب امام سجاد نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو حجر الاسود کی طرف سے جواب آیا کہ امام برحق علی بن الحسین سید ساجدین ہیں۔یہ قصہ بھی ان قصہ خوان غلات میں سے ہے جنہوں نے اسلام کو دھانے پر لگانے اہل بیت اطہار کو افسانہ بنا کر عقائد پیش کرنے کیلئے گھڑا ہے اس کے خودساختہ ہونے کے چند دلائل ہیں:

۱۔تاریخ شاہد و گواہ ہے کہ امام سجاد اسارت کے دور گزارنے کے بعد جب مدینہ واپس تشریف لے گئے تو آپ ہر قسم کی اجتماعی سیاسی سرگرمیوں سے منزہ رہے خاندان بنی ہاشم کی قیادت و رہبری بنی ہاشم کے بزرگان عبداللہ بن عباس اور محمد حنفیہ کے ہاتھ تھی۔

۲۔محمد بن حنفیہ بھی یزید کی بیعت کئے ہوئے تھے اور دعوائے امامت نہیں کر رہے تھے چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے جب ان سے بیعت طلب کی تو انہوں نے یہ کہہ کر مسترد کیا ہم کسی کی بیعت میں ہیں ہم اس کو نہیں توڑ سکتے۔جب مختار نے آپ کو چھتری بنانے کی کوشش کی اور خود کو آپکا نائب ہونے کا اعلان کیا تو وہاں سے محمد حنفیہ کی امامت کا ذکر آتا ہے۔

۳۔عقیدہ اثنا عشری کے مطابق امام کی امامت معجزہ سے نہیں ہوتی بلکہ امام کی امامت نقل امام سابق سے ہوتی ہے چنانچہ آپ کی امامت کیلئے نص عقیدہ شیعہ کے تحت امام حسین سے ملنا ضروری ہے اگر امام حسین کی طرف سے آپ کی امامت کیلئے نص نہ ملے اور اس کو معجزہ سے ثابت کریں گے تو یہ ایک حرج ومرج افراط وتفریط ہوگی ۔اور خود اس بات کی دلیل بنے گی کہ یہاں دال میں کچھ کالا ہے۔

۴۔حجر الاسود کو اگر اپنے وقت کے حجت کے بارے میں گواہی دینا ہی تھا تو یہ گواہی اس وقت نبی کریم کے لئے دیتا جہاں پورے قریش عظمت کعبہ حجر الاسود کے معتقد تھے اور نبی کریم بھی مشرکین کی طرف سے ظلم وجنایت کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔حجر الاسود اگر گواہی دیتا تو پیغمبر اکرمؐ اسی وقت فتح مکہ کر چکے ہوتے۔اسی طرح ثقیفہ کے بعد حضرت علی اور انصار ومہاجرین میں اختلاف ہوا تو علی بھی چندین مہاجرین کو لے کر مکہ آتے اور حجر الاسود سے پوچھتے کہ اس وقت امام زمان کون ہے؟

۵۔حجر الاسود اگر ایسی گواہی دیتا تو فرض کریں مشرکین قریش نہ مانتے لیکن قصہ تو زبان زدعوام وخواص رہتا جس طرح دیگر معجزات معجزہ اسراء زبان زدعوام ہیں۔حجر الاسود کا نصب کرنا اگر تاریخ میں حجت ہے تو کیوں مورخین سیرت نویسان نے اسے اپنی سیرت میں نہیں لکھا۔

قصہ دیدار امام سجاد با شبلی:

اس قصہ کو قلب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں یعنی شبلی جب حج سے واپس آئے تو امام سجاد ان سے ملنے تشریف لے گئے یا امام سجاد حج سے واپس آئے تو شبلی ان سے ملنے آیا غرض دونوں صورت میں امام نے شبلی کو حج سے آمد کے بعد ان کی حج کی قبولیت کیلئے دعا فرمانے کی بجائے ان کے حج کو احرام سے طواف وداع مکہ چھوڑنے تک کے تمام اعمال کو بیہودہ بے فائدہ گردانا ہے۔جبکہ امام سجاد کے اصحاب میں کوئی شبلی نامی صحابی نہیں ملتا۔یہ شبلی امام سجاد کی وفات کے بعد آنے والا ایک صوفی ہے جو حسین حلاج کے ساتھیوں میں تھا۔جس کا ذکر اسی کتاب کے کلمہ شبلی میں ملاحظہ کریں۔

زینت:

صاحب مفردات راغب مادہ زین میں لکھتے ہیں زینت کی تین مصادیق ہے:

۱۔زینت نفسی علوم واعتقاد حسنہ متقفہ۔

۲۔زینت بدنی طاقت وقدرت قد وقامت جسامت بدن جیسے صاحب مال و دولت جاہ ومقام ہونا زینت خارجی کا نمائش کرنا خودنمائی افتخار کا مظاہر کرنا عام حالات میں مذموم ہے تاہم ایام حج میں خاص کر محرم ہونے کے بعد ہر قسم کی مظاہر خودنمائی کو ممنوع قرار دیا ہے۔انسان جب قصد کر کے گھر سے نکلے حج کیلئے نکل کر جب حرم الٰہی میں داخل ہونے کیلئے میقات پہنچتا ہے اور محرم ہو جاتا ہے ارادہ کرتا ہے تو اس کے اوپر ہر قسم کی زینت آرائش وپالائش جو انکی امتیاز وشناخت خاص تھی سب اس کیلئے حرام قرار پاتی ہیں۔عام طور پر لوگوں کی نظر میں زینت میں صرف لباس اور زیورات ہیں حالانکہ زینت ایک جامع چیز ہے جس کے اور بھی مصادیق ہیں۔

۱۔پہلا مصداق لباس ملبوس ہے جو اسے اتارنا ہے۔لباس جس شکل وصورت میں ہو کتنا بھی کم ہو وہ ایک امتیاز رکھتا ہے اس کے بعد یکے بعد دیگر زینت جس شکل وصورت نوعیت میں ہو زیورات سونے کی انگوٹھیاں وغیرہ۔

۲۔اجتماعی زینت کہ انسان اپنے گرد خدمت گزار نہ رکھے جو دوسروں کو حاصل نہ ہوں۔

۳۔زینت سیاسی القاب واقتدار سے بلا امتیاز ہونا چاہیے۔

۴۔زینت لفاظی یعنی میں عالم ہوں میں افسر ہوں وغیرہ جیسے جن الفاظ والقاب جس سے برتری ملتی ہے ان سب کو اتارنا ہوگا۔

☆☆☆☆

حرف "س"

سعودی حکومت:

سعودی حکومت ڈھائی تین ملین حجاج کی میزبانی کرتی ہے۔ان حجاج کی نقل و انتقال بھی انکی ذمہ داری ہے۔اگر اس عظیم اجتماع کیلئے ایسی سہولیات کی فراہمی کو دیکھا جائے تو یہ میزبانی اپنی جگہ قابل ستائش وتعریف ہے کیونکہ وہ حاجیوں سے جگہ جگہ پر پیسہ نہیں بٹورتے جس طرح بعض میزبان ممالک ویزے سے لے کر بس اڈوں اور بیت الخلاء تک کے پیسہ وصول کرتے ہیں۔گرچہ بعض کے نزدیک سعودی حکومت کی مذمت کی فضیلت تسبیح سے کم نہیں اگر چہ بہتری کی کوئی حد نہیں ہوتی تاہم کوتاہیاں بھی ناگزیر ہوتی ہیں۔سعودی حکومت اس سے بہتر انتظامات کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔اطراف عالم سے آنے والے حجاج کی میزبانی کی ذمہ داری لینے کے بعد دوسری حکومتوں کی خیانت کاریوں کوتاہیاں شرد و برد لوٹ مار کی نگرانی کرنا بھی ان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔اس وقت حکومتوں کی وزارتیں کاروان انواع واقسام کی دھاندلیوں میں ملوث ہیں جسے انکی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے چنانچہ سعودی حکومت نے ۱۴۳۲ ہجری کے حاجیوں سے ہونے والے ناروا سلوک پر بروقت مداخلت کر کے اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔

سورہ حج کی آیت میں واضح حکم ہے اس قربانی کے گوشت کو خود کھائیں اور فقیر و ناداروں کو بھی دیں۔یہ عمل اگر سابق زمانہ میں حکومت کے لئے ناممکن تھا لیکن آج ایک ممکن عمل ہے۔سعودی حکومت حاجیوں کے حصہ کی کچھ مقدار ایک تہائی یا ایک چوتھائی جدید وسائل و ذرائع کے ساتھ تیار کر کے پیکٹ بنا کر ہر حاجی کو مکہ سے آتے وقت زمزم کے ساتھ دے سکتے ہیں تا کہ حاجی اس کو تبرک کے طور پر کھائیں اس طرح ان کے دل میں تسلی اور اطمینان بھی پیدا ہو جائے گا۔دوسری طرف دھاندلی کرنے والوں سے بھی بچا جاسکتا ہے اور قربانی کا پیسہ وصول کر کے قربانی نہ کرنے والوں کے ہاتھوں کو بھی کاٹا جا سکے گا۔

سالار کاروان:

سالار کاروان اسلامی اصطلاح میں قوم و ملت کو دین و شریعت قرآن وسنت اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے رہبری کرنے والوں کو کہتے ہیں، اس کی مختلف اصطلاحات وضع ہوئی ہیں۔انبیاء ائمہ علماء امیر المومنین امیر کا لفظ استعمال ہوا ہے سفر حج و بیت اللہ جانے والوں کی انتظام و انصرام سنبھالنے والے کو یہاں کے محاورے میں سالار کہتے فارسی میں میر و امیر کہتے ہیں۔لیکن اس وقت کے کاروانوں کی تمام تر کوشش یہ رہتی ہے لوگوں کو اللہ رسول کی طرف توجہ کرنے سے روکیں قرآن کی جگہ قرآن سے متصادم جعلی دعاؤں کے رٹے لگائیں محمد کی جگہ اپنے پیروں کی تبلیغ کریں مختلف حیلہ بہانے سے ان سے رقوم لوٹیں۔

سعید حیدر زیدی:

سعید حیدر زیدی بھی ہمارے سفر حج کے ساتھیوں میں سے ایک تھے۔آپ نے دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد ٹول مشین فیکٹری میں ملازمت کی۔ہم نے کراچی آنے کے بعد ایک ادارہ بنام دار الثقافۃ اسلامیہ پاکستان کے نام سے تاسیس کیا۔اسلامی ثقافت کی ترویج واشاعت کی سوچ ہمارے اندر سنہ ۱۹۵۹ کے دور میں عراق کی سرزمین پر کمیونسٹوں کی حکومت اور اس کے جواب میں فقہاء و مجتہدین عمائدین علماء کی بروقت کمیونزم و سوشلزم کے پھیلاؤ کی مزاحمت سے شروع ہوئی۔علماء مفکرین امثال شہید صدر اور مراجع عظام اس نتیجے پر پہنچے کہ الحادیزم،کمیونزم اور کفرازم سے مقابلہ کسی فرقے کے بس کی بات نہیں ان سے مقابلہ صرف اسلام ہی کہ ذریعہ ممکن ہے لیکن بدقسمتی سے آج کی عشاق و محانین قائدین ملت کو ابھی تک اس کی سمجھ نہیں آئی۔کمیونزم و سوشلزم کے پھیلاؤ کی مزاحمت کی سوچ ہمارے طالبانہ زندگی میں جاگزیں ہوئی اور اسی بنیاد پر ہم نے بلتستان میں علامہ غلام محمد غروی اور دیگر علماء سے سوشلزم کی حمایت پر ان کی مخالفت کی۔جب ہم کراچی پہنچے اور یہاں فکر اسلامی کی فروغ کیلئے ایک ادارہ قائم کیا اور ادارے کا نام کسی فرقے یا کسی امام یا کسی صحابہ، فقیہ و مجتہد کے نام کی بجائے اسلام کے نام سے موسوم کیا۔دار الثقافۃ اسلامیہ پاکستان کسی بھی شخصیت کے ایماء و اشارے یا تجویز پر قائم نہیں ہوا بلکہ صرف اور صرف میری اسلام سے دردمندی کی عکاسی کی بنیاد پر تھا۔اس کی تاسیس کسی تنظیم،ٹرسٹ،انجمن،کسی مجتہد،کسی سرمایہ دار کی سوچ بچار یا شوق دلانے کی وجہ سے بھی نہیں تھی۔دار الثقافۃ کی تاسیس کے بعد ہمارے معاون و مددگار و مشاور جناب ڈاکٹر حسین کنانی تھے۔جو اس وقت داؤد میڈیکل کالج سے ڈاکٹریٹ کر رہے تھے۔ادارے کے باقاعدہ قیام اور ایک دو کتب کی اشاعت کے بعد انھوں

نے ہمیں مشورہ دیا کہ ادارے کو چلانے کے لئے ایک مستقل شخص کی ضرورت ہے۔ جس سے ہم نے اتفاق کیا' گرچہ ڈاکٹر صاحب میرے اس ادارے کے قیام میں میرے معاون ومددگار بلا معاوضہ تھے لیکن آپ ہم سے اونچی شخصیات کے بھی گرویدہ تھے انھیں کے ایما واشارے پر آپ نے ہماری کتاب عقائد ورسومات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا یہاں تک آپ اس پر بھی ناراض ہوئے کہ ہم نے فضہ نامی حضرت زہراء کی کوئی کنیز ہونے سے انکار کیوں کیا۔بہر حال ان کی جدا ہونے کی وجہ سے ہمیں پریشانی ضرور ہورہی تھی ۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سعید حیدر کو یہاں ملازمت کرنے کی پیشکش کی جسے انہوں نے قبول کیا اور وہ مشین ٹول فیکٹری کی ملازمت سے مستعفی ہو کر دارالثقافۃ الاسلامیہ میں ملازمت اختیار کرلی ۔وہ پہلے دن سے آخری دن تک ہم سے تنخواہ لیتے تھے ۔کتابوں کی ترسیل وچھپائی کا کام ان کے ذمہ تھا۔گزشت زمان کے ساتھ کتب کی تصحیح کا کام بھی انھوں نے شروع کیا۔یہیں سے انھوں نے ترجمہ کرنا بھی سیکھا۔انھوں نے دارالثقافۃ ازخود چھوڑا جس کے شاہد جناب ابرار صاحب تھے۔ابرار حسین صاحب نے ہمیں مطلع کیا کہ وہ چھوڑ کر جارہے ہیں تو ہم نے بھی اس کا استقبال کیا۔انھیں دارالثقافۃ چھوڑے ہوئے ۱۳ سال ہوگئے ہیں۔جب سے انھوں نے ادارہ چھوڑا اس وقت سے لے کر ۲۳ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۳۳ ھ ق تک جس دن وہ گولی لگنے سے قتل ہوئے ،ہم نے کسی کے سامنے ان کے ہمارے ساتھ ناروا سلوک کی شکایت کہیں بھی نہیں کی ۔ہماری یہ سیرت رہی جس جس کے ساتھ ہم نے نیک سلوک کیا اور جس نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا، دونوں کا ذکر کرنے سے گریز کیا کیونکہ ہم احسانات کا ذکر عام اور عادی حالات میں مستحسن نہیں سمجھتے۔ہم دوسرے کے کردار کا ذکر کرنے سے گریز کرتے آئے ہیں۔تاہم آج وہ دوسرے عالم میں منتقل ہوچکے ہیں جہاں صرف اور صرف اللہ کی حکمرانی چلتی ہے وہاں کسی کی دلی خواہش نہیں چلتی، ہم صرف ان کی مغفرت کے خواہاں ہیں۔ ہمارے خلاف بائیکاٹ کا ہراول دستہ انہی کے بائیکاٹ سے شروع ہوا۔ان میں سرفہرست اصغر شہدی، باقر زیدی، مولانا اسد آفتاب حیدر، سہیل قاسم، ڈاکٹر فاخر وغیرہ ہیں۔گرچہ ان کے شیدائوں امثال فدا حسین وغیرہ نے ان کو غیر قصوروار ٹھہرانے کی کوشش کی، تو ہم نے ان سے کہا جتنی زیادتی ہم نے ان کے حق میں کی ہے وہ بتانے کے مجاز ہیں تاہم ان کے سلوک کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہیں گے، جب تک کہ وہ ہمیں اجازت نہ دیں ۔ہم نے تنخواہ کے علاوہ ان کی جو خدمت کی ہے اس کا بھی ہم نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور ابھی بھی ذکر نہیں کریں گے ۔اگر کوئی خواہش مند ہے تو ہم سے پوچھ سکتا ہے ہم اس سے بیان کریں گے۔اس وقت ہم صرف ان کی مغفرت کے خواہش مند ہیں لیکن ہمیں تعجب اس بات پر ہے کہ تازہ تازہ قیادت ملت تشیع سنبھالنے والے فاضل محترم جناب راجہ ناصر صاحب دبیر وحدت مسلمین نے ایکسپریس (۱۰ نومبر ۲۰۱۲) میں بیان دیا کہ مرحوم کا ایک ادارہ "دارالثقافۃ اسلامیہ پاکستان" کے نام سے ہے۔یہ آپ نے کہاں سے اقتباس کیا معلوم نہیں۔ملت کی رہبری سنبھالنے والے کا یہ بیان دو لحاظ سے تعجب آور ہے یا تو انھوں نے مجہولات کے بارے میں خبیر ہونے کا مظاہرہ کیا ہے یا وہ دارالثقافہ اسلامیہ پاکستان اور مجھ سے بدنیتی اور عناد رکھتے ہیں دونوں حالتوں میں ان کا یہ بیان حیرت انگیز ہے۔جہاں تک انھیں مفکر اسلامی کہنے کی بات ہے تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں چونکہ یہاں ملک میں رائج قتل وخون کے بنیادی عوامل پر پردہ ڈالنے کیلئے القابوں کی خلعت بغیر کسی کسوٹی کے دے دی جاتی ہے۔بلکہ یہاں تو ملحدین فاسقین کو بھی شہید کہتے ہیں۔ مرحوم کا اپنا بیان تھا کہ جب ہم دارالثقافہ میں ہوتے تھے تو آغا کی نئی خرافات کے خلاف قلم زنی کو روکتے تھے لیکن اب انھیں روکنے والا کوئی نہیں ہے۔چنانچہ ہماری نئی کتب ان پر صاعقہ آسمانی بنی ہوئی تھیں ۔مرحوم ابھی تک کونڈے کی رسم جاری رکھے ہوئے تھے ۔مفکر اسلام کہنا تو اس وقت اس فرقے کے کسی بھی شخص کے لئے سزاوار نہیں کیونکہ یہاں قائد سے لے کر ادنیٰ فرد ملت تک پہلے تشیع اور بعد میں اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں ۔

سفر:

اپنے خانہ وآشیانہ سے دور مسافت طے کرنے کو کہتے ہیں یا اپنے گھر سے منزل مقصود تک نکلنے کو سفر کہتے ہیں یہ سفر اپنی جگہ اہداف ومقاصد انواع واقسام کا حامل ہوتا ہے ہر ایک کی حکم شرعی فضیلت ودرجات ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

۱۔اگر سفر مقصد شریعت کی طرف سے فرض واجب ہے تو وہ سفر بھی واجب ہوگا جیسے سفر حج وجہاد دشمنان اسلام کے خلاف۔

۲۔اگر مقصد سفر فعل حرام کے ارتکاب کے لئے ہے تو یہ سفر حرام ہوگا۔جیسے ظلم وزیادتی کے لئے سفر کرنا ۔

گویا سفر بھی احکام خمسہ رکھتا ہے ۔لیکن سفر حج ممکنہ استطاعت حاصل ہونے کے بعد واجب ہے اور اس کا ترک حرام ہے ۔سفر پر روانہ ہوتے ہوئے آداب سفر حج کا

بھی خیال مدِنظر رکھنا چاہئے جو اعمال حج کو قبولیت سے نزدیک گردانتے ہیں۔

سقایۃ:

سقایۃ حجاج کو پانی پلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے مکہ میں پانی کی کمی کی وجہ سے ایک حوض بنایا جاتا تھا وہاں میٹھا پانی اونٹوں پر لا کر لاتے تھے۔ یہ طریقہ کار اس وقت تک جاری رہا جب تک زمزم دوبارہ کھدوایا گیا۔ اس وقت سقایا کی ذمہ داری ہاشم کے پاس تھی۔

مکہ اپنے فضائی حوالہ سے سخت گرم اور پانی کے حوالے سے قحط و کم یابی منطقہ تھا۔ بیت اللہ کی طرف عازم کے استقبال و توجہات مبذول کرنے کیلئے اولین ضرورت تھی کہ یہاں پانی فراواں میسر ہو تا کہ کوئی مشکل پیش نہ آئے اور یہاں متوجہ ہونے والے آنے سے تردد نہ کریں۔ اس لحاظ سے قریش نے سب سے پہلے پانی کی فراوانی پر توجہ دی اور خاص کر حج کے موقعہ پر سب کیلئے پانی فراواں کرنے کو اپنی اولین ذمہ داری میں شمار کیا۔

یہ ذمہ داری انہوں نے مکہ کے سب سے بڑے قبیلہ کے سپرد کی۔ مکہ میں مختلف جگہوں پر کنویں کھودوائے تا کہ پانی کی مقدار میں اضافہ ہو۔ قریش نے کعبہ کی تعمیر کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ سقایہ کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا اور اسے وہ بہت اہمیت دیتے تھے چنانچہ توبہ:۱۹ میں ہے ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد الحرام کی خدمت کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ اللہ کے نزدیک برابر کے نہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

قبیلہ جرھم کی جرم و جنایت اور نا روا سلوک کی وجہ سے آب زم زم کا چشمہ خشک ہوا اور اس جگہ سے قبیلہ جرھم جاتے وقت کعبہ کے نذورات و تحفہ جو نہیں لے جا سکتے تھے یہاں دفن کر کے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد کعبہ کی زعامت و ریاست قصی بن کلاب کے ہاتھ آ گئی۔ اس نے مکہ کیلئے نیا نقشہ بنایا۔ انتظام کو منظم کیا اور ذمہ داریوں کو اپنی اولادوں میں تقسیم کیا، چنانچہ حجاج کو پانی پلانے کا سلسلہ اس نے اپنے بیٹے عبد مناف کو دیا۔ عبد مناف چمڑے کے بنے ہوئے اور شیریں پانی سے بھرے ہوئے حوض کعبہ کے گرد رکھتے تھے۔ بعض کے اندر شربت زبیب رکھتے تھے اور بعض میں زمزم کا پانی۔ آخر میں صرف زمزم ہی رکھتے تھے، یہ ذمہ داری عبد مناف کے بعد ان کے بیٹے ہاشم کے پاس آئی اس کے بعد ان کے بیٹے عبد المطلب پھر اس کے بعد ان کے بیٹے عباس اس کے بعد عبد اللہ بن عباس کے پاس یہاں تک جب خلافت بنی عباس کو ملی تو سقایت کی ذمہ داری خاندان زبیرین کو ملی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سقایہ کی اہمیت بڑھتی گئی، زمزم کے پاس ایک کمرہ ہوتا تھا وہاں ایک ڈول رکھتے تھے اس سے پانی اٹھا کر ان حوضوں میں بھرا جاتا تھا۔ قصی نے حجاج کی مہمان نوازی کو اہمیت دی اس کیلئے مکہ میں رہائش پذیر لوگوں سے انہوں نے کچھ مالیات اس سلسلہ کے لئے جمع کرنا شروع کئے تا کہ اس سے محتاج مند نیازمند فقراء کی میزبانی کریں کیونکہ یہاں آنے والے صحرا نشین تھے اور دور دراز سے آتے تھے سفر کی مشقتیں برداشت کرتے تھے۔ انکا زاد و راحلہ کم پڑ جاتا تھا۔

چنانچہ اس گروہ کو رفادہ کہتے ہیں اہل مکہ و گرد و نواح اپنے مال میں سے کچھ حصہ اس مد میں مخصوص کرتے تھے اس سے قریش کو مادی فوائد بھی حاصل ہوتے۔ وہ اس مال سے قبائل کے ساتھ معاہدہ کرتے تھے یہاں آنے والوں کیلئے راستے میں امن و امان قائم کرتے تھے۔ اس طریقہ سے یہاں کے لئے تجارت کو ہموار کرتے۔ دوسری مہم منطقہ میں امن و امان کا قیام تھا تا کہ لوگوں کو یہاں پر آمد و رفت کی رغبت دلائیں اور مطمئن کریں۔ صرف مکہ ہی نہیں بلکہ آنے جانے کے راستے کو بھی غارت گری اور لوٹ مار سے محفوظ بنانا تھا۔ اس جگہ کو ایک جائے محترم اور لائق تقدیس و احترام بنانا اور پر امن بنانا تھا۔

اس حوالے سے قریش نے حدود حرم کو توسیع دے کر پورے مکہ کو حدود حرم بنا دیا۔ اس حدود میں خون نہیں بہایا جا سکتا تھا کسی سے انتقام نہیں لے سکتے۔ یہاں پر انسان تو در کنار حیوانات، چرند پرند حتی نباتات تک کو چھیڑ نہیں سکتے تھے۔ پورے عرب نے اس اقرار نامہ آئین کی قرارداد کو قبول کیا اور استقبال کیا کیونکہ سب اس کے محتاج مند تھے یہاں تک انہوں نے اپنے بتوں کو لا کر کعبہ کے قریب رکھا یہاں سے بیع اور شرائع کا سلسلہ بھی شروع ہوا تمام جزیرۃ عرب کے محصولات پیداوار سب یہاں لائے گئے۔ اسی وجہ سے امن کو یقینی بنانے کیلئے اہل مکہ قریش نے اشھر حرم کی بنیاد رکھی تا کہ موسم حج میں حاجی کے یہاں آنے جانے اور واپسی تک کا راستہ محفوظ ہو اس کے بعد انہوں نے مکہ کے گرد ایسے بازار میلے کا اہتمام کیا جو عکاظ ذی المجنہ و ذی المجاز کے نام سے معروف ہوئے یہ سب انتظامی

تیاری موسم حج کیلئے تھی۔

سلمان:

کاروان سلمان، کاروان حیدری کے بعد دوسرا پر رونق کاروان ہے جو سرمایہ داروں اور علامہ صادق صاحب کی سرپرستی میں کراچی میں وجود میں آیا۔ یہ کاروان ابتداء ہی سے سرکاری رہائش گاہوں کے ساتھ بھاری بھرکم رقم لیکر پرائیوٹ رہائش گاہیں فراہم کرتا تھا۔ درس دین کے نام سے رقم لے کر مسجد الحرام میں نماز جماعت میں شرکت کرنے کیلئے دسیوں اگر مگر لگا کر، رہائش گاہوں پر نماز جماعت قائم کرنے کی سنت قائم کرنے، کعبے سے زیادہ آئمہ اطہار کی ناپید رہائش گاہوں، گزرگاہوں اور آثار قدیمہ کی طرف توجہات مبذول کرا ان کے اختراعی مناسک میں سے تھا۔ آیت اللہ الخوئی اور آغا سیستانی وغیرہ کو روئے زمین پر آخری حجت گردانا مجتہدین سے منسوب قصہ کہانیاں اور ان سے آگے جانے سے روکنے کا سہرا انکے سر ہے۔ غرض آپ ہزاروں بہانوں سے حجاج کو دھوکہ دیں، کعبہ سے موڑ کر کسی اور سمت پر لگائیں سرمایہ داروں کو اس سے دلچسپی نہیں انھوں نے تو دیکھنا ہے کہ ایک چھوٹی دکان سے ایک کارخانے کا مالک یا ایک سرمایہ دار کیسے بنا جا سکتا ہے۔ ہم اس میں کیوں شریک نہیں ہوئے، ایک سرمایہ دار اتنی رقم کما رہا ہے ہم کیوں پیچھے ہیں۔ اور آخر کار سرمایہ داروں کی باہمی کشمکش اس کاروان کے ٹوٹنے کا سبب بنی۔ لیکن یہاں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ باطل زائل ہو گیا اور حق آشکار ہو گیا ایسا نہیں ہے۔ اگر سامری کا گوسالہ ختم ہوا تو کعبہ کے اندر ۳۶۵ نئے بت سامنے آئے۔ سورہ نوح میں سات، آٹھ بتوں کا اگر ذکر ہے تو بعد میں سینکڑوں بت، گھوڑے، جھنڈے بنائے گئے۔ اگر کاروان حیدری پر پابندی یا کاروان سلمان بکھر گیا تو انکے سینکڑوں خلف پیدا ہوئے جیسے کاروان مسلم' کاروان حجاج فروش' خراسان' کاروان بلال این جی اوز اور کاروان بیت اللہ جیسے عیاش اپنے بزرگان کی سیرت پر چلنے والے ابھی موجود ہیں۔ انکی مثال ایسی ہی ہے کہ مکہ میں ایک گانے والی کے مرنے پر ایک عورت زارو قطار رو رہی تھی۔ کسی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا رومت اب مکہ مدینہ میں دسیوں گانے والے ان جیسے پیدا ہوئے ہیں۔

سنت: [موسوعہ فقہیہ ج ۲۵ ص ۲۶۳]

۱۔ سنت لغت میں طریقہ عادت اور سیرت کو کہتے ہیں چاہیے وہ عادت وسیرت محمود پسندیدہ ہو یا مضموم اور قبیح ہو۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے **من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء۔**

۲۔ سنت، اصطلاح میں وہ اقوال افعال تقاریر ہیں جو نبی کریم سے صادر ہوئے چنانچہ آپ سے مروی مشہور حدیث میں آیا ہے **اني تارکم فيکم الثقلين کتاب الله و سنتي لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما :۔**

۳۔ فقہ میں سنت کے مصادیق ہیں:

۱) وہ طریقہ جو دین میں وجوب وفرض کے علاوہ اپناتے ہیں۔

۲) وہ افعال ہیں جس پر رسول ہمیشہ مواظبت رہے رسول نے اسے چھوڑا نہیں لیکن اس کے وجوب پر کوئی دلیل بھی قائم نہیں۔

۳) بعض نے کہا ہے، جس فعل کو شریعت مقدس نے ان سے طلب اسرار کے ساتھ طلب کیا ہو لیکن جزم نہ ہو۔

۴۔ سنت احکام خمسہ میں سے ایک ہے واجب حرام مکروہ مباح۔

۵۔ بعض فقہا نے سنت کی تعریف اس طرح کی ہے جس کے فعل پر ثواب مستحق ہو ترک پر عتاب نہ ہو سنت کے مترادف الفاظ میں سے مدوح مستحب تطوع ہے کلمات بھی سنت کے ہم معنی ہیں گرچہ فقہا نے ان کے درمیان فرق بھی بتایا ہے۔

قرآن کریم میں اساس شریعت ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ قرآن میں تمام احکام نہیں ہے یہ کہہ کر بیان شدہ احکام سے بھی منہ موڑیں ان کی جگہ حدیث یا فتواء کو رکھیں خاص کر فریضہ حج میں جتنی آیات آئی ہیں وہ کسی بھی ابواب فقہ میں نہیں آئی ہیں۔ سنت رسول ثانوی حیثیت رکھتی ہے جو اجمال وابہام کی توضیح وتشریح کرتی ہے۔ بعض بہت محدود جگہ ہونگی جن کے بارے میں آیات نہ ہو صرف سنت سے ثابت جیسے رمی جمرات آیا ہے۔ رسولؐ تمہارے لیے آیات کے اجمال وابہام کو واضح کریں گے وہ تمہارے لئے اسوہ ہیں ہمیں قرآن انہی کے توسط سے ملا ہے انھوں نے اسلام پر تیئس سال عمل کر کے دکھایا ہے تو جہاں کہیں آیات قرآن نہ ہوں اور سنت رسولؐ غیر

مشکوک موجود ہو تو وہاں سنت ہی کافی ہے، حضرت محمدؐ کی سنت کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں کوئی محکم آیت نہ ہو آئمہؑ واصحابؓ کی روایت کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں نبی کریمؐ سے کوئی سنت نہ ہو۔

کلمہ سنت کے تناسب سے یہاں چند اور ذی ربط ذی اہمیت نکات بھی ذکر کرنا مناسب بلکہ ضروری ہیں۔قرآن کریم میں اہل قرآن سے خطاب ہے **لا تغلو فی دینکم** اپنے دین میں غلو کرو نہ رہبران میں نہ واجبات میں نہ مستحبات میں۔غلو کا مطلب ہے کسی کو اس کے دائرے سے تجاوز دینا۔اگر کسی نے سنت میں غلو کر کے خود کو اہل سنت سے تعارف کیا تو گویا جس نام کو اللہ نے مسلمان کے لئے پسند کیا ہے **ھو الذی سما کم المسلمین** اس کی بجائے اہل سنت نام رکھنا اللہ کے انتخاب کردہ نام پر اپنے منتخب نام کو ترجیح دینا ہے۔یہ عمل بھی ایک قسم کی بدعت تصور ہوگا کیونکہ بدعت کا معنی قرآن وسنت کے نص سے متصادم کوئی خبر وضع کرنا ہے۔

یہیں سے سنت سنت کہہ کر بعض جن وانس کے لئے چیلنج کئے ہوئے ہیں انھوں نے قرآن کو پیچھے چھوڑ کر سنت سنت کہا ہے تاکہ اپنے گھڑے ہوئے افکار کے انکار کو قرآن کے انکار کے مترادف گردانیں مثلاً وجود خضر، حیات عیسیٰ، ادریس، الیاس جو نص قرآن کے خلاف ہے کو اٹھایا۔قرآن میں آیا ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔﴿وَ ما جَعَلْنا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ أَ فَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخالِدُون﴾ "اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے۔اگر تم مر گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟" (انبیاء ۳۴) انھوں نے اس کے منکر کو منکر قرآن گردانا ہے اس حربے کو انھوں نے درحقیقت ایک اسلحہ کے طور پر استعمال کیا ہے تاکہ قرآن کو کنارہ پر لگا دیں۔بعض نے سنت میں غلو کر کے اتنی نمازیں جعل کیں کہ جن کا پڑھنا ہی ناممکن ہے۔ایسی نمازوں کی ادائیگی کو صرف مسلمانوں کو پریشان کرنے دین وشریعت سے مایوس کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے جس طرح قرآن کی حدود سے تجاوز کر کے سنت محمدؐ بلکہ رسالت محمدؐ کے انکار کی حد تک بولنا شروع کیا اور نماز کی صورت کو بھی مشکوک قرار دیا گیا۔

دین مقدس اسلام کا دوسرا مصدر وماخذ سنت وسیرت محمدؐ ہے جس کی سند کیلئے قرآن کریم کی یہ آیات کریمہ ہی کافی ہے **ولکم فی رسول اللہ اسۃ حسنۃ یا وما اتکم رسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا** خود نبی کریم کا فرمان ہے میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب قرآن اور دوسری میری سنت لیکن امت مسلمہ میں سے کثیر تعداد نے مختلف طور وطریقہ حیلہ وبہانہ سے ان دونوں مصادر کو بے مصدر اور بے معنی بنانے کیلئے زبانی رسہ کشی شروع کی ہے۔قرآنیون پرویزیوں نے قرآن کو اٹھا کر سنت رسول سے یکسر روگردانی کی یہ ہر جگہ سنت سے انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ ضروریات دین اسلام نماز کی شکل وصورت سے بھی انکار کرنے لگے اور دین کو اللہ کی عبادت وبندگی سے نکال کر ایک سماجی سیاسی اور ثقافتی رسومات تہوار کی شکل دی جبکہ اس کے بالمقابل میں اہل حدیث نے قرآن کو ایک ناقص مجمل مبہم گونگا قرار دے کر تمام تر حاکیت کو سنت رسول میں حصر کیا ہے۔

تیسرے فریق نے ان دونوں کے روش کو مسترد کرتے ہوئے ایک طرف سے قرآن کو ناقص مبہم، مجمل اور منحرف کتاب قرار دیا اور دوسری طرف سے سنت رسول کے بارے میں بانگ دھل واشگاف الفاظ میں کہا رسول کی سنت حجت ہے لیکن ہم رسول کی سنت اصحاب سے نہیں لیتے کیونکہ تمام اصحاب عادل نہیں ہیں۔یعنی اصحاب میں فسق وفجور کے مرتکب افراد بھی تھے لہٰذا ہم سنت کو اہل بیت سے ہی لیتے ہیں۔اس طرح یہ گروہ اسلام کے دونوں مصدر قرآن وسنت نبی سے لنگڑا ہے۔ان دونوں مصادر کے انکار کے بعد مندرجہ ذیل سوالات استبصارات پیش آتے ہیں:

۱۔اہل بیت سے مراد کون ہیں اس میں کون کون سی ذوات اور ہستیاں آتی ہیں لیکن اس سوال کے جواب میں یہ مضطرب پراگندگی سے دوچار ہیں کہتے ہیں اہل بیت سے مراد حضرت امیر المومنین حضرات حسنین فاطمہ زہرا امام سجاد یک بعد دیگر اہل بیت کے مصداق ہیں۔لیکن آپ ان کے ۵۱ ابواب فقہ میں امیر المومنین سے جو سب سے پہلے اہل بیت کے مصداق ہیں جو رسول اللہ کی بعثت سے پہلے ان کے ساتھ رہے۔آپ کے پروردہ ہیں آپ کے حضر وسفر میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔آپ کے بعد تیس سال زندگی گزاری ہے اور چار سال خلافت پر رہے بتائیں ان سے کتنی احادیث منسوب ہیں؟

۲۔حضرت فاطمہ زہرا جو بعثت سے پہلے یا ابتدائی سالوں میں پیدا ہوئی ہیں۔تمام ادوار رسالت میں آپ کو دیکھا ہے آپ کی کتابوں میں حضرت زہرا سے کتنی احادیث موجود ہیں؟

۳۔آپ قطعی طور پر بعض اصحاب کے عادل ہونے کے معتقد ہیں آپ بتادیں آیا ان سے سنت رسول لینے میں کیا جھجک ہے مثلاً سلمان سے اباذر مقداد سے ابن عباس سے آپ نے کتنی روایات کو نقل کیا ہے؟

۴۔حضرات حسنین جنھوں نے ہجرت کے آخری سالوں کو کمال درک وبصر وبصیرت کے ساتھ درک کیا ان دو ذوات سے کتنی احادیث فقہ میں موجود ہیں۔اس کے بعد تابعین میں امام سجاد ہیں ان کی طرف سے ان سے منسوب کتنی احادیث ہیں۔ان تمام ابواب فقہ کے لئے ایک معتد بہ مقابل مقدار کافی میں احادیث نہ ملنے کے بعد انھوں نے چھلانگ مار کر کہا تقیہ اور سختی اور پابندیوں کی وجہ سے اندرون خانہ محصور ہونے کی وجہ سے یہ ذوات احکام شرعیہ کو بیان نہیں کر سکے،اور یہ کام کرنے کا موقع صرف امام جعفر صادق کو نصیب ہوا۔بنی امیہ اور بنی عباس کے درمیان جاری اقتدار کی رسہ کشی سے آپکو ایک قسم کی آزادی ملی جس میں آپ نے بھرپور طریقہ سے حکم شریعت کو بیان کیا۔لہٰذا ہم دین کو امام جعفر صادق سے لیتے ہیں۔اسی وجہ سے ہم خود کو جعفری سے انتساب کرتے ہیں۔لیکن یہاں سوال ہے کہ آپ دین و شریعت کو امام جعفر صادق سے لیتے ہیں لیکن نام سب اہل بیت کا لیتے ہیں اس کی کیا منطق ہے؟امام جعفر صادقؑ رسول اللہ سے نہیں ملے تو آپ نے یہ تمام احکام شرعی کہاں سے اخذ کئے۔اگر کہتے ہیں امام نے یہ سب از روئے وحی اللہ سے لیا چنانچہ اس سلسلہ میں یہ گروہ ائمہ کے وحی سے متصل ہونے کا سلسلہ باقی رہنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔جبکہ تسلسل وحی تسلسل نبوت کی ایک کڑی ہے اور قرآن اور امت کی وحدت اجماع کے تحت تسلسل نبوت سورہ نساء ۱۶۵ کے تحت منقطع ہے۔نہج البلاغہ میں امیر المومنین فرماتے ہیں حجت نبی کے بعد ختم ہوئی ہے۔لہٰذا امام جعفر صادق نے اتنی احادیث کس سے سنی ہیں۔اگر امام محمد باقرؑ اور امام سجاد سے مروی ہیں تو کیوں امام باقر اور امام زین العابدین سے اتنی احادیث نہیں،اگر امام زین العابدین نے امام حسین سے سنی ہیں تو کیوں امام حسین سے اتنی احادیث مروی نہیں ہیں۔یہ کہنا کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے درمیان اقتدار کی کشمکش میں انھیں موقع ملا اور آپ نے درس کا بندوبست کیا۔ایسی کوئی تاریخ بتائیں جب اتنے افراد مدینہ میں آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ان افراد اور رجائے درس کا ذکر کریں،مسجد نبوی پر بنی امیہ کے دور میں انہی کا قبضہ تھا اور بنی عباس کے دور میں بنی عباس کا تو کیا امام صادق نے کوفی کی مسجد میں درس دیا ہے اگر ایسا ہے تو وہ تاریخ بتایں جب امام کوفہ آئے اور کیوں تشریف لائے اور کس سن میں تشریف لائے اس کا تاریخی حوالہ دیں۔

اگلا سوال امام جعفر صادقؑ سے نقل کرنے والے راوی کتنے ہیں ان راویوں کا حال بھی بیان کریں۔ہم نے اس کی وضاحت اپنی کتاب شیعہ اہل بیت میں بیان کی ہے۔جن راویوں کو آپ نے امام صادق سے اتنی ضخیم احادیث نقل کرنے کا دعویٰ کیا ہے ان راویوں کا نام آپ کے معاجیم رجال میں یا مجہول یا مہمل ہے یا ان کا نام ہی نہیں پایا جاتا۔اس کے علاوہ امام صادق فرماتے ہیں ہم جو کچھ حکم شرعی تمہیں بیان کریں اس کی سند ہم سے قرآن اور سنت رسول سے طلب کریں کہ یہ قرآن میں کہاں اور سنت رسول میں کہاں ذکر ہوا ہے اگر سند نہ مل سکے تو سمجھ لیں ہم سے منسوب احادیث کا حکم غلط ہے۔

ہر حکم شرعی کا قرآن یا سنت رسول سے انتساب ضروری اور ناگزیر ہے چنانچہ اصول کافی ج ۱ ص ۵۹ باب فصل علم میں حدیث الردالی الکتاب والسنہ میں آٹھ یا نو احادیث نقل کی گئی ہیں۔ان کے پاس امام جعفر صادقؑ کے بعد پھر خاموشی چھا جاتی ہے اور اچانک شیخ صدوق کا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے جنہوں نے جعلی راویوں سے مستند احادیث کی خود ساختگی کی شرمندگی سے بچنے کیلئے تمام اسناد کو حذف کر کے خود ضمانت دی اور حدیث بلا سند کو پیش کیا ہے۔آپکے بعد والوں نے ان احادیث کو بھی حذف کیا اور اپنی مرضی سے فتویٰ دینے کا سلسلہ شروع کیا اور یہ یقین دہانی کرائی کہ ہم آپ کو قرآن سنت سے مستنبط فتویٰ دیں گے۔جب ان سے سند کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو یہ فقیہ اور انکے وکلا چڑ جاتے ہیں اور غصہ کرتے ہیں۔اس غوغا اور چڑ کی چھتری سے استفادہ کرتے ہوئے یہ قرآن وسنت کے خلاف فتویٰ دینے میں سرگرم ہوئے ہیں چنانچہ مناسک حج وعمرہ میں اپنی مصلحت تراشی سہولتوں کے بہانے سے حج کو قرآن وسنت کے دائرے سے نکال کر اپنی خواہشات کے کنارے پر لگایا ہے اب جو بھی شخص اس بارے میں زبان کھولتا ہے سوال کرتا ہے تو انکے عتاب کا نشانہ بنتا ہے۔یہ اپنے ساتھ لائے ہوئے حجاج کو بکرا بنا کر بیوقوف بھی بناتے ہیں۔انھیں یہ احکامات سنائے جاتے ہیں کہ کسی کی بات نہ سنیں کسی کی مجلس محفل میں نہ بیٹھیں۔حرم میں نہ جائیں۔یہاں تک کہ ہمارے دوست دلنواز صاحب کا کہنا ہے جو ان کی کارکردگی کے خلاف بات کرتے ہیں وہ علمائے یہود ہیں۔

سورہ حج:

دین اسلام کے اہم فرائض واہم ستون میں سے ایک حج موسوم ہے ۔سورہ حج اپنی سیاق وسباق آیات میں دیگر سوروں سے چند جہات میں امتیاز رکھتی ہے اس کے تشخصات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔اس سورے میں دو سجدے ہیں اس حوالے سے یہ ایک امتیاز خاص سے ممیّز ہے۔

۲۔سورے کا آغاز وقوع قیامت کی ہولنا کی وخوف سے بچنے کی دعوت سے شروع ہوا ہے۔قیامت کی طرف متوجہ کرنے اور عذاب شدید سے آگاہ کرنے کے بعد آخری آیت ۷۸ جہاد فی سبیل اللہ، اقامہ صلوۃ، ایتاء زکوۃ اور اعتصام باللہ پر اختتام ہوا ہے۔

۳۔سورے کی تیسری آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی دلیل سے استناد کئے گمراہوں کی پیروی کر کے مجادلہ کرتے ہیں، بعض لوگ اللہ کے وجود کے بارے میں تشکیک پھیلانے کیلئے جدال کرتے ہیں جدال وہی کرتے ہیں جن کے پاس دلیل کا فقدان ہوتا ہے۔

۴۔کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت ایک زاویہ کے تحت کرتے ہیں اگر وہ اپنی مرام ومقصود تک نہ پہنچے تو فوراً منقلب ہوتے ہیں یہ بدبخت شقی سے ملے ہوئے ہیں۔ایسے لوگ جو نصرمدد الٰہی کے بارے میں گمان رکھتے ہیں اللہ ہماری مدد نہیں کرتا ایسے گمان رکھنے والوں کو ایسے وسیلہ تلاش کرنا چاہیے کہ ایک اس سے خود کو ڈھیں پھر اس کو کاٹیں دیکھیں ان کا غم وغصہ نکلتا ہے یا نہیں۔

اس سورہ مبارکہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے عامۃ الناس کو مخاطب کیا ہے کہ اللہ کی طرف سے نازل عذاب اور اپنے درمیان کوئی بچاؤ پیدا کرو لیکن یہ ناممکن ہے یہ عذاب انسان کو گھیرے گا۔عذاب الٰہی سے بچو جس دن تمہیں اسکا سامنا ہوگا اس سورہ کی آیت ۲۶ سے ۴۱ تک حج کے بارے میں ہے۔اس سورہ میں ۷۸ آیات ہیں اس میں سے پندرہ آیات حج کے بارے میں ہیں اس سورہ کا آغاز کلمہ تقویٰ سے ہوا ہے۔قرآن کریم میں بعض جگہ کل ناس سے مخاطب ہو کر تقویٰ اپنانے کا حکم دیا ہے۔اس سورہ میں تقویٰ کا حکم دیتے وقت اے ایمان والو! تقویٰ اپناؤ کے کلمات ہیں۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے تقویٰ کے مراتب درجات ہیں پہلا تقویٰ کفر والحاد کے دائرہ سے نکلنا ہے جوں ہی انسان خطرے کی اس گھنٹی کو سنتا ہے تو عقل مند انسان کہتا ہے اس خطرہ سے خود کو بچاؤ۔اسی معنی میں ہے هدی اللمتقين یعنی یہ کتاب احساس خطر کرنے والوں کیلئے ہادی ہے چنانچہ اس سورہ میں اللہ نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو حرمات الٰہی کو چاک کرتے ہیں انھیں حکم ہے حرمات الٰہی کی تعظیم کریں بتوں کی پرستش سے باز آئیں۔

آیت ۳۱ اور ۳۸ سے پتا چلتا ہے اللہ سبحان تعالیٰ نے یہاں حج کو جہاد کے برابر میں ذکر کیا ہے یعنی حج مقدسات الٰہی کی پاسداری کا نام ہے جہاد اور حج میں گہرا رشتہ ہے اسی وجہ سے حج کو جہاد ضعفاء گردانا ہے۔حج ہو یا جہاد ہو دونوں کا مقصد اعلاء کلمہ حق ہے۔حج میں طریقہ سلم وافہام وتفہیم کے ذریعہ اعلاء کلمہ حق ادا کرتے ہیں جبکہ جہاد میں طاقت قدرت استعمال کر کے اعلاء کلمہ حق کرنا ہے۔یہاں سے ان لوگوں کی منطق بیہودہ بے سروپا نظر آتی ہے جہاں لوگ گمراہ لوگ جو اس میں شرکت کرتے ہیں اور ہر قسم کے واعظ نصیحت ہدایت سننے کو یہ کہہ کر مسترد کرتے ہیں کہ لا جدال في الحج۔یہ اس کلمہ کا غلط معنی لیتے ہیں حج میں جدال نہیں کا کیا مطلب ہے، کہ یہاں امرونہی ہدایت بھی نہیں ہے؟

عالم جاہل اپنی جگہ دو گروہ پر مشتمل ہیں ایک جاہل بسیط یہ جہالت انسان کی پیدائش کے ساتھ پیدا ہوتی ہے بعد میں رفتہ رفتہ تجربات کی تعلیمات سے ختم ہوتی جاتی ہے دوسری جہالت جہل مرکب ہے یعنی جاہل ہے لیکن خود کو عالم تصور کرتا ہے۔جس نظریے پر خود پہنچا ہے اس سے آگے کسی بھی علم کا قائل نہیں ہے اس کے بارے میں امیر المومنین نے فرمایا ہے یہ خباط جہالت ہے۔﴿جاهل خبّاط جهالات، عاش ركاب عشوات لم يعضّ على العلم بضرس﴾ ''وہ جہالتوں میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دھندلا پن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے'' (خطبہ ۱۷) یہ شخص بغیر علم کے مجادلہ کرتا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس گروہ سے مجادلہ کرنے سے منع کیا ہے۔اللہ کی ذات صفات کے بارے میں بغیر استناد بقرآن ونبی کریم بات نہ کریں شیاطین اور ان کے اتباع کی پیروی نہ کریں ان کا انجام جہنم ہوگا تفسیر ایسر التفاسیر ج ۳ ص ۴۵۷ میں آیا ہے بغیر علم اللہ کے بارے میں رسول اللہ سے مجادلہ کرنے والی شخصیات دو تھیں:

۱۔ایک نضر بن حارث ہے جو اس وقت کا فرعون تھا۔

۲۔عمرو بن ہشام ملقب بہ ابی جہل یہ دونوں وادی بنات میں شریک تھے۔

ان لوگوں سے کہا ہے کہ وہ اللہ کی ایک زاویہ نگاہ سے عبادت کرتے ہیں سورہ حج کی آیت ۲۶ کے آغاز وابتداء میں جہاں اللہ نے ابراہیم خلیل کو یہ جگہ دکھائی ہے اور اس جگہ کو ہر قسم کی شرک شرکاء سے پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگوں کو دعوت بہ حج کرنے کا حکم دیا ہے۔

آیت ۳۰ سے اللہ نے مقدسات الٰہی محرمات الٰہی جہاں اللہ نے اپنے حریم بنائے ہیں ان کی تعظیم ان کی توقیر کرنے کا حکم دیا ہے جو بھی ان محرمات کی تعظیم وتکریم کرے گا اس کیلئے نیک صلہ ہوگا نیز جہاں جہاں اللہ کی نشانی بتائی ہے ان کی بھی تعظیم کریں یہ اللہ کی نشانیاں ہیں اور اس کی عبادت کے مظاہر ہیں۔

۵۔مشرکین وکافرین کی تمام تر یہ کوشش رہتی ہے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور مسجد حرام سے روکا جائے جس جگہ کو اللہ نے تمام لوگوں کیلئے برابر گردانا ہے انھوں نے اس سے روکنا ہے۔ جو یہاں بدنیتی کی بنیاد پر الحاد وظالم کا ارتکاب کرے گا تو ہم انھیں عذاب دردناک دینگے آیت نمبر ۲۵ سے ۴۱ تک کعبہ اور مشاعر اور ان سے متعلق اعمال احکامات بیان کئے ہیں ان احکامات میں دو چیزوں کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے یہ جگہ اللہ کے حریم ہیں جو اس حریم کی تعظیم کرے کے اللہ اسے بشارت دیتا ہے۔

۱۔بعض انسان اللہ کی عبادت وپرستش ایک زاویہ نگاہ سے یا ایک مقصد کے حصول کے خاطر کرتا ہے اور اگر وہ حاصل نہ ہو تو وہ اس عبادت کو چھوڑ دیتا ہے اس قسم کی عبادت بجائے اس کو سعادت کی منزل تک پہنچائے دنیا وآخرت دونوں کیلئے خسارت کا باعث بنتی ہے آیت ۱۱ قرآن کریم کی یہ آیت ایک خبر غیبی ہے ہمیں اس کے مفاد کے بارے میں حقیقت خارجی کو دیکھنا ہے کیا ایسا ہی ہے۔

۲۔ایک زاویہ نگاہ سے عبادت وپرستش خسارہ وزیاں دنیا وآخرت بنتی ہے یہ دوسری خبر ہے۔اس خبر کو ایک طرف رکھ کر ہمیں عام انسانوں کی منفی سرگرمیوں کا جائزہ لینا ہے۔انسان کے پاس جو محرک سبب ہے جس کے تحت وہ سرگرم ہے وہ کس فائدے کی خاطر ہے کیونکہ فائدے کی نیت رکھے بغیر یا غرض وغایت نظر میں رکھے بغیر انجام دیے جانے والے اعمال عقلا کے نزدیک عبث بے ہودہ ہیں لہذا ضروری ہے کہ کام کسی فائدے کے حصول کی نیت سے ہو۔

۳۔انسان کے اندر کوئی بھی سرگرمی دو مقاصد کے حصول کیلئے ہوتی ہے ایک لذت راحت سکون دوسرا اذیت آزار رنج والم سے بچاؤ ہے۔

۴۔یہ لذت اپنی جگہ دو قسم کی ہے ایک لذت مطلق ہے یعنی جتنی بھی لذت دنیا میں متصور ہیں رائج ہیں وہ سب مجھے حاصل ہوں جیسے مال ودولت میں فراوانی اولاد کثیر زوجات حسینہ باغات ثمر آور کے ساتھ لوگوں میں جاہ ومقام عزت ریاست زعامت سب کے ساتھ سکون یہ تصور اپنی جگہ ناممکن ہے۔ جب تک اس پر کوئی آئین اس کے مافوق سے لاگو نہ ہو۔اس کیلئے ضروری ہے کہ کوئی آئین مافوق ہی انسان کو محدود کرتا ہے۔

۵۔لذت ہمیشہ مادیات تک محدود نہیں ہوتی یعنی کثیر دولت اولاد زوجات انسان کو سکون نہیں دیتے بلکہ کبھی یہی چیزیں اس کیلئے باعث کرب وپریشانی بھی بنتی ہیں۔ لذت مادی کے علاوہ عقلی اور روحانی لذت بھی ہے جو شخص حصول لذات کی خاطر اللہ کی عبادت وپرستش کرتا ہے وہ حرکات وسکنات سرگرمیاں شاذ وانوکھا بے پروائی لاابالی میں گزارتا ہے اس کو عبادت حرفی کہا جاتا ہے۔جس کی خاطر وہ عبادت کرتا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں جو اللہ مالک کون ومکان ہے روف ومہربان ہے قدرت مطلقہ رکھتا ہے آپ نے اس کو اس عبادت کیلئے خضوع ہونے کیلئے لائق نہیں سمجھا آپ نے اپنی عبادت غایت کو ایک فنا پذیر غیر محدود چیز کو نظر میں رکھا یہ عمل دین ودنیا دونوں میں خسارہ زیاں کا باعث ہے اللہ ایسی مشرکانہ عبادت کو اس کے منہ پر مارتا ہے۔

۶۔جب ایک انسان ، مالک نفع ونقصان اور سمیع وبصیر کے سامنے غیر محدود غایات کی خاطر پرستش کو بے سود اور بے ہودہ سمجھتا ہے تو ایک ایسے موجود سمع وبصر کی پرستش جو محروم قدرت نفع وضرر یا اپنے سے کم تر کی پرستش کرنا اس سے کہیں گنا بے وقوفی ہوگی لہذا اللہ فرماتا ہے جو نفع ونقصان کے مالک نہیں ان کی پرستش کرنا بدترین پست ترین ناصر ومددگار ساتھی کا انتخاب کرنا ہے۔ جو شخص لذت وسعادت دنیا مال ومنال عزت ومقام کیلئے عبادت کرتا ہے وہ دنیا وآخرت دونوں میں خسارہ اور گھاٹے میں ہے یہ کیوں؟ آخرت کا خسارت تو سمجھ میں آتا ہے چونکہ عابد نے اس کیلئے عمل نہیں کیا لہذا وہ آخرت کی سعادت سے محروم ہوگیا لیکن دنیا کی سعادت جس کیلئے اس نے پرستش کی ہے اس میں کیوں خسارے میں پڑ گیا ہے۔جواب واضح ہے دنیا کی چیزیں مادی ہیں مادی حصول کیلئے مادی وسائل درکار ہیں، لہذا جو ان وسائل کو چھوڑ کر وہمیات تصورات وخیالات میں دنیا طلب کرے گا تو اسے دنیا نہیں ملے گی لہذا یہ فرقہ حروفی کا دھوکہ ہے۔

سورہ حج کی اکثر آیات مدنی ہیں سوائے پانچ آیات کے اس سورہ میں تین اہم موضوعات کو عنوان بنایا گیا ہے:

۱۔بعثت یوم القیامہ یعنی قیامت کی آمد اور اس میں درپیش شدائد اور خوفناک حالات جو انتہائی ناقابل برداشت اور ہولناک ہیں۔قیامت برپا ہو کے رہے گی اس کے تمام احتمالات کو متقن و مقطوع دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

۲۔مشرکین کافرین منحرفین منافقین صرف جدال کرتے ہیں وہ تشکیک پھیلاتے ہیں اور اپنے مدعا میں کسی دلیل و برہان سے استشنا نہیں کرسکتے۔

۳۔مقامات مقدسہ مشاعر اسلام مسجد الحرام صفا و مروہ کی عظمت بزرگی اور ان کے طفیل برکات انسانوں کیلئے بیان ہوئے ہیں۔

۴۔اعمال حج حفاظت مسجد الحرام ایک اہم واجبات اسلامی ہے اس سے دفاع کرنا دعوت قتال وغیرہ کا بیان ہے۔

۵۔اللہ نبی کا ناصر و مددگار ہے لہٰذا مومنین کو چاہیے وہ ان مشرکین سے جنگ کیلئے نکلیں جنہوں نے انھیں ان کے خانہ و آشیانہ سے نکالا ہے۔

۶۔اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارکہ میں اپنے نبی اور ان پر ایمان لانے والوں کو اس کی راہ میں جہاد و جنگ کرنے والوں کی مدد کرنے کا وعدہ دیا ہے جو خلف ناپذیر ہے۔

سلمان فارسی:

اس کاروان کے سالار قبلہ مولانا حافظ نذیر حسین (ڈیرہ اسماعیل) صاحب ہیں۔آپ سے تعارف اسی سال ۱۴۳۳ھ ق برادر انیس الحسن صاحب کے توسط سے ہوا۔آپ قبلہ مولانا حافظ حسین کے کاروان سلمان فارسی میں حج پر آئے چنانچہ خود برادر انیس الحسن اور قبلہ صاحب کے درمیان مذاکرات کا معلوم ہوا آپ بھی دیگر سالار کاروان کی طرح سلاخی حجاج میں مصروف ہیں۔اتنی خطیر رقم وصول کرنے کے بعد اعمال حج کو تہہ و بالا کرنے پر مصر ہیں۔برادر انیس الحسن نے اس کی روئیداد میں بتایا کہ روانگی حج سے پہلے ڈیرہ اسماعیل خان میں حافظ نذیر حسین سے ان کی ملاقات ہوئی تو حافظ صاحب نے حج پر اٹھنے والے تمام خرچ پر ان سے خمس کا مطالبہ کیا اور فرمایا کہ آپ دونوں کا خمس ۶۲۵۰۰ روپے بنتا ہے یہ ادا کرکے جانا چاہیے تو انیس بھائی نے کہا کہ ہمیں زکوٰۃ کے بارے میں بتائیں تو مولانا صاحب نے کہا کہ ہمارے یہاں زکوٰۃ نہیں خمس ہے تو اس پر انیس بھائی نے کہا کہ قرآن میں زکوٰۃ پر بہت سی آیات ہیں تو اس پر مولانا نذیر نے کہا کہ خمس غریب و مسکین اور ابن سبیل پر خرچ ہوتا ہے اور ہم مولوی بھی اس میں آتے ہیں اس پر ہمارا بھی حق ہے، انیس بھائی نے کہا اس مسئلے کو ہم کراچی کے ایک عالم دین جن کا نام شرف الدین ہے ان سے بھی دریافت کریں گے تو مولانا وہاں سے خاموشی سے چل پڑے۔

ارشد شیرازی نے بتایا مولانا حافظ نذیر حسین سالار کاروان سلمان فارسی (ڈیرہ اسماعیل خان) سے مورخہ ۸ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ کو بمطابق ۲۰۱۲ کو برادر سید انیس الحسن شیرازی اور انکی اہلیہ کے سفر حج کی روانگی سے پہلے حاجی کیمپ راولپنڈی کے داخلی دروازے پر ملاقات ہوئی۔سلام دعا کے بعد ارشد شیرازی نے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کیا جناب یہ میرے بہنوئی ہیں آپ کے قافلے میں حج پر اپنی اہلیہ کے ہمراہ جا رہے ہیں یہ دونوں احرام نذری باندھنے کے قائل نہیں ہیں لہٰذا آپ سے درخواست کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں کہ احرام میقات سے باندھنے میں ان کی مدد کریں۔

تو مولانا صاحب نے فرمایا:

''احرام میقات سے باندھیں گے تو آپ کو رقم زیادہ خرچ کرنی پڑے گی تو بھائی انیس نے کہا آپ پیسوں کی فکر نہ کریں انشاءاللہ ہم ادا کریں گے''۔

پھر مولانا صاحب نے کہا:

''یہ لوگ تو صرف دو ہیں جبکہ سارے لوگ ایئرپورٹ سے احرام باندھیں گے صرف دو افراد کو میں کیسے میقات لے کر جاسکتا ہوں یہ تو بہت مشکل ہے''۔

فقہاء کہتے ہیں آپ مجبوری میں احرام نذری باندھ سکتے ہیں۔

پھر مولانا نے پوچھا:

''آپ کس کے مقلد ہیں؟ تو بھائی انیس نے کہا مولانا صاحب ''ہم کسی کے مقلد نہیں ہیں ہم تابع قرآن و سنت ہیں، مسلمان ہیں جو بھی قرآن و سنت سے کسی مسئلے میں سند و دلیل دے دے ہم تابع دلیل ہیں اور تقلید کو نہیں مانتے''۔

تو مولانا صاحب نے انھیں جواب دینے کی بجائے شیرازی سے کہا:

''یہ شرف الدین کی بات ہے آپ شرف الدین کی بات کو ہر کسی پر نہ ٹھونسیں اور سچ سچ بتائیں یہ کس کی تقلید کرتے ہیں؟''۔

تو بھائی انیس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا مولانا صاحب میں جو آپ کو کہہ رہا ہوں کہ میں مقلد نہیں تابع قرآن وسنت ہوں جو بھی قرآن وسنت سے کسی مسئلے کی سند و دلیل دے دے تو ہم اسی کے قول کی تاسی واتباع کرتے ہیں۔

تو مولانا نذیر نے پوچھا:

"کیا آپ آئمہ معصومین کو حجت نہیں مانتے؟ تو شیرازی نے مداخلت کرتے ہوئے مولانا سے سوال کیا کہ جناب معصوم کا لفظ قرآن کریم میں کس جگہ آیا ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟"۔

تو مولانا صاحب نے کہا:

آپ سے بحث نہیں ہوسکتی ہے۔تو شیرازی نے ان سے کہا کہ مولانا ہم سے بات اس لئے نہیں ہوسکتی ہے کہ ہم آپ کی طرح مراجع کی آنکھ بند کر کے تقلید کے قائل نہیں ہزار ہزار رفٹ اونچا جھنڈا لگانے کے قول کو اجتہاد قرار نہیں دیتے گھوڑے اور جھنڈے سے تقلید یوں کے ہمراہ نوکریاں اور بیٹے نہیں مانگتے۔تو پھر مولانا صاحب نے کہا کہ ہم تو مقلد ہیں اور آخری امام مہدی کے فرمان کی روشنی میں مراجع ہم پر حجت ہیں پھر بولتے چلے گئے کہ علم کو ہم لگائیں گے چومیں گے آنکھوں سے لگائیں گے آپ کی بات کو ہم نہیں مانتے ہیں آپ کا عمل آپ کو مبارک ہو اور ہمارا عمل ہمیں مبارک۔

مولانا نے پھر کہا ہم:

جھنڈے سے نوکریاں اور بیٹے نہیں مانگتے لیکن علم کا احترام ضروری ہے۔کیونکہ یہ شعائر کربلا ہے۔اور رجب مراجع کے حجت ہونے کے بالمقابل سورہ نساء آیت ۱۶۵ کا حوالہ دیا کہ قرآن فرماتا ہے پیغمبر کے بعد حجت ختم ہے تو مولانا نے کہا آپ اہل قرآن ہیں۔

پھر مولانا نے ہم سے اجازت چاہی کہ ہماری اندر مصروفیات ہیں اور یوں رخصت ہوئے۔پھر اگلے روز جعفر شاہ صاحب کے ذریعے مولانا نے ایئرپورٹ سے احرام باندھوانے کی کوشش کی پھر ٹیلی فون پر انیس الحسن نے ہماری بات جعفر شاہ صاحب سے کروائی بقول انیس الحسن آپ کی باتوں کا جعفر شاہ صاحب پر تو اثر ہوا اور وہ خود میقات پر احرام باندھنے تشریف لے گئے مگر حافظ نذیر حسین صاحب نے اپنے قافلے کے ہمراہ ایئرپورٹ ہی پر احرام باندھا۔

برادر ارشد شیرازی جب بھائی انیس الحسن اور انکی اہلیہ کو انکے برادران وخواہران کے ہمراہ ایئرپورٹ پر چھوڑنے گئے تو درج ذیل سوالات جو بذریعہ شیرازی مولانا حافظ نذیر صاحب سے دریافت کئے تھے انہیں شیرازی نے ہم سے ٹیلی فون پر پوچھ کہ کاغذ پر تحریر کیا اور اسکی دس فوٹو کاپیاں انیس الحسن کے ہاتھ میں دیں انہوں نے قافلے والوں کو بھی دیں اور خود حافظ نذیر صاحب کو بھی دیں۔

۱۔حوزہ علمیہ نجف عراق یاقم ایران کے مجتہدین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں کہ جس نے احرام میقات کے بجائے اپنے ملک کے ایئرپورٹ سے یا جدہ ایئرپورٹ سے باندھا ہو؟

۲۔یہ میقات اللہ کے رسول نے متعین کئے ہیں آپ ان پر جانے کے لئے کیوں آمادہ نہیں؟

۳۔آیا احرام نذری افضل ہے یا میقات سے احرام باندھنا افضل ہے؟

۴۔آپ اپنی ضد سے لوگوں کا حج باطل کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟

۵۔قرآن کریم کی رو سے میقات زمانی اور میقات مکانی کا ذکر ہے۔

۶۔زمانی میقات کے حوالے سے کبھی شوال میں بھی آپ نے احرام باندھا ہے؟

۷۔جبکہ میقات مکانی کے حوالے سے میقات وہی ہیں جو اللہ کے رسول نے مقرر فرمائے ہیں اور اس کی سند قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۹ ہے۔

حج سے جب بھائی انیس واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ:

مولانا نذیر نے مدینہ سے واپسی کے وقت حج کے اعمال کے متعلق بتایا کہ:

۱)جس کی نماز درست نہیں وہ اپنی نماز درست کرلے۔

۲) طواف نسائی میں اگر نماز ٹھیک نہ ہو تو طواف نہیں ہوتا اور طواف ٹھیک نہ ہو تو بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

یہاں ان حضرات کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ علماء کی ذمہ داری دین اسلام میں حلال وحرام کی نشاندہی ہے دین اسلام نے حرام خوری سے منع کیا ہے دھوکہ فریب سے لوگوں سے مال بٹورنے سے منع کیا ہے یہ اکل بالحرام ہے۔

عبادات جن کے ادا ءصرف قرآن کریم اور سنت وسیرت محمد کے مطابق انجام دینا ہے ورنہ وہ اعمال بدعت باطل ہونگے جناب حافظ نذیر حسین کی دونوں طریقہ کار کو مندرجہ بالا سطور میں سب نے ملاحظہ کیا ہے مال کے حساب سے انہوں نے بنام حق زحمت چار ہزار روپے لیے۔ وہ ان کے لئے حلال ہیں باقی جتنی رقوم انہوں نے حجاج سے لیں وہ کہہ دیں کہ انہوں نے اپنی مرضی سے انہیں دی ہیں، حرام ہے کیونکہ ان کو اغفال میں رکھا گیا ہے۔

۱۔خمس جو وصول کرتے ہیں۔

۲۔زیارت کے نام سے دس دس ریال لیتے ہیں پھر مکہ ومدینہ میں دربارہ دس دس ریال وصول کرتے ہیں لہذا اگر سو آدمیوں سے دس ریال وصول کریں تو یہ ایک ہزار ریال بنتے ہیں، غرض اس حساب سے وہ دگنا پیسہ کماتے ہیں۔

۳۔مجالس کے نام سے لیتے ہیں طواف نساء کے بارے میں ڈرا کر نماز کے پیسے لیتے ہیں۔

۴۔قربانی کیلئے پیسہ لیتے ہیں اگر پورے کا پورا ان کے جیب میں نہیں جاتا ہے تو کم سے کم آدھا ان کی جیب میں جاتا ہے۔

۵۔امامناسک حج چار ہزار حق زحمت لے کر ہزار حیلہ بہانہ سے رسول اللہ کی سنت بتاتے ہوئے میقات سے ہٹ کر اپنے خود ساختہ میقات سے احرام باندھتے ہیں۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ملک کے طول وعرض میں صرف مولانا حافظ نذیر حسین تنہا اس قسم کی دھاندلی ہیر پھیر کرتے ہیں بلکہ ملک کے گوشہ وکنار سے جانے والے دوسرے سالار کاروان بھی ان سے کئی گناہ زیادہ حیلہ بہانے سے پیسہ بٹورتے ہیں مناسک حج میں رد وبدل قرآن وسنت کے خلاف انجام دیتے ہیں جن میں عام انسان تو درکنار علماء حضرات مثال: اسدی شفاء نجفی تقی شاہ افضل حیدری کاروان حیدری عصری پیسہ بٹورنے حج کو مسخ کرنے میں مسابقہ رکھتے ہیں اگر کوئی دین ودیانت کا پاس رکھنے والے حلال وحرام کا پاس رکھنے والے کہ جنہوں نے ان صفحات کو پڑھا ہے اس بارے میں بھی سوچیں۔

☆☆☆☆

حرف "ش"

شعائر:

شعائر جمع شعار ہے۔شعار جیسا کہ موسوعہ فقہی ج ۲۶ ص ۸۹ میں آیا ہے اس لباس کو کہتے ہیں جو انسان کے جسم سے مس ہوتا ہے اسکی توجیہ میں کہتے ہیں کہ یہ شعر یعنی بال سے ملا ہوتا ہے اس لئے اسے شعار کہتے ہیں،شعار جو میدان جنگ میں محسوس ہوتا ہے۔شعار دے کر میدان جنگ میں کوئی چیز یا نشانی نصب کرنے کو کہتے ہیں جسے اپنے ساتھی پہچان لیں۔سابق زمانے میں دو بدو جنگ ہوتی تھی لہٰذا کبھی لشکری اشتباہ سے دوسرے لشکر میں چلے جاتے تھے چنانچہ ایک دوسرے کو بلانے کیلئے قائم یا منسوب نشان کو شعار کہتے تھے اسی طرح اس آواز کو بھی شعار کہتے ہیں جو جنگ میں بلند ہوتی ہے۔ہر قوم اپنے شعار کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔

اصمعی نے کہا ہے مشائر حج بھی انہی میں سے ہے فقہاء نے بھی اس امتیازی نشان کو شعار کہا ہے۔یہیں سے فقہاء نے کہا وہ لباس یا وہ چیز جو انسان مسلمان کو ایک غیر مسلم سے تمیز دینے کے لئے انتخاب کرتے ہیں اس کے پابند ہونے کو حلال اور اسکی مخالفت کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

یہاں سے شعائر علامت کو بھی کہتے ہیں۔شعار یعنی اعلام اور اعلان کو کہتے ہیں شعائر دینی وہی ہیں جو دین نے وضع کئے ہیں ہر وہ چیز جو اللہ کی اطاعت اور بندگی کا نشان ہو اسے شعائر اللہ کہیں گے یہیں سے صلاۃ،صوم،زکوٰۃ،حج کے ایام،میقات،جمعہ،جماعت،اذان واقامت،مساجد،جہاد یہ سب شعائر اللہ میں سے ہیں۔

خاص کر کے جن کیلئے اللہ نے شعائر کہا ہے وہ صفا و مروہ ہے بقرہ آیت ۱۵۸ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾

"صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں،اس لئے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے"۔

حیوان ہیں جو مکہ و منیٰ میں ذبح کرنے کیلئے لایا جاتا ہے حج آیت ۳۶ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

"قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو،پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو"۔

ان جگہوں کو اللہ کی اطاعت و بندگی کو اور اس کی نشانی سمجھ کر بلند کرنے کو شعار کہا ہے اور ان کے پامال کرنے نظر انداز کرنے کو یا انہیں حقیر سمجھنے کو حرام گردانا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

"اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ کی شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں،ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو،اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"۔(مائدہ آیت ۲)

شعائر اللہ کو چھوڑنا درحقیقت اللہ کی اطاعت کو حقیر سمجھنا تحقیر و تذلیل کرنا اپنی خواہشات کو حاکم بنانا ہے مناسک حج میں تعظیم کعبہ،صفا و مروہ،میقات،احرام،طواف،سعی،مزدلفہ،وقوف عرفات،ذبح حج یہ سب شعائر اللہ میں سے ہیں۔شعائر اللہ اطاعت اللہ کو کہتے ہیں اور غیر اطاعت اللہ اپنی من گھڑت،خود ساختہ خواہشات ذاتی،عُرفی رسومات،روایات،عادات کو شعائر اللہ کہنا درحقیقت اللہ کے مقابل میں متوازی الوہیت قائم کرنے کے مترادف ہے یہ عمل درحقیقت

اس آیت کریمہ کا مصداق جلی ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴾

''کیا آپ نے انھیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے''۔(نسا ۶۰)

شعرہ علامت کو کہتے ہیں جو آپ کو کسی چیز کی طرف رہنمائی کرتا ہے اللہ کے مشاعر واجبات دینی ہیں جنھیں عظمت و بزرگی اللہ کی خاطر بندے انجام دیتے ہیں جیسے جماعت و جمعہ مناسک حج وغیرہ ان مشاعر کے پابند ہونے کو تقویٰ کہتے ہیں ان کو بہتر برتر کامل تر طریقے سے انجام دینے کو تعظیم شعائر کہتے ہیں۔

ہمارے بہت سے مولانا حضرات جو امیر و فقیہ کاروان حج بیت اللہ ہیں بغیر کسی جھجک تردد کے ہچکچاہٹ کے اپنے علاقے میں منسوب جعلی ضریحوں، سیاہ پرچم جھنڈے، گھوڑے اور جھولے سب کو شعائر کہتے ہیں اور انھیں چومنا عبادت و بندگی شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ قبلہ زیدی صاحب منبر کو جس پر چڑھ کر تقریر کرتے ہیں جس پر قدم رکھتے ہیں جس پر بیٹھتے ہیں اس کو بوسہ کرتے ہیں کہ یہ شعائر اللہ میں سے ہے۔

امیر کاروان حیدری کہتے ہیں گھوڑا، جھنڈا، تابوت کو بوسہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کعبہ کو بوسہ دینا، کعبے کے گرد گھومنا ان کی نظر میں شریعت اللہ، قرآن اور اس کے رسول کے حکم تک نہیں بلکہ یہ ہم بھی جو چاہیں شعائر اللہ تعین کر سکتے ہیں۔ یہ حضرات اللہ کے ساتھ تو تو میں میں کرتے ہیں کہ اگر اللہ کہہ سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کہہ سکتے ہیں اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔

جناب قبلہ باقر زیدی جو کہ کاروان حسینی کے فقیہ ہیں کہتے ہیں ''جب عیسیٰ، یحییٰ گہوارے میں نبی بن سکتے ہیں تو میرا مولا کیوں نہیں بن سکتا، جب آصف برخیا ملکہ سبا کے تخت کو لمحہ بھر میں لا سکتا ہے تو میرا مولا کیوں نہیں ایسا کر سکتا یعنی ان کے مولا ہمیشہ گزشتہ انبیاء کے رقیب و حریف ہیں یہ تو اللہ سے پوچھیں کہ عیسیٰ، یحییٰ کو گہوارے میں نبوت دینے میں کیا حکمت تھی اور محمدؐ کو چالیس سال کی عمر تک نبوت دینے میں دیر کیوں کی''

تعظیم شعائر میں ان مقامات مقدسہ کو دشمنان اسلام کے شر سے بچانا نیز وہاں معین اعمال کو ہر قسم کی ریا و دکھاوٹ سے پاک رنگ دینا اور انھیں خضوع و خشوع اللہ میں انجام دینا ہے۔ ان شعائر کی پاسداری پاسبانی دعوت و ارشاد سے بھی ہوتی ہے اور کبھی جنگ و قتال سے چنانچہ سورہ حج کی آیت ۷۸ اور ۳۹ میں اس فریضے کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

شبیر کوثری:

آپ سے کئی بار حرمین شریفین و دیگر اماکن مقدسہ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ قارئین سرمایہ دار جب حج بیت اللہ کو تشریف لے جاتے ہیں تو دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں آپ کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ آپ کی آمد پر کعبہ غسل کرتا ہے اور نئے لباس پہن کر کہتا ہے میرا اعزاز ہے میرے خاص مہمان آ رہے ہیں۔ یہ افراد حج بیت اللہ کے لئے سب سے مہنگے کاروان کو منتخب کرتے ہیں جس میں عیش و نوش کے وسائل میسر ہوتے ہیں نمی دانم کہتے ہیں یہاں کھانے، پینے، سونے اور غسل خانہ، کشتی باتھ روم جیسی سہولتیں ہوتیں ہیں۔ انکا کہنا ہے جب اللہ نے کسی کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے تو وہ کیوں عیش و نوش نہ کرے یہ کیوں ثابت نہ کریں کہ ہم اور دوسروں میں فرق ہے۔ گویا دولت حاصل کرنے کے بعد یہ اللہ کے اختیارات سے نکل گئے ہیں، اپنے قیام کے دوران کعبہ کی اہانت و جسارت میں کہتے ہیں کعبہ علی کا زچہ خانہ ہے، حج کی اہمیت گرانے کے لئے کہتے ہیں حج سے زیادہ زیارت افضل ہے۔

آپ کراچی میں خاص کر علماء اعلام جو صدقات کے رسیاں ہیں کے درمیان معروف گھرانے کے چھیتے فرزند ہیں کراچی یا کل پاکستان میں کوئی تنظیم یا ادارہ نہیں چاہے مذہبی ہو یا مذموم عزائم سے وابستہ سماجی ہو جن میں آپ کا حصہ نہ ہو۔ آپ کو اس سے غرض نہیں کہ یہ مال اللہ کے نزدیک محبوب یا مبغوض مصرف میں صرف ہو رہا ہے یا تہدیم و تخریب دین میں کام آ رہا ہے۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے سرمایہ دار کیوں اس چیز کا خیال نہیں رکھتے جواب واضح ہے اگر مال جمع کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھا ہوتا تو صرف کرتے وقت بھی اس کا خیال رکھتے جو لوگ حلال طریقے سے جمع مال کرتے ہیں وہ خرچ کرنے میں بھی حلال و جائز کا خیال رکھتے ہیں۔

اس کے برعکس مال حرام یا بغیر زحمت ومشقت سے جمع کیا ہوا مال بے جا اسراف تبذیر میں صرف ہوتا ہے۔ایسے جودوسخاء کو اصطلاح شریعت میں اسراف وتبذیر کہتے ہیں قرآن وسنت سے نا آشنا علماء اسے جودوسخاء کہتے ہیں اس کے بہت سے تاریخی کردار پیش کرتے ہیں جن میں معاویہ،یزید بن مہلب امیر خراسان برامکہ وزیر ہارون الرشید وغیرہ شامل ہیں۔

شبیر صاحب نے اتنی دولت ہونے کے باوجود اپنے پیشہ وتجارت سے ہٹ کر غیر مربوط پیشہ یعنی سکول چلانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو اس بات کی دلیل ہے جہاں سے پیسہ ملے لے لیں ایسے افراد کا دینی کاموں میں حصہ لینا کسی سپاہ صحابہ سے وابستہ سرمایہ دار کا ایام عزاء میں چندہ دینے کی مانند ہے۔سرمایہ دار پیسہ خرچ کرنے سے زیادہ جمع کرنے کے بارے میں سوچتا ہے اگر انھیں کہیں صرف کرتے دیکھیں تو یقین کریں انہیں اس مد میں بہت درآمد ہو رہی ہے۔ان کا ایک مقصد وہم دینی سوچ رکھنے والے افراد یا گروہوں کو کسی بیہودہ کاموں میں مصروف رکھنا ہے۔

اس کی ایک واضح مثال مرحوم آغا عارف صاحب ہیں۔آپ کو جب قائد منتخب کیا گیا تو فوراً ان کے لئے مدرسہ بنانے کی پیش کش کی گئی جسے آپ نے بغیر کسی تردد کے قبول فرمایا۔آپ کو ایک مدرسہ کا مدیر بنایا گیا۔اس کی تفصیل آپ کی حیات کے بارے میں لکھی گئی کتاب صحیفہ نور شائع از لاہور میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔اس وقت ملک کیلئے لاحق مصیبت یہی ہے جو علما تھوڑی سی صلاحیت اہلیت کے حامل نظر آتے ہے انھیں عوامی قیادت کے ساتھ مدرسہ بھی چلانا پڑتا ہے الیکشن بھی لڑنا ہے یونیورسٹی کالج بھی چلانا ہے فیکٹری اور نئی آبادی بھی تعمیر کرنی ہے۔یہ سرمایہ داروں کی باریک بینی دوراندیشی کا ثبوت ہے کہ انکی جیبیں پیسوں سے بھر دیتے ہیں۔دوسری طرف انھیں دیکھ کر بے روزگار عمامہ پوش اور امیدوار قائد بننے کیلئے بے تاب ہو جاتے ہیں اور اس میدان میں اترتے ہیں لیکن آج یہ فرقہ ایک حل نہ ہونے والے بحران قیادت میں مبتلا ہے۔ان کے پاس قیادت بھی نیلام گھر بن چکی ہے جہاں بولی لگتی ہے۔جیسے سابق زمانے میں ہر فتنہ پرور اپنے لئے ایک علوی تلاش کرتے اور اسے اٹھا کر فتنہ برپا کرتے تھے۔

ہمارے محترم شبیر بھی اس گروہ میں سے ہیں آپ بھی ایسے افراد کی تلاش میں رہتے ہیں چنانچہ حوزہ علمیہ قم سے قرآن وسنت اور تاریخ اسلام سے خالی عربی فارسی زبان کے علاوہ کچھ فلسفہ،سیاست پڑھ کر واپس آنے والوں کو انھوں نے باعث خطر سمجھا تو ان میں سے بعض کو انھوں نے عیش ونوش کے ذرائع میں نظر بند کیا جبکہ بعض کو تعلیمی سیاحت عربی فارسی بول چال کا استاد بنایا جبکہ بعض کو نئی کالونی بنانے میں مشغول کیا۔جب ایمان باللہ ایمان بہ آخرت قرآن وسنت تاریخ اسلام سے اذہان خالی ہیں تو ایسا ہی ہوگا۔اس سرمایہ داروں کی طرف سے دیا جانے والا لفافہ حسب فرمان مولا امیر المومنین سانپ کی قے کردہ غذا کی مانند ہے:

واعجب من ذلک طارق طرقنا بملفوفه في وعائها، ومعجونه شنئتها، كانما عجنت بريق حيه او قيئها

''اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک رات ایک شخص (اشعث بن قیس) میرے پاس شہد میں گندھا ہوا حلوہ برتن میں رکھ کر لایا جو مجھے اس قدر ناگوار تھا جیسے سانپ کی تھوک یا قے سے گوندھا گیا ہو۔''

یہاں نہج البلاغہ امیر المومنین میں وارد یہ فقرات صدق آتے ہیں جہاں آپ نے فرمایا ہے:

كالبهيمة المربوطة همها علفها او المرسلة شغلها تقممها تكترش من اعلافها وتلهو عما يراد بها. ''میں ان کے واسطے نمونہ نہ پیش کرسکوں میں اس لئے تو نہیں پیدا کیا گیا ہوں کہ مجھے بہترین غذاوں کا کھانا مشغول کرلے اور میں جانوروں کی مانند ہو جاوں کہ وہ بندھے ہوتے ہیں تو ان کا کل مقصد چارہ ہوتا ہے اور آزاد ہوتے ہیں تو کل مشغلہ ادھر ادھر چرنا ہوتا ہے جہاں گھانس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انھیں اس بات کی فکر بھی نہیں ہوتی کہ ان کا مقصد کیا ہے؟'' نہج البلاغہ خطبہ ۴۵

شبیر کے سلاسل عیش ونوش اور شکنجوں میں پھنسنے والوں میں ہمارے فرزند عزیز سید محمد باقر اور داماد محترم سید محمد سعید بھی ہیں جن سے انھوں نے یہ کلمہ پڑھوایا ان ھی

الاعيش ونوش لا حشر ولا نشر ولا بعث ولامسئوليه ولا امر ونهي تعيش عيش بهائم.

جناب شبیر صاحب عرصہ دو سال مقاطعہ کے بعد ۱۹ جمادی الآخر ۱۴۳۳ کو جامعہ امامیہ میں اپنے دوست عمار رضا کی رسم نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے آئے تو وہاں سے ہمارے پاس آنے کیلئے فون کر کے اجازت مانگی۔نماز مغربین کے بعد میں نے از خود گفتگو شروع کی اور تمہید میں عرض کیا میں کسی کے بارے

میں کسی سے سنی یا کسی کے کہنے کی بنیاد پر ناراضگی پر کبھی علیحدگی جدائی نہیں کرتا بلکہ خود انہیں کے سابقہ گفتار و کردار کو جمع کر کے نتیجہ لیتا ہوں۔

اس قاعدے کے تحت میری آپ کے بارے میں رائے ہے کہ میرے گھر میں کشیدگی اور باپ کی اولادوں سے جدائی آپ سے ملتی ہے کیونکہ آپ نے باقر اور سعید کو اس مہلک عیش و نوش کا عادی بنا کر ہم سے منحرف کیا انہیں ہم سے الگ کروانے میں آپ کا کردار ہے۔ آپ نے ہی انہیں عیش و نوش سکھائی۔ باپ کو ذلیل کر کے بیٹے اور داماد وں کو آقائے زادہ بنے کے طریقہ سکھائے۔ جب بعض آقازادوں کے پاس وسائل زندگی ہوں اور بعض کے پاس بندش ہی بندش ہو تو اس صورت میں گھر کا نظام درہم برہم ہونا تھا اس میں آپ کا کردار ہے۔

جو کردار آپ نے ادا کیا ہے اس کے منفی اثرات ہم دونوں پر مرتب ہونگے میرے اوپر مرتب ہونے والے اثرات وہ ہیں جو ہر باپ کی اولاد کے بھگوڑا ہونے سے مرتب ہوتے ہیں جس سے وہ پریشان ہوتا ہے۔ میری امیدوں پر پانی پھیر گیا، بڑھاپے میں مجھے تنہا کر دیا، دشمن کو شماتت کرنے کا موقعہ دیا لیکن میں نے اس مصیبت کا تدارک علاج سوچا کہ میں مصیبت کا چہرے دیکھنے کی بجائے اس کی پشت کی طرف دیکھتا ہوں اور جب اس سے بدتر مصیبت کو دیکھتا ہوں تو سکون آتا ہے جیسے:

۱۔ انسان بے اولاد بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ اولاد باپ کی دشمن بھی ہو سکتی ہے۔

۳۔ اولاد جسمانی، روحانی اور فکری معذور مفلوج بھی ہو سکتی ہے، جس کی موت وحیات یکساں ہوتی ہے بلکہ اس کا نہ ہونا بہتر گردانا جاتا ہے۔

۴۔ باپ سے پہلے بھی مر سکتی ہے۔

۵۔ باغی و طاغی بھی ہو سکتی ہے۔

۶۔ بے دین، منحرف بھی ہو سکتی ہے۔

۷۔ تاریخ انبیاءؑ، آئمہ و صلحاء میں اولادوں کے بھگوڑا ہونے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، بعض جگہ اولاد باپ کی قاتل بنی۔ اس کے بہت سے نمونے ہیں فرزند نوح نبی، فرزندان عبداللہ بن زبیر اپنے باپ کے قاتل حجاج بن یوسف سے ملے، اسماعیل فرزند امام صادق خطاب اسدی میمون قداح مغیرہ عجلی سے ملے۔

۸۔ قرآن و سنت محمدؐ سے خالی درسگاہوں سے فارغ التحصیل سے اس کے علاوہ اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں **و کیف یرتجی من لفظ صدورهم و قلوبهم القرآن و سنت بينهم وراء ظهورهم۔**

لیکن جو منفی اثرات آپ پر مرتب ہونگے آپ کا تعارف خائنوں میں شمار ہوگا، کیونکہ آپ دوست بن کر تفرقہ کے لئے آرہے تھے جس کے بارے میں آیا ہے **و يفرقون بين المرء و زوجه**۔ اگر آپ حضرات دین کو اٹھانے میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکے تو دین کو گرانے میں بہت سے نمونے پیش کئے ہیں جس کا سب کو اعتراف ہے آپ لوگوں کو اسلام اٹھانے کی توفیق نہیں ہوئی کیونکہ آپ لوگوں کا کردار مولویوں کو دین کی خدمت سے روکنا ہے انہیں عیاشی کے ذریعے گمراہ کرنا ہے۔

میں نے کھل کر دوٹوک بات کی ہے ان جیسا رویہ نہیں اپنایا جہاں سر سر جی جی کر کے آخر میں اصل مدعیٰ کو ہضم کر کے اپنے مطالب بڑی خوش اسلوبی، شریفانہ انداز میں غیر مربوط اور متضاد انداز میں پیش کرتے ہیں۔ آپ نے باقر اور سعید کو اغواء کرنے، ہمارے دینی خدمات سے لاتعلقی کا کردار ادا کیا لیکن اس پر کسی قسم کی تردید کرنے اور میرے خدشات کا جواب دینے سے گریز کیا۔ آپ اسی سیرت پر قائم رہے کہ مولوی سے اگلوائیں اور خود کچھ نہ بولیں، کیونکہ جھوٹے منہ کے کھلتے ہی بو آتی ہے۔ آپ کے جال صیادی میں پھنسنے والے ہمارے فرزند عزیز سید محمد باقر اور داماد محترم سید محمد سعید ہیں لیکن ان کے حساب سے یہ ان کی خوش قسمتی ہے جبکہ ہمارے حساب سے یہ ان کی بدقسمتی ہے کیونکہ توفیق خدمت دین ان سے سلب ہوئی اور یہ این جی اوز کے صدقات خور بن گئے۔

شبیر نے اپنے مقاطعہ کے توجیہات میں کہا:

۱۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں: "بیٹا سمجھدار ہے کسی کی بات میں آنے والا نہیں۔ اس نے خود سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔"

۲۔ میری والدہ کہتی ہیں: "وہ کون ہے جس نے میرے بیٹے کو منحرف کیا، میں اس کو سمجھا دوں گی۔

۳۔آخر میں کہا: وہاں مت جاؤ مولوی خراب کرتے ہیں۔

۴۔آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔

یہ بات آج کل کے روشن خیال، نام نہاد دانشور استعمال کرتے ہیں کہ آپ کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ ایک تیار شدہ جواب ہے جو انہیں معارض انبیاء مشرکین قریش سے ورثہ میں ملا ہے۔ جنھیں کھلا رہے ہیں وہ سمجھنا چاہتے تھے لیکن آپ کے لقمات کھانے کے بعد معاملہ الٹا ہو گیا۔ آپ اثناء عشری کہہ کر اسماعیلیزم اور مسیحی ازم ملا کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ کا دینی تصور اسماعیلیزم بمعہ مسیحی ازم ہے یا مسیحی بمعہ اسماعیلیزم دونوں اشتراک فکری رکھتا ہے ان کے عقائد کا نچوڑ اقنوم ثلاثۃ اللہ ابن روح القدس جبکہ آپ کا عقید یہ ہے پنجتن جب خلاصہ ہوتے ہیں تو اللہ ہو جاتا ہے اللہ جب کھل جاتا ہے تو پنجتن بنتے ہیں مرتضیٰ فاطمہ سے منسوب درسگاہوں میں نصاب تعلیم انگریزی کے علاوہ دینیات میں عقائد کسانیہ پڑھائے جاتے ہیں طلبہ کی شناخت ثائی صلیب سے کرنے والے یہ کیسے سمجھیں گے۔ یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ تائی بھی شیعوں کا شکار ہے۔

آپ لوگوں کے دین کا تصور یہ ہے کہ شیعہ کے تمام فرقہ غالی، نصیری، اسماعیلی، بہری، شیخی، حلولی، ملنگ سب ایک ہیں جبکہ عام مسلمان آپ کے دشمن ہیں چنانچہ آپ حضرات کی مجالس کی گفتگو میں آتا ہے قرآن سمجھنے کی کتاب نہیں چنانچہ آپ کے پسندیدہ باقری صاحب نے آپ کو سمجھایا تھا گر چہ نازل کرنے والا کتنا اصرار کرے کہ یہ آسان کتاب ہے لیکن آپ اسے نہ سمجھ آنے والی کتاب کہتے تھے۔ دین قرآن کے بعد سنت محمدؐ ہے لیکن آپ کے نزدیک سنت میں اصحاب کی بدبو آتی ہے اس وجہ سے آپ کو سنت سے چڑ ہے فوراً کہتے ہیں سنت نہیں عترت ہے ذرا حوزہ سے فارغ التحصیل سے پوچھیں اہل بیت کی جگہ کلمہ عترت کس بنیاد پر استعمال کیا ہے یہ عترت خود کس سے ثابت ہے سنت سے یا کسی اور جگہ سے ہے۔ اللہ فرماتا ہے قرآن اساس ہے تعلیم دہندہ محمدؐ ہے آپ کہتے ہیں تعلیمات محمدؐ کی نہیں آل محمدؐ کی ہیں، قرآن کہتا ہے محمدؐ اساس ہے اور اہل بیت آپ کی فرع ہیں جبکہ آپ اور دیگران کہتے ہیں زہرا اساس ہے اگر زہرا نہ ہوتی تو محمد بھی نہ ہوتے۔ اگر حسین نہ ہوتے تو آج محمدؐ کا نام بھی نہیں ہوتا۔ دین کی ابتداء آل محمدؐ سے شروع ہوتی ہے ختم بھی انہی پر ہے۔ درمیان میں لوگوں کو دھوکے میں رکھنے کیلئے کبھی کبھی اللہ محمدؐ اضافہ کرتے ہیں۔

آخر میں کہنے لگے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو سعودی عرب سے پیسہ آتا ہے، ہمارے اوپر لگائے جانے والے الزامات میں آپ برابر کے شریک و حامی ہیں۔ کیونکہ ان دس سالوں میں ہم نے کئی بار آپ کے دوست عمار سے کہا تھا عام لوگ کہتے ہیں ہماری ذاتیات میں دخل اندازی نہ کریں اس سے متعلق سوال نہ کریں، لیکن آپ دونوں نے کسی وقت اس الزام کے بارے میں ہمارے موقف کی حمایت نہیں کی۔ لہذا اب سن لیں آپ بھی کسی سے دین کو کنارے پر لگانے کیلئے رقم وصول کرتے ہیں، اسی سے سکول چلاتے ہیں، علماء کو دینی سرگرمیوں سے روکتے ہیں۔ میرے داماد کو قاموس کی تیسری جلد مکمل کرنے سے روکا، باقر کو تفسیر و مفسرون کے ترجمے سے روکا۔ کیوں اپنے وظیفہ خوروں سے میری کتابوں کے خلاف نہیں لکھواتے ہیں۔

۱۔میرے حج پر جانے سے پہلے رقم کہاں سے آتی ہے۔

۲۔میرے بینک اکاونٹ کا حساب کریں رقم کہاں کہاں سے جمع ہوتی ہے۔

۳۔میری کتابوں کا بل دیکھیں اب تک جب سے میرے اوپر بندش کی گئی ہے کتنی رقوم جمع ہوئی ہیں۔

۴۔میرے ٹیلی فون، موبائل اور پی ٹی سی ایل کا ماہانہ بل دیکھیں میں نے کہاں کہاں فون کیا ہے۔

۵۔میرے بجلی، گیس کا بل کتنا آتا ہے۔

۶۔میں ماہانہ خرچہ کتنا کرتا ہوں اس دکاندار سے پوچھیں جہاں سے میں ضروریات زندگی خریدتا ہوں۔

۷۔سال میں گھر میں کتنے جوڑے بناتے ہیں۔

۸۔آپ ہمارے گھر اچانک آتے ہیں بتائیں کون سے دن دسترخوان پر اچھا کھانا رکھا تھا۔

۹۔میں سال میں کتنی بار کراچی سے باہر جاتا ہوں۔

۱۰۔ڈاکخانہ سے دریافت کریں مجھے کہاں کہاں سے خطوط آتے ہیں۔

۱۱۔کیا آپ نے بندش کے موقعہ پر ماہانہ خرچہ نہیں پوچھا تھا؟ جسے میں نے مسترد کیا تھا۔

۱۲۔کیا آپ کی طرف سے مجھے حج کی جو پیش کش ہوئی تھی اسے میں نے مسترد نہیں کیا؟

۱۳۔میں نے فدا حسین صاحب، میر محمد علی اور برادر حاجی عادل صاحب کی پیشکش کو مسترد نہیں کیا؟ بار بار آپ ہم سے اوپر نیچے دائیں بائیں ہر طرف سے سوال کر سکتے ہیں پوچھ سکتے ہیں۔

۱۴۔کیا میں نے اپنی زمین دو دفعہ فروخت نہیں کی؟

حقیقت میں آپ کے مذہب کے ستون جھوٹ تہمت گالی لعن تبراء پر قائم ہیں اور یہ کسی بھی وقت ان تین قبائح سے آزاد نہیں ہو سکتے۔آپ کے مذہب میں یہ صلاحیت نہیں اگر دینی غیرت وحمیت رکھتے ہیں آپ نمک حلال ہیں تو مل کر میرے عقائد کے بارے میں کچھ تحریر میں لائیں شاید میری ہدایت یا رسوائی ہو جائے۔ پوچھنا چاہتے ہیں پوچھ سکتے ہیں اگر مرد ہیں میری زندگی میں بات کریں لیکن میں اپنے عزیزوں کو یہ متنبہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ دنیا و آخرت دونوں میں ہمیشہ ذلیل ہونے والے لوگ وہ ہیں جو بغیر زحمت دوسروں پر بوجھ بن کر عیش ونوش کرتے ہیں۔علی ای حال فکیدلو کیدکم واجمعوا امرکم وادعوا شهدائکم انی غلبت بربی و ربکم ان ترجمون۔

شعر ومشاعرہ:

شعر،فضائل ومناقب اہل البیت آئمہ اطہار کے نام سے سرزمین مکہ ومدینہ میں مجالس شعر سے ہی قائم کرتے ہیں،خاص کر کے غدیر میں پوری رات شعر ومشاعرہ گوئی ہی پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔فرقہ باطنیہ نے ایک طویل عرصہ کاوش کے بعد مسلمانوں کو ہر بات کی سند کے لئے قرآن وسنت کی بجائے کسی شاعر کے شعر کو دین کی سند کے طور پر متعارف کروایا ہے چنانچہ بعض جگہوں پر مجالس کا آغاز آیات قرآنی وفرمان رسول کی بجائے شعر سے ہوتا ہے اور شعر ہی پر اختتام ہوتا ہے شعر کو قرآن کریم نبی کریم سیرت آئمہ واصحاب کے کردار اور خود شعراء کی تاریخ میں دیکھا جائے تو شعر ومشاعرہ اور شاعروں کی تاریخ کے صفحات سیاہ و تاریک نظر آتے ہیں۔متکبر ملک شعرائے امرالقیس کوان کے باپ نے یہ کہہ کر اپنے سے دور کیا تھا کہ شاعر میرا وارث نہیں بن سکتا،یعنی شاعر بادشاہ نہیں بن سکتا ہے۔شعراء نے شعر کی تعریف میں لکھا ہے کہ بہترین شعر وہ ہے جس میں زیادہ جھوٹ شامل ہو۔قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد اسلامی معاشرے سے شعر نا پید ہوا شعراء شعر اپنا تعارف کرواتے ہوئے شرمندہ ہوتے۔دور خلفائے راشدین کے بعد بنی امیہ نے جب اپنے اقتدار وریاست کو قائم کرلیا تو اسے تکیہ وسہارا دینے کے لئے شعراء کے محتاج ہوئے اور شعراء کا استقبال کیا۔یوں اطراف وکنار میں بسنے والے شعراء نے آکر قصر خلفاء میں مقام حاصل کیا اور رفتہ رفتہ جریر، افضل جیسے لوگ ترجمان قصر ملوکی بنے۔خاص طور پر بنی عباس کے دور میں یہ اپنے اوج عروج پر پہنچ گئے۔اللہ نے سورہ یٰسین میں شعر کو اپنے نبی کے لئے اور قرآن کریم سے غیر مربوط و ناموزوں قرار دیا ہے لیکن قرآن کریم وسیرت رسول سے متصادم شعر آج کل حج کے کاروانوں کا جزء اعمال مکہ ومدینہ قرار پایا ہے۔کیا یہ نیک نیتی ہے یا اسلام کے خلاف ایک بد نیتی ہے۔شعر وشعراء سے دفاع کرنے والوں کا کہنا ہے فضائل اہل بیت میں انشاء شعر یا قوالی مدح ومنقبت اس سے مستثنیٰ ہے ہماری ان سے درخواست ہے اس استثنیٰ والی آیت اور مستثنیٰ **منہ** کو درست کرکے دیں۔"غاوین" "الشعراء و یتبع الغاون" **الا الذین امنو** کا مستثنیٰ شعراء ہیں یا غاؤن ہیں استثناء اپنی جگہ متصل ہے یا مفصل ذرا ایک دو صفحات اپنے معبود علم صرف ونحو کی روشنی میں تحریر فرمادیں تا کہ بقول انکے ہمارے جیسے عربی سے نابلد طلباء کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور یوں شاہد ہم غلط گوئی سے باز آجائیں۔

شبلی:

شبلی صوفی کا نام اس معجم حج میں لانے کی وجہ پہلے کلمہ باطن حج میں اشارہ کرچکے ہیں کہ باطنیوں نے اپنے مذموم عزائم کیلئے امام زین العابدین کیلئے ایک شبلی نامی اصحاب اختراع کیا ہے جس کا نام کتب رجال امام زین العابدین میں تو نہیں ملے گا مگر کتاب [بین تصوف وتشیع تالیف ہاشم معروف حسینی ص۵۲۵] پر ان کے بارے میں

لکھتے ہیں۔ان کی کنیت ابو بکر بن مجدر ہے یہ خراسان کے شہر وشنہ کے رہنے والے ہیں جو ماورائے نہر جیجون وسمرقند کے درمیان میں واقع ہے۔معجم طبقات صوفیہ میں آیا ہے شبلی صوفیہ میں سے ہیں اور اصحاب جنید ہیں فقہائے مالکیہ ہیں۔ان کی مناجات اور حرکات کے بارے میں بہت سے خرافات شطحیات سے بھرے ہوئے ہیں۔ان کے بارے میں کہتے ہیں: بیدار رہنے کیلئے آنکھوں میں نمک کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔وہ خدا سے مناجات کے دوران کہتے تھے: "تیری نعمتوں کی وجہ سے خلق تجھ سے محبت کرتی ہیں مگر میں تیری بلاؤں کی وجہ سے تجھ سے محبت کرتا ہوں"۔اپنے پاس آنے والوں سے کہتا تھا: "ہم تمہارے ساتھ ہیں تم جہاں جانا چاہو جاؤ تم میرے سایے میں ہو میرے تحفظ میں ہو، اگر آنکھوں کو کھول کر میرے اسرار کو دیکھو گے تو عرش جل جائے گا۔اللہ نے زمین کو حکم دیا مجھے کھالے۔" کہتا تھا: میں ہی وقت ہوں میرے علاوہ کوئی وقت نہیں ہے۔" انھوں نے اس قسم کے شطحیات بیان کئے ہیں۔وہ حلاج کا دور میں تھا کہتا تھا: "کائنات میں میرے علاوہ کوئی نہیں' میں ہی وہ نقطہ ہوں جو بسمہ اللہ کے باء کے نیچے ہے۔میں ہی اللہ ہوں میرے قبا (جبہ) میں غیر اللہ کوئی نہیں ہے۔"

[دہخدا ج ۹ ص ۱۳۲۶۴] یہ قریہ شبلہ نوابع ماورائے تھا اس کی پیدائش ۲۴۷ کو سامرا میں ہوئی اور وفات ۳۳۴ کو ہوئی۔اس کے نام ونسب میں اختلاف ہے بعض اسے دلف بن جعفر کہتے ہیں بعض جحدر بن دلف کہتے ہیں۔شوستری نے اسے شیعہ مذہب سے متعصب ظاہر کیا ہے تذکرہ اولیاء عطار ج ۲ ص ۱۲۷ میں اعلام زرکلی ج ۳ ص ۲۱ ریحانہ الادب ج ۲ ص ۲۹۹ میں اس کا ذکر آیا ہے۔

اب قارئین کرام خود انصاف کریں امام زین العابدین نے پہلی صدی کے آخر میں وفات پائی، جبکہ شبلی ۲۴۷ کو پیدا ہوا ہے۔

شاذروان:

کتاب الایضاح فی مناسک الحج والعمرہ تالیف یحیٰی بن شریف النویس ص ۲۲۵ پر آیا ہے شاذروان اس چھوٹی سی دیوار کو کہتے ہیں جو کعبہ کی غلاف سے باہر واقع ہے یہ مغرب جنوب اور مشرق میں دیوار کعبہ سے باہر بطور نمایاں نظر آتی ہے۔طواف کنندہ کا طواف کے دوران اس سے مس ہو کر گزرنا مبطل طواف بنتا ہے۔کہتے ہیں یہ دیوار نبی کریم کی بعثت سے پانچ سال پہلے جب مشرکین مکہ نے کعبہ کی از سر نو تعمیر کا فیصلہ کر کے کعبہ کی عمارت کو گرایا پھر اس کی تعمیر کیلئے چندہ صرف خالص مال حلال اور حرام والے مال کو وصول نہ کرنے کی شرط لگائی۔اس وقت عام طور پر کسب حرام زنا شراب سود وغیرہ کا زیادہ رواج تھا لہذا چندہ ضرورت سے کم جمع ہوا اس وجہ سے کعبہ کی عمارت کو انہوں نے چھوٹا بنا دیا۔یہاں اہل فکر و دانش اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج کل ہمارے ہاں تعمیر شدہ بہت سی مساجد کے اخراجات مغرب والوں کی تخریب اسلام کے لئے مقررہ رقومات اور این جی اوز کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔جبکہ مشرکین قریش بھی بیت اللہ کو مال حرام سے بنانے کو جائز نہیں سمجھتے تھے حالانکہ وہ کسی دین پر نہیں تھے لیکن آج صریح و محکم آیت قرآن کے ہوتے ہوئے علماء وفقہاء کافرین ومنحرفین کے نمائندوں سے رقم لے کر مساجد بناتے ہیں پھر جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ اپنی عوام کے چندے سے یہ عمارت تعمیر کی گئی ہے۔اس لئے یہ حضرات مساجد میں ہر قسم کی اسلامی سرگرمیوں کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ. إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ "مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درانحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخر کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے۔" (سورہ توبہ ۱۷-۱۸)

☆☆☆☆

حرف "ص"

صادقین:

سورہ توبہ آیت ۱۱۹ سے اقتباس کیا ہے یہ کلمہ اکثر و بیشتر خطباء و مقررین اپنے خطاب کا عنوان بناتے ہیں صادقین سے اہل بیت مراد ہے خطیب مقرر اس آیت کریمہ کے ذریعے اپنے مخاطبین کو ہدایت دیتا ہے صادقین کے ساتھ رہیں ہم یہاں اس آیت کے تفسیر کرنے والا خطیب دوسرا خود صادقین سے مراد اہل بیت لینا وہ کون سے اہل بیت ہیں دیکھنا ہوگا۔

کیا یہ گروہ صادقین کے ساتھ رہ سکتے ہیں جن کے مذہب کا پورا کا پورا ڈھانچہ جھوٹ پر مبنی ہو وہ کیسے ممکن ہے وہ صادقین کے ساتھ رہیں جہاں کذاب اپنی بیوی بچے کے ساتھ اپنی قوم وملت کے ساتھ توریہ یا ترویج مذہب کے لئے جھوٹ بول سکتے ہوں تو وہ ان تمام موانع کو چھوڑ کر صادقین کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔

یہ جو صادقین سے مراد اہل بیت ہے وہ کون سا اہل بیت ہے اہل بیت علی و زہراء حسنین سے مختص ہے وہ تو اس دنیا سے گزر چکے ہیں ساتھ رہنے والا زندہ ہونا چاہیے اور ہم وہ قبول بھی کریں ہمارے خطباء کے تقاریر اکثر و بیشتر جھوٹ پر مبنی ہے یہ خطیب جو آپ کو صادقین کا ساتھ دینے کا حکم دے رہا ہے اگر وہ خود صادقین کے ساتھ نہیں تو تارک معروف امر بالمعروف کر رہا ہے اگر وہ خود صادق کے ساتھ دیں گے اس کو تقریر چھوڑنا چاہیے لیکن وہ ایک اور جھوٹ سے سہارا لے رہا ہے کہ آپ العہد علی الراوی کہہ کر بول سکتے ہیں یہ کس نے کہا ہے اللہ اور رسول یا کسی اور نے کہا ہے۔اس کلمے کو یہاں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زمین مکہ میں کاروانوں میں لے جانے والے ذکرین وفطیا کی صادقین کے ساتھ رہنے کے اصرار کے باوجود خود جھوٹ کے ڈھیر لگاتے ہیں۔

صفا:

اس پتھر کو کہتے ہیں جو بہت چمک دار اور صاف ہوتا ہے۔صفا و مروہ دو چھوٹے پہاڑ ہیں جو بیت عتیق کے قریب واقع ہوئے ہیں لیکن فی زمانہ توسیع مسجد الحرام کی وجہ سے یہ مسجد الحرام کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔فرائض حج کے ارکان میں سے ایک رکن ان دو پہاڑوں کے درمیان میں سعی کرنا ہے۔اس کا آغاز صفا سے ہوتا ہے اور انتہا مروہ پر ہوتی ہے۔مجموعہ سعی سات چکروں پر مکمل ہو جاتا ہے۔سعی بین صفا و مروہ رکن حج ہونے واجبات حج ہونے کے دلائل میں سے ہے اس کی سند سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۸ میں ہے علماء امت کے فکر و نظر عمل میں اتفاق ہے کہ سعی ارکان حج و عمرہ میں سے ہے لیکن اس کے باوجود اس آیت کریمہ میں اللہ نے ان دونوں کے درمیان کلمہ لا جناح استعمال کیا ہے جس سے لوگ استدلال کرتے ہیں یہ ایک عمل فالتو ہے اور ارکان اور واجبات حج و عمرہ میں سے نہیں ہے لیکن لا جناح اس وقت کی ذہنیت میں رائج تصور کو رد کرنے کی خاطر آیا ہے۔تاریخ میں ہے بعض مومنین صفا و مروہ کے درمیان سعی کو گناہ سمجھتے تھے۔کیونکہ اس دور میں کوہ صفا پر ایک صنم تھا جس کا نام اساف تھا اور دوسرا مروہ پر تھا جس کا نام نائلہ تھا۔عرب جاہلیت ان کے درمیان میں سعی کرتے وقت ان دو بتوں کو مس کر کے چومتے۔اللہ نے ان کے ذہن میں اس خطور کو زائل کرنے کیلئے فرمایا یہاں سعی کا مرکز صفا و مروہ ہے یہ دونوں اللہ کی عبادت و بندگی کا نشان ہیں ان دونوں کے درمیان سعی کر کے بندہ ابراہیم خلیل و اسماعیل کی تاسی کرتا ہے۔اللہ کی اطاعت اور ایک فرض واجب ادا کرتے ہیں۔اس کا گناہ شخص مسلمان پر عائد نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان ان بتوں کی خاطر طواف نہیں کرتے۔ان کی تکریم نہیں کرتے تھے اگر کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرے نیک عمل سے تو اس کو جزء ملے گی اور اسے ثواب ملے گا۔اللہ اپنے ایسے بندے کے اعمال صالحہ کو قبول کرتا ہے فمن تطوع خیراً کسی نے نیک اعمال انجام دیا تو اللہ اس بندے کیلئے شاکر وعلیم ہے۔

صلاح الدین:

جناب قبلہ مولانا صلاح الدین ہمارے دوران طالب علمی کے ہم معاصروں میں سے ہیں انکے علم وفضل اور دین داری کی وجہ سے ہم ان سے بہت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ آپ اپنے علم وفضل کا حق اداء کریں گے۔جب آپ شارجہ میں تھے تو وہاں سے ہر سال حج کو مشرف ہوتے تھے یقیناً آٹھ دس سال گئے ہونگے لیکن بدقسمتی سے اس دس سال میں کبھی بھی واجب نمازیں حرمین شریفین میں پڑھنے کی توفیق آپ کو میسر نہیں ہوئی کیونکہ اپنی رہائش گاہ میں امامت کیلئے آتے تھے۔آپ حرمین شریفین کے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے تھے کیونکہ آپ کی نظر میں مسیحی اور وہابی میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی حضرت محمدؐ کی جسارت پر تلے

ہوئے گروہ اور آپ کے نام گرامی پر سلام و درود بھیجنے والے مساوی ہیں چنانچہ عام مسلمانوں سے اتنی چیڑ رہتی ہے کہ اتحاد مسلمین سے پہلے اتحاد المومنین چاہیے، کیونکہ آپ کو مسلمین سے بھی چیڑ رہتی ہے۔

صلاۃ:

دین اسلام کے فروع دین میں پہلا رکن صلاۃ (نماز) ہے۔ یہ ایک فرض ہے اور اسے بہتر انداز میں ادا کرنے کا حکم ہے۔ جیسے نماز با جماعت پڑھنے کی کوشش کی تشویک ہے۔ دس آدمیوں کی با جماعت نماز کے بارے میں اجر کا حکم روایات میں آیا ہے۔ نماز مساجد میں ادا کریں مساجد کی سمت کعبہ کی طرف ہے۔ کعبہ ہی قبلہ مصلی کرہ ارض ہے۔ مساجد میں مسجد الحرام سے بالاتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی ہے۔ مسجد الحرام میں دو فضیلتیں بیک وقت جمع ہیں ایک وہاں کی جماعت کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ایسی نماز صرف مسجد الحرام میں ہی نصیب ہوتی ہے۔ دوسرا ہر نمازی کا رخ چاروں اطراف سے کعبہ کی طرف ہوتا ہے۔ یہ امتیاز کسی اور مسجد کو حاصل نہیں ہے۔ امام حرمین کی اقتداء میں بیس لاکھ حاجیوں کا ادائے نماز ایک جائے افتخار و اعزاز شوق و رغبت کا موقعہ ہے لیکن بدقسمتی سے موجودہ قرمطی جن کے دل مسلمان اور کعبہ کے خلاف بغض و کینہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنی سازشوں سے بہت سے مسلمانوں کو یہاں با جماعت نماز ادا کرنے سے محروم کیا ہے۔ اس حوالے سے یہ مندرجہ ذیل توجیہات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ کاروانوں کے سرپرستوں نے اپنی رہائش گاہوں اور ہوٹلوں میں جماعت قائم کر کے کمیشن خور علماء کو امام عادل کے طور پر متعارف کروایا اور مسجد الحرام کے امام کو امام غیر عادل گردانا ہے۔

۲۔ کہتے ہیں وہاں نماز وقت سے پہلے ہوتی ہے۔ لیکن یہ اہل تحقیق کا رویہ نہیں کیونکہ یہ مغرب کی نماز کیلئے تو کہہ سکتے ہیں لیکن باقی چار نمازوں میں انھیں مسجد الحرام سے روکنے کی کیا منطق ہے۔

۳۔ انکا کہنا ہے نمازی کو امام کے پیچھے ہونا چاہیے جبکہ یہاں نمازی امام سے آگے بلکہ اسکے مقابل امام بنتا ہے۔ یہ بھی انکی دین کے بارے میں ایک نافہمی کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ دو حوالوں سے غیر منطقی ہے۔

ا)۔ امام سے مقدم نماز کو اہل سنت والجماعت بھی باطل سمجھتے ہیں۔ جسے تمام حجاج کرام نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ مدینہ منورہ کے اطراف حرم میں انہوں نے واضح و روشن لکھائی میں لکھا ہوا ہے کہ اس جگہ سے آگے نماز باطل ہے۔ کیونکہ یہاں آپ امام سے آگے ہو جائیں گے۔ یہ مسئلہ انکے پاس ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ امام سے آگے نماز نہیں ہوتی۔ مسجد الحرام میں بھی صفیں امام کے پیچھے سے شروع ہوتی ہیں نہ امام سے آگے سے ہوتی ہیں نہ برابر ہوتی ہیں لیکن جو انسان مسجد الحرام سے باہر ہوتا ہے وہاں نمازی اگر مقابل سمت سے رخ کر کے نماز پڑھیں گے تو نمازیوں کا قبلہ امام جماعت ہوگا اور اس طرح اس کی نماز قبلہ سے منہ موڑنے کے برابر ہوگی لیکن مسجد الحرام میں نمازی کا قبلہ امام نہیں ہوتا بلکہ خود کعبہ ہوتا ہے۔

لیکن ہمارے حجاج کیلئے ان کے فقہا علما جن کی سرپرستی میں وہ جاتے ہیں یہاں ان کیلئے **لا تقربا هذه شجره** ہے کہ اوقات نماز میں یہاں مت جائیں کیونکہ اوقات نماز میں یہاں نماز پڑھنا پڑتی ہے لیکن امام خمینی جب انقلاب لائے تو آپ نے چندیں بار مسولین کو زبانی اور تحریر میں سختی کیساتھ ہدایت کی کہ یہاں نماز جماعت میں شرکت واجب اور اسکی مخالفت حرام ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی قسم کی جماعت قائم کرنا حرام ہے۔ امام کے اس فتوئی کے سائے میں چاہے کاروانوں کی جماعت ہو یا علاوی میں شیخ عامری کی جماعت میں شرکت ہو حرام ہے۔ امام خمینی کا یہ بیان ملاحظہ کریں:

"یلزم علی الاخوۃ الایرانین والشیعہ فی السائر البلدان الاسلامیہ ان یتجنبوا الاعمال السقیمہ المودیہ الی تفرق صفوف المسلمین۔ ویلزم الحضور فی جماعات اهل السنة والابتعاد بشدة عن تشکیل صلاة الجماعة فی المنازل ووضع مکبرات الصوت (بشکل) غیر مالوف وعن القاء النفس علی القبور المطهرة وعن الاعمال التی قد تکون مخالفة للشرع۔

لا یصح النیابة عن الخ لصلاة الطواف' وعلی کل شخص ان یودی الصلاة بنفسه بای نحو استطاع ویجزی عن الاستنابة وان یجتنب مزاحمة المصلین۔

(علیہم)ان یودوا الطواف بالشکل المتعارف الذی یودیہ کل الحجاج و ان یجتنبوا الاعمال التی تصدر من بعض الجهلة وان تحتزروا مطلقا من الاعمال التی توجب وهن المذاهب. ''

مجھے یاد ہے ہم ایک دفعہ امام کے اس فتویٰ کے بعد ایران سے لاہور آئے تو ہمارے محترم آغا علی موسوی صاحب کے گھر میں حج سے واپسی پر ان کے سامنے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا ذکر ہوا۔آپ سے ہم نے سوال کیا آیا نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں آپ نے کہاہاں پڑھنا چاہیے کیونکہ آپ ان کے وکیل ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں لیکن نیت اپنی کریں یہ اجتہاد جو آپ نے کیا اسکی کیا سند ہے، معلوم نہیں ہوسکی ابھی بھی لوگ کہتے ہیں نیت اپنی کریں۔

۴۔دشمن اہل بیت کیا ہر جمعہ اہل بیت اور علی کا نام لے کر صلوۃ درود بھیجتے ہیں۔جس تقیہ کو وہ رد کرتے ہیں کیا آپ سے وہ تقیہ کرتے ہیں کیا وہ آپ سے ڈرتے ہیں ؟کس منطق کے تحت آپ کو امام کعبہ دشمن اہل بیت اور اپنے ملک کے تارک صوم وصلوۃ حکمران دوستدار اہل بیت لگتے ہیں۔

۵۔وقت سے پہلے اذان دینے کی منطق بھی ایک بے بنیاد بات ہے۔اذان دینے کے بعد تقریبا دس منٹ بعد نماز شروع ہوتی ہے اگر کسی حد تک آسمان پر سرخی رہتی ہے تو وہ دس منٹ میں ختم ہوجاتی ہے۔تاہم اگر آپکو وقت میں اب بھی اشکال ہے تو آپ نماز مغرب میں شرکت نہ کریں فجر ،ظہر، عصر، عشاء میں تو شرکت کرسکتے ہیں۔

۶۔بسم اللہ نہیں پڑھتے ہیں یہ آپ کا ایک کھلا جھوٹ ہے جہاں بسم اللہ صرف سورہ برات میں نہیں اور باقی تمام سوروں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے بلکہ اگر آیات کے بیچ سے شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھتے ہیں لیکن آپ کے پاس کوئی واضح دلیل نہیں کہ بسم اللہ کو بلند آواز میں پڑھنا چاہیے۔

۷۔مقتدی امام سے آگے ہیں یا امام کے بالمقابل میں ہیں امام کے بالمقابل میں تو نہیں ہوتے۔امام مقام ابراہیم کے پاس کھڑا ہوتا ہے تو آگے جانے نہیں دیتے اور اگر کعبہ سے ملا ہو تو آگے ہونے کا تصور ہی نہیں ہوتا بلکہ امام سے آگے ہونے کو حرام کہتے ہیں لیکن جہاں امام کے بالمقابل میں نماز صحیح نہیں وہ اس لئے کے دوسری جگہوں میں امام قبلہ کی طرف ہوتا ہے اگر ماموم امام کی طرف رخ کرے تو کعبہ کو پشت ہوگی اور کعبہ کو پشت نہیں کی جاسکتی لہذا آپکا یہ اعتراض دین کی بنیاد پر نہیں ہے۔

یہ ۱۴۰۰ سال پہلے کی بات ہے کیا علی، ابوبکر،عمر عثمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے؟ کیا حضرات حسنین نے خلفاء کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اگر نہیں پڑھی تو وہ کونسی مسجد تھی جہاں یہ لوگ نماز پڑھتے تھے یا ہمیشہ گھر میں ہی نماز پڑھتے تھے۔

صلاۃ طواف:[عروۃ الوثقیٰ ج۲۹ص۱۰۰]

صلاۃ طواف یکے از صلاۃ واجب ہے جو طواف حج یا عمرہ کے بعد انجام دینا ہے۔یہ صلاۃ دو رکعت ہے جو طواف کے بعد انجام دی جاتی ہے لیکن یہ صلاۃ کہاں انجام دینا ہے اس بارے میں دو بحث ہیں:

۱۔مسجد الحرام کے یا کعبہ کے گرد چاروں طرف جہاں بھی انجام دیں کفایت کرتا ہے۔

۲۔قرب مقام ابراہیم میں انجام دیں۔

خاص مقام ابراہیم پر انجام دینے کا جو حکم ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ آپ مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر نماز پڑھیں۔یہ مفروضہ بہت مشکلات پر مشتمل ہے خاص کر کے ایام حج میں ایک شخص نماز طواف کو مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر انجام دے جو قدرت طواف کنندہ سے باہر ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے تینوں طرف یمین و یسار خلف جتنا بھی ہوسکے یہ تصور معاویہ بن عمار سے مروی روایت سے متصادم ہے۔جس میں آیا ہے کہ یہ نماز خلف مقام ابراہیم پڑھیں نہ آگے پڑھ سکتے ہیں اور نہ یمین ویسار میں۔

پہلے ضروری ہے کہ اس آیت کریمہ بقرہ ۱۲۵ ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ میں بیان ہوا ہے کہ مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ یعنی نماز کی جگہ بناؤ اس سے مراد کیا ہے اس میں دو مفروضہ ہوسکتے ہیں:

۱۔پہلا مفروضہ یہ ہے کہ جس پتھر پر حضرت ابراہیم نے پاوں رکھ کر کعبہ کی دیوار کھڑی کی تھی اس پتھر کو آگے رکھ کر نماز ادا کریں۔

۲۔دوسرا تصور یہ ہے کہ مسجد الحرام میں کسی بھی جگہ آپ اس نماز کو پڑھیں کیونکہ مقام ابراہیم اس کے چاروں طرف ہے کیونکہ ابراہیم نے چاروں طرف نماز پڑھی ہے اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

پہلے مرحلہ میں مقام سے مراد ہم اس پتھر کو لیں گے کہ اس پتھر کو سامنے رکھ کر نماز طواف پڑھیں ایسی صورت میں ہمیں دیکھنا ہوگا کہ جس وقت یہ آیت اتری ہے یہ پتھر کہاں واقع تھا۔اس پتھر کی تاریخ میں ثبت ہے کہ نزول قرآن کے موقع پر یہ پتھر دیوار کعبہ سے لگا ہوا تھا لیکن کئی سال کے گزرنے کے بعد خلیفہ دوم کے دور میں کسی سیلابی ریلے میں یہ پتھر یہاں سے دور چلا گیا۔اسے دوبارہ واپس لایا گیا تو خلیفہ دوم نے یہاں اس جگہ پر نصب کیا ہے۔خلیفہ دوم نے یہاں کس منطق کے تحت اسے نصب کیا یہاں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔پہلا احتمال یہ ہے کہ اسلام آنے سے پہلے نبی کریم کی بعثت سے پہلے یا نزول قرآن کے موقعہ پر یہ پتھر اسی جگہ پر تھا جیسا کہ اس دھاگہ کے قصے میں بیان ہوا ہے کہ یہ ساڑھے ۲۶ ہاتھ کے بعد یہ پتھر نصب تھا۔دوسرا احتمال یہ ہے یہ دیوار کعبہ سے لگا ہوا تھا اور طواف کنندہ اس سے تبرک لینے کیلئے یہاں جمع ہوتے تھے جو طواف کنندوں کے لئے باعث زحمت اور مشکلات کا سبب بن رہا تھا اس لئے خلیفہ دوم نے اس کو دیوار سے ہٹا کر مطاف کے بعد رکھا ہے۔اس صورت میں اس پتھر کا نماز طواف میں دخل ہونے کا کوئی تصور نہیں بنتا۔اس بارے میں وسائل شیعہ میں آیا ہے صلاۃ الطواف خلف المقام میں پڑھنا واجب ہے۔

[وسائل شیعہ ج ۱۳ص ۴۲۲ باب ۷۱]

حدیث ۱۸۱۱۲: اس روایت میں مندرجہ ذیل راوی ہیں محمد بن یعقوب محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد، ابراہیم بن ابی محمود، انہوں نے امام رضا سے سوال کیا آیا نماز طواف دو رکعت خلف مقام جو اس وقت ہے وہاں پڑھنا چاہیے یا جس وقت یہ پتھر پیغمبر کے دور میں تھا وہاں تو امام نے فرمایا اس وقت جہاں موجود ہے۔

حدیث ۱۸۱۱۳: میں ہے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے بعض اصحاب سے دونوں امام میں سے ایک سے پوچھا ہے تیسری روایت میں علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے فضل بن شاذان سے انہوں نے صفون بن یحیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے امام صادق سے نقل کیا ہے اس روایت میں آیا ہے دو رکعت نماز پڑھیں مقام کو آگے رکھ کر۔

[جامع رواۃ ج ا ص ۱۷] پر آیا ہے امام رضا نے فرمایا موجودہ مقام ہے صاحب وسائل فرماتے ہیں چند ین حدیث میں آیا ہے کہ مقام پہلے بیت سے ملا ہوا تھا اسے خلیفہ دوم نے یہاں لایا ہے۔حدیث دوم میں ذکر نہیں کیا ہے عن علی بن ابراہیم سے شروع کیا اس حوالے سے یہ مرسلہ ہے معلوم نہیں انہوں نے کسی سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ خود علی بن ابراہیم غالی ہے اس کا باپ ضعیف ہے ابن ابی عمیر کا نام محمد بن ابی عمیر ہے جامع رواۃ ج ۲ ص ۵۰ یہ موالی مہلب بن ابی صفرہ ضعیف ہے۔

حدیث ۱۸۱۱۶: اس میں علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے بعض اصحاب سے انہوں نے امام صادق سے خلف مقام پڑھنے کی روایت کو نقل کیا ہے اگر غیر خلف مقام نماز پڑھیں تو نماز باطل ہے اس میں محمد بن حسن ہے موسیٰ بن قاسم ہے صفوان بن یحیٰ ہے۔

حدیث ۱۸۱۱۸ محمد بن سنان، عبداللہ بن مسکان، ابی عبداللہ ابزاری ایک اور ہیں جس کا نام بھول گئے ہیں اگر بھول کر کہیں اور پڑھیں تو نماز تکرار کریں۔یہ روایات اپنی جگہ بعض مرسلات بعض راویان کے مجروح ہونے کے علاوہ اطلاق آیت طواف ولیطوفوا بالبیت العتیق کے خلاف ہے۔

صنم:

صنم بت کو کہتے ہیں اس کی جمع اصنام ہے۔بت پرستی کب سے شروع ہوئی یہ معلوم کرنے کیلئے سورہ نوح کی آیت ۲۳ میں پانچ بتوں کا ذکر آیا ہے لیکن بتوں کی تولید بعثت پیغمبر کے بعد اتنی بڑھ گئی تھی کہ صرف کعبہ کے اندر و باہر بتوں کی تعداد ۳۶۵ بتاتے ہیں لیکن حرم سے باہر قبائل میں موجود بتوں کی تعداد معلوم نہیں تاہم اتنا معلوم ہے بت پرستی عربوں کی صفت عام تھی۔نبی کریم نے فتح مکہ کے موقع پر کعبہ مسجد الحرام صفا و مروہ اور اطراف کعبہ میں موجود تمام بتوں کو پاش پاش کیا ہے۔شکر ہے اس وقت آج کل کے روشن خیال علماء نہیں تھے ورنہ یہ حضرات ضرور احتجاج کرتے ہوئے کہتے یہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے لیکن بت پرستی کیوں حرام ہے، بت پرست ان کے سامنے کیسے خاضع ہوتے تھے اور ان سے کیا طلب کرتے تھے اس کے مصادیق واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

صنم کی جمع اصنام آتی ہے صنم بت کو کہتے ہیں۔﴿وَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَ اجْنُبْنِي وَ بَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾"یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم نے دعا کی تھی کہ "پروردگار، اِس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا" (ابراہیم ۳۵) صنم چاندی یا لکڑی سے بنے ہوئے پتلے کو کہتے ہیں۔جو جسم کے ساتھ صورت بھی رکھتا ہے اگر بغیر صورت ہے تو اسے وثن کہتے ہیں کلمہ صنم مستعرب اصنام پانچ بار قرآن میں آیا ہے۔

﴿وَ أَنْ أَقِيمُوا الصَّلاةَ وَ اتَّقُوهُ وَ هُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾"اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کے آگے سرِ اطاعت خم کردو، نماز قائم کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے"(انعام ۷۲)﴿وَ جَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾"بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا، پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگے، "اے موسیٰ، ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے اِن لوگوں کے معبود ہیں۔" موسیٰ نے کہا" تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو"(اعراف ۱۳۸)﴿قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ﴾"انہوں نے جواب دیا" کچھ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور انہی کی سیوا میں ہم لگے رہتے ہیں"(شعراء ۷۱)﴿وَ تَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ﴾"اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا"(انبیاء ۵۷)

[کتاب السیر نبویہ بدوی ص ۳۴۰]

نبی کریم نے فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی چابی لی اور دروازہ کھولا اور کعبہ کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر مشرکین کی طرف رخ کر کے فرمایا: **لا الـه الا الـلـه وحـده لا شـريك لـه صـدق وعـده ونصر عبده دهزم احزاب وحده الاكل مآثرة مال اودم فهو تحت قدمي هاتين يا معشر قريش قد اذهب عنكم نخوة الجاهليه وتعظيم باالاباء الناس من آدم وآدم تراب.**

صوم:

روزہ رمضان کے بعد ہر مہینہ میں خاص کر کے جمعہ کے دن مستحب ہے۔خاص کر کے عرفہ کے دن ذی الحجہ کے شروع کے دس اور محرم کے دس دن مستحب ہیں۔روزہ وہ عبادت ہے جو تمام ادیان میں مروج رہا ہے۔یہ ایک شعار ہے جسے تمام گزشتہ اصحاب دیانت نے اپنایا ہے۔حتیٰ غیر آسمانی ادیان نے بھی اپنایا حتیٰ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت وجوب صوم میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے **كما كتب على الذين من قبلكم** یہاں پر ادیان گزشتہ میں روزہ کی شکل وصورت کو بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ یہاں اسلام میں روزہ کی قدر وقیمت اور اہمیت کو بیان کریں گے۔اللہ نے قرآن کو ماہ رمضان میں نازل کیا ہے لہٰذا اس مہینہ میں تلاوت قرآن کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔نبی کریم زیادہ تر اس مہینہ میں قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ماہ رمضان کو دین میں وہ فضیلت وقدسیت حاصل ہے جو دیگر سال کے مہینوں کو حاصل نہیں ہے کیونکہ اس مہینہ میں قرآن نازل ہوا ہے۔ماہ رمضان کا اولین عشرہ رحمت اوسط مغفرت اور اس کا آخر جہنم سے نجات ہے۔روزہ واجب عبادات ہے نبیؐ کا فرمان ہے روزہ سپر ہے کہتے ہیں روزہ دار کے منہ کو اللہ پسند کرتا ہے اللہ فرماتا ہے اس سے بوئے مشک آتی ہے۔حالت سفر میں یا بوڑھے، مریض پر روزہ معاف ہے لیکن اگر روزہ رکھیں تو فرماتے ہیں ان کیلئے بہتر ہے۔

﴿أَيَّاماً مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

"گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پورا کرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کیلئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو"۔(بقرہ ۱۸۴)

اگر کسی کو قربانی نصیب نہ ہوئی تو وہ روزہ رکھے۔صوم بہت سے جرائم خلاف شرع مرتکبات کا کفارہ یا فدیہ ہے۔تعجب کی بات ہے روزہ کہیں کسی گناہ کے ارتکاب کا کبھی مال کے بدلے ہے اور کبھی روزہ کے بدلے مال ہے۔

صوم یکے از ارکان اسلام ہے یہ ایک عبادت بدنی ہے جو گزشتہ ادیان میں بھی اللہ کی اطاعت میں تھی۔لیکن اس کی شکل وصورت کم وکیف ہمارے صوم سے مختلف

تھی ۔روزہ انسان مسلمان کیلئے ضبط نفس کی ایک مشق ہے ۔جہاں وہ حلال کو بھی اپنے لئے حرام کرتا ہے ۔لہٰذا احادیث میں آیا ہے امیر المومنین سے نقل ہے ہر چیز کی ایک زکوٰۃ اور زکوۃ بدن صیام ہے وجوب صیام آزمائش وامتحان ہے کہ مخلوق اس کیلئے کس حد تک مخلص ہے ۔گر چہ تمام اوامر ونواہی الٰہی خلائق کیلئے امتحان ہیں کہ وہ کس حد تک اس کے حکم کے سامنے مخلص ہیں ان میں سے صوم سب سے زیادہ انسان کے لئے مشقت آور ہے کیونکہ اس میں غلبہ نفس کا جہاد ہے کہ کس حد تک نفس انسان پر غالب آسکتا ہے ۔

اسرار صوم:

علماء نے صوم کی چند اقسام بیان کی ہیں:

۱۔صوم شہوات کھانے پینے کی چیزوں سے باز رہنا۔

۲۔صوم ازعصیان گناہوں سے اعضاء وجوارح کو بچانا ۔

۳۔صوم خاص دل کو معاصی اللہ سے بچانا ہے یعنی آنکھ زبان، کان، ہاتھ، نفس کو برائی سے بچانا ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ۔

شکم کو لقمات حلال سے بھی افطار تک بچانا ہے اور افطار کے موقع پر زیادہ پیٹ نہ بھر جائے کیونکہ اللہ بھرے ہوا پیٹ کو پسند نہیں کرتا ۔اگر کوئی انسان روزہ دار افطار کے موقع پر اپنی بھوک کا تدارک کرے تا کہ اپنی پہلی حالت میں آجائے تو یہ صوم خاص کے منافی ہے ۔کیونکہ صوم سے مراد ومقصود شہوات سے اپنے کو بچانا ہے تا کہ تقویٰ کیلئے آمادہ ہو جائے ۔وسائل شیطانی کو زیادہ سے زیادہ کم کریں شیطان کی حوصلہ شکنی کریں شہوات وخواہشات کو کم کریں ۔

صوم مستحبات:

﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ﴾ (بقرہ ۱۹۶)

”جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے رکھے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں یہ پورے دس ہو گئے“۔

﴿وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ﴾ (مائدہ ۸۹)

”لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کردو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے“۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ (مائدہ ۹۵)

”اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر یہ واجب ہو گا جو کہ مساوی ہو گا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جائیں تا کہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ انتقام لے گا اور زبر دست ہے انتقام لینے والا“۔

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

”بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے

والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان کیلئے اللہ تعالی نے بڑا مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے"۔(احزاب ۳۵)

﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

"ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو یہ اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کیلئے دردناک عذاب ہے۔"(مجادلہ ۴)

علامہ جواد مغنیہ تفسیر کاشف ج ا ص ۲۷۶ پر لکھتے ہیں صوم رمضان یکے از ارکان ضروری اسلام میں سے ہے منکر صوم مرتد اور واجب القتل ہے۔اگر کوئی اسے ہلکا یا خفیف سمجھ کر چھوڑے تو حاکم شرع اسے تعذیر کریں گے اگر بار بار اس نے یہ عمل دہرایا تو چوتھی بار اس کو قتل کریں گے۔

فلسفہ صوم اور متروکات صوم کے بعد یہ مطلب یا یہ فلسفہ سمجھنا آسان ہوگا کہ ہدیہ کا جو حکم ہے وہ ایک مشکل عمل سے جان چھڑا کر ایک آسان عمل کی طرف جانا ہے یا یہ ایک آسان سے مشکل کی طرف انتقال ہے یہ سب کیلئے ہر وقت کیلئے ہر زمان کیلئے یکساں نہیں ہوگا۔ایک انسان سرمایہ دار کیلئے جس کے پاس پیسہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ پانچ سو روپیہ کی جگہ پانچ ہزار بھی دے سکتا ہے لیکن آدھا دن روزہ رکھنا اس کیلئے مشقت ہے۔ایک انسان بخیل کنجوس کیلئے شاید سو یا دو سو روپیہ صرف کرنا گراں ہو لیکن روزہ رکھنا اس کے لئے آسان ہو۔مسئلہ یہاں انسان کی آسانی اور مشکل کا نہیں بلکہ یہاں آزمائش اور امتحان اور بندگی کا مرحلہ ہے۔اطاعت و بندگی میں بہتری اسی میں ہے کہ زیادہ مشقت آور ہو زحمت ہو۔اس تناظر میں جب ہم دیکھتے ہیں تو سرزمین منیٰ میں قربانی کیلئے ہمارے پاس مندرجہ ذیل مفروضے بنتے ہیں:

۱۔چونکہ قربانی سرزمین منیٰ میں میسر نہیں کیونکہ ذبح خانے منیٰ سے باہر واقع ہیں اکثر و بیشتر حجاج کیلئے وہاں جانا ناقابل برداشت ہے کہ وہ وہاں جا کر تلاش کر کے ذبح کریں۔کیا اس مشقت کو ہر صورت برداشت کر کے حیوان ہی ذبح کرنا ہے؟ اسکا یہ بدل شریعت میں موجود ہے۔

۲۔انسان کے لئے قربانی منیٰ میں میسر ہے لیکن ذبح کرنا اس کیلئے ناممکن ہے چونکہ حکومت اجازت نہیں دیتی کہ آپ منیٰ میں ذبح کریں۔اس صورت میں حیوان میسر ہے لیکن ذبح میسر نہیں لہٰذا بدل میں تبدیل ہوگا۔

۳۔حیوان میسر ہے ذبح بھی میسر ہے لیکن استعمال میسر نہیں یعنی آپ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے جس طرح ایک نمازی کیلئے پانی میسر ہے لیکن اسے استعمال نہ کر سکتا ہو تو حکم تیمم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔اسی طرح یہاں ذبح خودبخود روزہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

۴۔ذبح میسر ہے لیکن وکیل ناقابل اعتماد یا مشکوک ہے۔اس صورت میں بھی فدیہ بدل میں تبدیل ہو جائے گا۔

۵۔جب ذبح منیٰ میں ممکن نہیں اور نا قابل استفادہ ہے تو یہ وجوب از خود ساقط ہو جائے گا اور بدل میں خودبخود تبدیل ہو جائے گا بعض کاروانوں کے لیڈر از خود ایک عرصہ سے قربانی کے نام سے لوٹ مار کر رہے ہیں۔کاروانوں کے لیڈر حاجیوں کو اس بدل سے روک رہے ہیں بلکہ اس کو اپنے شہر میں یا کسی اور ملک میں ترسیل کرنے کی رغبت دلا رہے ہیں۔آیا یہاں بدل قرآنی بہتر رہے گا یا کسی اور جگہ ذبح کرنا بہتر ہوگا؟

یہ وہ مسائل ہیں جنھیں دو مراحل سے گزارنے کی ضرورت ہے مرحلہ اولی علماء فقہا کا ہے کہ اس آیت اور سیرت پیغمبر کو سامنے رکھتے ہوئے منیٰ میں معذور ہونے، حاجی کے گوشت سے استفادہ سے باہر ہونے کی صورت میں یہ وجوب خودبخود ساقط ہو کر صیام میں تبدیل ہو جاتا ہے یہ علماء فقہا کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں کیا دیکھتے ہیں۔یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ عقلی طور پر کیا یہ قرآن و سنت کو سامنے رکھتے ہوئے فتویٰ دیتے ہیں اور اس پر دقت کرتے ہیں۔دوسرا مرحلہ حکومت ہے جو اس کے انتظام و انصرام کو سنبھالنے کی مدعی ہے وہ اس مشکل کو حل کرے اور اسے شریعت کے سامنے خاضع کرے۔

صید:

حاجی کو سفر حج میں جانی و مالی امتحان سے گذرنا ہے اللہ نے اسے ہر قدم پر امتحان آزمائش کی کلاس میں رکھا ہے۔ ان کلاسوں میں سے ایک شکار ہے سورہ مبارکہ مائدہ آیت ۹۴ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ میں ارشاد ہوا ہے اللہ تم سے شکار کے بارے میں آزمائش وامتحان لے گا یہ شکار چاہے تمہاری آمنے سامنے گردو پیش میں ہو جو آسانی سے کر سکتے ہوں یا حیلہ و بہانہ سے غرض اللہ اس امتحان سے یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ حالت سہل الحصول میں اجتناب کرتے ہیں یا نہیں اللہ سبحانہ کے محرمات دو قسم کے ہیں:

۱۔ محرمات دائمی جو ہمیشہ کیلئے حرام ہیں جیسے مردار خون خنزیر کا گوشت جو کسی بت یا کسی انسان کے نام سے نذر کے نام سے ذبح ہوتے ہیں یا گردن موڑ کر یا مار مار کر یا حیوان نے کاٹا ہو۔ شراب وجوے سے حاصل مال کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے یہ حرام دائمی ہیں۔

۲۔ کچھ خاص مواقع پر حلال چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اس کو محرمات خاصہ کہتے ہیں جو حدود حرم میں ہر شخص کیلئے اور احرام کے بعد میقات کے اندر سے داخل حرم تک انسان محرم کے لئے حرام ہیں۔ اور ان حدود سے تجاوز کرنے سے منع کیا گیا ہے مائدہ آیت ۹۵ میں فرمایا ہے اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ کرو اگر کسی نے عمداً شکار کیا تو اس کی جزاء اسی قسم کا ایک حیوان ذبح کرنا ہے۔

یہ حرام آیت ۹۶ ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴾ کے تحت حیوانات بری تک محدود ہیں شکاری حدود حرم میں حلال چیزوں کو امتحان کیلئے حرام کرنے کی سنت پہلے زمانہ میں موجود تھی جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۹ ﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴾ میں یہود کو حیوانات بحری‘ مچھلی حرام قرار دیا تھا اللہ نے ان پر وقتی طور پر مچھلی شکار کرنا حرام قرار دیا لیکن انہوں نے اپنے حیلے بہانا بنا کر اس کو دوسرے طریقہ سے اس سے استفادہ کیا۔

یہاں اللہ نے حیوانات بحری کو حلال قرار دیا اور حیوانات بری کو جو اس وقت متداول انسان کی رسائی میں تھے انھیں حرام قرار دیا تھا۔ اگر کسی نے کوئی حیوان پرندیا کسی بھی حیوان کو حالت احرام میں یا غیر احرام میں حرم میں ذبح کیا اور کھایا تو وہ اللہ کی طرف سے عذاب کا مستحق ہوگا۔ یہاں سے مومن نادان‘ سائل فقہا اور علماء سے سوال کر سکتے ہیں کہ فرمائیں کسی انسان کی رضایت کے بغیر اس کا مال لینے کو عام حالات میں حرام قرار دیا ہے یہاں حیوان پرندے یا غیر پرندے کا شکار کرنا حرام ہے کیا اس میں حیوان ناطق آتا ہے یا نہیں مثلاً جو آفیسر پولیس تاجر سرمایہ دار جو اپنے ملک میں بہت سوں کو مرغا بنا کر یہاں تشریف لاتے ہیں اور اسی طرح عام انسانوں کا شکار کر نا ان سے دگنی رقم وصول کرنا کیسا ہے مدینہ میں موجود غریب شیعوں کے نام سے یا چکی کی زیارت کو آنے والوں کیلئے یا عام صدقات کے نام سے گاڑی میں سوار ہونے کیلئے صدقات لیتے ہیں یا کفارات کے نام سے پیسہ جمع کرتے ہیں‘ فاتحہ مجلس کے نام سے شکار کرتے ہیں غرض حاجیوں کو لوٹنے والوں کا اس آیت کریمہ کے تحت کیا حکم ہے؟

☆☆☆☆

حرف "ط"

طواف:

کتاب موسوعہ فقھیہ تالیف کبار علماء ج ۲۹ ص ۱۲۰ پر آیا ہے طواف لغت میں دوران، حول شئی یعنی کسی چیز کے گرد گھومنے کو کہتے ہیں شریعت میں کعبہ کے گرد چکر لگانے کو طواف کہا ہے۔ طواف ارکان حج وعمرہ میں شمار ہوتا ہے۔ طواف کی چند انواع ہیں:

۱۔ طواف قدوم جسے طواف لقاء طواف تحیت بھی کہتے ہیں؛ یہ مستحب ہے جو شخص بھی مسجد الحرام میں داخل ہوگا تو تحیت بیت طواف سے ہوتی ہے جس طرح عام مسجد کی تحیت نماز سے ہوتی ہے۔

۲۔ طواف زیارت: جسے افاضہ بھی کہتے ہیں یہ ارکان حج میں سے ہے۔ یہ عرفات مزدلفہ اور رمی جمرات کے بعد اس دن یا بعد کے دنوں میں انجام دیتے ہیں۔ رمی جمرات اور حلق وتقصیر کے بعد یہ طواف واجبات اور ارکان حج میں سے ہے۔

۳۔ طواف عمرہ مفردہ: یہ طواف ارکان عمرہ میں سے ہے جسے شخص معتمر پہنچتے ہی انجام دیتے ہیں۔ اگر کسی نے عمرہ کے لئے طواف کرنا ہے تو اس کے لئے طواف قدوم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جس طرح جو شخص مسجد الحرام میں آ کر نماز واجب پڑھتے ہیں اسے تحیت مسجد کی ضرورت نہیں ہوتی 'طواف ندا کسی نے نذر کیا ہے کہ طواف کرونگا۔

۴۔ طواف وداع اس وقت ادا کیا جاتا ہے جب حج کے اعمال سے فارغ ہو کر مکہ چھوڑ کر اپنے دیار کی طرف واپس جانے کا قصد کرتے ہیں۔

۵۔ طواف مستحب

۶۔ طواف نساء: کتاب الحج صادر از وزارت حج ص ۲۵۲ پر لکھتے ہیں حج میں طواف زیارت اور سعی کرنے کے بعد "طواف النساء" بھی واجب ہے یہ طواف مردوں اور عورتوں دونوں پر واجب ہے جو شخص اسے ترک کرے گا اس کیلئے ازدواجی زندگی حرام ہو جائے گی اس طواف کا نام طواف نساء ہے لیکن یہ مرد وعورت دونوں پر واجب ہے اگر مرد اس کو ترک کرے تو اس پر بیوی حرام ہو جائے گی اور اگر عورت اس طواف کو ترک کرے گی تو شوہر اس پر حرام ہو جائے گا۔ طواف نساء کا کوئی وقت معین نہیں یہ مکہ چھوڑنے سے قبل کسی بھی وقت کر سکتے ہیں البتہ جو لوگ اپنی شریک حیات کے ساتھ گئے ہوں انہیں احتیاط کے طور پر یہ طواف جلدی کر لینا چاہیے تا کہ گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

شیعہ فقہ کے نزدیک طواف نساء کی کوئی مستند دلیل قرآن اور سنت سے پیش نہیں کی گئی۔ آیت اللہ خوئی نے اپنی کتاب معتمد فی شرح عروۃ الوثقی ج ۲۹ ص ۳۵۷ میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ طواف نساء اور نماز طواف مناسک حج میں سے نہیں اگر کسی نے عمداً نہیں چھوڑا تو اسکا حج فاسد نہیں ہوگا یہ عروۃ کا بیان ہے۔ اس بارے میں وارد روایات کو نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں یہ حج کے ارکان میں سے نہیں۔ یہ صرف اعمال حج کے بعد ایک الگ واجب کے طور پر بجا لایا جاتا ہے۔ اگر جزء حج ہوتا تو کہتے حج کے بعد انجام لانا چاہیے۔ جب یہ الگ چیز ہے تو ازدواجی زندگی حرام ہونے کی کوئی منطق نہیں بنتی۔

کعبہ اور مقام کے درمیان دو رکعت نماز طواف پڑھنا ممکن نہیں تو طواف اس کے درمیان میں کیسے ممکن ہو۔ اس سلسلہ میں آیت اللہ خوئی معتمد ج ۲۹ ص ۴۵ پر فرماتے ہیں مشہور و معروف ہے کہ طواف کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہونا چاہیے یہ حجرہ اسماعیل تک چھوٹا ہو جاتا ہے تقریباً ساڑھے چھ ہاتھ رہ جاتا ہے باقی جگہوں پر ساڑھے ۲۶ ہاتھ ہوتا ہے۔ کلینی نے محمد بن مسلم سے نقل کیا کہ ہم نے حد طواف کے بارے میں پوچھا کہ اگر اس سے باہر نکلے تو کیسا ہے تو کہا طواف نہیں ہوگا پیغمبر کے زمانہ میں طواف بیت اور مقام دونوں کے لئے کرتے تھے اس وقت تم مقام اور بیت کے درمیان کرتے ہو تو حد وہی ہے جہاں مقام ہے۔ اگر یہاں سے تجاوز کیا تو طواف صحیح نہیں پیغمبر کے زمانے اور آج دونوں میں حد ایک ہی ہے۔

اگر مقام سے باہر طواف کیا تو باہر ہونے کی مثال وہ شخص ہے جو مسجد سے باہر طواف کرتا ہے بغیر کسی حد کے اس کے لئے کوئی طواف نہیں یہ روایت واضح طور پر مشہور ہے کہ طواف درمیان میں ہونا چاہیے۔ [وسائل شیعہ ج ۱۳ ص ۳۵۰ باب ابواب طواف ۲۸ حدیث ۱] آغا خوئی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیوں کہ

اس میں یسیین ضریر ہے جو غیر موثق ہے ابن جنید کی نسبت کہا ہے خارج از مقام طواف جائز ہے اسی طرح صدوق نے بھی جائز گردانا ہے۔اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث کے بارے میں ہے۔

حدیث ۱۷۲۹۰: محمد بن یعقوب ضعیف وصحیح جمع کرنے والا ہے کلینی میں موجود کثرت احادیث ضعیف ان کی مروایات سے اعتماد اٹھتا ہے۔

محمد بن یحیٰ کے نام سے جامع رواۃ میں ۲۶ نام ہیں لہٰذا اس حوالہ سے یہ راوی مجہول بنتا ہے محمد بن احمد کے نام سے جامع رواۃ میں ۱۵ نام ہیں محمد بن عیسیٰ کے نام سے ۷ نام ہے۔

طواف کی جو دو رکعت نماز ہے وہ بھی مقام کے پیچھے پڑھیں۔یہ بات اپنی جگہ اہل عقل وفکر و دانش کیلئے حیران کن ہے۔کیونکہ یہ پتھر آدھ میٹر بھی نہیں ایک چوتھائی میٹر ہوگا انسان کا عرض بدن دو ہاتھ سے زیادہ ہے اس حوالے سے اس مقام کو آگے رکھ کر نماز پڑھنا فرض ہے تو ایک ہی انسان اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور جس نے دائیں یا آگے پڑھا یا اس کے پیچھے پڑھا ان تینوں نے مقام کو آگے رکھ کر نماز نہیں پڑھی۔اگر ایک ایک آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور فی دو رکعت کیلئے دو منٹ بھی دیں تو دو ہزار طواف کنندہ کیلئے بیک وقت دو ہزار منٹ چاہیے لہٰذا یہ نامعقولیت کی سند پر قائم ہے۔

فقیہ سرگودھا کے حوالے سے ایک تعجب آور بات سنی کہ اس سال اس مفروضہ کے تحت کہ یہ مقام پہلے دیوار سے ملا ہوا تھا آپ نے آگے دیوار کے نزدیک دو تین گارڈ کے درمیان نماز پڑھی ہے۔اس صورت میں آپ کو امام فقیہ نہیں کہہ سکیں گے کیونکہ آپ نے صرف اپنی نماز اس حالت میں پڑھی جبکہ آپ کے گارڈ کو اس طرح سے نماز پڑھنا میسر نہیں ہوا۔دوسری بات یہ پتھر ایک بالش ہے کعبہ کی یہ سمت اس کی اتنی مسافت ہے آپ کو کس نے بتایا تھا کہ یہ پتھر ادھر تھا آپ اگر احتیاط کرتے تو کعبہ کی دیوار کے ہر جگہ نماز پڑھنی چاہیے تھی۔

لہٰذا مقام سے مراد دوسرا احتمال ماننا پڑے گا یعنی جہاں جہاں ابراہیم نے قیام کیا یعنی بیت اور مشاعر پر عبادت کریں اس مفروضہ کے تحت نماز طواف مسجد الحرام میں کسی بھی جگہ پڑھیں درست قرار پائے گی۔

طویٰ:

طوی مکہ کی ایک وادی ہے جو اس وقت جرول کے نام سے مشہور ہے۔یہاں ایک کنواں ہے جسے بئر ذی طوی کہتے ہیں فتح مکہ کے موقعہ پر پیغمبر نے یہاں رات گزاری تھی۔بہت سے لوگ اس کنویں سے پانی پینے کی خواہش رکھتے ہیں۔

طہارت: [معجم فقہ جواہری ج۴ ص۳۶۲]

طہارت مصدر طہرہ سے ہے لغت میں نظافت، نزامت اور غلاظتوں سے پاک کو کہتے ہیں اصطلاح شریعت میں رفع حدث وازالہ نجس یا اس کے بدل میں تیمم کو کہتے ہیں اس میں وضو غسل تجدید سنونہ سب شامل ہو جاتے ہیں، علماء نے طہارت کی چار مراتب بیان کی ہے:

۱۔تطہیر از حدث وخبث فضلات۔یہاں حدث سے طہارت وضو غسل تیمم سے ہوتی ہے جبکہ خبث سے طہارت ازالہ نجاست سے ہوتی ہے۔

۲۔تطہیر از جرائم وموبقات اثام واصنام ہے۔

۳۔تطہیر قلوب از اخلاق مذمومہ رذائل عقوبہ۔

۴۔تطہیر سر یعنی اقسام وانواع شرک ظاہری وباطنی سے پاک کعبہ اور مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے ان چاروں نجاسات سے طہارت ضروری ہے۔

حرم کے کونے کونے میں جہاں کہیں بھی کوئی نجاست گرتی ہے وہاں بر وقت اسی جگہ پر خدام اور حجاج اسے پاک کرتے ہیں لیکن پاک کسے کہتے ہیں؟ اور کیسے ہوتا ہے؟ اگر پاک ہونا فقیہ کے فتویٰ سے مطابقت نہ رکھتا ہو اور ان کے نظریات کے مطابق پاک نہ ہو تو ان کو چاہیے اپنے فتویٰ کی اسناد کو واضح کریں۔

☆☆☆☆

حرف "ع"

عارف نقوی:

ڈاکٹر عارف نقوی عرصہ دراز سے ہمارے آشنا دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔جب سے آپ کاروان بلال کے عضو دائمی بنے اور جناب دلنواز کی چھتری میں آئے یا جب سے ہم نے امامیہ کو طلاق بائن دی تو آپ نے ہمارے ساتھ سردمہری کا رویہ اپنایا۔ہمیں اس کاروان میں شامل ہونے یا ہمارے نام سے جانے کے خواہش مندوں کو حیلے بہانے سے مسترد کرتے۔ہمیں ان پر تعجب ہوا کہ ایک دیندار اور حلیہ ایمانی رکھنے والے جن کے پاس اولاد بھی نہیں وہ کیوں مال و دولت جمع کرنے میں اس حرام طریقہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔اور اس کے علاوہ آپ نے اس کاروان کو کاروان حج بیت اللہ سے نکال کر کاروان این جی اوز میں اغواء کر کے لے گئے خواتین کی چادر کے پیچھے،صرف آپ کے کاروان والوں نے انکا نام لاطینی لادینی حروف میں لکھا ہے یہ معمولی بات نہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے انھیں عربی حروف سے چڑ ہے اسی طرح بعض مبغوضین بھی اپنی کتاب کی پشت پر لاطینی حروف میں کتاب کا نام لکھتے ہیں۔اس کاروان نے بیت اللہ کی بجائے بیت الابیض کو اپنا قبلہ بنایا۔تعجب ہے اشتہار حضرت آیت اللہ جواد آملی کی کتابوں کی پشت پر بھی لاطینی میں لکھا دیکھا گیا ہے۔آپ کے توسط سے یہ واحد کاروان ہے جو این جی اوز کی نمائندگی کرنے پر افتخار کرتا ہے۔اس میدان میں تنہا آپ نہیں ہمارے اور بھی حلیہ ایمانی رکھنے والے صوم وصلاۃ کے پابند،خود کو خط آئمہ پر کہنے والے ہیں آج ایک سیکولر جماعت میں شامل ہیں۔

عبادت:

ادیان سماوی الوہیت وربوبیت کے سامنے خاشع وخاضع ہونے کو عبادت کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے بعض نے پستی اختیار کرتے ہوئے عبادت کو صرف کسب وکاج حصول دنیا میں گردانا ہے یہ مذموم فکر اتنی سایہ فگن ہوئی ہے کہ اب مسلمان بھی اس سے بہتر کوئی عبادت نہیں سمجھتے۔اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بہترین عبادت خدمت خلق ہے دنیا بنانا ہی ان کی عبادت ہے۔بعض اس سے آگے ایک قدم اور گئے وہ خالص عبادت گزاروں کی عبادت سے بھی اپنی کمائی کرتے ہیں۔اس کے بالمقابل کچھ گروہ عبادت کے نام سے روحانیت میں مستغرق ہیں وہ ہر قسم کی آسائش وزیبائش کو منافی عبادت گردانتے ہیں اس تفریط وافراطی نظریات اور سرگرمیوں سے پردہ ہٹانے کیلئے ہم یہاں مختصر اقسام عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہیں:

قرآن کریم میں کثیر الاستعمال یہ کلمہ کئی معانی میں آیا ہے۔

۱۔سورہ مریم آیت ۹۳ عبادت عامہ یہاں کل کائنات بغیر کسی استثناء کے اللہ کے سامنے خاضع وخاشع ہے۔

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمنِ عَبْداً﴾ " زمین وآسمان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو"

۲۔عبادت یعنی اطاعت اوامر ونواہی حق سبحانہ تعالی۔اس سلسلے میں جو افراد نواہی حق بجالاتے ہیں یہ عبادت ہے بجالانے والے عابد ہیں سورہ فرقان آیت ۶۳۔﴿وَ عِبادُ الرَّحْمنِ الَّذينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَ إِذا خاطَبَهُمُ الْجاهِلُونَ قالُوا سَلاماً﴾ "اور اللہ کے بندے وہی ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو سلامتی کا پیغام دے دیتے ہیں"

۳۔عبادت یعنی شئون خصوصیات مختصات رب کو بندوں کیلئے بجالانا۔اس کی اپنی جگہ چند صورتیں ہیں بعض خضوع وخشوع اللہ کے بدلے مخلوق کے سامنے خضوع کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے ہم ان کے سامنے خاضع اس لئے ہوتے ہیں تاکہ ان کے واسطے ہم اللہ سے قرب حاصل کریں۔یہی منطق مشرکین کی تھی جہاں وہ کہتے تھے﴿وَ يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ما لا يَضُرُّهُمْ وَ لا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُولُونَ هؤُلاءِ شُفَعاؤُنا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَ تُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِما لا يَعْلَمُ فِي السَّماواتِ وَ لا فِي الْأَرْضِ سُبْحانَهُ وَ تَعالى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ "اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم تو خدا کو اس بات کی اطلاع کر رہے ہو جس کا علم اسے آسمان وزمین میں کہیں نہیں ہے وہ پاک و

پاکیزہ ہے اوران کے شرک سے بلند و برتر ہے'' (یونس ۱۸)۔اب یہاں قارئین مشرکین کی منطق متوسلین سے اسے تمیز کریں۔

۴۔قرآن کریم میں دوجگہ یہود کی مذمت اس حوالے سے آئی ہے کہ وہ اپنے علماء کی پرستش کرتے تھے حالانکہ ایسا نہیں تھا اور ابھی بھی نہیں ہے وہ صرف ان کے اوامر و نواہی کو تسلیم کرتے تھے اس لئے مذموم قرار پائے لہٰذا مسلمانوں میں جو مجتہدین یا علماء اسلام کی اس منطق کے ساتھ تسلیم ہوتے ہیں کہ ہم نے دین کوانہی سے لیا ہے۔ جب ہم دین کوعلاقائی علماء اور رہبروں یا اپنے علاقے کے مجتہدین سے لیتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

عبداللہ بن زبیر بن عوام:[صفۃ صفوۃ تالیف جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ ج۱ص ۳۸۷]

عبداللہ بن زبیر بن عوام کی ماں اسماء بنت ابی بکر ہے۔نبی کریم کے مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد مہاجرین میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے فرزند ہیں۔ابوبکر نے ان کے کان میں اذان دی اور نبی کریم نے انھیں ایک کھجور چبا کر اسکا کچھ حصہ آپکے منہ میں رکھا۔عبداللہ کی ماں مکہ میں حاملہ ہوئی اور آپ مدینہ میں آکر قبا میں پیدا ہوئے۔عبداللہ صوم وصلاۃ میں زیادہ خشوع وخضوع دکھاتے تھے۔قتل خلیفہ سوم کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب کے خلاف چلنے والی تحریک قصاص خون عثمان میں طلحہ، زبیر اور ام المومنین عائشہ سرفہرست تھے آپ بھی ان کے ہم رکاب تھے۔عبداللہ معاویہ کی طرف سے یزید کی ولی عھدی کے فیصلہ کے تحت خلاف تھے۔معاویہ کے مرنے کے بعد ان سے جبری بیعت لینے کی خبریں سن کر عبداللہ مکہ میں بیت اللہ میں پناہ گزین ہوئے۔امام حسینؑ کی شہادت کے بعد انھوں نے اپنی خلافت کا اعلان کیا۔یزید نے ایک بڑا لشکر مدینہ کی تاراجی کیلئے حصین بن نمیر کی سرگردگی میں بھیجا۔مدینہ کی تاراجی کے بعد اس لشکر نے مکہ کا محاصرہ کیا لیکن اسی دوران یزید مرگیا اور حصین بن نمیر لشکری قیادت سے دستبردار رہوا۔اس طرح عبداللہ زبیر کی خلافت بغیر کسی رقیب کے چلتی رہی۔معاویہ بن یزید اور اس کے بعد مروان اور مروان کے بعد عبدالملک بن مروان تک ان کی خلافت بصرہ کوفہ حجاز میں بلا رقیب رہی لیکن جوں ہی خلافت عبدالملک بن مروان کیلئے مستحکم ہوئی تو اس نے مکہ مدینہ کی ولایت کو حجاج بن یوسف ثقفی شقی مجرم وخیانت کار کے حوالے کیا۔اس نے کعبہ شریف اور اس میں پناہ دہندہ عبداللہ کو محاصرہ میں لیا اور کعبہ کی طرف منجنیق سے حملہ کیا۔

عبداللہ بن زبیر کو جب موقع ملا تو اس نے منجنیق سے تباہ شدہ کعبہ کو بنیاد سے گرایا اور نئے سرے سے اس کی تعمیر شروع کی۔اسی طرح جو حصہ قریش نے تعمیر کرتے وقت چھوڑا تھا اسے بھی دوبارہ کعبہ میں شامل کیا۔تعمیر کعبہ مکمل ہونے کے بعد یہ پورے اہل مکہ کی قیادت میں مسجد تنعیم جاکر شکرانے کا عمرہ بجالانے کے لئے محرم ہوئے۔

عبداللہ بن زبیر کی شخصیت، شخصیت معمائی ہے کسی بھی شخصیت کو اس کی موت کے بعد اٹھاتے وقت اس کے حسب ونسب سابقہ کردار کی بنیاد پر نہیں اٹھانا چاہیے کیونکہ یہ آئندہ کیلئے اس وقت اسوہ نمونہ بنتا ہے جب اس کے آخری لحات بے داغ و بے لوث ہوں۔عبداللہ وہ شخص ہے کہ جس ہستی کی بیعت اصحاب و مہاجرین نے اتفاق سے کی اس نے اس کے خلاف علم بغاوت اٹھایا ہے۔عبداللہ بن زبیر وہ شخص ہے جس نے اپنے باپ کو مروت میں پھنسا کر مجبوراً اس جنگ میں دھکیل کر محصور کیا۔جب معاویہ نے یزید کی ولی عھدی کا اعلان کیا تو اس نے معاویہ کو یہ پیشکش کی اپنے بعد انتخاب خلیفہ کو رسول کی سنت پر چھوڑیں یا ابوبکر کی سنت پر چھوڑیں یا عمر کی سنت پر چھوڑیں یا عثمان کی۔لیکن یہ شخص خود خلیفہ بنتے وقت نہ رسول کی سنت پر چلا نہ ابوبکر کی سنت پر نہ ہی عثمان کی اور نہ ہی یہ علی جیسا بنا۔عبداللہ بن زبیر وہ شخص ہے کہ جب امام حسینؑ نے یزید کے خلاف مزاحمت اور عدم اطاعت کا اعلان کیا تو عبداللہ بن زبیر نے امام حسین کا ساتھ نہیں دیا۔عبداللہ نے امام حسین کی شہادت کے بعد کسی کے انتخاب کئے بغیر خود سے دعویٰ خلافت کیا۔

یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی کہیں بھی شجاعت کا مظاہرہ نہیں کیا۔اقتدار کی ہوس میں یہ بنی امیہ سے پیچھے نہیں تھا۔اس نے اپنے اقتدار کیلئے کعبہ کو ڈھال بنایا۔اگر یہ شجاعت کا حامل اور مرد میدان ہوتا تو سامنے آتا۔رسولؐ سب سے پہلے میدان میں خود نکل کر آتے تھے۔اس نے خانہ کعبہ کو اپنی پناہ گاہ بنایا جب ایک امام خود پناہ گاہ میں جائے گا تو اس کی رعیت بیچاری کہاں جائے گی۔جب یزید کے لشکر کے قائد حصین بن نمیر اور عبدالملک بن مروان وحجاج نے بیت اللہ کونشانہ بنایا تو عبداللہ ان کے مزاحم نہیں ہوا بلکہ اس نے خود کو بچانے کیلئے کعبہ کو اپنا زرہ بنایا لہٰذا یہ کسی تعریف وتمجید کا حامل نہیں تھا۔مسلمان خلفائے راشدین میں جہاں امام حسن کو پنجم اور عمر بن عبدالعزیز کو ششم گردانتے ہیں لیکن عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ مسلمین میں شمار نہیں کرتے۔

حجاج بن یوسف ثقفی لشکر شام کے ساتھ ۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیر سے جنگ لڑنے کے لئے مکہ روانہ ہوا۔کہتے ہیں حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان سے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عبداللہ بن زبیر کو مار رہا ہوں لٰہذا مجھے ہی اس سے لڑنے کیلئے بھیجیں۔عبدالملک بن مروان نے اس کی خواہش کو قبول کیا اور اسے اس سے لڑنے کیلئے بھیجا تاریخ کامل ج۴ص۲۲ سے نقل کیا گیا ہے۔

حجاج بن یوسف ذیقعد ۷۲ھ کو روانہ ہوا اور شہر طائف میں پہنچا وہاں سے یہ لشکر عرفہ پہنچا اور عبداللہ بن زبیر سے اسکا مقابلہ ہوا۔عبداللہ کو شکست ہوئی اور حجاج ذی الحجہ میں مکہ میں داخل ہوا۔اس کے ساتھ پانچ ہزار کا لشکر تھا جس کے ہمراہ اس نے حج کیا لیکن اس نے نہ تو طواف کیا اور نہ ہی سعی کی کیونکہ زبیر نے انھیں طواف حج کرنے نہیں دیا۔حجاج نے ابوقیس پہاڑی پر ایک منجنیق کو نصب کیا اور وہاں سے حرم کا محاصرہ کیا اور تیر مارنے شروع کئے۔عبداللہ بن عمر بن خطاب نے اسے اس عمل سے منع کیا اور کہا خدا سے ڈرو اور لوگوں کو قتل کرنے سے باز آجاؤ تم شہر حرام بلد حرام میں ہو۔

حجاج نے توقف کیا کہ حاجی حج ختم کر کے چلے جائیں۔جب حاجی چلے گئے تو حجاج نے دوبارہ سنگ باری شروع کی۔پہلا پتھر جب کعبہ پر لگا تو اس سے آسمان کو نج اٹھا اور بجلی چمکی جس پر اہل شام ڈر گئے،انہوں نے سنگ باری روک دی آسمان سے آواز گونجتی رہی جس سے ان کے ۱۲ آدمی مرے۔

یہاں تک ۷۳ھ جمادی الاخر میں عبداللہ بن زبیر ۷۳سال کی عمر میں قتل ہوا۔اس کے بیٹے بھی قتل ہوئے۔انھوں نے ۶ مہینہ تک جنگ لڑی۔مکہ پر حجاج قابض ہو گیا۔عبدالملک بن مروان کو حکم دیا کہ کعبہ کو دوبارہ بنائیں اسی طرح جس طرح قریش کے زمانہ میں تھا کیونکہ زبیر نے اس بیت میں اضافہ کیا تھا جس کا اسے حق نہیں تھا۔اس نے ایک دروازے کا اضافہ کیا تھا۔عبدالملک بن مروان نے کہا اس دروازہ غربی کو بند کریں اس طرح جس طرح قریش کے زمانے میں تھا۔اسی حالت میں کعبہ کو واپس لایا گیا۔

عتیق:

عتیق کعبہ کی صفت ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں عتیق بروزن فعیل صیغه مشبه بفعل ہے اور مادہ عتق سے بنا ہے جیسے **عتق الفرس** (گھوڑے نے سبقت کی) **عتق طیر** (پرندے نے پرواز کی۔) کعبہ کو اس صفت سے متصف کرنے کی توجیہ میں لکھتے ہیں عتیق آزاد ہونے کو کہتے ہیں اللہ سبحانہ نے اس گھر کو ابتداء سے افراد کی ملکیت قبضے سے آزاد رکھا ہے اور اسے تمام ناس کیلئے برابر رکھا ہے یہ بیت اپنی جگہ خود آزاد ہونے کے علاوہ اپنے گرد طواف کرنے والے زائرین کو بھی گناہوں سے آزاد کراتا ہے،مزید شیاطین جن وانس کی غلامی سے آزادی کی تلقین کرتا ہے۔

عجز از حج:

حج فرائض اسلام میں سے ہے حج کے وجوب کیلئے قدرت واستطاعت شرط ہے استطاعت سے مراد مکہ پہنچا جائے۔اعمال حج تک پہنچنا عادی طریقہ سے چاہے پیدل یا سوار چاہے مملوک غلام کی حیثیت سے یا مزدور خدمت گزار کی حیثیت سے اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس کیلئے زیادہ مشقت وہ تکلیف دہ نہ ہو اگر کوئی کثیر مشقت کے ذریعہ پہنچا تو یہ مستطیع نہیں ہوگا حج اس پر واجب نہیں ہوگا لیکن اگر اس نے زحمتیں تحمل کی اور حج کیا تو اس کا حج حساب ہوگا اور اس کا فریضہ ساقط ہوگا۔

جس طرح اگر کوئی غیر عادی طریقہ سے پہنچا تو اسے مستطیع نہیں کہیں گے اگر اس نے انجام دیا تو اس سے حج کافی ہوگا حج کی استطاعت میں سے ایک امن ہے اپنے اور اپنے مال کیلئے،لیکن اگر کسی کو اپنے مال کیلئے امن نہ میسر ہوا تو حج اس پر واجب نہیں ہے۔

عرفات: [معالم حجاز ج۶ص۷۳]

بعض کا خیال ہے عرفات مادہ عرفہ کی جمع ہے لیکن اخفش کا کہنا ہے یہ مفرد ہے جمع کے لفظ میں اس کی ناء یاء واو کی مثال صیغہ جمع مذکر کی سی ہے۔اس جگہ کو عرفہ کہنے کی توجیہ میں آیا ہے جبرائیلؑ نے ابراہیمؑ کو جب مناسک حج سکھائے اور جب یہاں پہنچے تو جبرائیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا عرفت تو ابراہیمؑ نے کہا نعم یہیں سے عرفات نام ہوگیا۔آدم اور حوا دونوں جنت سے نزول کرنے کے بعد یہاں پہنچے اور ایک دوسرے کو پہچانا۔بعض نے کہا عرفہ مادہ اعتراف سے ہے۔حجاج یہاں پہنچنے کے بعد اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں بعض نے کہا ہے عرفہ عرف سے لیا گیا ہے۔عرف صبر کو کہتے ہیں جو مشکلات میں صبر کرتے ہیں۔بعض نے کہا حاجی اپنے

گناہوں کا یہاں اعتراف کرتے ہیں اعتراف برگناہ در حقیقت مقدمہ توبہ ہے جو بذات خود ایک عمل ہے لیکن کاروانوں نے جو شیطان کی نمائندگی کرتے ہیں وہ بندے کو اعتراف بہ گناہ کرنے نہیں دیتے ۔کاروان والوں کی مثال ایسی ہے جیسے بعض لوگ شہر سے گاڑی بھر کر مزدور کسی فیکٹری میں لے جاتے ہیں اور ان سے کام کراتے ہیں ۔کاروان بھی انھیں گاڑی بھر کر یہاں لاتے ہیں ۔پہلے ان سے فرقہ حروفی کی طرف سے الفاظ وکلمات غیر مفہوم کا رٹا لگاتے ہیں، آخر میں ان سے اپنے بزرگان فوت شدہ گان کے لئے فاتحہ کرواتے ہیں اور پیسہ خود کھاتے ہیں گویا کارل مارکس کا وہ نظریہ یہاں صادق آتا ہے جہاں اس نے کہا سرمایہ دار مزدور کا خون چوستا ہے ۔اس سے بہتر خون چوسنے کی کوئی مثال نہیں بن سکتی ۔بدترین سرمایہ دار بھی سو روپیہ سے کم از کم پانچ روپے مزدور کو دیتے ہیں ۔جبکہ یہ کاروان ایک روپیہ بھی فاتحہ خوانوں کو نہیں دیتے ۔

عقیل موسیٰ:

قبلہ عقیل موسیٰ فاضل درسگاہ جدید وقدیم حامل فکر روشن خیال فقیہ ہمارے پرانے احباب دوستوں میں سے تھے ۔حوزہ علمیہ قم میں مشرف ہونے کے بعد بھی اپنے پیشہ طب سے ہمارا علاج معالجہ اور دیکھ بال کرتے تھے یہاں واپس تشریف لانے کے بعد اغفال واغماء علماء کرنے والے گروہ نے آپکو این جی اوز کا فقیہ بنایا اور ساتھ ہی ہم سے دور رہنے کا مشورہ بھی دیا ۔یہاں تک انھوں نے اپنے علم طب سے ہماری فطور عقلی کا خدشہ ظاہر فرمایا ۔ایک دن ہمارے یہاں تشریف لا کر ہمارے حالت زار پر افسوس کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا ایک زمانہ میں یہاں جوانوں کی آمد و رفت ہوتی تھی درس کی کلاس ہوتی تھی بہر حال ملاقاتوں میں وہ ہمارے ساتھ خاطر تواضع رہے ۔اس سال اچانک مکہ میں میری رہائش گاہ میں تشریف لائے احوال پرسی کے بعد فرمایا ۔ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائیں ۔ہم نے عرض کیا جو کچھ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ تو آپ کے لئے معاف ہیں لیکن جو دین کے لئے زیادتی کی گئی خرافات کی پاسداری کی گئی اور دین کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کا کیا ہو گا ۔تو انھوں نے کہا اسے چھوڑیں یہ ہم جانتے ہیں ۔گویا اپنی غلطیوں کوتاہیوں کو میدان عرفات میں معاف کرنے کیلئے وہ اللہ رب العزت پر دباؤ بھی ڈالنے کی قدرت رکھتے ہیں ۔یہ منطق تنہا آپ کی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ عرفات پہنچنے کے بعد ہم مغفرت جبری لے سکتے ہیں ۔حالانکہ ایسا نہیں انسان کو ہر حال میں معافی اور مغفرت کے بارے میں خوف وطمع میں رہنا چاہیے لہٰذا قرآن میں اس حوالے سے کلمہ **لعلکم** آیا ہے یعنی شاید تمہاری بخشش ہو جائے ۔

عقیل خواجہ:

عقیل حسین خواجہ، آپ سے بھی مکہ معظم میں شرف ملاقات رہی اس وقت آپ دبئی سے تشریف لائے ۔آپ سے ہمارا تعارف ہمارے کراچی آمد کے تھوڑے عرصے کے بعد ہوا جب آپ پڑھائی میں مشغول تھے نیز نظامت برادران امامیہ بھی سنبھالے ہوئے تھے ۔اس وقت ہماری آپ سے گہری دوستی تھی ہماری کتاب تفسیر عاشورا کا بھی کچھ حصہ آپ نے تصیح کیا تھا ۔والد مرحوم کی وجہ سے بھی دوستی میں اضافہ ہوا دارالثقافہ میں آتے رہتے تھے جب آپ دبئی تشریف لے گئے تو آمد کم رہی لیکن سعید کے جانے کے بعد آپ بالکل ہم سے کٹ گئے محسوس ہوا پہلے یہاں تشریف لانا سعید کی وجہ سے تھا، مولوی عام طور پر صفتِ اذن کے حامل ہوتے ہیں ۔اذن صفات خاص نبی میں سے ہے لیکن اس سے اشتباہ بہت ہوتے ہیں مثال کے طور پر کوئی آپ سے گرم جوشی سے ملتا ہے تو آپ سمجھتے ہیں یہ گرم جوشی آپکے لئے ہے لیکن گزشت زمان کے بعد پتہ چلتا ہے ہم تو طفیلی تھے یہاں ہمارا اور عقیل کے درمیان جو رابطہ تھا وہ درمیان سے نکل گئے ۔جب ہماری کتاب ''عقائد و رسومات شیعہ'' منظر عام پر آئی تو وہ ہم سے الگ اور دور ہو گئے ۔معلوم ہوا عقیل حسین کو پتہ تھا کہ وہ اسماعیلی ہیں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اسماعیلیوں کے ہاتھوں یرغمال ہیں پھر بھی ان کی مہربانی کہ جب سال میں ایک دفعہ چھٹی پر آتے ہیں احوال پرسی کرتے ہیں یہ ان کا احسان ہے، اس کے علاوہ جسارت اہانت طنز نہیں کرتے اقبال لالچی جیسے چکر نہیں چلاتے ہیں ۔

علی شرف الدین:

کتاب حاضر معجم حج وحجاج اس مظلوم ومقہور محصور ناظم آباد کا اثر ہے ۔جب ہم چھوٹے اور نابالغ تھے تو بلتستان کے سیاست مداروں کی زبان سے سنتے تھے ۔ہمارے ہاں ایف سی آر لاگو ہے جو دوسرے علاقوں پر نہیں ہے ۔انگریزی زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایف سی آر کیا ہوتا ہے؟ بعض اس

کا ترجمہ کالے قانون سے کیا کرتے تھے یعنی وہ قانون جس کی کوئی بنیاد وجواز نہ ہو۔ جب سے ہم نے دارالثقافہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی امام حسین اور عزاداری سمیت معاشرے میں رائج خرافات رسومات باطلہ کی نشاندہی کی تو اس کے پاسدار حرکت میں آئے صف مقدم میں پہل کرنے والے حوزہ علمیہ قم کے قرآن وسنت سے عاری نصاب میں اعلیٰ نمبر لینے والے فاضلین برانگیختہ ہوگئے تو ہمارے اوپر یکے بعد دیگر کالا قانون نافذ ہوا۔ فاضل محترم سلمان نقوی فرماتے تھے کوئی بھی شخص اپنا کوئی ادارہ نہیں کھول سکتا گرچہ اس نے اسے اپنی تگ ودو سے قائم کیا ہو۔ اسے مرجع وقت رہبر زمان کی نظارت میں ہونا ضروری ہے۔ یہی نقطہ نظر مظہر کاظمی کا بھی تھا اسی طرح جو حلقہ احباب ڈاکٹر سرور مرحوم کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کا کہنا تھا یہ کسی ٹرسٹ کے ماتحت ہونا ضروری ہے حالانکہ اس ملک میں ہزاروں کی تعداد میں ادارے موجود ہیں جو کسی ٹرسٹ کے اندر کام نہیں کرتے ہیں نہ کسی مرجع کی نگرانی میں ہیں لیکن یہ قانون صرف علی شرف الدین کے اوپر لاگو کیا گیا۔

نیز میری تالیفات کو قومی اسرا کو فاش کرنے کا ذریعہ گردانا گیا۔ ہم قومی میٹنگوں کے اسرار فاش کر رہے ہیں، ہمیں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ باتیں کسی کو نہیں بتانی ہے نہ کسی استاد نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ عقائد تاریخ کا یہ حصہ صفحات طباعت میں نہیں لانا ہے قرآن کا نام انتہائی ناگزیری کے علاوہ نہیں لینا ہے جبکہ ہم جانتے تھے کہ بعض عقائد تاریخ غلط بھی ہو بتانے ہیں بعض صحیح ہی کیوں نہ ہو نہیں بتانے ہیں۔

علاقہ چھورکا کے سید محمد طہٰ اور جناب ضامن علی سکول اور مسجد کو اسماعیلیوں اور این جی اوز کی مدد سے بنا رہے تھے۔ سید محمد طہٰ اور جناب ضامن علی نے جناب زمان صاحب کے گھر میں اس بات کا اعتراف کیا اور کہا یہ بات کسی کو نہیں بتانا یہ اصل میں اسماعیلی بنا رہے ہیں۔ ہمارے قبلہ جوہری رئیسی صاحبان کی بھی یہی شکایت تھی کہ شرف الدین قومی اسرار دوسروں تک پہنچاتے ہیں ہمارے داماد محترم آغا نثار صاحب نے قبلہ رئیسی صاحب سے نقل فرمایا ہے'' ٹھیک ہے ہمارے ہاں خرافات ہیں لیکن اسے عام خطابات یا تحریر میں نہیں لانا چاہیے چونکہ یہ تالیفات دشمن کے ہاتھ بھی لگ سکتی ہیں۔

محترم سلمان نقوی نے فرمایا کہ آپ کی کتابیں زیادہ تر اہل سنت خریدتے ہیں ہم نے عرض کیا ہماری کتابیں تو گھر میں بند پڑی ہیں شاید جنوں نے چھپا کر پہنچائی ہوں گی۔ یہاں تک اپنے دین کے عقائد کی تحقیق کرنا اللہ کے نازل کردہ قرآن سے دفاع کرنا کعبۃ اللہ کی زیارت کرنا یہ سب میرے جرائم میں شمار کیا ہے۔

کالے قانون کو ہمارے حج پر جانے پر بھی لاگو کیا کہ آخر شرف الدین کیوں ہر سال حج کو جاتے ہیں۔ جبکہ دیگر بزرگان ملت سینکڑوں کی تعداد میں حج کو جاتے ہیں جس میں عوام، علماء سب شامل ہیں لیکن کسی نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ جناب محمد علی صاحب (کھرجونگ) مقیم قم خود بھی ہر سال حج کو جاتے ہیں وہاں وہ طالب علم کی زندگی گزارتے ہیں جن کی ثقافت ہی اظہار نا داری اور نیازمندی ہے جبکہ ہمیں الحمد اللہ ادارہ چلاتے ہوئے تیس سال ہوگئے ہیں، ان کا کہنا ہے مجھے جدہ ائیر پورٹ سے سعودی کے ساتھ کالے رنگ کی گاڑی میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

ہم یہاں بھی قارئین محترم کو اس غیر منطقی اور غیر شرعی مذموم عزائم پر مشتمل ھمس کویوں کے جوابات صارحہ بیان کریں گے:

۱۔ پاکستان میں ایسے بہت سے علما حضرات ہیں جو حج کو جاتے ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھتے وہ کیسے جاتے ہیں صرف میرا حج پر جانا انکی آنکھوں کا کانٹا بنا ہے۔ یہاں میں واضح کرتا ہوں یہ افراد حج پر کیوں جاتے ہیں یہ حج کو خراب کرنے اور حاجیوں کو ذبح کرنے کے لئے جاتے ہیں ہم چونکہ مسخ حج اور حجاج کی قربانی پر احتجاج کرتے ہیں نیز ان کی کعبہ کی توہین یعنی مسجد حرام میں نماز سے روکنے کی مذمت کرتے ہیں اس لئے میرا وجود کاروانوں کے لئے گراں گزر رہا ہے۔ ایسا کہنے والوں کا تعلق فرقہ قرمطی سے ہے جو دشمن کعبہ دشمن قرآن و محمدؐ ہیں لہذا مجھ سے انتقام لینے کیلئے ایسا کہتے ہیں۔

۲۔ ہم حج کو اس لئے جاتے ہیں کہ ہمیں علماء، دانشور، تاجر اور رباب مدارس طلباء نے ہر طرف سے گھیر لیا ہے ہم اپنے دین کے لئے کوئی خدمت نہیں کرسکتے یہاں تک کہ انھوں نے میری اولادوں اور دامادوں کو ہم سے جدا کیا ہے۔ اب میں اپنی جائیداد کس کے لئے چھوڑوں یا کس مد میں خرچ کروں، مسجد بناؤں تو مساجد بنانے کی ذمہ داری این جی اوز نے لے رکھی ہے میں نے ایک مسجد بنائی علی آباد میں لیکن اس پر قرمطی عالم ضامن علی مقدسی نے قبضہ کیا ہوا ہے، مدرسہ بناؤں تو اس وقت قرآن وسنت کے ناپید ہونے کی وجہ سے مدارس قبرستان بن چکے ہیں۔ جائیداد وارثین کے لئے چھوڑوں لیکن اس کا کوئی ثواب اجر شریعت میں نہیں آیا، لہذا جب تک زندہ رہوں گا اور جاسکوں گا تو جاؤں گا میرے ذمہ اولاد کیلئے وراثت چھوڑنا قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے البتہ اگر چلے جانے کے بعد اگر کچھ بچ گیا تو وارثین خود آپس میں تقسیم کریں گے۔

۳۔ہم نے ۱۹۸۱ سے ایک مقبول اہل علم ودانش باعث رشک انتشارات بنام دارالثقافہ چلایا جو ۲۰۰۲ تک چلا اس کی درآمد جو اس کے مدیر کے قبضے سے بچیں، اسے ہم نے بچا کر قناعت سے خرچ کیا ہے میں اپنے خالص مال سے حج پر جاتا ہوں کسی سے بھی چندہ جمع نہیں کیا اور نہ ہی جمع کرنے کیلئے گیا۔

۴۔میری اپنی جائیداد زمین ہے درخت ہیں جس کا اجارہ آتا ہے۔دوسرے بڑوں کی گاڑی باتھ روم کا خرچہ میرے پورے گھر کے خرچہ سے بھی زیادہ ہیں۔

۵۔میرے اخراجات اور کتابوں سے حاصل رقم آمدنیات کا تمام ریکارڈ موجود ہے قناعت کرتا ہوں۔اپنے پیسے سے دس سال سے جوڑ نہیں لیا ہے بلکہ تحفہ بھی قبول نہیں کیا ہے جوتا نہیں خریدا، احرام سے جوڑا بناتا ہوں۔عید نہیں مناتا ہوں بیٹے اور بیٹیوں کی ازدواجی تقریبات میں جہیز نہیں دیا۔

۶۔احمقوں اور بے وقوفوں نے میرے ادارے پر پابندی لگائی جس کی وجہ سے کتابیں پڑیں ہوئی ہیں لیکن جو کتابیں ان کی ضرورت تھیں وہ یہ خریدنے پر مجبور تھے ہم نے ان کتابوں کی قیمت کئی گنا بڑھادی اس طرح سے ہم نے اپنے اخراجات فروخت ہونے والی کتابوں سے نکالے ہیں چنانچہ سب کہتے ہیں پاکستان میں سب سے مہنگی کتابیں ہماری ہیں۔

۷۔میں اگر حج کو نہ جاؤں تو کہاں جاؤں بلتستان جاؤں تو وہاں کے علماء کی ایماء پران کے جیالے اسماعیلی ازم بھٹو ازم والے کسی بہانے سے مار سکتے ہیں تذلیل کر سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے میرے بے زبان بیٹے کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا۔جب نبی کریم کو شعب ابی طالب میں محاصرہ کیا تھا تو تین سال کے بعد مشرکین کو رحم آیا ہنگامہ کیا مقاطعہ ختم کرو لیکن مشرکین شیعہ کو دس سال گزرنے کے بعد بھی رحم نہیں آیا۔ایران جاؤں وہاں علم دین کے نام پر قرآن وسنت سے بیزاری کرنے والے طلباء کی طرف سے خطرہ ہے۔یہاں کے اکابرین جو اپنے احتیاجات یہود ونصاریٰ کی دہلیز پر لے کر جاتے ہیں انہوں نے میرے لئے میرے ہی گھر کو جیل خانہ بنایا ہے میں یہ شکایت کعبہ کے رب کے علاوہ کہاں لے کر جاؤں کہ مجھے سکون ملے۔

۸۔جب سے ہمارے خلاف الزام تراشی تیز ہوئی ہے تو ہم نے جناب شبیر کوثر اور جناب عمار رضا کو بتایا کہ آپ دونوں ہماری شخصی گھریلو زندگی، درآمد اخراجات کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے آپ نہیں پوچھ سکتے لیکن شبیر بھائی دوستی کا چہرہ لے کر برے عزائم کے ساتھ آرہے تھے ان کی نیت میں خیانت اور غداری تھی چنانچہ انھوں نے میری اس درخواست پر توجہ نہیں دی۔

۹۔میرے بینک اکاونٹ کو چیک کریں جس سے ہم رقم نکال کر جاتے ہیں اس میں کہاں کہاں سے رقم آتی ہے جو باعث شک ہو چیک کر سکتے ہیں میرے ٹیلی فون نمبرز چیک کریں یا ایک عرصہ تک اسے چیک کرنے والے عابدی سعید حیدر وغیرہ سے پوچھ سکتے ہیں انھیں میرے سامنے لائیں۔

۱۰۔میں نے عرصہ بارہ سال سے دوست احباب اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی پیشکش کو مسترد کر کے انہیں ناراض کیا۔اب تک تقریبا چالیس پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش کو مسترد کر چکا ہوں سب سے کہتا ہوں مجھے پیسہ کسی بھی مد میں نہ دیں مجھے پیسے سے نفرت ہے اس سے ایمان سوزی کی بد بو آتی ہے۔

۱۱۔میں کیوں دوسروں سے رقم لینے سے کراہت نفرت کرتا ہوں وجہ یہ ہے کہ میرے لئے ثابت ہوا ہے کہ سرمایہ دار لفافے میں خمس زکوۃ نہیں لاتے بلکہ وہ مولوی کے دین وایمان کی بولی لگانے کے لئے لاتے ہیں۔ان کے لفافے ایمان سوز ضمیر سوز ہوتے ہیں یہ گھروں میں بچوں کو بگاڑنے اور خراب کرنے کے لئے آتے ہیں۔

۱۲۔ہمارا حج کو جانا مخارج ومصارف کے حوالے سے درست نہیں اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔یہ مخارج اپنی ذاتی ملکیت سے خرچ کر کے جاتے ہیں اس صورت میں میرے بچوں پر ظلم ہوگا۔

۲۔یا آپ کسی اور سے لے کر حج کو جاتے ہیں وہ اپنی جگہ مشکوک ہے کہ یہ کہیں آپ شیعوں کے دشمن سے وصول تو نہیں کرتے۔

فرض کریں ہمیں حج پر جانے کے لئے اخراجات آپ کے عقائد مذہب کے خلاف کتابیں لکھنے کے لئے بقول ظفر نقوی سامراج دے رہا ہے فرض کریں یہ دلائل آپ کے دشمن کے پاس نہیں وہ ہمیں پیسہ دے کر دلائل خریدتے ہیں جسے آپ مبہوت مسکوت محکوم ہو جاتے ہیں؟ استعمار آپ کو محکوم ومسکوت کرنے کے لئے عرصہ دراز سے کسی ہستی کی تلاش میں تھا اچانک علی آباد گاؤں سے بقول حوزہ گان قد وقامت میں چھوٹا صرف ونحو میں فیل علی شرف الدین ملے تو آپ اس کے دلائل ناکارہ بنانے کے لئے علماء دانشوران کو نہیں اٹھا سکے یہ آغا کاظم، عمائد اعلام فقیہ سرگودھا علامہ حسن ظفر نقوی کی رعد وبرق مانند دھمکیاں کہاں گئی۔ایسی باتیں کہہ کرنا دانستہ غیر شعوری طور پر یہ افراد اپنے مذہب کی بے بنیادی کا مظاہرہ کر رہے ہیں کیا ان کا پورا مذہب بقول فقیہ سرگودھا واسلام آباد: "شرف الدین کے حج کے

اخراجات سے سارا دین بہہ گیا۔''

ایک طرف مولانا حسن ظفر کھلی چیخ وپکار کررہے ہیں کہ ہمارا مذہب علم کا مذہب ہے جو سر چشمہ سلونی سے وصل ہے ہم جعفر صادق کے شاگرد ہیں دوسری طرف سے ایک حج کے اخراجات پر پورا مذہب پشت بام ہو گیا ہے کیا تہمت تراشی سے مسئلہ حل ہو گا کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ کے پورا مذہب کو خراب کرنے کیلئے شرف الدین کے حج کے اخراجات کافی ہیں، امور دینی اور دنیوی دونوں تابع قرآن وسنت محمدؐ ہیں قرآن کریم میں کافرین مجرمین سے معاونت کر کے اعمال نیک انجام دینے سے منع فرمایا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آیا کہف ۵۱ نسبت متخذا لمصلین فلن اکون ظهر للمومنین لہٰذا جہاں سے آپ کے علماء اعلام پیسہ لے کر مدرسہ بناتے ہیں حج کو جاتے ہیں ہمیں قرآن ومحمدؐ اجازت نہیں دیتے۔ ہم پی پی اسماعیلی سیکولر این جی اوز سے نہیں لیتے ہیں لہٰذا یہی گروہ میرے خلاف ہیں ابھی تک تو میں نے کسی سے مدد نہیں لی اگر لینے کی نوبت آجائے تو یقیناً آپ کے دشمنوں سے ہی مدد لوں گا آپ نے دشمن واضح کیئے ہیں۔ آپ کے دشمن قرآن والے ہیں آپ کے دشمن حضرت محمدؐ والے ہیں آپ کے دشمن کعبہ والے ہیں۔ ہم آپ کے دوستوں پی پی اور اسماعیلی قادیانی سیکولر این جی اوز سے مدد نہیں لیں گے۔

یہاں سے ہر سال حج کو جانے والوں کو آپ دو گروہوں میں تقسیم کریں۔

۱۔ ایک گروہ کو حج کی شکل کو درہم برہم کرنے دین کی بنیادوں کو ہلانے اور حج کے موقع پر فرقوں کے پیشواؤں کی قبر پر جانے کی ترجیح دینے یہاں کی سرزمین کو غلاظت غالی سے آلودہ کرنے کعبہ کا طنز کرنے قرآن ومحمدؐ کو دبانے اور عام مسلمانوں سے نفرت کرنے کی ترغیب دلانے کے لئے حج پر جانے کا خرچ دیا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جسے حج کو قرآن وسنت کے مطابق چلانے کی دعوت دینے، کعبہ کو اٹھانے قرآن ومحمد کو اٹھانے والا ہے۔ چنانچہ کس مد میں رقم لینی چاہیے؟

۲۔ کیا ہر سال حج کو جانا حرام ہے قباحت ہے جو کہتے ہیں ایک دفعہ جانا ہے یہ صریحاً غلط ہے ہر سال حج کو جانا ان حضرات کو تا برا کیوں لگتا ہے اس کے چند مفروضات ہو سکتے ہیں:

۱۔ حج پر عمر میں ایک بار جانا ہے اس سے زائد جانا اسراف ہے۔ جس سے وارثین اور ملک پر بوجھ بڑھتا ہے۔

۲۔ بعض سیکولر دانشوروں کا خیال ہے یہ سیکولر وہی قرمطیان قدیم کے وارثین ہیں جنہیں کعبہ اور حج سے چڑ ہے یہی بات یہ زیارت کے بارے میں نہیں کہتے ہیں بلکہ زیارت کا تکرار ان کی نظر میں فضیلت رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ جو کہتے ہیں حج ایک بار ہے ان کے دلائل ناقص ہیں۔ مزید کلمہ حج میں ملاحظہ کریں۔

۳۔ اس فرقے سے وابستہ افراد مذہب اہل بیت کے نام سے دشمن اہل بیت کیلئے کام کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارا کہنا ہے اہل بیت کا مذہب اسلام ہے، اہل بیت کا مذہب قرآن ہے سنت پیغمبر سے مستند ہے لیکن جس اہل بیت کا وہ نام لے رہے ہیں اہل بیت رسول اللہ نہیں وہ اہل بیت دیصانی وقداحی ہے وہ دشمن قرآن، دشمن رسولؐ تھا ور رسول کا نام لینے سے کتراتے تھے۔ وہ دشمن کعبہ ہیں کعبہ کی طرف جا کر کعبہ سے لوگوں کو روکنے والے کعبہ کو زچہ خانہ کہنے والے یہ اہل بیت انہیں گردانتے ہیں جن کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے وہ اللہ ہی ہیں جو بشر کی شکل وصورت میں زمین پر چلتے پھرتے ہیں' ان سے کوئی چیز مخفی نہیں وہ کسی سے شکست نہیں کھاتے ہیں جھوٹ ان کا بنیادی ستون ہے۔

جہاں تک میری کتابوں کے بارے میں میری مکرر درخواست کے باوجود کہ میں خود کو خطا لغزشوں سے پاک محفوظ نہیں سمجھتا ہوں میری غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں لیکن اس درخواست کے خاطر خواہ ملاحظات سامنے نہیں آئے، سوائے غلاظت گوئی کے۔ فقیہ سرگودھا ادیب لکھنوی نے ہمارے دلائل کے سامنے اپنے کو عاجز پاتے ہوئے دلیل پیش کرنے کی بجائے مجھے سامراجی ایجنٹ قرار دیتے ہوئے شیعہ کیسانیہ سے اخراج کا فتویٰ دیا، فقیہ اسلام آباد نے مجھے منافق پرویزی کہہ کر اپنی علمی بے بسی کا اقرار کیا۔ میں خود کو ان شخصیات کے نبوغ ودقائق علمی میں نہیں لیتا، میں علوم قدیم وجدیدہ میں نبوغت کے ترانے نہیں بجاتا۔ اللہ رب العزت کا احسان ہے اس نے مجھے ایسے خطورات نجس سے محفوظ رکھا ہے ابھی بھی انہی بزرگوں کے علوم میں مہارت کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری عرائض گزارشات کا جواب نہ آنا یا ان کے بقول نہ دینا اس لئے ہے کہ جن بے بنیاد عقائد پر انہوں نے مذہب کی عمارت بنائی ہے اس کی مثال نمک والی دیوار کی سی ہے جو نہی مختصر سا پانی اس پر گرے سرنگوں ہو جاتی ہے علماء کو پتہ ہے انہوں نے کتنی بے بنیاد چیزوں کو بنیاد بنا کر عصمت ائمہ، ہر دور میں حجت کی ضرورت، منصوصیت ضرورت تقلید، اسماعیلیوں قادیانیوں اور صوفیوں کی عقائد سے ملا کر پیش کیا ہے، جس کا انجام الحاد وکفر پر منتہی ہوتا ہے۔

غرض حاضر کتاب ہمارے اوپر گزرنے والے مظالم کی داستان نہیں بلکہ حج پر گزرنے والے مظالم، کعبہ کو کراہت کی نظر سے دیکھنے والے حجاج کی سلاخی کرنے، مسجد الحرام میں نماز سے روک کر مجلس غلاظت غلو سے بلد مطہر مکہ کی فضا کو مکدر کرنے والوں کی شکایت پر مشتمل صفحات ہیں جنھیں میں خود کو رب الکعبہ کی پناہ میں دے کر تڑپتے دل اور لرزتے ہاتھوں سے تحریر میں لایا ہوں۔

یہ افراد جب میری کتابوں کی رد میں کچھ پیش نہ کر سکے تو انہوں نے سرمایہ داروں کے ذریعے میری اولاد کو ہم سے چھینا ہے اب میرے پاس جو کچھ ہے میں جب تک زندہ ہوں اس کو اپنی عاقبت کیلئے خرچ کروں گا۔ مجھے اس سلسلہ میں کوئی عمل حج سے بہتر نظر نہیں آیا اگر کسی کے پاس کوئی لائحہ عمل ہے تو وہ مجھے بتا دیں۔

عمار:

آپ خلف صالح مرحوم ثقلین کاظمی ہیں۔ ان سے ہمارا تعارف جناب برادر اظہر نے کروایا تھا۔ جب سے انھوں نے ہماری کتابوں کی خریداری میں دلچسپی لینا شروع کی۔ پاکستان بھر میں ایک طویل عرصہ میں وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے ادائیگی میں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ لیکن جب سے ہمارے اوپر پابندیوں کا سلسلہ شروع ہوا تب سے آپ صرف آڈر والی کتابیں منگواتے ہیں میری کتابوں کی مانگ روک دی ہے۔

چندیں بار انھوں نے پوچھا آپ کے کتنے بیٹے ہیں ان میں کوئی برسر روزگار ہے یا نہیں۔ ہم خیال کرتے تھے شاید وہ کتابوں پر لگائی جانے والی بندش کا کوئی حل تلاش کریں گے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد میرے خلاف بہت سی چہ مہ گوئیاں سننے کے بعد ان کے دل سے رحم جاتا رہا۔ ہم نے ایک دفعہ ان سے حساب جلدی بھیجنے کی درخواست کی تو انھوں نے بقول عمار فرمایا پتہ نہیں آغا صاحب کو آج کل پیسہ سے بہت لگاؤ ہو گیا ہے۔ میرے لئے یہ بہت تعجب کی بات تھی جو شخص اپنے دل میں میرے لئے اتنی ہمدردی رکھتا تھا آج وہ میرے بارے میں کہتا ہے کہ مجھے پیسہ سے لگاؤ ہو گیا ہے۔

آپ دین کو طوسی اور صدوق سے اوپر لے جانے کیلئے تیار نہیں کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے ہم نے دین کو انہی سے لیا ہے۔ انھوں نے ہم سے کہا آپ کی کتابیں مسلمات فرقہ کے خلاف ہیں ہم نے چند صفحات انھیں لکھ کر بھیجے کہ آپ ہمیں بتائیں ہماری کتاب میں کہاں مسلمات کے خلاف بات کی گئی ہے۔ انھوں نے ہم سے کہا ہمیں آپ کی کتابوں پر ذاتی طور پر کوئی بھی اعتراض نہیں لیکن ان کا خریدنے والا کوئی نہیں۔ بہر حال یہ باتیں ان کا تعارف کرانے کی حد تک تھیں۔

عمار کا تعارف ان کے کاروان کے توسط سے بھی ہوا۔ کاروان عمار کے بانی مرحوم ثقلین کاظمی تھے۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنے اس فرزند رشید کے نام سے اس کاروان کو منسوب کیا تھا۔ ہم جب واہ میں تھے تو ان کے کاروان میں حج بیت اللہ کیلئے گئے۔ انھوں نے ہمارا استقبال کیا اور کہا ہم آپ سے استفادہ کریں گے لیکن ہم نے ان سے استفادہ نہیں کیا۔ ہم نے نہ ان کی مجلس سنی نہ سنائی صرف ایک دن غدیر کی مناسبت سے کچھ جملات سنائے جو ہمارے برادر سلمان نقوی کو بہت ناگوار گزرے۔ اس وقت احرام باندھنے کے لئے وہ ہمیں جوفہ لے گئے تھے۔ کراچی آنے کے بعد ہمیں اپنی اہلیہ کے ساتھ دوبارہ جانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ہم نے آپ سے گزارش کی۔ چنانچہ جانے سے چار دن پہلے انھوں نے ہمیں ایک خط بھیجا کہ حجاج گرامی اپنا احرام باہر رکھ کر لائیں۔ ہم احرام اسلام آباد ائیر پورٹ یا جدہ ائیر پورٹ پر باندھیں گے ہم نے انھیں فوراً چار صفحے کا ایک خط بھیجا کہ ہم نے آپ کے ساتھ جانے کا فیصلہ صرف جوفہ جانے کی امید پر کیا تھا۔ آپ پر یہ تازہ وحی کہاں سے نازل ہوئی۔ انہوں نے ہم سے کہا آغا سیستانی کا تازہ فتویٰ آیا ہے۔ آپ ہمارے فیصلہ سے رنجیدہ ہوئے اور اس بات پر ہمارے درمیان کشیدگی شروع ہوئی۔ خیر ہم جدہ پہنچے تو انھوں نے وہیں پر احرام باندھا اور ہم ۵ آدمی ایک گاڑی میں جوفہ چلے گئے۔ ایک سال کے بعد دوسرے سال ہمیں انھوں نے اپنی حج رپورٹ بھیجی جس میں لکھا تھا جدہ پہنچنے کے بعد مولانا صادق حسن صاحب نے فرمایا احرام باندھنے کے لئے جوفہ جانا بہتر ہے۔ بہتری کا جملہ میرے لئے حیرت آور تھا۔ مولانا صادق حسن جو ۴۰ سال تک قوم کو اپنے کاروان اور دیگر کاروان کو سنت رسول کے خلاف ایک بدعت پر گامزن کئے ہوئے تھے یعنی جو احرام کراچی سے یا جہاز میں باندھنے کو بہتر گردانتے تھے آج وہی کہہ رہے ہیں جوفہ جانا بہتر ہے! آج انھیں کہاں سے پتہ چلا کہ جوفہ جانا بہتر ہے؟ انھیں کوئی فتویٰ ملا یا الہام ہوا ہے، معلوم نہیں ہو سکا۔

ہم نے کاظمی صاحب کو احرام میقات سے نہ باندھنے کی وجہ سے چار صفحات پر مشتمل خط بھیجا کہ یہ ایک بدعت و غلط عمل ہے تو ان کے سر کے بال تک نہ ہلے اور نہ ہی انھیں غصہ آیا۔ لیکن جب مولانا صاحب نے ان سے کہا تو ان کی بات پر سب متفق ہوئے۔

عمرہ: [موسوعہ فقہیہ ج۳۰ ص۳۱۴]

ع پر ضمہ م ساکن لغت میں زیارت کو کہتے ہیں اصطلاح فقہ میں کعبہ کے طواف صفاومروہ میں احرام کے ساتھ طواف وسعی کرنے کوعمرہ کہتے ہیں ۔حج وعمرہ میں گہرا رشتہ ہے حج میں اعمال عمرہ کے ساتھ ساتھ وقوف عرفہ منیٰ میں بیتوتہ اضافہ ہے ۔عمرہ کے بارے میں بعض فقہا کا کہنا ہے یہ ایک سنت موکدہ ہے جسے زندگی میں ایک دفعہ بجالانا ہے جبکہ بعض کہتے ہیں یہ ایک دفعہ واجب ہے بعض نے کہا عمرہ اہل مکہ پر واجب نہیں کیونکہ ارکان عمرہ کا بڑا حصہ گھر کا طواف ہے جسے وہ ہمیشہ انجام دیتے ہیں ۔جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل ہے پیغمبر سے عمرہ کے بارے میں سوال ہوا کیا یہ واجب ہے فرمایا نہیں بجالانا افضل ہے ۔جو علماءفقہا اس کے وجوب کے قائل ہیں انہوں نے سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۶ سے استدلال کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حج وعمرہ دونوں واجب ہیں ۔حضرت عائشہ نے پیغمبرؐ سے سوال کیا آیا عورتوں پر جہاد ہے یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں ان پر وہ جہاد ہے جس میں قتال نہیں یعنی حج وعمرہ ۔حج وعمرہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان کی گئی ہیں کہتے ہیں ایک عمرہ دوسرے عمرے سے ملے گا تو درمیان کے گناہوں کا کفارہ بنے گا ۔حج مقبول کیلئے کوئی جزا نہیں سوائے جنت کے ۔پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا حاج اور عمار (عمرہ کرنے والا) اللہ کے مہمان ہیں اگر اللہ کو پکاریں تو وہ جواب دیتا ہے اگر اس سے استغفار کریں تو انھیں بخش دیتا ہے ۔

عمرہ تمتع:

دوسرا عمرہ تمتع ہے عمرہ تمتع اشہر حج میں بجالانا ضروری ہے ۔عمرہ تمتع میں اعمال عمرہ کے بعد محل ہوتا ہے پھر دوبارہ حج کیلئے محرم ہوتا ہے اس صورت میں ہدیہ لے جانا واجب ہوتا ہے ۔

عمرہ قران:

انسان ایک ہی احرام میں عمرہ وحج دونوں کی نیت کرتا ہے دونوں اعمال کو بجالاتا ہے ۔ممکن ہے دونوں تداخل کریں دونوں کیلئے ایک طواف ایک سعی کافی ہو ۔حاجی احرام میں رہتے ہیں اور یوم نحر پر محل ہوتے ہیں ۔

عمرہ قران ادنیٰ حل سے کافی نہیں ہے یہ عمرہ واجب ہے ۔

عمرۃ القضاء: [موسوعہ سیرۃ النبویہ ص۴۶۳]

حدیبیہ میں نبی کریم اور مشرکین کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کے تحت نبی کریم ۷ ہجری پہلی ذیعقدہ کو عمرہ کیلئے نکلے آپ کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار مسلمان تھے ۔مدینہ میں آپ نے ابارحم غفاری کو اپنا جانشین چھوڑا اور اپنے ساتھ قربانی کا ہدیہ لیا اور مکمل اسلحہ لیا ۔کہتے ہیں آپ کے ساتھ سو گھوڑسوار تھے بعض کہتے ہیں ۲۲۰ تھے ۔آپ نے انھیں محمد بن مسلمہ کی قیادت میں دیا اور اسلحہ کی ذمہ داری بشر بن سعد کو سونپی ۔جب محمد بن مسلمہ مرۃ زہران پہنچے تو کچھ قریشیوں نے انہیں دیکھا اور ڈر کر پریشان ہوئے ۔انھوں نے پیغمبرؐ کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا پیغمبر اس وقت مرۃ زہران میں قیام کئے ہوئے تھے ۔معزز بن حفص ایک جماعت کے ساتھ آئے اور پیغمبرؐ سے کہا ہم نے آپ کو چھوٹی عمر میں دیکھا ہے اور بڑے ہو کر بھی آپ کو غدار نہیں پایا ۔آپ حرم خدا میں اپنی قوم کے خلاف اسلحہ لے کر نکلے ہیں ہمارے درمیان اتفاق تھا کہ آپ اسلحہ کے ساتھ داخل نہیں ہونگے سوائے شخصی تلوار اور وہ بھی نیام میں رہے گی ۔

پیغمبرؐ نے فرمایا ٹھیک ہے ہم اسی طرح داخل ہونگے تو قریش مطمئن ہوئے قریش پہاڑوں پر گئے اور وہاں سے دیکھا پیغمبر کس طرح اعمال کو انجام دیتے ہیں بعض باب ندوۃ سے نظارہ کرتے رہے پیغمبرؐ نے اسلحہ کو مکہ کے قریب چھوڑنے کا حکم دیا ۔بطن یا جوج میں جہاں سے حرم نظر آتا تھا اسلحہ کی حفاظت کیلئے ۲۰۰ آدمیوں کو تعین کیا جس کی قیادت اوس بن خولی انصاری کے سپرد کی اور خود اصحاب کے ہمراہ احرام میں گئے اور تلوار کو نیام میں ڈال کر باب سلیہ جو جون کو نکلتا ہے وہاں سے داخل ہوئے ۔عبد اللہ بن رواح آپ کی سواری کے زمام کو پکڑے ہوئے تھے سب یک زبان تلبیہ کہتے آگے بڑھ رہے تھے ۔قلوب مشرکین لرزنے تڑپنے لگے اس کے بعد آپ حرم میں داخل ہوئے احرام کو بازو سے نکال کر دائیں بازو کو بائیں بازو پر پھینکا اصحاب سے بھی کہا ﴿رحم اللہ امرا اراھم الیوم من نفسہ قوۃ﴾ ہر اس انسان پر خدا رحم کرے جو آج مشرکین کو اپنی قوت دکھائے گا ۔اسکے بعد حجر الاسود کو بوسہ دیا اور تیسرے شوط تک ہرولہ کیا تا کہ قریش ان کی طاقت کو دیکھ

سکیں مناسک عمرہ تمام ہونے کے بعد ان لوگوں کی طرف بھیجا جو پیچھے رکے تھے وہ آئے اور سعی اور طواف کیا پھر بلال کو حکم دیا کے کعبہ کی چھت پر جا کر اذان دیں۔ مکہ میں تین دن قیام کیا نماز با جماعت پڑھی چوتھے دن سھیل بن عمرو آئے اور پیغمبرؐ سے کہا ہمارے درمیان طے پانے والی مدت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ یہاں سے نکل جائیں۔ اس پر پیغمبرؐ نے ابا رافع سے کہا آپ نکلنے کا اعلان کریں۔

"اس عمرہ قضاء کے دوررس نتائج مرتب ہوئے۔ خود مشرکین پر اثر ہونے کے علاوہ اطراف کے عربوں میں فکری تبدیلی پیدا ہوئی۔ انہوں نے حج بیت اللہ کرنے والوں کو ایک نظام میں دیکھا۔ مسلمانوں کی قوت ان پر چھائی۔ دین سے وابستگی میں شدت آئی۔ عقلاء نے درک کرلیا کہ مستقبل اس گروہ کا ہے۔ غرض عمرہ ختم ہوا اور پیغمبرؐ واپس مدینہ چلے گئے۔ مشرکین کے دو قائد لشکر خالد بن ولید اور عمرو بن عاص مدینے میں پیغمبرؐ کے پاس پہنچے۔ اب مسلمانوں کیلئے مکہ میں کوئی گھر نہ رہا کہ جس میں یا تو کوئی مسلمان نہ ہو یا مسلمانوں کا حامی موجود نہ ہو۔

عمرہ مفردہ:

عمرہ تین طریقہ سے انجام پاتا ہے:

۱۔ صرف عمرہ ہے یعنی آپ عمرہ کیلئے محرم ہوتے ہیں اور تلبیہ کرتے ہیں سعی و حلق کے بعد محل ہوتے ہیں اس کے بعد حج نہیں ہے۔

۲۔ حج کرتے ہیں حج کے بعد دوبارہ عمرہ کیلئے محرم ہوتے ہیں۔

۳۔ عمرہ کو اشھر حج سے پہلے بجالاتے ہیں یا عمرہ کو غیر اشھر حج میں انجام دیتے ہیں یہ تین قسم کے عمرہ مفردہ ہیں۔

عوالی:

جیسا کہ معجم معالم حجاز ج ۶ ص ۱۸۵ پر آیا ہے عوالی جمع عالیہ ہے یہ مدینہ کے اوپر واقع ہے جہاں سے وادی بطحان شروع ہوتی ہے۔ یہ جگہ زرخیز زراعت باغات سے بھری جگہ ہے۔ یہاں پھل دار درخت سبزی جات اور کھجوروں کے باغات مشہور ہیں۔ یہاں کے ساکنین قبیلہ حرب اور نخاولہ سے مرکب ہیں اسے نخاولہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ علاقہ نخل سے منسوب ہے۔ یہ لوگ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جو یزید کی طرف سے مدینہ تاراج کرنے کا سبب بنے ہیں۔ جب عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا تو انہوں نے انہیں اس جگہ کوئی نخلستان دیا اور چونکہ انھیں اس وقت کسی خاص قبیلہ سے منسوب نہیں کر سکتے تھے اس لئے انھیں باغات نخل سے منسوب کیا گیا اس لئے انھیں نخاولہ کہتے ہیں۔ انہوں نے مذہب شیعہ کو اپنایا۔ مدینہ کا ایک دروازہ عوالی سے گزرتا ہے لہذا اس دروازہ کو باب العوالی کہتے ہیں یاقوت حموی نے کہا عوالی جمع عالی ہے اور ضد پستی ہے یہ ایک زراعت گاہ ہے یہاں سے مدینہ چار میل کے فاصلہ پر ہے۔

حرف "غ"

غار ثور:

جنوب مکہ مکرمہ میں ایک پہاڑ ثور کے نام سے ہے یہ پہاڑ اونچا ہے اور زمین گوں رنگ کا ہے اسے ہر طرف سے دیکھا جاتا ہے معجم المعالم الحجاز ج۲ ص ۹۵ پر بھی آیا ہے ایک بڑا پہاڑ مسجد تنعیم سے دیکھا جاتا ہے یہاں ایک غار ہے جو نبی کریم کی مکہ سے ہجرت کرتے وقت پہلی منزل تھی سورہ توبہ آیت ۴۰ ﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

"اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد خدا نے کی ہے اس وقت جب کفار نے انہیں وطن سے باہر نکال دیا اور وہ ایک شخص کے ساتھ نکلے اور دونوں غار میں تھے تو وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ رنج نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر خدا نے اپنی طرف سے اپنے پیغمبر پر سکون نازل کر دیا اور ان کی تائید ان لشکروں سے کر دی جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور اللہ ہی نے کفار کے کلمہ کو پست بنا دیا ہے اور اللہ کا کلمہ درحقیقت بہت بلند ہے کہ وہ صاحب عزت و غلبہ بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے"۔

یہ غار جنوب مکہ یمن جانے والے راستہ پر پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ نبی کریم نے مدینہ جانا تھا لیکن آپ نے اس کا انتخاب کیا کیونکہ ان دنوں

مہاجرین مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے ممکن تھا مشرکین نے اس راستے پر محافظین کھڑے کیے ہونگے جو بروقت گرفت کرتے لہذا نبی کریم نے اس جگہ کا انتخاب کیا یہ آپ کی پہلی تدبیر تھی کتب سیرت میں آیا ہے اس سفر کے تمام لوازمات ابو بکر صدیق نے فراہم کئے۔

۲۔ شہر کے حالات کی خبریں روزانہ شام کو پہنچانے کیلئے عبداللہ بن ابی بکر کو منتخب کیا۔

۳۔ راستے میں قدموں کے نشانات مٹانے کیلئے عبداللہ بن فہیرہ کو مویشی چرانے پر موکل کیا۔

۴۔ کھانے کیلئے اسماء بنت عمیس کا انتخاب کیا گیا۔

۵۔ سفری لوازمات سواریوں وغیرہ کا اہتمام ابو بکر نے کیا یہی وجہ ہے کہ تاریخ ہجرت میں ابو بکر کے کردار کو حذف نہیں کیا جا سکتا لیکن ہمارے مولانا حضرات منجملہ رضی جعفر، کاشفی صاحب کے بارے میں سنا ہے یہ حضرات ابو بکر پر بہت طنزیہ انداز میں طنز کرتے ہیں بلکہ انہیں متہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں حج اور عمرہ کو اطراف عالم سے شرف ہونے والے اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔ کوئی اس غار تک نہیں جاتا جس طرح سے جبل نور پر جاتے ہیں یہاں صرف نیچے سے زیارت کرتے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ نبی کریم نے یہاں تین دن کیسے گزارے۔ جہاں آپ کے ساتھ ابو بکر بھی تھے لہذا آیت کریمہ میں آپ کو ثانی اثنین کہا ہے یعنی دوسرے کا دوسرا اس سفر میں مرکز وبانی رسول اللہ تھے ابو بکر آپ سے ملحق ہوئے وہ ثانی اثنین ہیں۔

غلات دشمنان خلفاء ہیں، کاروانوں کے فقیہ بننے والے یہاں پہنچ کر خلیفہ کو طنز کرنا نہیں بھولتے۔ ہمارے محترم آغا رضی جعفر صاحب اپنی تقریر میں ضرور اس کا اشارہ کرتے ہیں کہ ہم ایک پتھر کو چومتے ہیں اور تین پر پتھر مارتے ہیں۔ مفسرین یہ آیت جو ابو بکر کی مدح وصفت میں ہے اسے تنقید میں پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈر گئے تھے۔ فرقہ باطنی نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے لفظی جنگ کا محاذ گرم رکھا۔ اسکی ایک مثال جہاں وہ کہتے ہیں ڈرنا عیب ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ ایک کھلی غلط بات ہے۔ کیونکہ ڈرنا انسان کی طبیعت ہے اور اس سے انسان حراست شہامت مقابلہ مزاحمت احتیاط سیکھتا ہے۔ خانہ وآشیانہ چھوڑ کر گھر سے نکل کر یہاں آنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم مشرکین کے قتل سے ڈر گئے تھے۔ چنانچہ جب مشرکین انکی تلاش میں غار کے دہانے پر مسلح آپہنچے تو یہاں نہ ڈرنا کوئی صفت نہیں تھا۔ یہ انسانی صفت ہے جس سے وہ ڈر کر یہاں آئے تھے وہ ان کے پیچھے آگے چونکہ نبی کریم کو اللہ نے اپنی حفاظت میں رکھنے کا وعدہ دیا تھا اب یہاں اللہ ان کا میزبان ہے جس طرح حضرت موسیٰ کو جب حکم ہوا کہ فرعونیوں کے پاس جاؤ تو موسیٰ ڈر گئے لیکن قوم کو لے کر جب نیل کے دھانے پر پہنچے اور فرعون اور اسکے لشکر کو پیچھے دیکھا تو اُس وقت نہیں ڈرے بلکہ قوم سے فرمایا ڈرنا نہیں میرے رب نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ اس طرح پیغمبر نہیں ڈرے چونکہ اللہ نے وعدہ دیا تھا لیکن ابو بکر ڈر گئے کیونکہ انہوں نے وعدہ نہیں سنا تھا۔

اللہ کی راہ میں جان سے لاپرواہی دکھانا دین ہی تھا تو وہیں گھر میں جان دیتے۔ آیت کے کلمہ میں ہے وانزل عليه سكينة اللہ نے انھیں سکون واطمینان نازل کیا تو یہاں کیا اللہ کی طرف سے مذمت آئی یا صفت خیر کا انعام دیا گیا ہے۔ ابو بکر کا پیغمبر کے رکاب میں شامل ہونا پیغمبرؐ ہی کی ہدایت اور خواہش پر تھا لہذا یہ فضیلت ابو بکر کو حاصل ہے چاہے غالی کتنی بدزبانی ہی کیوں نہ کریں۔

غار حرا: [معالم مکہ ص ۸۲]

حرا حاء پر کسرہ راء پر فتحہ ایک مشہور ومعروف پہاڑی ہے جو مکہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہاں ایک غار ہے جس میں نبی کریم بعثت سے پہلے عبادت کیا کرتے تھے یہاں قرآن کریم کی سورہ علق کی پہلی آیات نازل ہوئیں جس سے آپ کی نبوت کا آغاز ہوا وہ نبوت جو اپنے نور میں تمام بشریت پر محیط ہے اس نبوت سے پھیلنے والا عدل تمام بشریت کیلئے ہے اس نبوت سے محروم صرف شقی انسان ہے۔ اس پہاڑ کی تاریخ پرانی ہے روایات میں آیا ہے یہ پہاڑ ہدایت کیلئے ایک رمز بنا ہے۔

غدیر: [معجم المعالم حجاز ج ۶ ص ۲۲۳]

غدیر بروزن فعیل صفت مشبہ ہے بمعنی مفعول اس کے معنی کسی چیز کو چھوڑنے کے ہیں۔ یہیں سے جب کسی جگہ سیلاب آئے تو اس کا پانی گودیوں میں جمع ہوتا ہے لیکن جب یہ پانی گرمیوں سے پہلے ختم ہوتا ہے تو عرب کہتے ہیں غدیر یعنی پانی نے یہ جگہ چھوڑ دی۔ غدیر نامی بہت سی جگہیں ہیں جیسے غدیر الباحا غدیر البرحا

غدیر بنات غدیر سلمان غدیر عروس اسی طرح غدیر خم ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے یہاں سے جوفہ دو میل کے فاصلہ پر ہے بعض نے کہا ہے غدیر بروزن فعیل مادہ غدر سے ہے انسان کسی جگہ سے گزرتا ہے اور وہاں پانی ہوتا ہے جب دوسری دفعہ اس امید سے یہاں آتا ہے تو وہاں پانی نہیں ہوتا اور جگہ خشک ہوتی ہے۔ جس پر کہتے ہیں یہاں غدر ہوا ہے۔ ۱۰ ہجری کو نبی کریم نے حجت الوداع کے بعد مدینہ جاتے ہوئے یہاں قیام فرمایا اور یہیں پر آپ نے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان سے خطاب میں مولا امیر المومنین کے مقام ومنزلت اور مرتبت کو اپنی ذات سے جوڑا۔ معجم حج وحجاج میں اس جگہ کا ذکر کرنے کی ضرورت پڑنے کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ ایک گروہ کا کہنا ہے یہاں نبی کریم نے جو خطاب فرمایا ہے من کنت مولا فهذا علي مو لا یہ امیر المومنینؑ کی خلافت پر نص ہے۔ اس بنیاد پر ان کا کہنا ہے حضرت علی کی خلافت کے بارے میں نبی کریم نے نص کی لیکن سقیفہ بنی ساعدہ میں اس نص کو ٹھکرا کر حضرت علی کی جگہ پر حضرت ابو بکر کو خلافت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو یہ حضرت علی پر ظلم وزیادتی کا دن تصور ہوگا۔ جہاں جہاں کسی پر ظلم ہوا اس دن کو یوم سیاہ اور یوم مظلومیت کے طور پر مناتے ہیں اسی طرح علی کے شیدائیوں کو علی کے موالیوں کو تاریخ میں اسے یوم سیاہ کے طور پر منانا چاہیے۔

وہ اس دن میں جو فیصلہ ہوا ہے اس کے دلائل براہین حکمت فلسفہ اور ضرورت کو اجاگر کرتے اور نسل بہ نسل اس حقیقت کو روشن کرتے لیکن انکے ماننے والوں نے اس کے برعکس عمل کیا۔ کیونکہ اس دن کو منانے والے فرقہ باطنیہ والے ہیں لہذا انھوں نے اس دن چراغاں کرنے، نئے لباس پہننے، لذیذ کھانے کھانے اور ایسے اعمال سے منایا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے یہ دشمن علی اور دشمن اسلام ہیں۔ یہ دوستدار علی اور دوستدار اسلام نہیں ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو دین اسلام کے تنکے کو پتا اور پتے کو اصول بنانے والے ہیں۔ یہ مباح کو واجب اور واجب کو مباح گردانے والے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو مصیبت کو خوشی کا دن اور خوشی کے دن کو مصیبت کا دن بنانے والا ہے۔ اگر غدیر خم کے دن پیغمبر کا یہ اعلان نص بر خلافت امیر المومنین ثابت ہو جائے قرآن وسنت کی رو سے اور بعد میں علی کو یہ منصب نہیں ملا تو علی کے ماننے والے قرآن وسنت کے پیروکاروں کو چاہیے اس دن کو ہمیشہ کے لئے یوم سیاہ منائیں لیکن غالی کہتے ہیں یہ دن تعطیل شریعت کا دن ہے، اس دن گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ہمیں اس دن کا یہاں ذکر کرنے کی ضرورت اس لئے پڑی کہ ایک سال مکہ مکرمہ میں منطقہ شامیہ میں جہاں ہماری رہائش تھی وہاں غدیر کا دن منایا جا رہا تھا۔ ہم نے دیکھا کاروان بلال نے وہاں عید کا اہتمام کیا اور اس دن مشاعرہ منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اتفاق سے اس روز جمعہ تھا اور ہم نے دعائے ندبہ پڑھنی تھی۔ انھوں نے منبر کو ہٹا کر رکھا کہ کہیں ہم منبر پر چڑھ نہ جائیں لیکن ہم نے دعائے ندبہ کے درمیانی وقفہ میں یہ واضح کیا کہ غدیر منانے کے دو طریقے ہیں اہل سنت کہتے ہیں ہم علی کے دوست دار ہیں ہم ان سے دوستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ شیعہ اسے نہیں مانتے وہ کہتے ہیں اگر علی کے دوست دار ہیں تو علی کی خلافت بلافصل کا بھی اعتراف کریں جبکہ شیعہ اس دن کو مناتے وقت صرف خوشی مناتے ہیں اور علی کی خلافت کو قرآن وسنت سے استناد کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ غدیر کے دن ہنسی مذاق غلو کرتے ہوئے اللہ محمدؐ اور قرآن کو نیچے اور علی کو اوپر کرتے ہیں۔ مکہ میں اس بدعت سیاہ کے بانی مبانی موسس کاروان بیت اللہ کے بانی تقی صاحب ہیں۔ انہوں نے پوری رات عیش ونوش میں گزاری کاروان بلال نے بھی اس سنت کو اپنایا جو ابھی تک جاری ہے۔ اس مناسبت سے استفادہ کرتے ہوئے میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں قارئین کرام یہ بھی جان لیں اس معجم کے جامع اس وقت علمائے اعلام کے تیروں کے نرغے میں ہے اس کی دو اہم مثالیں ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

۱۔ ملیر میں واقع مرکز علوم اسلامی جہاں کے بانی اساتذہ اور طلاب کی بھرپور کوشش ہے کہ مجھے غدیر کا منکر ٹھرایا جائے چنانچہ اس کی سند وہ ملاقات ہے جب ہم مرحوم شیخ ابراہیم کی آخری دنوں میں ان کے مرحوم بھائی کی تعزیت کیلئے گئے تو انہوں نے باتوں کو کھینچ کر میرے سامنے دو دفعہ عمر ملعون کہا۔ وہاں رسائی صرف مرکز علوم اسلامیہ والوں کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ مرکز علوم والوں نے ان کے کان بھرے ہیں۔

۲۔ بیمار علیل حلیف فراش آغائے جعفری نے مجھے فون کیا کہ آپ منکر غدیر ہیں۔ دوسری بات جو پنجاب کی سرزمین سے دو اصلہ خبروں سے معلوم ہوتی ہے کہ ہم غدیر کے منکر ہیں یہاں ہم یہ حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے منکر ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو مسخ در مسخ کر کے اسے میلا اور عورتوں بچوں کی سیرت پر چلایا ہے ہم اس کے خلاف ہیں۔

غلاف کعبہ: [کعبہ والحج ص ۱۶۳]

جب حکومت عباسی کمزور ہوگئی تو اس وقت یمن والے غلاف کعبہ بھیجتے تھے پھر سنہ ۶۶۱ کو مصر کے بادشاہ بلے برس نے غلاف کعبہ کا بندوبست کیا جب ۷۵۰ کو غلاف کعبہ اس مال موقوف سے کیا جو ملک صالح بن ملک ناصر بن قلعون نے وقف کیا تھا اس کے مال سے کعبہ کا کسوۃ بنایا گیا تھا کعبہ کا کسوۃ ہر سال بدلتے تھے لیکن حجرہ نبوی کا غلاف ہر ۱۵ سال بعد بدلا جاتا تھا لیکن یہ غلاف کعبہ مصر کے تین شہروں کی آمدنیات سے بنتا تھا ان تین شہروں کو اسماعیل نے بیت المال سے خریدا تھا اور پھر غلاف کعبہ کیلئے وقف کیا تھا پھر سلطان سلیم بن سلطان سلیم خان نے اور چند گاؤں خرید کر ان تین گاؤں پر اضافہ کیا تھا پھر یہ ۷ گاؤں ہوگئے۔ جب مال زیادہ اکھٹا ہوگیا تو غلاف کعبہ بنا کر بھی مال بہت بچتا تھا تو حاکم مصر نے ان کو اپنے استعمال میں لایا اور غلاف کعبہ بھی بناتے رہے رفتہ رفتہ یہ کوشش اندر سے ہو رہی تھی کہ یک سرے غلاف کعبہ کو ختم کردیں بہرحال وہ اس کو ختم نہ کرسکے اور غلاف کعبہ بھیجتے رہے لیکن یہ مظاہرہ ہوا کہ یہ کعبہ کے موقوفات سے نہیں بن رہا بلکہ مصر کا ایک عطیہ ہے کعبہ کیلئے۔

۱۳۳۲ھ میں جب عالمی جنگ دوئم چھڑی اور انگریز مصر پر مسلط ہوئے تو ترکیہ نے سوچا شاید انگریز مصر کو غلاف کعبہ بھیجنے سے روکیں گے اس وہم وخیال میں ترکیہ نے اپنی طرف سے کعبہ کیلئے غلاف بنایا اور اسے حجاز بھیجا لیکن مصر سے آنے والے غلاف کو انگریزوں نے نہیں روکا لیکن شریف حسین نے ترکیہ کے غلاف کو ۱۳۴۱ھ قبول کیا اور مصر کے غلاف کعبہ کو مسترد کردیا یعنی مصر سے غلاف کعبہ لانے والوں کے ساتھ اسے واپس کردیا اصل میں غلاف کعبہ لاتے وقت امیر حج مصر اور اس کے ساتھ فوجی دستہ پرچم اور دبدبہ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے حشمت شان وشوکت کے ساتھ حرم میں داخل ہوتے تھے پہلے غلاف کو مسجد الحرام بھیجتے تھے پھر امیر مصری کے توسط سے اس کو کعبہ پر چڑھاتے تھے۔

غلاف کعبہ عہد سعود میں:

جب سرزمین حجاز پر آل سعود حکمران بنے تو انھوں نے حرمین شریفین پر توجہ دی اسی تسلسل میں ۱۳۶۴ھ کو ایک کارخانہ خاص غلاف کعبہ کیلئے بنایا گیا اور اس کیلئے تمام ضروریات فراہم کی گئیں۔ اسی سال کے نصف میں پہلا غلاف کعبہ ام القریٰ میں بنایا گیا۔ اس افتخار کو سعودی حکومت نے اپنے لئے مخصوص کیا۔ یہ کارخانہ ۱۳۵۷ تک غلاف کی پیداوار کرتا رہا۔ اسے بہتر بنانے کیلئے جو کعبہ کی قدسیت سے مناسبت رکھے ملک فیصل بن عبدالعزیز نے ۱۳۸۲ھ کو اس کارخانے کو نئے سرے سے بنانے کا حکم جاری کیا ہے اور ہمیشہ اسے بہتر بنانے پر توجہ دی۔ یہ غلاف خالص حریر سیاہ رنگ کے ریشم سے بنایا جاتا ہے اور اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ سبحانہ وبحمدہ سبحانہ العظیم یا حنان ومنان لکھا گیا ہے اس کی اونچائی ۱۴ میٹر ہے۔

اغنیاء پرست:

بعض مال پرست سرمایہ پرست یا سرمایہ دار تملق گر چاپلوس کہتے ہیں اللہ نے یہاں سرمایہ داروں کو بلایا تاکہ یہاں وہ عیش ونوش کا میلہ لگائیں جو صریح آیات قرآن سیرت مسلمین کے منافی ہے۔ ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ صاحبان مال و دولت کی کوئی فضیلت ومرتبت ہے تو وہ ان کی دولت کی وجہ سے نہیں بلکہ عام لوگوں سے شریعت دینی سے محترم قرار پائے ہیں۔

قرآن کریم میں لفظ غنی کے کئی معنی بیان ہوئے ہیں۔ مفردات راغب میں اس کلمہ کے ذیل میں ص ۶۱۵ میں آیا ہے:

۱۔ غنی یعنی عدم حاجت محتاج نہیں اس معنی میں غنی مختص ہے خدا کیلئے اس کے علاوہ اس کون ومکان میں کوئی مطلق ہستی نہیں جو کسی بھی حوالے سے کسی پر نیاز نہ رکھتی ہو۔ حج ۶۴ ﴿ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴾ ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور یقیناً اللہ وہی ممدوح بے نیاز ہے'' اس غنی کو اللہ کیلئے قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ اس کے مقابل میں تمام لوگوں کو فقیر کہا ہے فاطر ۱۵ ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ﴾ ''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو''۔

۳۔ حاجت رکھتے ہیں لیکن اللہ کے سوا کسی سے مظاہر نہیں کرتے ضحیٰ ۸ ﴿ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴾ ''اور تجھے نادار پاکر تونگر نہیں بنادیا؟''۔ یہاں مراد غنی النفس

ہے۔

۵۔لوگ آپ سے اجازت مانگتے ہیں توبہ۵۳﴿ قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴾
''کہہ دیجئے کہ تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا یقیناً تم فاسق لوگ ہو''۔

۶ ۔جولوگ سوال نہیں کرتے ہیں وہی اغنیاء ہیں بقرہ۲۷۳﴿ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴾ ''نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں' آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے' تم جو کچھ مال خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے''۔کبھی انسان کے پاس مال زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ مال اسے دنیا میں بے نیاز دکھاتا ہے یہ مال آخرت میں انہیں عذاب الٰہی سے بے نیاز نہیں کرے گا۔

☆☆☆☆

حرف "ف"

فاتحہ:

فاتحہ فتح سے ہے فتح کھولنے کو کہتے ہیں کسی چیز کا آغاز کرنے یا داخل ہونے کیلئے یہ کلمہ استعمال ہوتا ہے قرآن کریم کی ۱۱۴سورۃ میں سورہ حمد سب سے پہلا سورہ ہے جس سے قرآن کا افتتاح ہوتا ہے اس حوالے سے سورہ حمد کا نام سورہ فاتحہ ہو گیا ہے۔فاتحہ عام تصور میں کسی مردہ کی طلب مغفرت کے لئے سورہ فاتحہ کو کہا جاتا ہے یہاں اس کلمہ کی مناسبت یہ ہے میدان عرفہ مناسک حج میں رکن دوم بعد از احرام ہے بلکہ روایات میں رکن اساسی حج ہے یہاں بندے کو دن گزارنا ہے اور تدبرو شان ربوبیت الوہیت میں غور کرنا ہے۔یہ اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت اور آئندہ کیلئے وعدہ اطاعت کرنے کا مقام ہے۔لیکن شیطان جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں ہر طرف سے تیرے نیک بندوں کو گھیروں گا۔یہاں بھی کاروانوں کے منتظمین بندوں کو سوچنے کہاں دیتے ہیں۔وہ یہاں بھی گناہوں میں مستغرق انسانوں کی کمزوری سے استفادہ کرتے ہوئے ان سے کچھ نہ کچھ نکالنے کا بندوبست کرتے ہیں اور خود کو مسیحیوں کے کلیسا کے پطرس ختم کو اسقف بنا کر سکہ غفرانی دیتے ہیں کہتے ہیں آپ عرفات میں مجلس اور اپنے مردوں کی فاتحہ کیلئے پیسہ دیں۔اس فاتحہ کیلئے نرخ نامہ پاکستان سے ہی ایس ایم ایس کے ذریعہ طے ہوتا ہے اور آخری اعلانات نرخ پانچ ذی الحج کو مکہ میں طے ہوتے ہیں۔دوسروں کے نام کے ساتھ لینے کا الگ ریٹ ہے اور صرف انہی کا نام لینے کا الگ ریٹ ہے۔گویا اللہ اور اس کے رسولؐ اور امت اسلامی کیلئے اس مقدس مکان کا جسے اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کاروان والوں نے عکاظ فاتحہ فروش بنایا ہے یا مغفرت کی ٹرین چلائی ہے۔یہاں یہ کورکن جیسے پیش آتے ہیں کہ یہاں پہنچنے کے بعد خود کو بھول جاؤ اور مردوں کو یاد کرو۔اس عمل میں اقتصادیات پڑھنے والے سرمایہ دار تھوک پرچون والے یا بنک کار اور علماء برابر مسابقہ اختیار کرتے ہیں۔

فتح مکہ: [سیرۃ ندوی ص ۳۴۴]

نبی کریمؐ نے مکہ کے اطراف میں منصوب اوثان کو گرانے کیلئے مجاہدین کے دستے بھیجے جنھوں نے ان سب کو گرایا ان میں **لات عزا و مناۃ الثالثۃ الاخری** نبی کریم کے منادی نے مکہ میں نداء دی جو بھی اللہ اور اس کے رسولؐ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اپنے گھر میں موجود بتوں کو توڑیں گے۔اس وقت تین بت خانے ذوالخلص کعبہ، یمانیہ کعبہ اور شامیہ کعبہ موجود تھے۔ان مجاہدین کے گروہ نے جس میں ۱۵۰سوار تھے ان تمام بتوں کو توڑا۔

[غزوات رسول تالیف علی محمد سلابی ص ۳۰۴]

نبی کریم ۸ ہجری دس رمضان کو عازم مکہ ہوئے مدینہ میں ابا رھم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف الغفاری کو اپنا جانشین چھوڑ کر مکہ روانہ ہوئے۔مقام قدید پہنچنے تک روزہ رکھا۔وہاں چشمہ پر پہنچے تو روزہ افطار کیا۔مکہ میں آپ بغیر احرام داخل ہوئے آپکے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔آپ اللہ کے حضور تواضع و خاضع تھے کہ اس نے آپکو اس فتح سے نوازا۔آپ سورہ فتح کی تلاوت اور شعار عدل و مساوات تواضع و خضوع بلند کرتے ہوئے داخل ہوئے اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو سوار کیا کسی بنی ہاشم کو سوار نہیں کیا۔جمعہ ۲۰ رمضان ۸ ہجری کو مکہ میں داخل ہوئے جب مکہ میں داخل ہوئے تو قیس بن سعد کے ہاتھوں میں مرکزی پرچم تھا انہوں نے یہ شعار بلند کیا **الیوم یوم الملحمہ، الیوم نستحل الکعبه** کہتے ہوئے داخل ہوئے جب یہ خبر ابو سفیان نے پیغمبر کو دی تو پیغمبر نے اس کو بدل دیا اور کہا **ھذا یوم یعظم الله فیه الکعبه، ویوم تکسی فیه الکعبه ھذا یوم الرحمة** یہ کہتے ہوئے قیس بن سعد سے جھنڈا لیا اور اس کے بیٹے کو دے دیا۔پیغمبرؐ نے شعار جنگ خونی انتقامی کو ختم کیا اور خاندان انصار اوس کی بھی دل آزاری نہیں کی اور انصار کے ایک خاندان سے نکال کر دوسرے خاندان کو نہیں دیا۔پیغمبرؐ کے ہاتھوں میں ایک قوس تھا کعبہ کے گرد ۳۶۰ بت تھے آپ ہر ایک کو قوس مارتے اور فرماتے تھے۔

﴿ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴾ اسراء ۸۱ "کہو حق آچکا اور باطل نابود ہو گیا یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا"۔﴿ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴾ سباء ۴۹ "کہہ دیجئے! کہ حق آچکا باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا اور نہ کر سکے گا"۔

ہر بت منہ کے بل نیچے گرتا تھا کعبہ کے اندر تصویریں لٹکائی ہوئی تھیں آپ نے ان سب کو ہٹانے کا حکم دیا۔

بعض تصاویر صورت ابراہیم واسماعیل کا تصور تھیں ان کے ہاتھوں میں ازلام رکھا ہوا تھا۔آپ کعبہ کے اندر داخل ہوئے نماز پڑھی کعبہ کے اندر آپ اسامہ بلال اور عثمان بن طلحہ داخل ہوئے اور دروازہ بند کیا پھر اندر رہے۔کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔حضرت علی نے ارادہ کیا اب یہ چابی سقایہ کے ساتھ آپ کے پاس رہے لیکن پیغمبرؐ نے یہ چابی عثمان سے لی اور عثمان ہی کو واپس دی۔فرمایا **الیوم یوم بر ووفاء،خذوھا خالدۃ تالدۃ لاینزعھا منکم الا ظالم** آج نیکی اور وفاء کے مظاہرہ کرنے کا دن ہے مدینہ واپس جانے سے پہلے عثمان کو بلایا اور چابی انھیں دی۔دروازہ کعبہ سے پیغمبرؐ نے اعلان کیا وہ نبی جنھیں ان لوگوں نے ۱۳ سال اذیت وآزار دینے اور مسلسل جنگ میں رکھا،جنھیں رات کی تاریکی میں نکلنے پر مجبور کیا۔آپ نے ان لوگوں سے دروازہ کعبہ سے خطاب کیا۔

یاایھاالناس ان اللہ حرم مکۃ یوم خلق سموات والارض ،فھی حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیامۃ فلا یحل لامری یومن باللہ والیوم الاخر ان یسفک فیھا دما،ولا یعضد .یقطع. فیھا شجرا لم تحل لاحد کان قبلی،ولا تحل لاحد یکون بعدی،ولم تحل لی الا ھذہ الساعۃ غضبا علی اھلھا،ثم قد رجعت کحرمتھا بالامس ،فلیبلغ الشاھد منکم الغائب،فمن قال لکم ان رسول اللہ قد قاتل فیھا فقولوا:ان اللہ قد احلھا لرسولہ ولم یحلھا لکم۔

پیغمبرؐ نے فرمایا یوسف۹۲ ﴿قَالَ لَاتَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ اس عفو کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں کا خون بچ گیا کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا تنہا یہ نہیں بلکہ لوگوں کی منقولہ جائیداد کو نہیں چھیڑا۔مجاہدین کا حق بنتا تھا لیکن پیغمبرؐ نے نافذ نہیں کیا اور کعبہ اور مکہ کی حرمت کو جوں کا توں رکھا۔لیکن بعض افراد کا خون ہدر کیا اور کہا یہ لوگ استار کعبہ سے ہی کیوں نہ چمٹ جائیں پھر بھی انھیں قتل کر دو۔وہ افراد یہ ہیں:عبدالعزی بن خطل،عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ،عکرمۃ بن ابی جہل،حویرث بن نقید،مصغر المقیس بن حبابۃ،ھبار بن اسود۔

فتویٰ فقہاو مجتہدین:

فقہاو مجتہدین گزشتگان کی خطاء ولغزش کو اللہ معاف کرے اور زندوں کو کتاب وسنت جادہ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عنایت کرے۔میں واضح و واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ فقہاو مجتہدین پر برتری تو دور کی بات' حاشا کاللہ ہم انکی تلمذی اور شاگردگی کے افتخار کیلئے بھی اپنے آپ کو لائق سزاوار نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو قوت سماعت اور نظارت عطا کی جو باب علوم ومعارف میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔مصدر و منابع اولی علوم ومعارف ہے۔اس کے ساتھ ان پڑھ نابینا گونگے انسان بھی خیر وشر صدق وکذب کی پہچان کر سکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اسی بنیاد پر اس کا حساب وکتاب کرتا ہے اور اس پر ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔اگر کوئی ان پڑھ گونگا نابینا تارک صوم وصلاۃ ہوجائے یا کسی کا مال چھینے تو عرف عام میں اس سے بازپرس کرتے ہیں اس کو متنبہ کرتے ہیں۔قوت بصیرت آگاہی عام انسان کا سرمایہ ہے۔ہم کسی قسم کے علم وادب پر ناز وفخر کئے بغیر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہماری قوت سماعت و بصارت کو ابھی تک سالم رکھا ہے۔میں خیر وشر وعدہ خلاف اور وعدہ وفا کرنے والوں،مال حلال وحرام اور دنیا سے بیزار اور دنیا سے لبریز اور صادق وکاذب میں اچھی طرح تمیز کر سکتا ہوں۔فقہاو مجتہدین سب نہیں لیکن جن سے ہمارا واسطہ پڑا یا جو افراد اس وقت اسلامی معاشرہ پر بالادستی رکھتے ہیں انھوں نے پہلے مرحلے میں روایات کی اسناد کو گم کیا اور دوسرے مرحلے میں خود روایات کو کھو دیا۔تیسرے مرحلے میں کہا ہماری باتوں کو مانیں ان پر عمل کریں ہمارے فتویٰ کو حجت مانیں ہمارے فتویٰ پر بھروسہ کریں۔جامع روات شیخ صدوق اور شیخ کلینی نے کہا جن روایات پر ہمیں بھروسہ تھا یقین تھا انھیں ہم نے جمع کیا ہے لیکن بعد میں آنے والوں نے انکی یقین دھانی کے باوجود ثابت کیا کہ ان کی کتابیں غلط روایات سے بھری ہوئی ہیں۔اسی طرح مجتہدین فقہا نے ہم سے کہا ہم آپ کو قرآن وسنت سے استنباط کرکے حکم شرعی بتائیں گے لیکن انکے فتاویٰ قرآن وسنت سے متصادم ہیں اور سوال کرنے پر یہ غصے میں آجاتے ہیں مگر کوئی حکم شرعی غصہ چڑنے سے ثابت نہیں ہوسکتا۔اگر یہ لوگ چور وخائن نہ ہوتے تو فریق کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے آیت وروایت تاریخ دکھاتے۔یہاں ہم حکم وموضوع کے تحت وہ تمام مواد بیان نہیں کریں گے بلکہ جو فتویٰ قرآن وسنت کے خلاف ہیں ان کا تذکرہ کریں گے۔اس حوالے سے تفصیل ہم نے اپنی کتاب موضوعات متنوعہ میں بیان کی ہے قارئین وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔ یہاں حکم موضوع کے تحت حج وعمرہ کے بارے میں قرآن وسنت کے خلاف چند فتاویٰ پیش کرینگے جس پر مجتہدین ضخیم مجلات لکھنے کے باوجود اصل وجوب اور تولیت کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔

۱۔حاجی بے چارہ جس نے اپنی گزر اوقات سے کاٹ کر یہ رقم جمع کی ہے اس سے بنام خمس چونگی لیتے ہیں۔

۲۔مزدلفہ میں وقوف کو طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک گردانتے ہیں قرآن میں بقرہ ۱۹۸ میں وقوف مغرب سے صبح تک ہے۔ نبی کریم نے بھی اس طرح وقوف کیا طلوع صبح سے طلوع آفتاب کے فتویٰ کی کوئی سند نہیں ملتی۔

۳۔قبل از میقات اپنے گھروں سے احرام باندھنے کو بہتر افضل گردانتے ہیں یا میقات کے برابر سے گزرنے کو مستغنی از میقات گردانتے ہیں جبکہ نبی کریم نے میقات از خود معین کئے ہیں انھوں نے اس کے مقابل میں اگر مگر لگا کر جعلی میقات بنائے ہیں۔

۴۔جعلی نذر احرام کے ذریعہ قبل از میقات احرام باندھنے پر مصر ہیں اور ڈنڈے کے زور پر اپنی بات چلاتے ہیں۔

۵۔منیٰ کے بیتوتہ میں ہیر پھیر کرتے ہیں۔

۶۔قیل وقال کے ذریعہ لوگوں کو مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔

فدا حسین:

ہمارے پرانے چاہنے والے دوستوں میں سے ایک فدا حسین صاحب ہیں جو ڈیفنس میں رہتے ہیں۔ آپ سے ایک دفعہ سفر حج میں ملاقات ہوئی لیکن آپ امیروں کے کاروان میں تھے اس لئے چھوٹے کاروان میں جانا اپنی اہانت سمجھتے تھے کیونکہ وہاں انھیں ویسی عیش ونوش کی سہولت میسر نہیں ہوتی۔ ہمارے دوست جناب ثقلین نقوی کے بقول گھٹن ہوتی ہے بہر حال آپکے نزدیک سرمایہ داروں اور افسروں کی مسجد الحرام میدان عرفات میں شناخت ہونی چاہیے۔ آپ جب بھی تشریف لاتے تھے تو چند تھیلے میوہ جات کھجور وغیرہ لے کر آتے تھے لیکن بعد میں پتہ چلا سرمایہ داروں کا یہ مولویوں پر برسانے والے تیر تھے ہم اپنی جگہ شرمندہ ہوتے دیکھو اتنی دولت اثر ورسوخ کے باوجود آپ دین دار بھی ہیں کیونکہ ہمارے ہاں دین کو عالم دین کے احترام میں لیا جاتا ہے، مولوی کے گھر میں بچے جب عیش ونوش کی زندگی گزارتے ہیں تو اسلام خود بخود آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے بزرگ علماء مجتہدین کی کسوٹی اور معیار ملا نوازی ہے جو مولوی نوازی کرتا ہے وہی دیندار ہے اور جو مولویوں کی مخالفت کرتا ہے وہ بے دین ہے۔ چنانچہ آقائے محسن نجفی کے نزدیک ہم بے دین پرویزی ہیں جبکہ ان کے مدرسوں میں طلاب طلوع اسلام پڑھاتے ہیں لیکن وہ پرویزی نہیں بنتے بلکہ صاحب وسعت صدر روشن خیال مانے جاتے ہیں کسی مولوی نے منکرات کا ارتکاب کیا تو اسے کچھ نہیں کہتے لیکن اگر مدارس میں قرآن و سنت کے درس نہ ہونے کی کسی نے شکایت کی تو اس کی مذمت کی جاتی ہے کیونکہ اس سے علماء کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔

ایک دفعہ موصوف ہماری ایک تقریب میں تشریف لائے جو حاضر تھا تناول کیا۔ ہم نے بے ادبی کرتے ہوئے کہا ہمیں اس وقت ملک میں جاری ایک مسئلہ پر کچھ گفتگو کرنی چاہیے خبر یہ ہے کہ اس وقت ملک میں سیلاب نے تباہی مچائی ہے آیا یہ عذاب ہے یا نعمت یا آزمائش ہے؟ غرب نوازوں کا کہنا ہے یہ بدنظمی ہے ابھی دوسرا مسئلہ چھیڑا نہیں تھا کہ آپ خود بول پڑے یہ عذاب ہے تو کیوں غریبوں پر آیا کیونکہ امیروں نے اسے طاقت سے غریبوں کی طرف موڑا تھا۔ دوسرا مسئلہ سیلاب زدگان کی امداد ہے تو فوراً فرمایا آپ کہنا چاہتے ہیں ان کی مدد نہ کریں یہاں سے اندازہ ہوا کہ تھیلوں اور لفافوں کی کتنی ارزش ہے۔ بہر حال آپ ہمارے مہمان تھے ناراض کر کے واپس نہیں کیا جاسکتا تھا ہم نے خبر کو واپس لیا۔ دو دن تک پریشان رہے تیسرے دن ہم نے ان سے احتجاجی مراسلہ کیا لیکن یہاں سے محسوس ہوا سرمایہ دار کیوں مولوی کے پاس آتے ہیں اور کس لئے نوازتے ہیں یہ تقرب الی اللہ کے لئے دین کی سربلندی کیلئے نہیں آتے بلکہ مولوی کو عیش وعشرت سکھانے کیلئے آتے ہیں جیسا کہ برادران لالچیاں فرماتے ہیں جس طرح ہم زندگی گزارتے ہیں یہی آپ کا دین ہے فرق اتنا ہے ہم حیلہ بہانہ سے دولت بناتے ہیں آپ ہمارے صدقات سے زندگی گزارتے ہیں۔ جہاں تک دین کی سربلندی کی بات ہے تو وہ جانتے ہی نہیں خاص کر قرآن اور محمدؐ سے ان کو کتاہٹ ہی رہتی ہے چنانچہ کئی بار ہم نے انھیں کہا دین ہمارے پاس نہیں باہر ہے یعنی قرآن میں ہے آپ قرآن کو اٹھائیں لیکن وہ سرمایہ دارانہ تواضع کا اظہار کر کے معذرت کرتے تھے۔

سرمایہ داروں کا قرآن سے تعلق صرف اس کے دوری کی حد تک ہے اس سے آگے ان کا لگاؤ نہیں چنانچہ ہمارے ایک اور دوست جناب شبیر بھائی صاحب نے جب ہماری کتب متنوعہ اور اٹھو قرآن سے دفاع کرو آئی تو انھوں نے متنوعہ کی گیارہ کاپی اور اٹھو قرآن سے دفاع کرو ہماری مروت میں ایک لی کیونکہ متنوعہ میں ہمارے خلاف اٹھنے والی باتیں تھیں۔ حال ہی میں ایک دفعہ پھر ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ کو آپ چند تھیلے میوہ جات لے کر آئے ہم نے انھیں اپنے لڑکوں سے

لاتعلقی کی خبرسنائی کہ انہوں نے ہمارے عقائد وغیرہ کی وجہ سے ہم سے کنارہ کشی کی ہے اور ہم نے سوچا یہ اعزاز افتخار انھیں نہیں دیں گے کیونکہ ان کے پاس میرے عقائد کے باطل ہونے کی تنکے کے برابر بھی دلیل نہیں سوائے ان کے نوازنے والے افراد کی تشخیص مصلحت کے جبکہ میرے پاس عقل قرآن وسنت سیرت ائمہ طاہرین سے فراواں دلائل ہیں لیکن انہوں نے ایک جملہ ان کی مذمت میں نہیں بولا یہاں سے یقین ہوا کہ اگر کسی مولوی کے فرزند دین سے منحرف ہوتے ہیں تو اس میں سرمایہ داروں کا کردار ہوتا ہے۔مولوی کی اولاد کے انحراف سے یہ خوش ہوتے ہیں چہ جائیکہ ان کی مذمت کریں شاید وہ ان کے حامی ہیں۔کہنے لگے پھر بھی آپ کا بچہ ہے گویا والدین اور اولاد کا رشتہ قرآن وسنت سے مافوق ہے بچہ کنویں میں پیشاب بھی کرے تو ادب نہیں سکھانا چاہیے۔یہی ان کا دین ہے اس دفعہ پھر سرمایہ داروں انکساری کا رویہ اپناتے ہوئے لفافہ قبول کرنے کیلئے کہا ہم نے کہا اسے باتھ روم میں پھینکیں جو مال دین کی سربلندی میں نہیں آتا وہ باتھ روم میں جاتا ہے۔

فدیہ:[موسوعہ فقہیہ ج۳۲ص۵۹]

جیسا مفردات راغب اور موسوعہ فقہیہ میں آیا ہے **ما یبقی به الانسان فعسه من مال یبذله فی عبادة قصر فیها** یعنی وہ مال جو عبادات میں سقم جیسے قسم کا کفارہ، روزہ توڑنے کے بدل میں دیتا ہے۔جیسے اسیر مال دے کر خود کو آزاد کرواتا ہے ﴿فَإِذا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ﴾ ''تو جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو گردنوں پر وار مارو جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تا وقتیکہ لڑائی اپنے اختیار رکھ دے یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے بدلہ لیتا لیکن تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعہ سے لے لے جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کردیئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا'' (محمد۴)

﴿ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُونَ فَرِيقاً مِنْكُمْ مِنْ دِيارِهِمْ تَظاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَ الْعُدْوانِ وَ إِنْ يَأْتُوكُمْ أُسارى تُفادُوهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْراجُهُمْ أَ فَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَما جَزاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ يَوْمَ الْقِيامَةِ يُرَدُّونَ إِلى أَشَدِّ الْعَذابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ ''مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو، اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں کردیتے ہو، ظلم وزیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو، اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے تمہارے پاس آتے ہیں، تو ان کی رہائی کے لیے فدیہ کا لین دین کرتے ہو، حالانکہ انہیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی سرے سے تم پر حرام تھا، تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کر رہے ہو۔'' (بقرہ۸۵)

اسی مفہوم میں اس گوسفند کو فدیہ کیا جو اسماعیل کی جان کو لاحق تھا۔اس طرح ہر وہ عبادت جس کے انجام سے وہ قاصر ہیں جیسے ایک ''قسم'' ہے جس پر وفا کرنا اس کے لئے ممکن نہیں تو وہ روزہ رکھے تو روزہ اس کے عمل کا فدیہ ہوگا جیسا سورہ بقرہ آیت ۱۹۶ میں آیا ہے۔ایک دفعہ روزہ اس کے لئے نقصان دہ ہے تو اس کے لئے مال دیتے ہیں۔حج پر اگر گوسفند دینا محال یا ناممکن بنا تو اس کے بدل میں روزہ رکھنا ہے جسکا ذکر سورہ بقرہ ۱۹۶ میں آیا ہے۔فدیہ اصطلاح میں وہ بذل ہے جو انسان مکلف کو متوجہ مکروہ سے بچاتا ہے۔

۱۔حج کے احرام میں مرتکب محضورات پر فدیہ ہے جس نے احرام کی حالت میں ممنوع کوئی عمل انجام دیا جیسے ناخن کاٹے، سر منڈوایا یا خوشبو اور تیل لگایا یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔

۲۔حاجی کو حج یا عمرہ میں بیت اللہ حرام جانے سے ممنوع قرار پائے اس صورت میں اس کیلئے از خود احرام سے محل ہونے کی اجازت ہے چونکہ مزید وہ احرام میں نہیں رہ سکتا۔جب احرام سے محل ہوجائیں گے تو اس پر کفارہ واجب ہوتا جیسے کہ سورہ بقرہ ۱۹۶ میں بیان ہوا ہے۔

۳۔اگر کوئی عمر رسیدہ مرد یا عورت نے رمضان کے روزے مشقت کے ساتھ رکھے تو اس کیلئے روزہ صحیح ہے لیکن اگر اس نے روزہ کو افطار کیا تو اس کیلئے فدیہ دینا واجب ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں بیان ہوا ہے ﴿أَيَّاماً مَعْدُوداتٍ فَمَنْ كانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً أَوْ عَلى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ

فِدْيَةٌ طَعامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَ أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُون ﴾ "یہ روزے صرف چند دن کے ہیں لیکن اس کے بعد بھی کوئی شخص مریض ہے یا سفر میں ہے تو اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں رکھ لے گا اور جو لوگ صرف شدت اور مشقت کی بناء پر روزے نہیں رکھ سکتے ہیں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور اگر اپنی طرف سے زیادہ نیکی کر دیں تو اور بہتر ہے لیکن روزہ رکھنا بہر حال تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحبانِ علم وخبر ہو" (بقرہ ۱۸۴)۔

فرض حج:-[احکام القرآن تالیف جصاص ج ۲ ص ۳۰]

وللّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا یہ آیت دلیل بر وجوب حج ہے اس انسان پر جس کیلئے حج پر جانے کی سبیل میسر ہو۔ سبیل سے مراد اس کے لئے ممکن ہو۔ استطاعت سے مراد امکان وصول ہے چنانچہ غافر ۱۱﴿ فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ﴾

"کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟"۔

میں آیا ہے یہاں سے نکلنے کا راستہ شوریٰ ۴۴﴿ الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ﴾

"اور جسے اللہ تعالیٰ بہکا دے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں اور تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کا کوئی راہ ہے"۔

نبی کریم نے شرط استطاعت زاد و راحلہ سے کیا ہے فرمایا: من ملکه زاد و راحله اگر کسی کے پاس زاد اور راحلہ ہو بیت اللہ پہنچنا اس کیلئے ممکن ہو اگر حج نہیں کیا تو کوئی روک نہیں سکتا وہ یہودی کی موت مرے یا نصرانی کی۔

زاد و راحلہ ہی سبیل ہے جو آیت میں ذکر ہے اس سے مریض، عمر رسیدہ جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتے وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔ زاد و راحلہ سے مراد یہ ہے کہ اس کیلئے باعث مشقت و زحمت نہ ہو اگر کسی کو پیدل جانے میں کوئی زحمت نہیں تو وہ پیدل جائے مثلاً اہل مکہ پیدل جا سکتے ہیں تو وہ مستطیع ہیں سبیل کیلئے اگر کسی کو جانے میں مشقت شدید ہے تو خدا نے اسے معافی دی ہے اس پر حج واجب نہیں رکھا سورہ حج ۷۸﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ﴾

"اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، دین اپنے باپ ابراہیم کا قائم رکھو اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے"۔

میں آیا ہے کہ دین خدا میں ضیق نہیں ہے۔ کہتے ہیں عورت کیلئے محرم ضروری ہے پیغمبرؐ نے فرمایا جو عورت خدا اور رسول پر ایمان رکھتی ہے اس کو تین دن سے زائد سفر پر نہیں جانا چاہیے مگر محرم یا شوہر ساتھ ہو تو کوئی مسئلہ نہیں۔

فرمان:

جناب قبلہ مولانا فرمان صاحب فاضل جامع المنتظر وحوزہ نجف وقم امام جماعت خواجگان ناروالی لاہور ہیں۔ مصدقہ معلومات ہیں آپ جن مدارس اور حوزات سے فارغ ہوئے وہاں قرآن وسنت اور تاریخ اسلام نامی کوئی چیز نہیں تھی لہٰذا آپ کا ان سے بے بہرہ ہونا یقینی ہے۔ تاہم سننے میں آیا ہے اردو ادب میں آپ اچھی اہلیت وقابلیت کے حامل ہیں۔ سرمایہ داروں جیسے خوجوں اور شیخوں کے امام بننے کیلئے پانی نکالنے والے بیل بننے کی اہلیت بھی شرط ہے۔ عرصہ دراز آپ ان کے امام رہے اس بات کی دلیل ہے کہ آپ میں یہ صلاحیت بھی بطور اکمل اتم موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو سلاخان حجاج نے عرصہ دراز سے فقیہ کاروان کے طور پر کاروان حسینی میں مستقل طور پر رکھا ہوا ہے۔ ہمارا آپ سے کوئی نزدیکی رابطہ نہیں رہا لیکن جہاں بھی آپ سے ملے آپ بہت تواضع وانکساری کے ساتھ پیش آئے تھے گرچہ ہم اس کے اہل نہیں تھے۔ ہمارے عزیز جناب آغا سید مبارک علی شاہ نے فرمایا جب آپ کا ذکر ان کے سامنے ہوا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے موضوع سے ہٹ گئے ہیں یقیناً موضوع کے اندر اور دائیں بائیں انحرافات کو دیکھنا شریعت سرمایہ داری میں حرام ہے۔ شریعت سرمایہ داری میں ایک موضوع پر رہنا ضروری و ناگزیر ہے۔ آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ میں نے امام حسین کے موضوع کو چھوڑ کر معاشرہ میں رائج قرآن وسنت کے خلاف رسومات پر قلم اٹھانا شروع کیا ہے۔ یقیناً میں اپنے موضوع سے خارج ہوا ہوں لیکن اس کے مکافات میں میری کتابوں پر بندش، مجھے اپنے گھر میں محصور کیا گیا ہے۔ آپ لوگ ایک طرف سے حاجی کو سلاخی کرتے ہیں تو دوسری طرف سے حج کو مسخ کرتے ہیں۔ اگر یہی دین وشریعت ہے تو آپ کو بھی ناراض نہیں ہونا چاہیے آپ کا موضوع نماز کے بعد خواجگان کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کرنا ہے۔ آپ کو بھی میرے خلاف کچھ نہیں بولنا چاہیے کیونکہ یہ بھی موضوع سے ہٹ کر بات کرنے کے مترادف ہے۔

فسق:

پکی ہوئی کھجور کا چھلکے سے باہر آنا فسق کہلاتا ہے۔دائرہ شریعت سے نکلنے کو بھی فسق کہتے ہیں۔مختصر گناہ خلاف ورزی دین وشریعت سے خارج ہونے کا سبب بنتا ہے۔فاسق اسے کہتے ہیں جو حکم شریعت کو تسلیم قبول کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرے۔جیسے کہ اس آیت میں آیا ہے۔

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا' یہ جنوں میں سے تھا' اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی''۔(سورہ کہف آیت ۵۰)

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا﴾

''اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں''۔(اسراء۱۶)

﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

''اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کیلئے بہتر تھا' ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں''۔(آل عمران ۱۱۰)

﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ﴾

''کیا وہ شخص جو صاحب ایمان ہے اس کے مثل ہو جائے گا جو فاسق ہے ہرگز نہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے''۔(سجدہ ۱۸)

شخص محرم کے لئے احرام باندھنے کے بعد کسی قسم کے فسق کا ارتکاب موجب کفارہ ہے۔

علامہ شعراوی اپنی تفسیر کے ج۲ص۸۵۸ میں فرماتے ہیں محرمات حج میں سے ایک فسق ہے فسق وہ فعل حرام ہے جو ہر وقت حرام ہے ہر جگہ حرام ہے چاہے آپ حج پر ہوں یا نہ ہوں لیکن حج میں اس کا گناہ زیادہ ہے یہاں اللہ کے گھر میں انجام دیتے وقت شرم وحیاء کرنی چاہیے کیونکہ انسان یہاں گناہ کو دھونے کیلئے آتے ہیں نہ کہ گناہ میں اضافہ کرنے کیلئے اگر کوئی یہاں گناہ کرے تو اسے دردناک عذاب ہوگا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِي وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکنے لگے اور اس حرمت والی مسجد سے بھی جسے ہم نے تمام لوگوں کیلئے مساوی کر دیا ہے وہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں' جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے''۔(حج ۲۵)

فقیر حاجی:

قرآن کریم میں آیا ہے کعبہ کے لئے ہدیہ لے جائیں نذورات لے جائیں منیٰ میں ذبیحہ کا ایک حصہ فقیر محتاجوں کو دیں جبکہ رائے عامہ کی سوچ ہے یہ فقراء سابق زمانے میں ہوں گے لیکن اس وقت ایسا نہیں حاجی اگر بے نیاز وغنی نہ ہو جائے تو وہ حج کے لئے نہیں آتا۔لہذا حاجی فقیر نہیں ہوتا اگر کوئی ہوتا بھی ہے تو اس کی شناخت ممکن نہیں اور اس کا کوئی دعویٰ کرے کہ میں فقیر ہوں تو مشکوک ہو جاتا ہے کہ شاید وہ دھوکہ باز ہو۔لہذا یہ ایک مشکل ہے کہ حاجیوں کے درمیان محتاج وفقراء ہوں اور ہوں بھی تو انہیں تلاش کرنا ایک مشکل عمل ہے۔

ا۔ایسی سوچ عقلی اور طبعی طور پر ایک ناقص سوچ ہونے کے ساتھ کم فہمی اور نا تدبری کی دلیل ہے۔حاجیوں میں فقیر و نادار کا ہونا عقلی طور پر درست ہے اور ظاہری طور پر بھی مشاہدے میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔تمام حجاج کو طبعی طور پر چند حصوں میں تقسیم کریں تو ایک گروہ حجاج ہے جو بہت بڑے سرمائے کا حامل ہے وہ سرمایے کو خرچ کرنے آتا ہے دکھاوے کے لئے آتا ہے۔ایک متوسط طبقہ ہے وہ اسکو فریضہ سمجھ کر اپنا مال حساب کر کے ادائے فرض کے لئے آتا ہے وہ اپنی ضروریات کو بہت تنگدستی میں چلاتا ہے اسے فقیر کہہ سکتے ہیں نہ کہ غنی۔بعض احتیاط کر کے ضروریات سے زیادہ لاتے ہیں لیکن چوری ڈاکہ وحوادث کا شکار ہونے کی وجہ سے ان کا مال

ضائع ہو جاتا ہے جس سے وہ فقیر و نیاز مند ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں حاجیوں میں ایسے اشخاص ملتے ہیں۔

۲۔ ایسے فقیر جو نادار ہیں لیکن حج کی خاطر خود کو ذلیل و خوار کر کے خدام الحجاج بن کر آتے ہیں اور خادم کا لباس پہنتے ہیں ہاتھ میں جھاڑو پکڑتے ہیں اور مسجد الحرام کی صفائی کرتے ہیں۔ اس دوران اپنے جاننے والوں سے بھی ملتے ہیں۔ وہ اس بہانے سے آتے ہیں کہ حج بیت اللہ کریں کعبہ کی زیارت کریں یہ اقرار وایمان باللہ رکھتے ہیں یہ محتاج مند ہیں اگر کسی نے ان کی کوئی مدد کی یا چیز دی تو گویا اس نے مستحق کو دیا۔

۳۔ وہ افراد جو اپنی جگہ محتاج ہیں لیکن وہ گدائی سے گریز کرتے ہیں یا اگر کوئی کرے تو لوگ انہیں مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں لہٰذا سر زمین منیٰ میں ایسے ادارے ہونے چاہیں جو ایسے افراد کی تحقیق کر کے انکی ضروریات کی برآوردگی کا انتظام کریں۔

فلسفہ حج:

حج کے فلسفہ کے بارے میں کچھ پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ کل فلسفہ دین کے بارے میں اذہان واضح ہو جائیں اس کے لئے اصطلاح اسلامی میں کلمہ حکمت استعمال ہوا ہے یعنی اعمال مناسک حج کی حکمتیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شریعت اسلام حکمت پر قائم ہے یا تنہا احکام تعبدی تسلیمی کی حد تک ہیں یا بعض احکام ہیں اور بعض میں نہیں۔ اس روشنی میں فلسفہ حج تک رسائی ممکن ہے بعض نے اس فلسفہ کی تعریف یوں کی کہ اللہ پرستی کی جگہ مفاد پرستی آخرت اندیشی کی جگہ دنیا اندیشی سہل تعبدات کی جگہ آسان تعبدات کی جگہ معمہ طلسم کوئی انبیاء کی جگہ حکماء گرائی کو کہا جاتا ہے۔

دین زندگی کو خالق علیم وحکیم روف وحلیم کی اطاعت و فرمانبرداری میں دینے کا نام ہے۔ جب ایک ایسی ذات جس کے ہاں جاہلیت عجز و ناتوانی بے رحمی نا اندیشی نامی کسی چیز کی گنجائش نہیں تو پھر ایسی ذات کی اطاعت میں فلسفہ تراشی فلسفہ جوئی درحقیقت عناد سرکشی طغیان اور بغاوت کے مترادف قرار پائے گی۔ کیا کیوں وہاں ہوتا ہے جب آپ کسی کے بارے میں شکوک وشبہات رکھتے ہوں۔ دراصل فلسفہ تراشی فرقہ باطنیہ، اسماعیلی اور قادیانی کے لشکر ابرہہ کی ایجاد کردہ ہے۔ دین میں ایک سند چاہیے کہ یہ کسی مفاد پرست کا حکم نہیں بلکہ اللہ کا حکم ہے اس کے رسول کا حکم ہے سند کو ہٹا کر فلسفے کو سند کا درجہ دینا درحقیقت طاغوت کے لئے دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ دین کے دو حصہ ہیں دین کی دو شق ہیں۔ دین کا دوسرا حصہ معاملات کا ہے یہاں علل واسباب ہیں یہاں اطاعت کے ساتھ مفادات فرد اجتماع سب کو نظر میں رکھا گیا ہے یہ جگہ ہمارے اس موضوع سے باہر ہے کہ یہاں کیا فلسفہ ہے۔

ایک شق اطاعت و فرمانبردار مالک کے سامنے خضوع وخشوع وانکساری ہے اس حصے کو احکام عبادی کہتے ہیں اس کا مظہر حج ہے یہاں خالص اطاعت و بندگی کا مظاہرہ ہے یہاں کسی ملحد وکافر فاسق کی فلسفہ تراشی عقل نہیں مانتی ہے اس کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

جس جس نے حج میں فلسفہ تراشی کی ہم اسے برے عزائم کا حامل سمجھیں گے کیونکہ اطاعت وبندگی میں فلسفہ تراشی دروازہ طاغوت ہے۔

دنیا پرست، زر پرست، اطاعت و بندگی، اللہ سے بے خبر ملحدین وکافرین کے درسگاہوں سے فارغ وسند یافتہ دانشور، اصول وفروع اسلام کو متزلزل کرنے اور قرآن و سنت پڑھے بغیر لوگوں کو دین بتانے کے ٹھیکیدار علماء کا شکار کرنے کے لیے ہر چیز کا فلسفہ پوچھتے ہیں کہتے ہیں اس میں کیا فلسفہ کیا حکمت ہے، ہم پوچھیں گے کیا قباحت ہے۔

یہ زیادہ تر وہ نکات اٹھاتے ہیں جن کا کوئی فلسفہ وحکمت واضح صورت میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یہ مولویوں کو سکھاتے ہیں مثلاً، وضو غسل نظافت جبکہ نماز ورزش ہے۔ روزہ تصفیہ بدن اور معدہ صاف کرنے کے لیے ہے۔ چنانچہ سرسید اور سعید حکیم اور قدیر جیسے دانشوروں کا کہنا ہے کہ اگر حج وعمرہ پر خرچ ہونے والی رقم کو اگر یہاں بیوہ یتیموں میں تقسیم کیا جائے تو کتنا بہتر ہے ان سے سوال ہے بیوہ یتیموں کو دینے سے کیا ملے گا اس میں کیا حکمت ہوگی اگر اللہ نہیں قیامت نہیں تو یتیموں بیوؤں کی خدمت سے کیا ملے گا۔ کبھی یہ عرفات ومزدلفہ کے وقوف، رمی جمرات کے فلسفہ وحکمت موقع محل پر اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

جو انسان اللہ کے علم وحکمت وقدرت پر یقین غیر متزلزل رکھتا ہے اس کے لئے یہ حکم روایات ضعیفہ سے نہیں بلکہ آیات محکمات سے ثابت ہے تو وہ اپنی زبان کو ان شکوک وشبہات کی غلاظتوں سے نجس نہیں کرے گا شیطان ان کے اذہان میں شکوک وشبہات جنم دیتا ہے، جنھوں نے عبادت کا مفہوم نہیں سمجھا۔ معاملات میں ایک عبادات اور ایک معاملات ہیں۔ عبادت میں فریق کا نفع ونقصان نہیں بلکہ یہاں امتحان وآزمائش ہے۔ یہ بندہ کس حد تک اپنے رب کے حضور میں خاضع وخاشع اور متفکر ہے۔

یہاں صرف مظاہرہ بندگی ہے یہاں کاروبار لین دین نہیں ہے تاہم کوئی مائی کا لال دانشور ہے تو چند صفحات حج کے رمی جمرات، ہدی کے مقاصد کے بے ہودہ ہونے کے بارے میں اپنے دل کے سیاہ مرکب سے چند صفحات سیاہ کر کے نشر کرے تو پتہ چلے گا۔

☆☆☆☆

حرف "ق"

قبا: [معجم معالم جغرافیۃ فی سیرۃ نبویۃ ص ۲۴۸ تالیف عاتق بن غیث البلادی]

قاف پر ضمہ با ءالف ھمزہ اس نام سے سیرت نبوی میں بہت سی جگہیں آئی ہیں لیکن قابل ذکر جگہ وہ ہے جہاں نبی کریم نے مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلی جگہ قیام فرمایا۔ یہ جگہ مسجد نبوی سے ۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے یہاں نبی کریم نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ جسے اللہ نے مسجد تقویٰ کا نام دیا ہے (حرف م مسجد میں رجوع کریں)۔

قبور پرستی:

قبور جمع "قبر" ہے۔ "قبر زیر زمین میت کو رکھا جاتا ہے کو کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں مادہ "قبر" مندرجہ ذیل آیات میں آیا ہے۔

عبس ۲۱، فاطر ۲۲، توبہ ۸۴، ممتحنہ ۱۳، حج ۷، انفطار ۴

قبور پرستی کے دو مصداق ہیں۔

۱۔ قبر میں مدفون یا خود قبر کی پرستش: اس معنی میں قبر پرستی بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہے۔

۲۔ قبر میں مدفون انسان سے نیاز، حاجت مانگنا: اس کے دو تصور ہو سکتے ہیں۔

i۔ خود صاحب قبر سے حاجات نیاز مانگیں۔ زیادہ تر لوگ یہی کرتے ہیں۔

ii۔ صاحب قبر کو واسطہ دے کر اس سے اللہ کے سامنے سفارش کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ اللہ سے ہماری حاجتیں منوالیں۔

پہلے تصور کو اکثر و بیشتر علماء سختی سے مسترد کرتے ہیں کہ ہم ان سے حاجتیں نہیں مانگتے۔ دورِ جاہلیت کے مشرکین بھی یہی کہتے تھے کہ ہم ان سے نہیں مانگتے بلکہ انھیں وسیلہ قرار دے کر اللہ سے مانگتے ہیں۔ لیکن اللہ نے مشرکین کے اس تصورِ حاجت طلبی کو مسترد کیا بلکہ اسی کو شرک قرار دیا ہے۔ واضح کریں کہ مشرکین کی بت پرستی اور قبوری پرستش کے درمیان فرق کس چیز میں ہے؟

لیکن قبلہ مولانا نجفی صاحب نے اپنی تفسیر "البلاغ المبین" میں سورۃ فاتحہ میں "ایاک نستعین" کی تفسیر میں ان سے خود حاجتیں مانگنے کو بے اشکال قرار دیا ہے۔ جہاں آپ نے فرمایا "اگر یہ ذوات اپنی حاجتوں میں مبدئ اصلی اللہ سے وصل ہوں نیز اللہ کی طرف سے حاجت روائی میں ماذون ہوں تو ان سے حاجت مانگنے میں کوئی قباحت نہیں ہے"۔ اس حوالے سے قبلہ صاحب کے اس دفع اشکال میں چند نقاط وضاحت طلب ہیں۔

۱۔ دنیا میں کسی بھی مخلوق کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے اسکا صلہ مبدئ مطلق اللہ سے وصل ہے۔ کسی کے پاس اپنا ذاتی کچھ نہیں۔

۲۔ آپ کی حاجتیں روا کرنے کے جو مجاز افراد ہیں وہ کون ہیں؟ یہ انتہائی وضاحت طلب ہے۔ آیا یہ ذوات آلِ محمد کی "۱۴" چودہ ذوات تک محدود ہیں یا ان کے فرزندان، نواسے، پوتوں کے علاوہ علامہ مجلسی، وزیر شاہ حسین صفوی، اور مزار ابولولو شجاع بھی ان میں شامل ہیں؟ یا مسلمان ملکوں میں بنائے گئی اصلی یا خود ساختہ ضریحیں ہیں، جن میں صاحب ذریح موجود نہیں ہے، اسی طرح جھنڈے، گھوڑے وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔ اسطرح صوفیوں کی قبور، بڑے امام، پاکپتن یا ہندوستان میں یا شہر اولیاء میں موجود قبریں یا مصر کی چند ہزار قبور سب اس میں شامل ہیں؟

آیا پہلا سوال کہ متصل ہو، وصل ہو معزون ہو۔ یہ ان کی حیات تک محدود ہے یا ان کی روح اور بدن تقسیم ہونے کے عالمِ برزخ میں منتقل ہونے کے بعد اجسادِ جامد تک رسائی ہے، ان سے سوال کرنے آتے ہیں۔

بہر حال قبور سے سوال اپنی جگہ عقل و دلیل قرآنی، سنتِ مستند کا نیاز ہے یہ قصہ کہانیوں مفروضے سے قابلِ حل نہیں ہیں۔

یہاں قبر پرستی کی بحث کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ سال بھر خاص کر موسم حج میں اس اعتقاد کے داعی اہلِ تشیع اور صوفیان و بریلویان اور سعودی مطوعان کے درمیان تناؤ،

کبھی مناظرہ ومجادلہ رہتا ہے۔ یہاں تک ایک دوسرے کے دل میں عداوت وبغض کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ ہر ایک اپنی حدود سے تجاوزات بھی کرتا ہے۔ اگر بقیع میں قصہ خوانی، نوحہ خوانی، مرثیہ خوانی، احتجاجی مناظرے نہ ہوتے تو سعودی عرب کے مطوع کے غصے ٹھنڈے پڑتے۔ لیکن قبر پرستی، قبر گیرائی آخری حد تک پہنچی ہے۔ یہ ذوات اپنے دور میں دین وشریعت پر پابند، اعلیٰ وافضل ذوات تھے، ہمیں دین وشریعت پر چلنے میں ان کی تاریخ کو یاد کرنا چاہئے، لیکن ایسا کوئی ذکر نہیں ہوتا، بلکہ یہاں سے تھیلیاں، ٹوکریاں بھری حاجتیں روا کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں۔ بعض غالی اس سے بھی آگے نکل چکے ہیں، جہاں وہ ان قبور کو سعودی حکومت کے خلاف بطور قمیصِ عثمان استعمال کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ ان کی تمام تر کوشش ہوتی ہے کہ پیغمبر کے پہلو میں مدفون شیخین پر غم وغصے کی بھڑاس نکالیں۔

قرآن:

قرآن کریم کے الفاظ کلمات معانی سب الٰہی واعجازی ہیں جن وبشر کو اس سے مقابلہ ومبارزہ کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ کتاب نبی کریم حضرت محمدؐ کی سند نبوت ورسالت کے ساتھ ساتھ دین وشریعت کا مصدر ومآخذ ہے۔ اس کتاب کے فہم ودرک اور استفادہ کے بارے میں اللہ نے آیات میں فرمایا یہ لسان مبین، کتاب مبین ہے۔ اس میں کسی قسم کا عوج نہیں اسے تمہارے فہم کیلئے آسان بنایا گیا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید نقص اشکال سے خالی کتاب ہے۔ اسی طرح امیر المومنینؑ نے نہج البلاغہ میں اپنے کلمات میں قرآن کی وضاحت اور روشن بیانی کے بارے میں فرمایا ہے ''قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے کہ جو فریب نہیں دیتا اور ایسا ہدایات کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی وضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا۔ جان لو قرآن کی (تعلیمات) کے بعد کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے) سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے'' (خطبہ ۱۷۴) اس کے باوجود اسلام کے خلاف سازشی ٹولے نے مختلف انداز میں کہا یہ ایک ناقص کتاب ہے۔ اس میں نماز کی تین رکعت کا کہاں ذکر ہے۔ اس میں گاڑی، جہاز کا ذکر کہاں آیا ہے۔ در اصل یہ دھوکہ دہی پر مبنی کلمات حقائق کے خلاف شور شرابہ ہیں۔ جو حقیقت سے عاری ہیں کیا قرآن فلسفی سائنسی ریاضی کی کتاب ہے جس میں فلسفی، ریاضی یا سائنسی مفروضے پیش کریں گے؟ کیا یہ کتاب ٹوریزم کا ہدایت نامہ یا میکانیزم کی ڈیکشنری ہے یا یہ کتاب آئین حیات ہے۔ جبکہ قرآن کتاب آئین ہے جس میں نظام حیات سے متعلق تمام مفروضات کا بیان ہے ازدواج میں منگنی سے لے کر اتہاق تمام مفروضات موت با طلاق یک مسائل بیان ہے یہ اس حوالے سے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے۔

قرآن وہ کتاب ہے جسے پس پشت ڈالنے والوں کے خلاف نبی کریمؐ نے درگاہ الٰہی میں شکایت کی ہے رسول کی حیات میں امت آپ کی اتباع میں محو تھی اور آپ مجسم اور تجسم عملی قرآن تھے اس کے باوجود آپ نے امت کی شکایت کی کہ وہ قرآن کو آگے رکھنے کی بجائے پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔ اسکے مصداق اور شان نزول کو دیکھنا پڑے گا۔ قرآن کریم کو آپ کے بعد کتنے مراحل میں مجبور کیا گیا ہے۔ درحالانکہ اس وقت یہ تصور واضح وعیاں ہے۔ جیسے ایک فرقہ قرآن پر حاکمیت حدیث کا داعی ہے اور دوسرا قرآن پر حاکمیت اہل بیت کا قائل ہے۔ دونوں کا مدعی ایک ہے کہ قرآن ایک ناقص کتاب ہے۔ آئین بشریت کیلئے ایک نا تمام اور نامکمل کتاب ہے اس کی تکمیل وتفہیم حدیث سے ہوتی ہے یا کہتے ہیں قرآن میں یہ حکم نہیں۔ قرآن ایک گونگی اور ساکت کتاب ہے۔ قرآن کے بجائے قرآن کی تفسیر کرنے والے علماء کی باتیں ہمارے لئے حجت ہیں یا قرآن کی طرف سے دعویٰ استنباط رکھنے والوں کے فتویٰ ہمارے لئے حجت ہیں۔ یہ باتیں یہ دعویٰ کہاں تک درست ہیں اور صداقت وحقیقت کے حامل ہیں۔ قرآن کی آیات انہیں رد کرتی ہیں۔

قرآن کے اسماء جلی ہیں کہ یہ کتاب کریم کتاب مبارک ہے۔

اس کی ایک صفت کریم ہے جو جود وسخاء کا مالک ہے۔ اس کا ایک نام مبارکہ بابرکت انصاف کرنے والا ہے اس کا ایک نام ہادی رہنمائی کرنے والا ہے اس کی ایک صفت رحمان رحم کرنے والا ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے نازل شدہ احادیث اور اقوال میں سب سے بہتر منزل قرآن ہے زمر ۵۵ اس کتاب کو اللہ نے بشر کیلئے بشارت والی کتاب کہا ہے یعنی یہ قرآن انسان کو بشارت دینے کے لئے آیا ہے جنت نعمت آخرت دنیا میں سعادت کی بشارت دیتا ہے اور ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ''اے رسول کہہ دیجئے کہ جو شخص بھی جبریل کا دشمن ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ جبریل نے آپ کے دل پر قرآن حکم خدا سے اتارا ہے جو سابق کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہدایت اور صاحبان

ایمان کے لئے بشارت ہے"(بقرہ ۹۷) نمل ۸۹ہدایت و رحمت نحل ۱۰۲ بشارت والی احقاف ۱۲ بصیرت آ گاہی دینے والی کتاب ہے یہ کتاب بلاغ ہے رسا والی کتاب ہے لوگوں کے دلوں میں اترنے والی کتاب ہے ابراہیم ۵۲اس کتاب کی ایک تعریف بینہ ہے یعنی صحیح غلط کو الگ کرنا اس کتاب کی صفات میں ہے۔ یہ مبین ہے انعام ۱۵۷ بقرہ ۸۹ بقرہ ۱۸۵ یونس ۱۵ حج ۱۶ عنکبوت ۴۹ حدید ۹ مبین ہے بیان کنندہ نساء ۱۷۴ یٰس ۶۹ زخرف ۲ نحل ۸۹ جدا جدا کر کے بیان کرنے والا ہے یونس ۳۷ یوسف ۱۱۱ انعام ۱۱۴ اعراف ۵۲ ہود اغرض اس کتاب نے اپنی ہر آیت ابتداء و اختتام پر ہمیشہ سے نقص ابہام اجمال وغیرہ کے منطق کو واضح و روشن الفاظ میں مسترد کیا ہے اس کے باوجود عمامہ پوش عبا پوش اور دعویٰ حجت اسلام علم میں دعویٰ فرعونیت رکھنے والے کمال بے شرمی کے ساتھ کہتے ہیں اس میں سب کچھ نہیں ہے بلکہ قرآن میں بہت سی چیزوں کے احکام نہیں ہیں ۔ان علماء کی قرآن کے خلاف کھلم کھلا جسارت آمیز اتہام دیکھنے کے بعد حقیر کی تالیفات کی مذمت جیسے انکی اردو صحیح نہیں طریقہ صحیح نہیں یا اس پر بندش، انکا پڑھنا حرام ناجائز وغیرہ کی باتیں انسان کیلئے سہل اور گوارا ہیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے اللہ کی کتاب کو اس طرح سے مسترد کیا ہو ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ ان کے بارے میں یہی جملہ صادق ہے جو عقیلہ قریش زینب کبریٰ نے مجلس عبیداللہ بن زیاد میں کہا تھا "ان لوگوں سے نیکی کی توقع کہاں رکھ سکتے ہیں جنہوں نے طیب و طاہر و باصفا کے کلیجے کو چبا کر پھینکا ہے"

خ ۱.۱

کتاب ربکم فیکم مبینا حلاله و حرامه و فرائضه و فضائله

"انھوں نے تمہارے درمیان تمہارے پروردگار کی کتاب کو چھوڑا ہے جس کے حلال و حرام"۔

خ ۱۳۳.۱۳۳

منها: و کتاب الله بین اظهرکم ناطق لا یعیا لسانه، وبیت لا تهدهم ارکانهو عز لاتهزماعوانه.

"کتاب خدا نگاہ کے سامنے ہے یہ وہ ناطق ہے جس کی زبان عاجز نہیں ہوتی ہے اور یہ وہ گھر ہے جس کے ارکان منہدم نہیں ہوتے ہیں یہی وہ عزت ہے جس کے اعوان و انصار شکست خوردہ نہیں ہوتے ہیں"۔

کتاب الله تبصرون به، وتنطقون به، وتسمعون به، وینطق بعضه ببعض، ویشهد بعضه علی بعض ولا یختلف فی الله ولا یخالف بصاحبه عن الله.

"یہ کتاب خدا ہے جس میں تمہاری بصارت اور سماعت کا سارا سامان موجود ہے اس میں ایک حصہ دوسرے حصہ کی وضاحت کرتا ہے اور ایک دوسرے کی گواہی دیتا ہے یہ خدا کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتا ہے اور اپنے ساتھی کو خدا سے الگ نہیں کرتا ہے مگر تم نے آپس میں کینہ و حسد پر اتفاق کر لیا ہے اور اسی گھورے پر سبزہ اگ آیا ہے امیدوں کی محبت میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو اور مال جمع کرنے میں ایک دوسرے کے دشمن ہو شیطان نے تمہیں سرگرداں کر دیا ہے اور فریب نے تم کو بہکا دیا ہے اب اللہ ہی میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابلہ میں ایک سہارا ہے"

خ ۸۵.۸۶

فالله الله ایها الناس، فیما استحفظکم من کتابه، واستودعکم من حقوقه، فان الله سبحانه لم یخلقکم عبثا

"لوگو! اللہ کو یاد رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اور اس کی کتاب کے بارے میں جس کا تم کو محافظ بنایا گیا ہے اور ان حقوق کے بارے میں جن کا تم کو امانتدار بنایا ہے اس لئے کہ اس نے تم کو بے کار نہیں پیدا کیا"۔

وانزل علیکم الکتاب تبیانا لکل شیء و عمر فیکم نبیه ازمانا حتی اکمل له ولکم فیما انزل من کتابه دینه الذی رضی لنفسه.

"وہ کتاب نازل کر دی جس میں ہر شے کا بیان پایا جاتا ہے اور ایک مدت تک پیغمبرؐ کو تمہارے درمیان رکھ چکا یہاں تک کہ تمہارے لئے اپنے اس دین کو کامل کر دیا ہے جسے اس نے پسندیدہ قرار دیا ہے"۔

خ۱۵۷۔۱۵۸

فجائهم بتصديق الذی بين يديه والنور المقتدی به ذلک القرآن فاستنطقوه،ولن ينطق ولكن اخبركم عنه الا ان فيه علم ما ياتي والحديث عن الماضي ودواء دائكم و نظم ما بينكم.

"آپ نے آکر پہلے والوں کی تصدیق کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتداء کی جائے اور وہ یہی قرآن ہے اسے بلوا کر دیکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے"۔

خ۱۶۶۔۱۶۷

ان الله سبحانه انزل كتابا هاديا بين فيه الخير والشر فخلوا نهج الخير تهتدوا،واصدفوا عن سمت الشر تقصدوا......

"پروردگار نے اس کتاب ہدایت کو نازل کیا ہے جس میں خیر وشر کی وضاحت کر دی ہے لہٰذا تم خیر کے راستہ کو اختیار کرو تا کہ ہدایت پا جاؤ اور شر کے رخ سے منہ موڑ لو تا کہ سیدھے راستہ پر آجاؤ"۔

خ۱۷۵۔۱۷۶

واعلموا ان هذا القرآن هو الناصح الذی لا يغش والهادی الذی لا يضل والمحدث الذی لا يكذب وما جالس حذا القرآن احد الا قام عنه بزيادة او نقصان زيادة في هدى او نقصان من عمى واعلموا انه ليس على احد بعد القرآن من فاقة ولا لا حدقبل القرآن من غنى فاستشفوه من ادوائكم واستعينوا بى على لاوائكم فان فيه شفاء من اكبر الداء وهو الكفر والنفاق والغي والضلال فاسالوا الله به وتوجهوا اليه بحبه ولا تسالوا به خاتمه انه ما توجه العباد الى الله تعالى بمثله واعلموا انه شافع مشفع وقائل ......وان الله سبحانه لم يعظ احدا بمثل هذا القرآن فانه حبل الله المتين و سببه الامين وفيه ربيع القلب وينابيع العلم وما للقلب جلاء غيره مع انه قد ذهب المتذكرون وبقي الناسون او المتناسون.

"یاد رکھو کہ یہ قرآن وہ ناصح ہے جو دھوکہ نہیں دیتا ہے اور وہ ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے وہ بیان کرنے والا ہے جو غلط بیانی سے کام لینے والا نہیں ہے کوئی شخص اس کے پاس نہیں بیٹھتا ہے مگر یہ کہ جب اٹھتا ہے تو ہدایت میں اضافہ کر لیتا ہے یا کم از کم گمراہی میں کمی کر لیتا ہے یاد رکھو! قرآن کے بعد کوئی کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا اور قرآن سے پہلے کوئی بے نیاز نہیں ہوسکتا اپنی بیماریوں میں اس سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو کہ اس میں بدترین بیماری کفر و نفاق اور گمراہی و بے راہ روی کا علاج بھی موجود ہے اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو اور اس کی محبت وسیلہ سے اس کی طرف رخ کرو اور اس کے ذریعہ مخلوقات سے سوال نہ کرو اس لئے کہ مالک کی طرف متوجہ ہونے کا اس کا جیسا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یاد رکھو وہ ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا بولنے والا ہے جس کی بات مصدقہ ہے جس کے لئے قرآن روز قیامت سفارش کردے۔

پروردگار نے کسی شخص کو قرآن سے بہتر کوئی نصیحت نہیں فرمائی ہے کہ یہی خدا کی مضبوط رسی اور اس کا امانت دار وسیلہ ہے اس میں دلوں کی بہار کا سامان اور علم کے سرچشمے ہیں اور دل کی جلاء اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے اب اگرچہ نصیحت حاصل کرنے والے جاچکے ہیں اور صرف بھول جانے والے یا بھلا دینے والے باقی رہ گئے ہیں"۔

خ۱۶۸۔۱۶۹

ان الله بعث رسولا هاديا بكتاب ناطق وامر قائم لا يهلک عنه الا هالک

ولكم علينا العمل بكتاب الله تعالىٰ و سيرة رسول الله صلى الله عليه والہٖ وسلم والقيام بحقه والنعش لسنته.

"اللہ نے اپنے رسول ہادی کو بولتی کتاب اور مستحکم امر کے ساتھ بھیجا ہے اس کے ہوتے ہوئے وہی ہلاک ہوسکتا ہے جس کا مقدر ہی ہلاکت ہو۔تمہارے لئے میرے ذمہ یہی کام ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کروں ان کے حق کو قائم کروں اور ان کی سنت کو بلند و بالا قرار دوں"۔

خ۱۹۷۔۱۸۹

ثم انزل علیه الکتاب نوراً لا تطفا مصابیحه وسراجالا یخبو توقده وبحرا لا یدرک قعره ومنهاجا لا یضل نهجه وشعا عاً لا یظلم ضووه و فرقانا لا یخمد برهانه و تبیانا لا تهدم ارکانه و شفاء لا تخشی اسقامه،وعزاً لا تهزم انساره و حقاً لا تخذل اعوانه فهو معدن الایمان و بحبوحته و ینابیع العلم و بحوره ورياض العدل و غدرانه و اثافی الاسلام و بنیانه واودية الحق و غیطانه و بحر لا ینزفه المستنزفون و عیون لا ینضبها الماتحون و مناهل لا یغیضها الوردون و منازل لا یضل نهجها المسافرون واعلام لا یعمی عنها السائرون وآکام لا یجوز عنها القاسدون جعله الله ریا

العطش العلماء و ربیعا لقلوب الفقهاء و محاج لطرق الصلحاع ودواء لیس بعده داء ونوراً لیس معه ظلمه وحبلاً و ثیقا عروته و معقلاً منیعا ذروته وعزا لمن تولاه وسلما لمن دخله وهدی لمن ائتم به وعزرا لمن انتحله وبرهانا لمن تکلم به وشاهدا لمن خاصم به وفلجا لمن حاج به وحاملاً لمن حمله ومطیة لمن اعمله وآیه لمن توسم وجنة لمن استلام وعلماً لمن وعیٰ وحدیثاً لمن رویٰ وحکماً لمن قضیٰ

''اس کے بعد ان پر اس کتاب کو نازل کیا جس کی قندیل بجھ نہیں سکتی ہے اور جس کے چراغ کی لو مدھم نہیں پڑسکتی ہے وہ ایسا سمندر ہے جس کی تھا اہل نہیں سکتی ہے اور ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے ایسی شعاع ہے جس کی ضو تاریک نہیں ہو سکتی ہے اور ایسا حق و باطل کا امتیاز جس کا برہان کمزور نہیں ہو سکتا ہے ایسی وضاحت ہے جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسی شفا ہے جس میں بیماریوں کا کوئی خوف نہیں ہے ایسی عزت ہے جس کے انصار پسپا نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسا حق ہے جس کے اعوان بے یارو مددگار نہیں چھوڑے جاسکتے ہیں۔

یہ ایمان کا معدن و مرکز علم کا سرچشمہ اور سمندر عدالت کا باغ اور حوض' اسلام کا سنگ بنیاد اور اساس' حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے یہ وہ سمندر ہے جسے پانی نکالنے والے ختم نہیں کرسکتے اور وہ چشمہ ہے جسے اچھنے والے خشک نہیں کرسکتے ہیں وہ گھاٹ ہے جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کرسکتے ہیں اور وہ منزل ہے جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے ہیں وہ نشان منزل ہے جو راہ گیروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ٹیلہ ہے جس کا تصور کرنے والے آگے نہیں جاسکتے ہیں۔

پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ فقہا کے دلوں کی بہار صلحاء کے راستوں کیلئے شاہراہ قرار دیا ہے یہ وہ دوا ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا ہے۔وہ نور ہے جس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے،وہ ریسمان ہے جس کے حلقے مستحکم ہیں اور وہ پناہ گاہ ہے جس کی بلندی محفوظ ہے چاہنے والوں کیلئے عزت' داخل ہونے والوں کیلئے سلامتی اقتداء کرنے والوں کے لئے ہدایت نسبت حاصل کرنے والوں کیلئے حجت بولنے والوں کیلئے برہان اور مناظرہ کرنے والوں کیلئے شاہد ہے بحث کرنے والوں کیلئے کامیابی کا ذریعہ' اٹھانے والوں کیلئے بوجھ بٹانے والا عمل کرنے والوں کیلئے بہترین سواری' حقیقت شناسوں کیلئے بہترین نشانی اور اسلحہ سجنے والوں کے لئے بہترین سپر ہے فکر کرنے والوں کیلئے علم اور روایت کرنے والوں کیلئے حدیث اور قضاوت کرنے والوں کیلئے قطعی حکم اور فیصلہ ہے''۔

قرآن کریم دلیل بر وحدانیت اللہ یا توحید الوہیت کے ساتھ ختم نبوت کی دلیل بننے کے بعد مصدر شریعت ہے فروع اسلامی کے تمام احکامات تمام کلیات آیات محکمات کی صورت میں بیان ہوا ہے لہٰذا قرآن فرماتا ہے ''فیه تبیان کل شی ء'' اس میں ہر چیز کا حکم بیان ہے ''لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین'' ہے مثلاً اس وقت ہمارا موضوع حج ہے حج کے تمام ارکان قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں لیکن مسلمانوں کے بہت سے فرقے بدقسمتی سے تاسف آوری کی مثال بنے ہوئے ہیں جیسے شیعہ کہتے ہیں ہمارے پاس ادلہ اربعہ ہے۔اللہ نے سورہ فرقان کی آیت ۳۰ میں بیان کیا ہے اس نے میری اس کتاب کو پیچھے چھوڑا ہے لوگ تنہا قرآن کو پیچھے نہیں چھوڑتے بلکہ ناروا اور ناجائز تہمت والزام لگا کر تیر مارتے ہیں۔کوئی کہتا ہے یہ ناقص ہے اس میں سب چیزیں نہیں ہیں بعض کہتے ہیں قرآن صحیح ہے لیکن اس کو حدیث کے ذریعہ سمجھنا چاہیے مفسرین کے ذریعہ سمجھنا چاہیے اہل بیت کے ذریعہ سمجھنا چاہیے۔دوسرے معنوں میں اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہاں قرآن نہیں بلکہ حدیث ہے اور اہل بیت ہیں۔یہ عملی زندگی میں قرآن کو مسترد کرتے ہیں انھوں نے اہل بیت اور سنت دونوں کو پیچھے چھوڑا ہے یہ گروہ علماء دینی کو حجت سمجھتے

ہیں۔یہ کہنا غلط نہیں ہوگا وہ یہاں حج کو کنارے پر لگانے کیلئے آتے ہیں۔قرآن کا کیا مقام ہے،قرآن خود اپنے بارے میں کیا فرماتا ہے پیغمبرؐ نے کیا فرمایا انھیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔

قرآن شب قدر کی راتوں میں:

ماہ مبارک رمضان کا مہینہ نزول قرآن بعثت خاتم الانبیاء کا مہینہ جو قیام قیامت تک کیلئے کتاب وخاتم نبی جاوید ہوگا۔یقیناً اس رات سے بابرکت کونسی رات ہوگی اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں کتاب کامل اور نبی خاتم دیئے ہیں شریعت اسلام کی بقاء ودوام انہی دو سے وابستگی وہم بستگی میں مضمر ہے ان دو میں سے ایک سے وابستگی غلو یا افراط ہوگا۔ان دو سے ہٹ کر کوئی کتاب یا ہستی سے تمسک انحراف ضلالت وگمراہی ہوگا۔اسی تناظر میں ان دو سے تمسک کرنے میں بھی انحراف کے راستے نکالے گئے ہیں۔مثلاً نبی سے تمسک میں سجاوٹ میلہ چراغاں انواع واقسام خورد ونوش کی فراوانی ملک میں افراط وتفریط،نظام زندگی میں تعطل قرآن کے نام سے محافل،شبیہ کا انعقاد،شب رات شب قدر کے احیاء کے نام سے نمازوں اوراذکار بے سند اسنادکی ترویج قرآن سے تمسک کی اپاہجی،لوگوں میں شوق ورغبت میں نمایاں کمی کا باعث بن رہی ہے جوکہ اہل فکرو دانش و دردمند اسلام کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان راتوں کو بیداری میں گزرانے والوں کو معاشرے میں رائج نظام کفر کو ہر آئے دن نظام اسلام کو بے دخل کرنے کا ادراک واحساس نہیں ہوتا ہے۔

قِران:[موسوعہ فقہیہ ج۳۳ص۸۰]

قران ایک چیز کو دوسرے چیز کے ساتھ جمع کرنے کو کہتے ہیں اگر کسی نے کسی سائل کو دو اونٹ ساتھ دیئے اس کیلئے کہتے ہیں قران واحد قران۔اس رسی سے دونوں جوڑے ہوئے ہیں۔قرآن اس رسی کو بھی کہتے ہیں اصطلاح فقہی میں عمرہ وحج دونوں کے لئے ساتھ محرم ہونے کو کہا جاتا ہے۔حج افراد وہ ہے جو صرف حج کیلئے محرم ہوتا ہے۔

قران کا ارکان: قران اعمال حج وعمرہ دونوں کو ایک احرام میں بجالاتا ہے اس کے ارکان اور عمرہ کا ایک احرام ہے۔

قران المنازل: یہ مکہ سے ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے طائف سے آنے والے یہاں سے احرام باندھتے ہیں یہاں ایک وادی ہے جس کے پہاڑوں سے سیلاب آتا ہے اس لئے اس کو ''وادی سیل'' بھی کہتے ہیں اس وادی کے قریب ہی ایک اور وادی بھی ہے جہاں سے بھی حاجی احرام باندھتے ہیں یہ دونوں وادیاں آپس میں متصل ہیں اور اسی وجہ سے اس مقام کو قران المنازل کہتے ہیں۔

☆☆☆☆

حرف "ک"

کاروان:

یہ کلمہ فارسی ہے اسکا معنی آگاہ، تجربہ کار اور باہنر ہے۔ علمائے اعلام آداب سفر کے حوالے سے فرماتے ہیں تنہا سفر کرنے میں کراہت ہے۔ بلکہ سفر کسی آگاہ، تجربہ کار کی معیت میں کیا جائے تاکہ مشکلات ومصائب سے بچا جا سکے۔ یہ آداب سفر حج میں شدت اختیار کر جاتے ہیں۔اس لئے کہ حج پر جانے سے پہلے اسے تمام احکام ومسائل کے ساتھ ایک آگاہ کی معیت بھی ضروری ہوتی ہے۔ ہم نے اسکی ضرورت کو اس وقت درک کیا جب ہم اکیلے حج پر گئے اور جو مشکلات ہمیں درپیش آئیں۔جس میں نقل وحرکت کے علاوہ چھوٹے چھوٹے مسائل بھی شامل تھے۔

اس کی ایک مثال ایک دفعہ ہم چھ آدمی تھے منیٰ عرفات جانے کیلئے حکومت پاکستان یہیں سے ان بسوں کا کرایہ کاٹتے ہیں وہاں جا کر بس میں سوار ہونا ہی ہے چنانچہ اس دفعہ کاروان حیدری اور چند دیگر کاروان تھے ان سے درخواست کی کہ ہم چھ آدمیوں کو بس میں جگہ دیں تو ہم سے انھوں نے چالیس ریال مانگے اس طرح عرفات کے میدان میں کاروان سلمان کے نمائندین قبلہ صادق حسن سے کہا ہم چھ آدمیوں کو جگہ دیں تو وہ راضی نہیں ہوئے آخر میں ایک دوست عمران نے ہم کو بس میں سوار کیا جو خوش قسمت نکلا۔

اسی طرح اگر کہیں کسی ضرورت کیلئے جانا ہے تو کسی اجنبی سے کہنا پڑا کہ آپ میرے سامان کا خیال رکھیں میں ابھی واپس آتا ہوں۔غرض ایسی صورت میں دار توحید میں شرک اپنانے کے مترادف ہے علاوہ ازیں تمام انسان یکساں نہیں ہوتے۔ رفاقت سفر کی ضرورت بڑھتے بڑھتے کاروانوں کی تشکیل کا سبب بنی۔اور آخر کار یہ کاروان ایک ٹرسٹ اور ایجنسی کی صورت اختیار کر گئے اور انکی سربراہی ایسے لوگوں کے ہاتھ آئی جو ہر قسم کی دھاندلی میں مہارت رکھتے ہیں اگر کسی چیز میں مہارت نہیں رکھتے وہ صرف اور صرف اسلام اور حج ہے۔ آخر میں یہ کاروان غالیوں کے نمائندے ثابت ہوئے۔ملک کے طول وعرض میں کاروانوں نے اپنے لئے صدر اسلام کے برجستہ پاک وپاکیزہ چہرہ رکھنے والی ہستیوں کے ناموں سے خود کو متصل کیا ہے۔تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا جائے ان کاروانوں میں کاروان لاہور حیدری وغیرہ، کاروان کراچی سلمان، کاروان بلال، کاروان ابوذر، کاروان مصطفیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

کاروان خراسان:

۱۴۳۰ھ کو ہم نے کاروان خراسان میں اپنے بیٹے اور اہلیہ اور جناب محمد نواز صاحب کے نام پر حج فارم پر کئے جس میں ۲ لاکھ ۵ ہزار فی فرد لیا گیا تھا۔آخری دنوں میں انہوں نے حج کے سلسلہ میں ایک پروگرام انچولی میں کسی ہال میں منعقد کیا جس میں ہمارے بیٹے اور محمد نواز نے شرکت کی۔وہاں ہمیں پتہ چلا کہ کاروان خراسان نے ہمیں کاروان نجات کو فروخت کر دیا ہے جس کی فقہی مسولیت جناب قبلہ آقا کاشف رضا صاحب کے ہاتھوں میں تھی جو فارغ از حوزہ علمیہ قم مدرس مدرسہ امام حسین فاؤنڈیشن اور حالیہ جامعہ امامیہ کے اسامید میں سے تھے۔ ہم سے کاروان والوں نے ۲ لاکھ ۵ ہزار فی نفر بغیر قربانی اور کھانے کے لئے تھے کھانا ان سے نہ لینا ہماری شرط تھی جس کی وجہ سے ہم نے مکہ میں ان کے کھانے میں شرکت نہیں کی جبکہ انھوں نے بارہا اسرار کیا تھا کہ آپ کی اس رقم میں کھانا بھی شامل ہے۔تو ہم نے انھیں کہا ہم خیراتی کھانا نہیں کھاتے۔

اتفاق سے اس کاروان میں فرزند رشید خلف صالح قبلہ آقا کرامت صاحب بانی جامعہ المصطفیٰ لاہور بھی شامل تھے کراچی ایئرپورٹ سے ہمارا ان سے تعارف نہیں ہوا لیکن مکہ پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنا مکمل تعارف کروایا اور بتایا انہوں نے ۱۶ سال آقا تبریزی کے درس خارج میں پڑھا ہے۔جب وہ قبل از نماز صبح عمرہ مفردہ کر کے حرم سے واپس آرہے تھے تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ اتنی بدعتیں کیوں انجام دی جاتی ہیں تو ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا ہم نے ان کی خدمت میں مناسک حج سادہ اور استدلالی دونوں کو پیش کیا لیکن انھوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

مکہ سے مدینہ گئے اور مدینہ سے واپسی رات کو ہوئی صبح ہوتے ہی ہم عمرہ مفردہ کے لئے گئے عمرہ سے فارغ ہو کر جب اپنے کمرے میں پہنچے تو وہاں ۳ بزرگ بیٹھے تھے جن میں سے ایک ہمارے ملک کے بڑے صوبائی افسر بھی شامل تھے جو گلستان بھی کافی عرصہ رہ چکے تھے انہوں نے ہم سے سوال کیا آپ کہاں سے

ہیں ہم نے انھیں بتایا کراچی سے اس پر انھوں نے کہا آپ کی اصل کہاں سے ہے ہم نے بتایا بلتستان سے۔اس پر انھوں نے کہا میں بلتستان میں چار سال پولیس افسر رہا ہوں۔ہم نے باتوں باتوں میں ان سے سوال کیا کہ کاروان نے آپ سے کتنے وصول کئے ہیں تو انھوں نے ہمیں بتایا دو لاکھ ۷۵ ہزار تو ہم نے ان سے عرض کیا ہم تو مولوی ہیں ہم بے وقوف بن جاتے ہیں اور رہبر داڑھی والے نمازی کے دھوکہ میں آجاتے ہیں آپ جو دوسروں کو مرغا اور بکرا بناتے ہیں کیسے خود ان کے ہاتھوں بکرا بن گئے؟

ہم قربانی کے بدلہ میں روزے رکھ رہے تھے انہوں نے ہم سے پوچھا کونسے روزے رکھ رہے ہیں ہم نے انھیں بتایا ہم قربانی کے بدل میں رکھ رہے ہیں۔ انھوں نے وجہ پوچھی تو ہم نے بتایا کہ ہمیں ان کی قربانی کے بارے میں شک ہے آیا یہ لوگ قربانی کرتے بھی ہیں یا نہیں۔اس پر ان کا دماغ چل گیا اور انھوں نے کہا ہم خود قربان گاہ جائیں گے چنانچہ وہ قربان گاہ تشریف لے گئے ان کی وجہ سے اس دن اس کاروان کے کسی بھی فرد کی قربانی نہیں ہوئی قبلہ کاشف صاحب نے ان افراد کو فون پر فتوی سنایا چونکہ ہم آپ لوگوں کی قربانی کا معاملہ طے کر چکے ہیں اس لئے آپ حضرات سر منڈوا سکتے ہیں ان کے مسائل شرعی فتوی مجتہدین ہیں۔یہ قرآن وسنت کو پہلے سے چھوڑے ہوئے تھے لیکن مناسک حج مجتہد کو پیچھے چھوڑ کر فتوی دینے کا یہ پہلا نمونہ دیکھنے میں آیا ہے۔قربانی کا پیسہ وہ ملک میں جانے سے پہلے یا وہاں پہنچ کر ادا کرتے ہیں اگر وہ دھاندلی میں ملوث نہیں تو انھیں کیوں غصہ آتا ہے۔اسی طرح اسی سال ہم نے قربانی کی تشکیک اور کاروانوں کے بارے میں ایک پمفلٹ تقسیم کیا تو ایک اور پولیس انسپکٹر جو کاروان امین اللہ میں تھے انھوں نے یہ کاروان امین اللہ کو دکھایا۔انھوں نے اسے بھی اپنا بکرا بنا لیا تھا۔کاروان آئے دن لوگوں کو ایام حج میں بکرا بناتے ہیں انھوں نے ایک حاجی سے دو لاکھ ۴۵ ہزار وصول کئے لیکن جدہ پہنچنے کے بعد جوفہ جانے کیلئے دوبارہ ان سے ۱۰۰ ریال لے لئے۔ تب بھی یہ انسپکٹر صاحب اور ان کے ستائے ہوئے بڑے سرمایہ دار حاجی ہادی صاحب کچھ نہیں بولے۔ان کی تمام شرافت دین کیلئے قربانیاں، صرف حج کے موقع پر ان کاروانوں کی دھاندلیوں کے لئے ہیں۔کاش یہ افراد ایسی شرافت کا واپس جا کر عوام کے سامنے بھی اظہار کرتے۔

کاروانوں کا حج سے سلوک:

۱۔ حجاج کو سمجھاتے ہیں آپ نے وہاں کسی سے میل ملاپ نہیں رکھنا۔بلکہ کنویں کے بیل کی طرح رہنا ہے۔کیونکہ انھوں نے انھیں قربانی کا بکرا بنانا ہوتا ہے۔

۲۔ حاجیوں کو حرم سے دور رکھتے ہیں۔جبکہ سابق زمانے میں اپنے کاروانوں کی امتیاز پیسہ زیادہ وصول کرنے کا جواز حرم سے نزدیک رہائش کو گردانتے تھے۔

۲۔ اپنی رہائش گاہ میں نماز جماعت قائم کرتے ہیں تا کہ حاجی مسجد مکہ ومدینہ سے دور رہیں۔

۳۔ کھلے الفاظ میں حرم میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اور اسکے لئے انھوں نے مختلف مسائل بھی گڑھے ہیں۔

۴۔ حج میں تقرب اللہ اور اطاعت ہے۔لیکن یہ کم سے کم درجے کے اعمال ادا کرنے کی تشویق دلاتے ہیں۔

۵۔ جن اعمال کی طرف یہ رہنمائی کرتے ہیں وہ قرآن وسنت اور سیرت اہل بیت اطہار واصحاب کے برخلاف ہیں۔

کسر اصنام:[اخبار مکہ جلد ا صفحہ ۱۳]

واقدی سے نقل ہے جب فتح مکہ ہوا تو پیغمبرؐ نے سرایا یعنی فوجی دستے بھیجنے کا حکم دیا تو ایک دستہ خالد بن ولید کی قیادت میں عمر ابن حبتہ الطفیلی بن عمر والدوسی کے پاس بت عزیٰ کو جلانے کے لئے بھیجا۔

۲۔سعد ابن عبید الشہلی کو مشعل میں منات کو جلانے کے لئے بھیجا انہوں نے اس کو گرایا عمر ابن عاص کو سواع بت جو قبلہ حذیل کے پاس تھا اس کو گرانے کے لئے دستہ دیکر بھیجا۔عمرو بن عاص کہتے ہیں میں جب اس کے پاس پہنچا تو اس بت کے پاس اس کا خادم بیٹھا ہوا تھا۔اس نے عمرو عاص سے کہا کیا چاہتے ہو تو عمرو عاص نے کہا رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو گرا دو میں اس لئے آیا ہوں تو اس نے کہا تم اس کو نہیں گرا سکتے یہ تمہیں اپنے آپ کو گرانے نہیں دے گا۔عمرو عاص نے کہا افسوس ہو تم پر کبھی تم نے غور کیا یہ سنتے نہیں اس بت کو عمرو عاص نے لاٹھی سے مارا اور ساتھیوں سے کہا اس کو گرا دو جب وہ گرا تو اس سے کچھ نہیں نکلا تو عمرو عاص نے خادم سے کہا دیکھو اس نے ہمارا کیا بگاڑا ہے۔اس پر وہ کہنے لگا میں اللہ پر ایمان لایا۔جب افغانستان میں طالبان کی حکومت میں وہاں نصب شدہ بڑے بت کو توڑا گیا تو قبلہ مرتضیٰ زیدی صاحب کیلئے یہ موضوع مخالفتِ طالبان بنا گویا ان کے پاس بت پرستوں سے ہماہنگی مصالحت ہے۔

کسوۃ کعبہ: [کتاب کعبۃ والحج ص۱۶۰]

دور جاہلیت میں کسوہ کعبہ کسی خاص فرد یا گروہ سے مربوط نہیں تھا۔ جو چاہتا کعبہ پر پردہ چڑھا سکتا تھا۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ سب سے پہلا پردہ بادشاہ تبع یمن نے چڑھایا۔ کہتے ہیں ایک دفعہ وہ سفر میں کعبہ سے قریب ہوا تو اسکی ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو قبیلہ ہزیل سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اس سے کہا اے بادشاہ کیا ہم آپ کو ایک بڑے خزانے کی طرف رہنمائی کریں جس پر آپ سے پہلے کے بادشاہوں کی نظریں نہیں پڑیں۔ اس نے کہا مکہ میں ایک گھر ہے جس کی بہت سے لوگ پوجا کرتے ہیں اور وہاں دعا کرتے ہیں وہاں خزانہ ہے۔ یہ مشورہ بدنیتی پر مشتمل تھا تا کہ وہ اس لالچ میں کعبہ پر حملہ کرے اور اسکا انجام برا ہو کیونکہ اس سے پہلے کعبہ کو چھیڑنے والے غم واندوہ میں مبتلا ہوئے تھے۔ بادشاہ نے اپنے مشیروں کے سامنے اس مشورے کو رکھا اور رائے طلب کی۔ انھوں نے کہا آپ کو یہ مشورہ کسی نے بدنیتی کی بنا پر دیا ہے کیونکہ یہ زمین پر اللہ کا گھر ہے جسے اس نے اپنے سے منسوب کیا ہے۔ اگر آپ نے یہ بات مانی تو تباہ ہو جائیں گے بلکہ اس گھر کا طواف کریں اور اسکی عزت وتکریم کریں، وہاں اپنا سر منڈوائیں اور یہاں سے نکلتے تک خود کو خاضع رکھیں۔ یہ ہمارے باپ ابراھیم نے تعمیر کیا ہے لیکن یہاں کے اہل ہمارے اور اسکے درمیان حائل ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس گھر کو بتوں سے بھر دیا ہے۔ اس امن والے گھر کے پاس خون بہاتے ہیں۔ بادشاہ نے انکے مشورے پر عمل کیا اور قبیلہ ہزیل کو بلوا کر انکے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور خود مکہ کی طرف چل پڑا۔ کعبہ کی تعظیم وتکریم کی اور چھ دن وہاں گذارے۔ اس نے رات کو خواب دیکھا وہ کعبہ پر پردہ چڑھا رہا ہے۔ اس نے خصف کے نام سے ایک چابی بنوائی۔ کہتے ہیں وہاں اس نے ایک شعر بھی لکھا۔ یہاں سے ہر سال کعبہ پر قیمتی، چمکدار اور اس دور کی ہر قسم کی آرائش سے ملبوس پردہ چڑھایا جانے لگا۔

کسوہ کی تعداد: زمانہ قدیم میں لوگ اسکے پابند نہیں تھے کہ کعبہ پر پردے چڑھائیں۔ ہر پردے کی شکل وصورت مختلف تھی۔ جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی اور پردے کی بات آئی تو ہر قبیلے نے مختلف قسم کے پردے چڑھائے۔ یہاں تک دور ابی ربیعہ بن مغیرہ جو اپنے زمانے کا مالدار شخص تھا اس نے کہا اس کعبہ پر میں پردہ چڑھاؤں گا اور ایک سال تم سب مل کر یہ کام کرو گے۔ یہاں سے اس کا لقب عدل قریش یعنی مقابل وبرابر قریش ہو گیا۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا ہر کوئی بہتر انداز میں کعبہ پر پردہ چڑھاتا۔ سب سے پہلی خاتون جس نے کعبہ پر پردہ چڑھایا وہ حضرت عباس بن مطلب کی والدہ ہیں۔ انکا ایک بیٹا جو نابینا تھا وہ گم ہو گیا یہ پیغمبر کے چچا حضرت عباس کا بھائی تھا۔ چنانچہ یہ خاتون اسکی تلاش میں رہی اور نذر کی اگر میرا بیٹا مل گیا تو میں کعبہ پر پردہ چڑھاؤں گی۔ کچھ عرصہ بعد اسے اپنا بیٹا مل گیا تو اس نے ضریح و دیباج کا کسوہ چڑھایا۔

دور اسلام میں کسوہ: جاہلیت کے بعد سب سے پہلا کسوہ رسول پاک نے حبر یمانی سے کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عمر وعثمان نے مصری ہبرہ سے کسوہ کیا۔ حضرت عمر کے زمانے میں پرانا کسوہ تقسیم کر کے حاجیوں کو دیتے تھے۔ ابن عمر نے قباطی انماطی سے کسوہ کیا۔ ۱۶۰ھ میں مہدی عباسی کے دور میں خدام کعبہ نے مہدی کو لکھا کہ کعبہ پر پردوں کا وزن زیادہ ہو گیا ہے اور اسکی دیوار گرنے کا خطرہ ہے تو اس نے حکم دیا کہ سب پردوں کو ہٹا دیا جائے اور صرف ایک پردہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ اس دور سے ابھی تک ایک پردہ چلا آرہا ہے۔ مامون عباسی کے دور میں ہر وقت ایک ہی پردہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن وہ سال میں تین مرتبہ تبدیل ہوتا تھا۔ ایک پردہ رجب میں تبدیل ہوتا تھا دوسرا اور تیسرا یوم ترویح کو تبدیل ہوتا تھا۔ اس زمانے سے قسوہ حکومتوں سے مخصوص ہو گیا۔ خلفائے عثمانی مصر سے کسوہ لاتے تھے۔ پھر حجاز کے امیروں میں سے ایک نے دوسروں کو روک کر خود کسوہ لگانا شروع کیا اور اس عزت وافتخار کو اپنے سے مخصوص کیا۔

کعبہ مشرفہ:

کعبہ بیت اللہ حرام قبلہ مسلمین مطاف زائرین حرم امن ہے جس کے بانی ابو الانبیاء ابراہیم خلیلؑ اور ان کے معاون ان کے فرزند اسماعیل ہیں۔ کعبہ ایک مکعب شکل میں ہے۔ خالص سخت پتھر سے بنایا گیا ہے اس وقت اس کی بلندی ۱۵ میٹر جس کی چوڑائی میزاب سے اور مقابل میزاب میں ۱۰ میٹر اور ۱۰ سینٹی میٹر ہے اور جہاں کعبہ کا دروازہ ہے۔ مشرق ومغرب میں اس کی چوڑائی ۱۲ میٹر ہے۔ قدیم زمانہ سے کعبہ مکعب شکل میں ہے اسی وجہ سے اس کو کعبہ کہتے ہیں۔ کعبہ کی ابتدائی دیوار ایک پتھر پر دوسرا پتھر رکھا ہے اس میں کوئی مٹی وغیرہ نہیں رکھی۔ اس کی ارتفاع ۹ فٹ ہے اسماعیلؑ کے ایک ہاتھ کی بلندی پر تھا اس پر چھت نہیں تھا دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا۔ سب سے پہلے اس پر غلاف چڑھانے والے بادشاہ یمن ہیں۔ اس کے بعد چادر چڑھانے والے عبد المطلب ہیں انھوں نے ایک دروازہ بنایا جس پر سونے کا

رنگ لگایا۔

کعبہ کی خصوصیت:

خصائص وامتیازات کعبہ میں ہے کہ یہ نماز میں قبلہ مسلمین ہے۔ کعبہ کی طرف منہ نہ کریں تو نماز باطل ہوجاتی ہے سوائے نماز خوف کے یا انسان سفر میں کسی سواری پر ہو تو اس وقت مستحب نماز کعبہ کی طرف رخ کئے بغیر پڑھی جاسکتی ہے لیکن واجب نماز کیلئے ضروری ہے کہ رخ کعبہ کی طرف ہو۔ غائبین کا رخ خود کعبہ ہے۔ کعبہ مشرفہ روئے زمین میں بندگان خدا سے امتحان وآزمائش اطاعت وبندگی کا ایک وسیلہ ہے چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنے فرمان میں فرمایا اللہ کریم نے آدم سے لے کر آئی یومنا ھذا اور تا قیام قیامت ایک گھر جو پتھر ومٹی سے بنایا ہے۔ اس کے ذریعے امتحان لیا ہے۔ دنیا کے ارباب اقتدار، نوابغ، عقلا، فقہا انبیاء واولیاء کس طرح اس بیت کے سامنے اطاعت وبندگی اللہ کی خاطر کس حد تک خشوع وخضوع کرتے ہیں یہ ایک آزمائش ہے لیکن غلات باطنیہ نے اس اطاعت وبندگی کے تصور سے خلق اللہ کو نکالنے کے لئے اس کے بارے میں بہت سی احادیث از خود وضع کی ہیں جس طرح تفسیر قرآن وضع کی ہیں تاکہ قرآن سے استفادہ کو مشکل یا ناممکن بنائیں اسی طرح کعبہ کے اردگرد مختلف جگہوں کو دعا کی قبولیت کے لئے مشہور کیا ہے۔ حالانکہ یہ پورا گھر استجابت گاہ بتایا ہے کہ یہاں دعا کریں گے تو قبول ہوگی۔ یہ اللہ کا ہے اس گھر کی ایک ایک جگہ اللہ کو پسند ہے کوئی ایک اینٹ بہت پسند ہے ایسا سمجھنا غلط ہے کیونکہ یہ سب قرآن وسنت سے متصادم ومتعارض فکر ہے۔

کعبہ میں اصنام:

ابو الولید نے اپنے جد سے انہوں نے محمد ابن اسحاق کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ کعبہ کے اندر دروازے کے دائیں طرف ایک کنواں تھا جس کی گہرائی ۳ ہاتھ تھی۔ ابراہیم اور اسماعیل نے یہ کنواں اس لئے کھودا تھا تاکہ اس میں کعبہ کو ملنے والے تحائف وہدایہ کو رکھا جائے۔ گزشتہ زمان کے بعد کعبہ کی ریاست وزعامت جب عمر ابن لحی کو ملی تو انہوں نے شام سے ایک بت جس کا نام ہبل تھا لایا' یہ بت قریش کا سب سے بڑا بت تھا۔ اس کو اس نے کعبہ کے اندر کنویں کے اوپر رکھا اور لوگوں کو اس کی پرستش کرنے کا کہا جب کوئی شخص سفر سے واپس مکہ آتا تو پہلے اس بت کے پاس حاضری دیتا تھا اور پھر طواف کرتا تھا اس بت کے سامنے سر منڈھوا تا تھا پھر گھر جاتا تھا۔ بت ہبل وہی بت ہے جسکے بارے احد کے دن ابوسفیان نے کہا تھا اعلیٰ حبل، ہبل کے دین کو بلند کرو، مسلمانوں سے خطاب کرکے کہا لنا الحبل تو پیغمبر نے فرمایا۔ اللہ اعلیٰ واجل ہمارا اللہ تمہارے بتوں سے بہت بلند وانچا ہے۔

کعبہ میں ایک کنواں تھا عرب اس کو اخشف کہتے تھے محمد ابن اسحاق نے کہا ہے ہبل بت کے پاس کعبہ میں سات برتن تھے۔ ہر ایک میں ایک خط تھا ایک پر افصل لکھا تھا۔ ایک پر نعم یعنی ہاں یہ کرو۔ ایک پر لا یعنی یہ نہ کرو۔ ایک پر منکم یعنی تم میں سے ہے۔ ایک پر غیر کم یعنی غیر ہے۔ اور ایک پر لایا لکھا تھا۔

اگر کسی کا عقل نامی ظرف نکلتا تو اسے عاقل سمجھتے تھے۔ اگر نعم نکلتا تو وہ کام کرتے تھے اور اگر لا نکلتا تو وہ کام نہیں کرتے تھے۔ اگر پانی کے لئے کنواں کھودنا چاہتے تھے تو اس برتن کو ہلاتے تھے جو برتن نکلتا اس پر عمل کرتے تھے۔ اگر کسی غلام کا ختنہ کرنا چاہتے یا کسی کی ازدواج کرنا چاہتے یا مرد کو دفن کرنا چاہتے یا کسی کی نسل میں شک کرتے اور اس سے کوئی چیز دینے کا معاملہ کرتے اس برتن کے مالک سے درھم واونٹ کا معاملہ کرتے مالک کو برتنوں کے قریب لے جاتے اور کہتے ہمارے لئے فال نکالو اس شخص سے کہتے اس کو ہلا دو۔ اگر منکم نکلتا تو اسے اپنے سے مانتے اور من غیر کم نکلتا تو حلیف مانتے تھے۔ اگر ملعق نکلتا تو اس کا کوئی نسب نہیں رہتا تھا۔ اگر نعم نکلتا تو اس پر عمل کرتے اور اگر لا نکلتا تو تاخیر کرتے اور دوسری مرتبہ کیلئے کہتے اسی لئے عبد المطلب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب انھوں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہا تو یہی عمل کیا۔ ہبل عقیق انسان کی صورت میں تراشا گیا تھا۔ اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔ قریش نے اس کے لئے سونے کا ہاتھ بنایا تھا۔ ہبل کے سات ظرف تھے جس سے وہ مردہ عذرا ونکاح کے لئے فال نکالتے تھے اس کی قربانی سواونٹ تھی جو قربانی دینا چاہتے تو وہ فال نکالتے تھے۔

کفارہ:

موسوعۃ فقہیہ ج ۳۵ ص ۳۷ میں لکھتے ہیں ''کفارہ مادہ کفر سے بنا ہے'' کفر لغت میں ستر پردے کو کہتے ہیں یہاں سے گناہ کو چھپانے والے عمل کو کفارہ کہا گیا ہے۔ جہاں اللہ نے اس کے گناہ کو چھپایا ہے یعنی مٹایا ہے اس پر پردہ لگایا ہے۔ اصطلاح میں کفارات اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو چھپاتے ہیں۔ کتب فقہ

میں بہت سی نافرمانیوں اور گناہوں کے لئے کفارات بیان ہوئے ہیں۔

جیسے کفارۃ الایمان یعنی قسم توڑنے کا کفارہ' کفارہ ظہار یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دینے کا کفارہ' کسی کو عمداً غلطی سے مارنے کا کفارہ ایسے بہت سے بڑے چھوٹے گناہوں کا کفارہ دینے کا حکم ہے۔ بعض جگہ غلام آزاد کرنا بعض جگہ کھانے کھلانے مال صدقہ دینے اور بعض جگہ روزہ رکھنے کا کفارہ ہے بعض جگہ استغفار طلب مغفرت کفارہ ہے۔

مناسک حج میں میقات سے محرم ہوکر احرام پہننے کے بعد انسان پر بہت سی چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جیسا کہ کلمہ احرام اور محضورات میں بیان ہوا ہے۔ بعض محرمات کے ارتکاب کے لئے کفارہ استغفار ہے اس کیلئے کوئی چیز دینے کا ذکر نہیں آیا ہے بعض جگہ جتنا بھی ہو سکے صدقات مالی دیں اور بعض جگہ حیوانات ذبح کرنا ہے اور بعض جگہ کسی عمل کے ناممکن ہونے کی صورت میں اس کا اعادہ کرنا ہے' لیکن ایک اور غلطی کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے کہ علماء کاروان فرماتے ہیں کفارہ کا ذبیح اپنے ملک میں دے دیں یہ بھی ان کے بے سند احکامات میں سے ہیں۔

☆☆☆☆

حرف " ل "

لباس احرام:-[مکہ و مدینہ تالیف دکتور احمد ابراہیم ص۱۹۶]

لباس جیسا کہ مفردات راغب میں آیا ہے ہر وہ چیز جو انسان سے اس کے عیبوں شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اصل میں لبس کسی چیز کو چھپانے کو کہتے ہیں یہیں سے باطل کو حق چھپانے والا لباس کہا ہے یعنی حق کو باطل کا لباس کیوں پہنتے ہو۔

﴿ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَا يَلْبِسُونَ﴾

"اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جواب اشکال کر رہے ہیں"۔(انعام۹)

﴿ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

"اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے"۔(بقرہ۴۲)

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

"اے اہل کتاب!باوجود جاننے کے حق و باطل کو کیوں خلط ملط کر رہے ہواور کیوں حق کو چھپا رہے ہو"۔(آلعمران۷۱)

یہیں سے زرہ کولباس کہا ہے﴿ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ﴾

"ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے"۔(سورہ انبیاء۸)

۲۔زوج اور زوجہ کوایک دوسرے کیلئے لباس کہا ہے کیونکہ اس سے ایک دوسرے کو فعل قبیح سے چھپاتے ہیں:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾

"روزے کی راتوں میں اپنی بیوی سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمالیا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزہ کو پورا کرو اور عورتوں سے اس وقت تک مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں"۔(بقرہ۱۸۷)

لباس جہاں جسمانی عیوب کو چھپاتا ہے معنوی اعتبار معنوی عیوب کو چھپانے والی چیز کو بھی لباس کہتے ہیں:﴿ يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾

"اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں"۔(اعراف۲۶)

لباس جہاں ستر عیوب کے لئے ہوتا ہے تزئین آرائش خودنمائی کیلئے بھی ہوتا ہے۔اسی لئے حج وعمرہ میں ہر قسم کی خودنمائی پر پابندی ہے لباس تزئین یا امتیاز کو اتار کر لباس محرم لینے کا حکم دیا ہے اس لباس کو لباس حرام کیا ہے۔

سورہ اعراف کی آیت ۲۱﴿ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴾"اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"۔کی تفسیر میں آیا ہے کہ عرب اپنے پہنے اور سونے کیلئے اس لباس کو جس میں انھوں نے معصیت کا ارتکاب کیا ہے گناہ کہا ہے یا احتمال ارتکاب معاصی ہے اس لباس میں کعبہ کا طواف کرنے سے کراہت رکھتے تھے اس سلسلہ میں دو گروہ تھے ایک گروہ وہ ہے جنھیں حمس (رجوع بہ حمس) کہا گیا ہے۔حمس اپنے لباس میں طواف کر سکتے تھے اور

غیر حمس اپنے لباس میں طواف نہیں کر سکتے تھے۔ جس لباس میں وہ طواف کیا کرتے تھے اس لباس کو طواف کرنے کے بعد وہ مطاف مسعی میں پھینک دیتے تھے تاکہ لوگوں کے پاوں تلے وہ ختم ہو جائے۔

یہ قانون عام لوگوں پر حمس نے ٹھوسا تھا تا کہ وہ لباس احرام کیلئے حمس کے محتاج ہو جائیں جن افراد کا حمس سے کوئی رشتہ و آشنائی نہیں تھی انھیں ان سے لباس نہیں ملتا تھا کیونکہ قریش ان کو لباس دینے سے انکار کر دیتے تھے یہ سلسلہ فتح مکہ کے بعد بھی جاری رہا تا آنیکہ نویں ہجری کو پیغمبرؐ نے اعلان کیا کہ آج سے کوئی مشرک یہاں طواف نہیں کر سکتا اور تمام مراسم مشرکین کو ختم کیا۔

تفسیر کاشف ج ۳ ص ۳۲۰ پر آیا ہے اہل جاہلیت غیر حمس گھر کا طواف برہنہ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ طواف کرنے کے بعد اس لباس کو پھینکتے تھے چونکہ وہ اپنے پہنے ہوئے لباس میں جس میں انھیں یقین تھا یا خدشہ تھا کہ اس میں ان سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے وہ گناہ کے ارتکاب شدہ لباس میں طواف کرنے کو حرام سمجھتے تھے لہذا اس کو اتار کر طواف کیا کرتے تھے اسی طرح وہ ایام حج میں روغنیات والی چیزیں نہیں کھاتے تھے اسی طرح کھانے میں وہ بقدر ضرورت ما بہ الحیاۃ پر اکتفا کیا کرتے تھے یہ سب چیزیں وہ کعبہ کی تعظیم و احترام کیلئے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سورہ اعراف کی آیت ۳۱ ﴿ یَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴾ "اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

حرف "م"

محصور:

یعنی شخص کو آگے جانے سے روکا گیا ہو۔اس میں زمینی فضائی فکری ہر قسم کی سرگرمی شامل ہے۔اسی سے گھر کے باہر شہروں کے گرد تعمیر کردہ دیوار کو حصار کہتے ہیں۔نبی کریم کو اپنے محلہ شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا۔اقتصادی اجتماعی حصار میں گھیرا گیا۔یہ کوئی چیز فروخت کرسکتے تھے اور نہ ان سے کوئی چیز خرید سکتا تھا،ازدواج مزاجیہ پر پابندی لگائی تاکہ تبلیغ ورسالت چھوڑدیں۔ہمارا بھی دس سال سے محاصرہ بعنوان نادیب "تذلیل تحقیر وسب شتم اور تہمت جاری ہے ہماری کتابیں خریدنے اور پڑھنے پر پابندی لگائی گئی ہے کتابیں جو کہ روحی کی غذا تھیں اب حشرات کی غذا بن چکی ہیں۔شعب ابی طالب میں تین سال کے بعد حکیم بن طفیل اور چند صنادید قریش کو رحم آیا چنانچہ انھوں نے قریش پر دباؤ ڈالا اور اس حصار کو توڑا لیکن ہماری محصوری کا دورانیہ پندرہ سال سے تجاوز کر گیا ہے لیکن ٹوٹنے کے کوئی آثار نشانی یا کوئی مثل طفیل کا نام سننے میں نہیں آیا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے۔دونوں میں کوئی فرق ہے یہ محصور مشرکین کی نظر میں محمد سے زیادہ خطرناک ہے جواب واضح ہے ایسا نہیں کیونکہ یہ حقیر ذلیل نالائق بلال وصہیب کے برابر بھی نہیں ہے۔متکبرین متکبرین فراعنہ صفت انسانوں کو کمزروں کو دبانے میں زیادہ لذت آتا ہے۔

مگر ایک فرق ہے وہاں حصار باندھنے والے عرب بدو جاہل بت پرست تھے انھیں جلدی غصہ آتا لیکن جلد ہی ٹھنڈے پڑجاتے تھے انھیں رحم آجاتا تھا لیکن یہاں کے حصار کے حاکم اس ملک کے عمائدین علماء ہیں جنکا فیصلہ ہے چونکہ جرم بہت بڑا ہے لہذا وہ ٹال مٹول کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم نے کوئی حصار نہیں لگایا اس سے اندازہ ہوا جرم سنگین ہے لہذا مجرم ہونے کا انکار کرتے ہیں۔دوسرا فرق مظلوم ومحصور کے لئے کوئی نہ کوئی دوست آشنا ہوتے ہیں وہ اندر آکر اسے تسلی دیتے ہیں اور باہر جاکر انصاف کا تقاضا کرتے ہیں لیکن ہمارے دوست احباب میں قبلہ جعفری صاحب، شیخ صادق صاحب قاضی سکردو تھے انھی میں ثقلین نقوی حسنین عابدی فداء حسین عادل صاحب شبیر کوثری صاحب شامل تھے قبلہ جعفری نے تو مجھے خود اس کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے۔تاکہ مجرمین گمنام ہی رہیں لیکن حسنین عابدی شبیر کوثری فداء حسین کی مثال ایسی ہے کہ بین الاقوامی محکمہ جنگلات کے نمائندے حیوان پرندوں کیلئے گھاس بھوس کا بندوبست کرتے ہیں۔چونکہ ہم نے گھاس کھانے سے بھوک ہڑتال کی ہے اس لئے وہ ناراض ہیں۔

اس معجم حج وحجاج میں اس کلمہ کے اندراج کا سبب یہ ہے کہ یہ بھی احکام حج میں شامل ہے۔اگر حاجی محرم ہونے کے بعد کہیں بھی روکا گیا عمرہ وحج کرنے سے معذور ہوا تو جہاں کہیں روکا جائے گا وہ احرام سے محل ہوگا اور سر منڈوائے گا یا تقصیر کرے گا۔اگر ہدیہ ساتھ ہے تو ذبح کرے گا،سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۶ میں اس کا حکم بیان ہوا ہے۔

مبارک علی شاہ صاحب:

آپ اور آپکے برادر بزرگ سید جعفر شاہ اور جناب مولانا ایوب بشوی کاروان مکہ کے ثالوث،بانی ومتوازی سالار تھے۔کاروان اس وقت حج بیت اللہ قرآن وسنت کے مطابق انجام دینے کی مساعی میں مشترک نہیں تھے بلکہ حاجیوں کی سلاخی کرنے اور قرمطیوں کو خوش کرنے کیلئے اس فریضے کو مسخ کرنا ان کا نکتہ اتفاق تھا۔یقیناً سب جانتے ہیں عدالت مطلوب ومقصود کل ہے ڈاکو چور رشوت خور کمیشن خور بھی آپس میں کہتے ہیں جو مال ہم نے لیا ہے ہمارے درمیان مساوی عدالت پر مبنی تقسیم ہونا چاہیے جہاں عدالت کی بنیاد پر تقسیم نہ ہو تو اختلاف اور اختلاف کے بعد جدائی ہوجاتی ہے اور یوں منتشر ہوجاتے ہیں۔کاروانوں کے شرکا بھی کمیشن لینے والے چوروں اور ڈاکوں کے ادارے سے بھی کم نہیں بلکہ ہمارے تجربے کے تحت چور ڈاکو سخت رشوت ستانی کرنے والے ادارے کے لوگ بھی ان کے سامنے بکرے بن جاتے ہیں۔چوری کا معنی صرف اندھیری رات کو تالا توڑ کر چھلانگ مار کے لوٹنے کا نام نہیں ہے بلکہ دن دھاڑے کمرے میں بند کر کے لوٹنا،بلکہ دھوکہ غفلت جھوٹ سے مال بنانے والے کو بھی چور کہا جاتا ہے۔چنانچہ حضرت یوسف کی طرف سے منادی کرنے والے نے برادران یوسف سے کہا تھا کہ تم لوگ چور ہو یوسف ۷۷ یوسف ۷۰ کیونکہ انہوں حضرت یعقوب کو دھوکہ دیکر یوسف کو گھر سے نکالا اور انہیں کنویں میں پھینکا یہاں بھی کاروانوں کے سالار ایسا ہی کرتے ہیں۔مثلاً لاہور میں سب سے پہلا کاروان جو اس نام سے کمیشن بنانے کیلئے متحرک ہوا اور حج کو قرآن وسنت کے جادے سے نکال کر مختلف فرعی راستوں پر گامزن کرنے لگا

کاروان حیدری کی بے تحاشہ کمیشن خوری پیسہ بٹورنے کی درآمد کو دیکھ کر جامعۃ المنتظر کے اسامید گرامی وانتظامیہ بھی بے قرار و بے تاب ہوگئی تو انہوں نے اپنا ایک کاروان ”ولی عصر“ کے نام سے بنایا اور بہت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا جسکے سربراہ مولانا محمد عباس مرحوم اور اب انکے فرزند گرامی نے اس کو سنبھال لیا ہے۔ان کے اس کاروان کی درآمد سے حاصل ہونے والی خطیر رقوم کو دیکھنے کے بعد دین کو کم قیمت میں خریدنے اور زیادہ میں فروخت کرنے والے سرمایہ دار بے تاب ہوگئے کہ ہم دکانوں میں بیٹھے بڑی مشکل سے کماتے ہیں جبکہ کاروانوں والے ایک ماہ میں لاکھوں کی کمائی کرتے ہیں ۔لہٰذا اسی سوچ کے تحت کاروان حسینی نکلا۔انہوں نے نیت سکھانے ،عمرہ کروانے اور زبان سوکھ جانے والی دعائیں سکھانے والے مولانا جس کی اردو صحیح ہو،غلوگرائی ونماز وروزہ کے علاوہ اچھے نمبر رکھتا ہو مولانا فرمان صاحب جیسے خوش نصیب کو انتخاب کیا۔انھیں دیکھ کر فیصل آباد والوں نے فیصل آباد کے حاجیوں سے حاصل رقم کو فیصل آباد ہی کو ملنا چاہیے کے تحت الگ کاروان بنائی اپنے حاجی روک دیئے اس لئے کہ فیصل آباد والے حاجیوں کی رقم فیصل آباد میں رہنی چاہیے۔کاروان ولی عصر جو جامع المنتظر کے عمائدین کے اشارے پر مبنی تھی۔محمد عباس کے مرحوم ہونے کے بعد ان کی وراثت میں چلی گئی تو جامع المنتظر والوں کو ایک اور کاروان بنانا پڑا چنانچہ انہوں نے قبلہ افضل حیدری کو اس کا امیر بنایا دیکھتے وہ کسی طرح عدالت کا پاس رکھتے ہیں۔ہم سمجھتے تھے کہ خوجہ شیوخ متحد و متفق قوم ہیں لیکن معلوم ہوا وہ اس بات پر متحد و متفق تھے کہ جتنا سرمایہ بناسکیں بنائیں لیکن یہ سرمایہ کوئی دوسرا کھائے وہ اس پر متفق و متحد نہیں چنانچہ کاروان حیدری کے سربراہ آپ خود اس سال سے شیخ بنے اور اپنے عزیزوں کا خیال نہیں رکھتے کاروان میں ان کو خدمت کیلئے نہیں لیا تو ان کے دامادوں عموزادوں نے از خود کاروان بنایا چنانچہ اسی تسلسل میں کاروان مکہ تھا جہاں جناب ایوب بشوی جیسے غلاظت کو غالی حقوق دیگران کا پاس نہ رکھنے والے ہمارے مذہب اہل بیت بغیر اجازت چھپانے والے نے ان دو برادران میں حاجیوں کی سلاخی کے بعد حاصل ہونے والی رقم تقسیم ہونے میں اختلاف ہوا تو ان دو برادران نے کاروان ”حج والفجر“ بنایا۔چندیں سال سے ہم ان برادران سے جو ہمارے رشتہ دار بھی ہیں سے کہا تم دونوں بھی شرف سادات کے دعویٰ کے باوجود اس دلدل وگندگی پر ٹوٹ پڑے اگر لقمہ حلال پر اکتفاء کرتے تو کیا ہوتا ؟ کیوں اس حرام خوری میں شامل ہوگئے؟ایک طرف سے حاجی کو لوٹتے ہو تو دوسری طرف سے حج کو مسخ کر رہے ہو۔لیکن میری ڈانٹ ڈپٹ اور سخت لہجہ کارآمد نہیں ہوا اور انہیں غصہ بھی نہیں آیا۔میں نے انہیں حضرت ایوب سے زیادہ صابر پایا۔ان کے صبر وحلم کے بارے میں ہمارے پاس ایک اچھی مثال ہے۔ہمارے بلتستان میں ایک شیخ ہیں اب وہ مقرر وخطیب وامام جمعہ وجماعت ہیں انکا نام قبلہ آغا شیخ انصاری ہے بلتستان میں اس وقت آئمہ طاہرین کے نام سے قائم مجالس ومحافل یا تو بوا شاہ عباس کے غلو سے بھرے قصائد سے قائم ہے یا تو ہنسی مذاق کے ذریعے کامیاب بنایا جاتا ہے چنانچہ قبلہ آقای شیخ رحم اللہ اور آقای انصاری محافل میلاد کی زینت ہیں کیونکہ محافل میلاد وجلوس میں اس وقت عوام قرآن کریم کی آیات کی تفسیر روایات نبی کریم تاریخ اسلام سے زیادہ غناء سے بدتر کفر وشرک وغلو سے پر قصائد کو موسیقی کے ساتھ بہت پسند فرماتے ہیں۔ان کو زیادہ قبلہ آقائے شیخ انصاری کے مزاحیہ جملات بہت پسند ہیں چنانچہ عالم وزین قبلہ شیخ محسن نجفی صاحب آقائے رحم اللہ کو اپنی خصوصی گاڑی میں اپنے گاؤں ڑھندو میں قائم جلسے کی رونق بنانے لے گئے تھے۔غرض شیخ انصاری کے مزاحیہ فرمودات میں سے ایک چٹکلہ جو آپ نے ایام عزاء میں مجلس عزائے امام حسین میں امام حسین پر کئے گئے دلسوز ودلخراش مصائب کو چن چن کر خطاب فرمایا لیکن بدقسمتی سے سامعین پر کوئی اثر نہیں ہوا تو آپ نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے سنا تھا کہ تاریخ میں سب سے زیادہ صابر ہستی امام حسین کی تھی لیکن آج ثابت ہوا کہ وہ آپ لوگوں سے زیادہ صابر نہیں تھے کہ اتنے دلسوز مصائب جنھیں میں نے منتخب خرافات سے چن چن کر آپکے سامنے بیان کیا لیکن آپ میں سے کسی کے منہ سے آہ تک کی آواز نہیں سنی۔

ہم معاشرے میں جب کسی کو حرام خور،حرام کھانے والا کہیں تو انہیں غصہ آتا ہے جب کسی انسان کو اپنے مجرم ہونے کا خود کو یقین ہوتا ہے تو غصہ نہیں آتا اللہ کے مہانوں کے مدیران وسرپرستان دیندار کو اگر آپ حرام خور کہیں حج کو مسخ کرنے والا کہیں تو انہیں غصہ نہیں آتا۔غصہ نہ آنے کی مثال تاریخ اسلام میں معاویہ ابن ابی سفیان کی دی جاتی تھی کہ جو شخص معاویہ کو غصہ دلائے تو ہم اسکو انعام دیں گے۔آج یہ سالار کاروان ایسے ہی ہیں غرض ان برادران نے اس سال چار پانچ ہزار حق زحمت کے تحت معاہدے کے بعد بھی ایک اور حیلے کے ذریعے فی حاجی بنام رشوت کمائے کیا کہنا حج بیت اللہ رشوت دے کر حاصل کریں انہوں نے چوبیں پچیس ہزار خورد برد کر کے فی حاجی کمایا ہے۔اپنے علاقے میں گاؤں میں پڑوسی کی زمین کاٹ کر اپنی زمین میں شامل کرنے والے یا اپنی زمین کے درختوں کو چھوڑ کر دوسروں کے درخت کاٹنے والے خاموشی اختیار کرنے والے کو اگر کہیں تو کہتا ہے حج میں جدال حرام ہے اس سال حج میں میں نے اپنی طرف سے تقسیم کیا جانے والا پمفلٹ

ان تک دو مرتبہ پہنچایا ایک دفعہ سید ہادی کے ہاتھ اور ایک دفعہ خود دیا لیکن آغا جعفر شاہ نے میری باتوں کے جواب میں ایک ہی بات کی کہ جو آپ کہنا چاہتے ہیں آقای حیدر سے کہیں ہم اس میں شامل نہیں ہیں وہ ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیتے لیکن آغا مبارک علی شاہ نے عرفات میں خیمہ میں اور منیٰ میں میرے خیمے میں آ کر اعتراضات شروع کئے۔ ان اعتراضات کا لب ولہجہ وخلاصہ یہ تھا کہ ہم نے دین کو آپ سے لیا ہے آغا علی سے لیا ہے وہ اس سے آگے نہیں جاتے تھے انکے مصادر ذاکرین کی باتیں تھیں۔ اتنے سال قم سے پڑھ کر فارغ ہونے والے امام جمعہ وجماعت اس کے سواء اور کچھ نہیں بیان کر سکے۔ یہ لوگ اداکاری نقالی پر مبنی تقاریر کو ہی مصادر اولیہ اور آخری دین سمجھتے ہیں۔ مقامی علماء مجتہدین کے مصلحت آمیز فتویٰ سے قرآن وسنت تک لے جانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یہ قرمطیوں کے اشارے پر سنت پیغمبر کے خلاف احرام ملک کے ہوائی اڈوں، فٹ پاتوں اور پارکوں، چلتے جہازوں اور جدہ کے ہوائی اڈے سے لنگی کی مانند احرام پہنتے ہیں۔ جگہ جگہ پر مذکر ومونث کی تمیز کیلئے اردو ادب کے اندر رہتے ہوئے نیت سکھاتے ہیں جس میں مردوں کیلئے الگ انداز ہوتا ہے اور عورتوں کیلئے علیحدہ اور اسے بڑی خدمت میں شمار کیا جاتا ہے۔

مجتہد:

کتاب موضوعات متنوعہ میں ہم نے بیان کیا کہ کلمہ اجتہاد بھی مسلمانوں کو سرگرداں کرنے اور ہمیشہ گمراہ رکھنے کیلئے وضع کردہ کلمات میں سے ایک ہے۔ صدر اسلام سے دین وشریعت شناسی کے لئے کلمات راوی محدث عالم قاضی اور فقیہ استعمال ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں فرقہ باطنیہ مخوسیہ نے لوگوں کو قرآن وسنت سے جدا رکھنے اور قرآن وسنت کے مقابلے میں مجتہد کو حجت گردانے کیلئے تیسری حجت گڑانے کی خاطر اختراع کیا ہے۔ جسے وہ شور شرابہ ڈنڈے گالی مار پیٹ وغیرہ سے چلا رہے ہیں۔ جہاں قرآن وسنت کی جگہ مجتہد کا نعرہ اٹھاتے ہیں۔

وہ قرآن وسنت کے مقابلے میں مجتہد کو حجت گردانے کیلئے کوئی عقل ونقل سے مستند دلیل پیش کرنے سے قاصر وعاجز ہیں ان کے پاس صرف ایک ہی دلیل ہے کہ عام انسان دین وشریعت سمجھنے کیلئے کہاں جائیں عام الناس میں وہ جاہل ان پڑھ دانشور روشن خیال میری عقل تو نہیں کہتی کا ورد لگانے والے اور روح اجتہاد کے داعی سب شامل ہیں۔ عام حالات میں یہ لوگ انا ربکم اعلیٰ کہتے ہیں لیکن جب پھنس جاتے ہیں اور ان کیلئے راستے بند ہوتے ہیں، ان کی سازشیں لوگوں پر عیاں ہو جائیں تو کہتے ہیں عام انسان کہاں جائے۔ ہم نے دین انہی سے لیا ہے جب قرآن وسنت سے ہٹ کر بلکہ غالیوں کی خرافات سے بھری کتابوں سے استناد کر کے خود کو مجتہد بنانے کے بعد اصول کو فروع اور فروع کو اصول بنا سکتے ہیں تو کیونکر ہمیں قرآن وسنت سے مستنبط وماخوذ معانی کے اظہار کا حق نہیں دیتے کیا یہ کھلا ظلم نہیں ہے۔

جب محترم فقیہ سرگودھا تفسیر قمی تفسیر حسن عسکری بحار ومستدرک الوسائل اور کتاب گمنام سلیم بن قیس ہلالی سے استناد کر کے شہادت ثلاثہ کو جزء کلمہ گردان سکتے ہیں تو ہمیں ایک طفل مکتب کی حیثیت سے آیت فاسئلوا اهل ذکر پر عمل کرتے ہوئے نہ جاننے والے مسائل کے بارے میں علماء وفقہا دانشوروں سے استفہام واستفسار کا حق بھی نہیں دیتے۔ جب کہا جاتا ہے کہ زنجیر زنی، قصہائے بیوہ گان درست نہیں تو جواب دیتے تھے آج ان کو غلط ٹھہرائینگے تو آگے چل کر کہیں گے واقعہ کربلاء وجود میں ہی نہیں آیا۔ واقعہ کربلاء کو بچانے کیلئے ان کہانیوں کو رکھنا ضروری ہے۔ قرآن وسنت حتیٰ سیرت عقلاء عالم کے منافی عقائد احکام کا جواب کہاں سے دیں گے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے ان مسائل کے بارے میں سوال واستفسار کا باب ہی بند رکھا جائے۔

نابالغ اپنے بارے میں کسی قسم کا فیصلہ نہیں کر سکتے، اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے، اپنے لئے عقد وازدواج نہیں کر سکتے، اپنے لئے کچھ خرید نہیں سکتے، فتویٰ نہیں دے سکتے تو کیونکر نابالغ امام کلی بن سکتے ہیں۔ قرآن میں احکام نسواں پر سینکڑوں کی تعداد میں آیات ہیں زواج طلاق سے متعلق احکام موجود ہیں تو کیونکر متعہ کو قرآن میں تحریف کر کے جزء عقائد مسلمات بناتے ہیں کیونکر پوری بشریت کو نجات دینے والی ہستی کو آیات قرآن اور سنت قطعیہ سے ہٹ کر علامہ حلی سید بن طاوس اور بہجت وبہلول وزیدی کے نظریات سے ثابت کرتے ہیں۔ ہمیں یہ سوال کرنے کا حق کیوں نہیں دیا جاتا سورہ نجم کی آیت ۲۲ کے مطابق ﴿تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ﴾ "یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے۔"

محضورات احرام:

محضورلغت میں ممنوع کو کہتے ہیں جیسا کہ سورہ اسرا۲۰﴿ كُلًّا نُمِدُّ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴾''ہر ایک کو ہم بہم پہنچائے جاتے ہیں انہیں بھی اورانہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے''۔میں بیان ہوا ہے اصطلاح شرعی میں احرام کی حالت میں ممنوع قرار پانے والے اعمال ہیں جنہیں متروکات احرام بھی کہتے ہیں۔حج میں محضورات کو چند حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔محضورات احرام کی تقسیم بندی ہے جس کے ارتکاب کیلئے فدیہ واجب ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے اپنی جگہ چار اقسام متی ہیں ۔محضورات اپنے فاعل کے حوالے سے تین اقسام کی ہیں۔

۱۔محضورات سے آگاہ ہے لیکن بغیر کسی عذر کے تحت انجام دیتا ہے اس پر گناہ ہے اس نے اللہ و رسول کی عصیان و نافرمانی کی ہے۔

۲۔محضورات کے تحت انجام دیا اس میں کوئی عذر تھا۔

۱)۔وہ محضورات ہیں جو عبادت کو فاسد نہیں کرتے۔

۲)۔وہ محضورات ہیں جو عبادت کو فاسد کرتے ہیں۔

۳۔محضورات بغیر کفارہ جن کیلئے کفارہ کا ذکر نہیں آیا ۔صرف حاجی گنہگار محضور ہوتا ہے انہیں صرف استغفار کرنا ہے۔

۱)۔جس پر کفارہ لگتا ہے کفارہ ذبح حیوان ہے۔

۲)۔بغیر ادراک یا بھول کر یا جبری طور پر انجام دیا۔

محمد علی:

جناب محمد علی صاحب سکردو والے بھی ہمارے پرانے سفر حج میں میدان عرفات میں متعارف ہونے والے دوستوں میں سے ہیں آپ سے ہمارا تعارف برادران امامیہ کے توسط سے مجلس اخوان الصفاء منعقد جامعہ اہلبیت میں ہوا بعد میں سکردو میں مفصل ملاقات رہی آپ خرافات سے نالاں تھے۔ہم سمجھنے لگے بت پرستی سے نالاں ایک دوست کا بلتستان میں ملنا گویا مثل فرمان رسول حمر النعم (سرخ اونٹ) سے بہتر ہے لیکن آپ بدقسمتی سے جناب مسلم اور مرزا صاحب کے توسط سے پاکستان کے مبتکر خرافات مدرس وخطیب بائبل جان علی شاہ کے گرویدہ ہو گئے۔جب آپ جناب مسلم اور مرزا اور مبتکر خرافات پاکستان جان علی شاہ کے ہراول دستے میں شامل ہوئے تو ہم پریشان ہوئے۔

انھیں ایک دفعہ سکردو دعوت دے کر نظام درہم برہم کیا تھا اس وقت بے چارے آقائے جعفری بھی اپنے گھر میں محصور تھے۔آپ قبلہ آقا جعفری کے بھی سخت مخالف تھے ان کے حق میں جسارت آمیز کلمات بھی استعمال کرتے تھے۔اس کے بعد انکی ضد میں نثار اعجاز کے جلوس کی زینت بنے آخر میں جناب جعفری صاحب کی ضد میں حسب فرمان رسول یملیون مع کل ناعق ہوئے۔مرحوم آقای ضیاء اور راحت کے ضد عامۃ المسلمین تحریک کے کارکن بنے اور نثار فاسد عقائد واعمال کے جلسوں کی بھی زینت بنے۔اب آپ قرآن اور سنت محمد کی ترویج واشاعت سے محروم ہونے کے بعد سرسید احمد خان علامہ اقبال صوفیزم بمعہ انقلاب یزم کے گرویدہ ہوئے ہیں اور ان کی سیرت میں نجات دیکھتے ہیں، جن کا شعار ہے کہ ہماری نجات مروجہ علوم کی دہلیز پر ہے ان کے عقائد میں تحقیق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔دونوں بزرگوار علوم جدیدہ کے گرویدہ نجات دھندہ ہونے کے معتقد ہیں جبکہ دین کے امور عقائد واعمال میں رہبر معظم سے اوپر جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اگر کوئی جائے تو اسے حدود سے متجاوز قرار دیا جاتا ہے۔

ہم ان کو عاشق حقیقت شناسی ضد خرافات وا کاذیب تصور کر کے اپنی کتابیں وکالت تمیز تمام الاختیار دے کر ان کو بھیجا لیکن وہ اندر سے بہت احتیاط برتتے تھے۔آخر میں یہ ثابت ہوا آپ آقائے جعفری کے اقدامات کی حد تک منکر ہیں آپ ایک خالص اسلامی قرآن وسنت سے مستند معاشرے کے خواب دیکھنے والے نہیں بلکہ دیگر علماء عمائدین منظمات سیکولروں کے رفاہی خرافات کے قائل تھے۔قرآن وسنت سے خالی علاقائی زبان رکھنے والوں کے گرویدہ ہو گئے آپ کاروانوں کی زیادتی کے خلاف صوم سکوت ازحق رکھنے کو بہتر سمجھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں آخر ایک انسان کہاں تک استقامت دیکھا سکتا ہے۔

اماچہ کی طرف سے تہدید آمیز ٹیلی فون، انجمن امامیہ کی طرف سے اور علمائے روشن خیالوں کے مقابل انسان استقامت نہیں دکھا سکتا اور آخر کار ہار بیٹھتا ہے۔

محمد نواز:

جناب محمد نواز بلتستان کے ضلع خپلو سے تعلق رکھنے والے نوجوان ہیں۔ کراچی میں اپنے تعلیمی دورانیے میں دیگر شریف نجیب دین و دیانت کی عشق نمائی کر کے مجھے دھوکہ دینے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جس طرح جناب حسنین بڑے چھوٹے اشرف اور امجد، سلیم بلفدا علیان، یوسف وغیرہ بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے پابند صوم وصلاۃ ریش دین شناسی میں دلچسپی دیکھ کر مجھے شرم آتی تھی۔ ہم ان پر رشک کرتے تھے لیکن تعلیمی دورانیہ ختم کر کے روزگار کی تلاش شروع کرتے ہی انکا رویہ بدل گیا۔ شاید ہمارا خیال ہو لیکن حقیقت میں ان میں دو عنصر مخفی تھے۔ ایک وہ اس گروہ سے محبت کرتے جو انھیں پڑھائی کے وسائل فراہم کرتے اور سکالرشپ دیتے تھے اس کا سراء جہاں تک پہنچتا اسی تک ان کی محبت بھی جاتی تھی۔ دوسرا علاقہ بلتستان میں مذہب کی انتہا تقلید پر ختم ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے یہاں ایک مجتہد کی تقلید نہیں ہوتی یہ ایک پھندا نہیں بلکہ بہت سوں کے پھندے یک بعد دیگر گردن میں لگتے ہیں۔ انسان کتنا شریف نجیب اہل تحقیق جستجو کیوں نہ ہو وہ اپنے مجتہد جس کی وہ تقلید کرتا ہے اسے اس کے سامنے سر بہ تسلیم ہونا پڑتا ہے۔ نواز ظاہری طور پر ہم سے کہتے وہ خمینی اور خامنہ ای کی تقلید کرتے ہیں لیکن جس ہستی کی وہ تقلید کرتے تھے وہ انکے قریبی دوست اشرف صاحب تھے۔ اشرف صاحب کس کے مقلد تھے یہ ہم نہیں جانتے۔ آپ انتہائی دانشوری دانش مندی کا مظاہرہ کرتے۔ بار بار فرماتے ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ ہماری عقل اس بات کو نہیں مانتی یہ کہنے والے اس معاشرے میں بہت ہیں ان کے تقلید کے پھندے کتنوں کی گردن میں ڈالے گئے ہیں ان کی تعداد ہم نہیں جانتے۔ ہمارے اندازے کے مطابق بہت ہیں۔ پورے بلتستان میں خواتین کی تذلیل وخواری میں ان کا کردار ہے اسی وجہ سے یہ متاع بازار عکاظ بنی ہوئی ہیں علاقہ چپلو علاقہ کھرمنگ میں زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ ان کی عزت افزائی ہونے سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ جسور نہ ہو جائیں دیکھا کے ہم ان خواتین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو ان کو ذلیل کر کے رکھا یہاں سے اشرف صاحب تاب میں آئے اور ہم ان کے عتاب کا شکار رہوئے اس دوران ایک عرصہ تک محمد نواز صاحب ہم سے کٹے رہے۔ اچانک انہوں نے ایک دن ہمیں فون کیا کہ ہم حج کو جانا چاہتے ہیں اور آپ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کا ارادہ ہے تو برائے مہربانی ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں ہم نے اپنا غصہ کو پی لیا اور ان کی سابقہ شرافت مندی کو یاد کر کے ان کی عذر تراشی کو قبول کیا چنانچہ اللہ نے توفیق دی اور ہمارا جانے کا سلسلہ بن گیا آپ کراچی تشریف لائے۔

یہاں آنے کے بعد انہوں نے ایک دن ہم سے سوال کیا آغا صاحب امام مہدی کی تشریف آوری کی خبر ہمارے دل کو نہیں لگتی ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیتا۔ ہم نے انھیں کتاب تصور مہدی تالیف شہید صدر ترجمہ قائد ملت علامہ ساجد دی۔ انہوں نے اپنے میزبان دوست ثقلین کو یہ کتاب دی جس سے انکی تشویش میں مزید اضافہ ہو گیا کیونکہ اس کتاب میں شہید صدر نے امام مہدی کے وجود کو مسلمہ مفروغ عنہ تسلیم کرنے کے بعد آپ کی طول عمر کو موضوع نزاع بنا کر اسکا جواب دینے کی کوشش کی جس طرح آپ سے پہلے بھی بہت سے عمائدین علماء امثال محمد حسین آل کاشف الغطاء نے بھی اسی طرح کیا تھا یہ اس عربی ضرب المثل سے مطابقت رکھتی ہے کہ ثبت اللارش ثم النقش پہلے دسیہ کو ثابت کریں دیہ لگا ہے کہ نہیں اگر لگ گیا ہے تو اس کی مقدار پر گفتگو کریں امام مہدی کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دلائل دیں پھر آپ کی اتنی طویل عمر کے بارے میں گفتگو کریں اگر اللہ نے ایسا عندیہ دیا ہے پھر اشکال اس حوالے سے رفع ہو گا' لیکن فقہاء سے اس بارے میں فقہی سوال بھی ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص غائب ہو جائیں تو ایسے افراد کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ غرض حج سے واپس آنے کے بعد ایک دو مہینہ کا دورانیہ گزارنے کے بعد ہمیں واہ کینٹ جانا ہوا وہاں انہوں نے مجھے فون کیا اور کہا اشرف بھائی کو بتادیں کہ آپ یہاں واہ میں ہیں میں نے کہا اس نے آنا نہیں لیکن خبر دینا ہے تو آپ کی مرضی۔ یہاں سے ہمارا نواز سے رابطہ منقطع ہوا۔ شاید اشرف صاحب ان سے نالاں ہو گئے ہوں گے کہ تم کس انسان سے رابطہ میں ہو۔

محمد ہادی:

سید محمد ہادی چھوٹی عمر میں نجف میں رہے ہیں۔ عربی اور فارسی زبان پر عبور رکھتے ہیں لیکن انہیں جاننے والے انھیں عالم باتقوی نہیں سمجھتے اس کا احساس انہیں خود بھی ہے لہٰذا وہ خود بھی دینی امور میں مداخلت نہیں کرتے اور سماجی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک کاروان حج لے کر جانا ہے۔ آپ حاجیوں کو لے کر جاتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کچھ القاء نہیں کرتے۔ اگر کوئی خوش قسمت بولنے کی جلن رکھنے والا ان کے کاروان میں شامل ہو جائے تو اسے خوش

آمدید کہتے ہیں ۔جیسا کہ اس سال آقائے صالحی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ۔ہم جب بھی انہیں ملتے تھے تو ان سے کہتے تھے آپ حاجیوں پر ظلم کرتے ہیں اور حج کو بھی خراب کرتے ہیں ۔لیکن آپ ہنستے رہتے تھے ۔اس سال عرفات میں میرے پاس آئے اور اس پمفلٹ کے بارے میں مجھ سے اظہار کیا جو میں نے حجاج میں تقسیم کیا تھا ۔اس بارے میں انہوں نے کہا:" آپ جو کچھ لکھیں کریں ہم ربڑھ ہے ہم شرم وحیاء رکھنے والے نہیں ہے، ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا ۔یہ حجاج ہمیں برا بھلا بھی کہتے ہیں اور ہمارے کاروان میں شمولیت کیلئے سبقت بھی کرتے ہیں ۔ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہم تو صرف اپنی فیس وصول کرتے ہیں ۔"

فیس وصول کرتے ہیں ،فیس کے علاوہ کتنی اور دھاندلیاں کرتے ہیں ان سے بعید نہیں ۔یہاں سے اس بات کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ جس عظیم فریضہ کو انجام دینے کیلئے نبی کریم کی دسویں ہجری سے لے کر خلفاء راشدین خلفاء بنی امیہ خلفاء بنی عباس ہمیشہ ایک برجستہ شخصیت علم وآگاہی رکھنے والے کو حجاج کی سرپرستی کیلئے مقرر کرتے تھے ۔تاکہ حجاج کو آگاہ رکھا جائے ۔لیکن یہاں ہمارے ملک میں قیادت ورہبری نمائندہ ولی فقیہ این جی اوز کے دفاتر کا اپنے دست مبارک سے افتتاح کرنے والے علماء حضرات سیاسی وسماجی تناؤ و کھینچاؤ کے موقعہ پر اظہار برہمی اور بعض اوقات شکوہ وشکایت بھی کرتے ہیں ۔چنانچہ اس سال قبلہ آقای جعفری صاحب نے وزیراعلیٰ کی کچری کی تھی کہ آپ لوگ کیا کررہے ہیں مشرف کا جلسہ کیسے کامیاب ہونے دیا حالانکہ وزیر اعلیٰ بننے سے پہلے آپ پرویز کیلئے دعا کو تھے ۔لیکن حج کے موقع پر انہیں کبھی یہ توفیق نصیب نہیں ہوتی کہ وہ صحیح علماء کی نشاندہی کریں ۔کاروانوں کے سربراہان کو حاجیوں پر ظلم کرنے سے روکنے کیلئے کوئی شکایت نما نصیحت کریں ۔یا حاجیوں کو نیک اور صالح افراد کی رفاقت وسرپرستی میں جانے کی تلقین کریں ۔

مذاہب خمسہ یا ستہ:

حنفی مالکی شافعی حنبلی جعفری ظاہری باطنی مناسک حج احرام وقوف عرفات منیٰ رمی جمرات طواف وسعی میں بنیادی طور پر تمام فرقے اتفاق رکھتے ہیں ۔یہ ان کی مجبوری ہے اسے یہ جدا گانہ ادا کر نہیں سکتے مسجد الحرام اور مشاعرہ ان کی مجبوری ہے لیکن یہاں بھی ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں حتیٰ گاڑی یا خیمے میں ساتھ نہیں بیٹھ سکتے ۔انکے اختلافات دین کے استحکام کی ترویج واشاعت میں معاون ومددگار نہیں ہے بلکہ دین میں تشکیک الحادیت فسطائیت پر منتہی ہوتے ہیں ۔فرق ومذاہب کے برگشت علماء اپنے دور میں عالم زاہد وپارسا تھے ،شریعت سے مخلص تھے اس موضوع میں اختلاف نہیں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ قرآن وسنت مستنبط حکم بیان کرتے ہیں اپنے دور میں مفتی تھے ۔جب ان سے ان مسائل کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ اس کی سند میں آیت قرآن وسنت وسیرت رسول اللہ یا اصحاب واہل بیت سے استناد کرتے تھے ۔لیکن ان کے گزرنے کے بعد جب انکے پیروکاروں نے ان کو اپنے جعل کردہ مذہب کا بانی گردانا ہے اس دن سے یہ فرقے بنے ہیں ۔

اس آیت کریمہ کی مصداق بن گئے کہ یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کچھ نہیں ہم صحیح ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کچھ نہیں ہم صحیح ہیں ۔ان فرقوں کا آپس میں اختلافات ایک فقہی حدود تک محدود نہیں بلکہ اب یہ فقہ سے تجاوز کرکے آپس میں شدید اختلافات کا شکار ہیں ۔

مزدلفہ:[موسوعہ فقہیہ ج ۳۷ص ۹۳]

مزدلفہ یہ کلمہ مادہ زلف سے ماخوذ ہے مادہ زلف کے باب افتعال سے اسم مفعول ہے اسے مزدلفہ اس لئے کہا گیا ہے جیسا کہ آیت میں آیا ہے انما نعبدھم لیقربنا الیٰ اللہ زلفہ ،زلفہ کے معنی قرب محظوظ ہونا لطف اندوز ہونا ہے مزدلفہ عرفات سے نزدیک ہے ۔بعض نے کہا ہے اجتماع کی وجہ سے کہتے کیونکہ یہاں لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں ۔اس کی حد مازمی عرفہ سے لے کر وادی محسر تک ہے ۔چوڑائی کے لحاظ سے تمام درہ پہاڑ اس کے اندر شامل ہیں مزدلفہ ایک حوالے سے عرفات سے نزدیک ہے اور ایک حوالے سے منیٰ سے مزدلفہ میں مشعر الحرام بھی ہے یہاں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جسے قزح کہتے ہیں ۔مشعر الحرام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دین کی نشانی ہے اللہ کی اطاعت وبندگی یا دخدا بلند ہوتی ہے ۔حرام اس لئے کہتے ہیں چونکہ یہ حرم کا حصہ ہے اس میں شکار حرام ہے اور یہ جگہ صاحب حرمت ہے ۔

مازمی یعنی ضیق سے شروع ہوتا ہے اور عرفہ کے آخر تک ہے یہ وادی محسر پر ختم ہوتا ہے جو کہ منیٰ یہیں سے شروع ہوتی ہے ۔اس کو جمع بھی کہتے ہیں ۔اس کو جمع کہنے کی دو وجوہات ہیں ۔ایک تو یہاں پر لوگ جمع ہوتے ہیں اور دوسرے یہاں پر مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں ۔اس وجہ سے بھی اس کو مزدلفہ کہتے

ہیں۔مزدلفہ کا تیسرا نام مشعرحرام ہے مشعر ایک پہاڑ ہے جس کو قزح بھی کہتے ہیں۔سابق زمانے میں مشعر اس لئے کہتے ہیں یہاں پر لکڑی جلائی جاتی ہے جس سے حاجیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔یہاں پر رات گزارنا واجبات حج میں سے ہے یہاں کسی بھی جگہ قیام کیا جاسکتا ہے لیکن راستوں میں قیام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ رکن چند افراد پر ساکت ہے۔ہر وہ انسان جو عرفات میں دوسرے دن پہنچے یعنی شب دوم ذالحج فجر سے پہلے عرفہ پہنچے ہوں اس سے وقوف عرفات رہ گیا ہو۔دوسرا انسان وہ جورات کو بیمار ہوگیا ہو اور علاج کی غرض سے اس کو اس جگہ سے باہر لے گئے ہوں اس پر یہ وقوف ساقط ہے۔

مزدلفہ میں وقوف:

شب دہم ذی الحجہ میں یہاں وقوف واجب ہے یہاں بھی رات گزارنا ہے وقوف کو مبیت کہا ہے یہاں کے اعمال میں سے ایک مغرب وعشاء کی نماز پڑھنا ہے اور عشاء کی نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنا ہے اس کے وجوب سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۸ سے ۱۹۵ تک کی آیات سے مستند ہے یہاں سے ہی رمی کیلئے پتھر چنے جاتے ہیں۔

جب عرفات سے یہاں پہنچتے ہیں تو اسکا وقت شروع ہوتا ہے جو صبح تک رہتا ہے یا رات کا کچھ حصہ جو بھی ہو۔لیکن اگر کسی کو صبح سے پہلے مزدلفہ چھوڑنا ہے تو نصف رات سے پہلے نہیں جاسکتا۔اگر کسی کا بغیر کسی عذر کے یہ وقوف رہ گیا ہے تو اس کو کفارہ ادا کرنا ہوگا تو اس کفارہ میں اس کو گوسفند دینا ہوگا۔لیکن کسی کا کوئی عذر ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا اس کو رکن حج کہنا ضعیف کہا ہے۔

مزدلفہ، کتاب فی رحاب البیت الحرام ص ۳۰۱، کتاب، اخبار مکہ، تالیف ازوقی، ج ۲ص ۱۹۰، مزدلفہ عرفات کے بعد اور منی کی طرف سے وادی محسر کے درمیان میں واقع، وادی کو کہتے ہیں اس کی مسافت چار ہزار تین سو ستر، ۴۳۷۰، ذراع ہے اس جگہ کو مزدلفہ کہنے کی توجیہ میں علماء اعلام لکھتے ہیں اس کی مختلف توجیہ یا اسباب ہوسکتے ہیں ازدلاف اجتماع کو کہتے ہیں یہاں آدم وحوا کا اجتماع ہوا تھا، یہاں نماز مغرب وعشاء کو یکجا جمع پڑتے ہیں، بعض نے کہا یہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اس کو جمع کہتے ہیں، یہاں مشعر الحرام واقع ہے اس جگہ کو مشعر الحرام اس لئے کہتے ہیں زمان جاہلیت میں آگ روشن کرتے تھے تا کہ حجاج جو عرفات سے آنے والے ہیں ان کی رہنمائی ہوجائے کیونکہ دور جاہلیت میں قریش یہاں وقوف کرتے تھے وہ کہتے تھے۔ہم اہل حرم ہیں ہم حرم سے باہر وقوف نہیں کرتے لیکن جاہلیت میں بھی سب سے پہلے کس نے اس کا آغاز کیا تھا اس سلسلے میں لکھتے ہیں سب سے پہلے قصی بن کلاب نے آگ جلائی تھی۔اس نے جب زعامت و ریاست کعبہ سنبھالا تھا، یہاں کے اعمال کے بارے میں علما فقہا فرماتے ہیں طلوع صبح سے طلوع افتاب تک وقوف کی نیت کریں لیکن ان کے اس فرمان کی کوئی سند فقہا نے نہیں دی ہے جبکہ قرآن اور سنت رسول سے جو ملی ہے وہ یہ رات کا پہلا نصف حصہ ہے کیونکہ آیت میں آیا ہے مغرب ہوتے ہی عرفات سے کوچ کریں مغربین کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں چنانچہ سورۃ بقرۃ آیت ۱۹۸، میں آیا ہے اما سیرۃ النبی میں ملتا ہے کہ نبی کریم مزدلفہ پہنچے تو نماز مغربین یعنی مغرب اور عشاء اکھٹی پڑھی استراحت کی اور جب طلوع فجر ہوئی تو نماز صبح پڑھی۔فضا روشن ہوئی تو منی کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ وادی محسر پہنچے طلوع آفتاب ہوتے ہی منی کی طرف روانہ ہوئے۔تیسری وجہ جب آدھی رات گزری تو نبی کریم نے عورتوں اور کمزوروں کو منی کیطرف روانہ کیا اس کا مطلب یہ نکلتا ہے اصل وقوف عمل میں آیا ہے لیکن بین طلوع فجر سے طلوع آفتاب میں وقوف کی سند کیا ہے فقہاء نے بیان نہیں فرمائی۔

مزدلفہ میں وقوف کی دلیل:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۸﴿ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴾

”اسی طرح ایسی بات ان کے اگلوں نے بھی کہی تھی ان کے اور ان کے دل یکساں ہوگئے ہم نے تو یقین والوں کیلئے نشانیاں بیان کردیں“۔

میں آیا ہے اس کے علاوہ رسول اللہ نے بھی یہاں رات کو قیام کیا اور نصف رات کو خواتین اور معزورں کو منی کی طرف روانہ کیا ہے۔یہاں سے ان لوگوں کی منطق بیہودہ اور بے معنی اور خلاف قرآن وسنت ہوجاتی ہے جو کہتے ہیں کہ یہ رکن حج نہیں ہے اور جو کہتے ہیں یہ قیام طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔یہ وہ فتویٰ ہے جو علماء وفقہاء نے قرآن وسنت کے خلاف دیا ہے۔

مساحت کعبہ: [الدین وتاریخ حرمین شریفین تالیف حاج عباس کرارہ]

کعبہ کی اونچائی زمین سے اوپر ۱۵ میٹر ہے طول کعبہ شرقی سے ۱۰ میٹر ہے۔غربی سے ۱۱ میٹر ۹۳ سینٹی میٹر ہے حجر اسود کی اونچائی زمین سے ایک میٹر ۵۰ سینٹی

میٹر ہے کعبہ کا طول دو میٹر ہے حجر اسماعیل مغرب کی طرف سے ۲ میٹر ۵۸ سینٹی میٹر ہے۔

مستجار:

رکن یمانی سے ملے ہوئے پشت کعبہ کو مستجار کہتے ہیں۔

مسجد الحرام سے مراد جیسا کہ کتاب فی رحاب البیت الحرام تالیف محمد علوی بن عباس المالکی الحسنی نے ص ۹۱ پر لکھا ہے وہ احاطہ ہے جو بیت اللہ الحرام کے گرد میں واقع ہے، وہ مسجد ہے جس کے وسط میں بیت اللہ واقع ہے، یہ احاطہ یا دائرہ اتنا وسیع تھا جس کی اطراف میں کسی کی ملکیت یا سکونت نہیں تھی عرب قبائل دور دراز شعاب دروں میں سکونت کرتے تھے وہ کعبے کے قرب و جوار میں سکونت کو کعبہ کی شان میں اہانت جسارت تصور کرتے تھے، یہ تصور قدیم دور سے زمان قصی بن کلاب جد امجد پنجم حضرت ختمی مرتبت تک قائم رہا لیکن جب ریاست بیت الٰہی بنی خزاعہ سے جنگ وجدال و مصالحت سے قصی بن کلاب کو ملی تو قصی نے بطیوں و عشائر قریش سے اپنی رہائش کعبہ کے گرد بنائیں تا کہ کعبہ کے احترام میں اور ڈر سے تم جنگ نہیں کرو گے اس طرح تم حملات قبائل و عشائر، اعراب سے محفوظ رہو گے۔ قصی نے کعبہ کے ایک طرف دار الندوہ بنایا باقی تین اطراف کو قریش میں تقسیم کیا کہ وہ اپنی، رہائشگاہیں یہاں بنائیں۔ قریش اپنی رہائشیں یہاں منتقل کرنے کے بعد مسجد الحرام کا احاطہ، ان کے گھروں اور کعبہ کے درمیان کا فاصلہ تھا، کتاب اخبار مکہ تالیف ازرقی ج ۱ ص ۶ پر آیا ہے مسجد حرام کی چار دیواری سب سے پہلے سنہ ۱۷ ہجری کو خلیفہ دوم کے دور میں تعمیر ہوئی اس طرح مسجد الحرام کے دو مصداق ہیں، ایک جو کعبہ کے گرد بنائی گئی دیوار اور کعبہ اللہ تک دوسرا کل مکہ ہے، جسکے گرد انصاب نصب ہیں، جسے حرم کہتے ہیں اس کا ذکر قرآن کریم میں چودہ بار آیا ہے۔

چھ بار بقرہ مائدہ میں ایک بار انفال میں ایک بار توبہ میں، تین بار اسرا میں اور ایک بار سورہ حج میں آیا ہے۔

مسجد:

مساجد کی سرزمین حرمین شریفین میں مسجد الحرام و مسجد نبوی مسجد قباء کے علاوہ اور بھی مساجد ہیں، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے ولید بن عبد الملک نے مدینہ میں اپنے والی عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ جہاں جہاں نبی کریم نے نماز پڑھی ہے وہاں مسجد بنائیں تو بعض مساجد پہلی صدی کے آخر میں بحکم ولید بن عبد الملک عمرو بن عبد العزیز نے بنائی ہیں۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء امراء نے اپنے دور میں اپنی یادگار چھوڑنے کیلئے مساجد بنائیں۔ یہ سلسلہ ابھی تک باقی ہے مساجد بنانی قرآن اور سنت نبی کے تحت ایک حکم ہے لیکن اسکی مراد بانی کے عزائم و منویات پر بھی شرائط لگائی گئی ہے جیسا کہ ﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَساجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فيهَا اسْمُهُ وَ سَعى‏ في‏ خَرابِها أُولئِكَ ما كانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوها إِلاَّ خائِفينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذابٌ عَظيمٌ﴾ ”اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے ان کی بربادی کی کوشش کرے ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے“ (بقرہ ۱۱۴) ﴿ما كانَ لِلْمُشْرِكينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَساجِدَ اللَّهِ شاهِدينَ عَلى‏ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولئِكَ حَبِطَتْ أَعْمالُهُمْ وَ فِي النَّارِ هُمْ خالِدُونَ، إِنَّما يَعْمُرُ مَساجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ أَقامَ الصَّلاةَ وَ آتَى الزَّكاةَ وَ لَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللَّهَ فَعَسى‏ أُولئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدينَ﴾ ”مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درانحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخر کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے“ (توبہ ۱۷۔۱۸) میں آیا ہے۔

اس کا ایک ضابطہ بنا ہے ہر وہ شخص جو اہل دین و شریعت کو اٹھانا ان کے مفاد میں نہیں وہ اپنے نام بنانے کے خاطر مساجد امام بارگاہ جعلی ضریحیں بناتے ہیں بطور مثال ایرانی اوصاف دیکھاتے ہیں کہاں کہاں لوگوں کے نزدیک محترم قبر ہے یا ہو سکتی ہے، ضریح بناتے ہیں، سعودی حکومت ہر گلی کوچہ میں مساجد بناتے ہیں، پاکستان میں مقیم این جی اوز دیکھتی ہیں، وسعت نظر رکھتی ہیں اور عوام میں مقبولیت کیلئے کمیشن خور کے چہرے کو دیکھ کر مساجد قبر امام بارگاہ یا درستگاہ بناتے ہیں تا کہ دین کا مطالعہ

کرنے والے ٹھنڈے ہو جائیں۔

مسجد الحرام کے مصادیق:

کتاب روائع البیان فی تفسیر احکام، تالیف محمد علی صالونی جلد اس ۱۲۳۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر مسجد حرام کا ذکر آیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

۱۔ آیت میں ہے۔ اللہ نے کعبہ کو مسجد الحرام کہا ہے، پارہ دوئم میں ہے مسجد حرام سے مراد کعبہ ہے قول پیغمبر گرامی قدر ہے کہ میری مسجد میں ایک رکعت نماز کا ثواب ہر ہزار رکعت کے برابر ہے سوائے مسجد حرام کے۔ اس سے مراد ہے کہ مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نماز کی ایک رکعت کا ثواب اس سے باہر ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے۔ حدیث پیغمبر میں آیا ہے انسان مشقت وسفر برداشت نہیں کرسکتا سوائے تین مساجد کے جس میں مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ شامل ہیں۔

۲۔ مسجد الحرام کا مصداق خود مکہ مکرمہ ہے۔ چنانچہ سورہ اسراء کی پہلی آیت ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

''پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے''۔

مسجد حرام کے تقدیس واحترام اور اس کے مساحت مسافت کے حدود کو بیان کرنے کے بعد اگلا مرحلہ مسجد نبوی الشریف کا آتا ہے۔ کیونکہ کعبہ اللہ کی طرف سے ابراہیم خلیل کا تعمیر کردہ ہے اور اس کے گرد کو اللہ نے مسجد کا حکم دیا ہے یا اسکے گرد نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ مسجد نبوی نبی کریم کے حکم سے آپ کے دست مبارک سے تعمیر شدہ مسجد ہے۔ قرآن کریم میں مسجد حرام کے بعد مسجد اقصیٰ اور نبی کریم کے فرمان کے بعد مسجد نبوی کے بعد مسجد تقویٰ آجاتی ہے۔

مسجد نبوی:

مسجد نبوی کی اپنی ابتدائی دور سے الی یومنا ھذا چندین بار توسیع ہوئی ہے۔ مسجد نبوی کی بنیاد اس جگہ پر ہوئی جہاں مصعب بن عمیر بعض مہاجرین وانصار کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ مصعب بن عمیر مکہ واپس جانے کے بعد ان کی جگہ پر اسعد بن زرارہ نماز پڑھتے تھے۔

جب نبی کریمؐ مدینہ پہنچے تو عوالی میں قبیلہ بنو عمر بن عوف میں قیام کیا۔ عوالی مدینہ کے اس طرف کو کہتے ہیں جو نجد کی طرف ہے اور جو تہامہ کی طرف اس کو سافلہ کہتے تھے اور قبا عوالی کی طرف تھا۔ کہتے ہیں پیغمبر عوالی میں ۱۴ دن رہے پھر بنی نجار کو پیغام بھیجا چنانچہ وہ تلواریں نیام سے نکال کر آئے پیغمبر اپنی سواری پر تھے ابو بکر ان کی سواری کے پیچھے تھے اور بنی نجار ان کے اردگرد تھے یہاں تک یہ ابو ایوب کے گھر کے باہر پہنچے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی جو حیوان رکھنے کی جگہ تھی۔

جب نبی کریمؐ مدینہ پہنچے تو اسی جگہ پر نماز پڑھی۔ کہتے ہیں پیغمبر کا اونٹ آکر اسی مسجد کے نزدیک رکا تھا جہاں بعض مسلمان نماز پڑھتے تھے یہ جگہ جہاں سہل و سہیل دو یتیموں کی تھی جہاں وہ اونٹ وغیرہ رکھتے تھے۔ نبی کریم نے ان دونوں کو بلایا ان سے معاملہ کیا تاکہ اس جگہ پر مسجد بنائی جائے۔ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو ھبہ کرتے ہیں پیغمبر نے کہا نہیں ہم آپ سے معاملہ کرتے ہیں اور آپ کو دس دینار دیتے ہیں چنانچہ آپ نے ابو بکر سے کہا انھیں دس دینار دیں۔ اس حدیث کے مطابق اس مسجد میں ابو بکر کا حصہ ہے۔ ربیع الاول پہلی ہجری کو نبی کریم کے مبارک ہاتھوں سے اس کی بنیاد ڈالی گئی۔ وہاں ایک دیوار بنی ہوئی تھی اور اس پر چھت نہیں تھا جس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اسد بن ضرارہ اس کے بانی تھے جمعہ کی نماز بھی پڑھتے تھے نبی کریم کے آنے سے پہلے انس بن مالک سے مروی ہے۔

اس مسجد کا طول سات ہاتھ اور اس کی چوڑائی سات ہاتھ پر مشتمل تھی۔ ۳۵ ضرب ۳۰ میٹر اس کی مساحت تھی جبکہ کل مساحت ۲۴۰۰ ضرب مربعہ پر محیط تھی۔ کل ۱۰۵۰ مربع تھی بلندی نبی کریم جب ۷ ہجری کو خیبر سے واپس تشریف لائے تو پہلی بار اس کی توسیع کی ۴۰ ہاتھ طویل یعنی ۲۰ میٹر ۳۰ ہاتھ پر تھی ۱۷ ہجری کو عمر نے پھر عثمان نے اس کی توسیع کی پیغمبرؐ کی حیات میں اس کے (پلر) کھجور کے تنے تھے اوپر سقف کھجور کی شاخیں تھیں باقی کو کھلا رکھا نبی کریم ترجیح دیتے تھے کہ مسجد کو اسی سادہ حالت میں رکھیں۔ سادہ حالت میں رکھنے کا سبب یہ نہیں تھا کہ گنجائش نہیں تھی مالی کمی تھی کیونکہ اصحاب پیغمبر نے مال جمع کر کے دیا کہ مسجد بنائیں اور اس کو کھجور

کے تنے کی بجائے بہتر طریقہ سے بنائیں لیکن پیغمبر نے اسے قبول نہیں فرمایا آپؐ نے فرمایا مجھے اپنے بھائی موسیٰ سے ہٹ کر کوئی جگہ نہیں بنانی ۔اس نقل معتبر کے بعد ابن جی اوزان کے توسط سے قصور معلیٰ شہنشاہیت مانند بلند قبہ بلند مینار والی مساجد بمصلیین وسعت مسجد کو دیکھ کر شرم نہ کرنے والے انسانوں پر حیرت ہوتی ہے ۔

مسجد تقویٰ:[معجم معالم حجاز ج۸ص۱۴۳]

یاقوت حموی نے کہا ہے جب پیغمبر ہجرت کر کے مقام قبا میں قبیلہ بنی عمر بن عوف پہنچے تو وہاں آپ پیر منگل بدھ جمعرات چار دن رہے یہاں آپ نے ایک مسجد بنائی ۔کہتے ہیں اس کے قبلہ کی طرف پہلی اینٹ رکھ کر پیغمبرؐ نے خود بنیاد رکھی پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کی دیواروں کو اٹھایا یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جو بنائی گئی ہے ۔اس مسجد اور بنانے والوں کی شان میں یہ آیت اتری ہے **فیہ رجال یحبون ان تطھرو ن** ۔مسجد نبوی اور تقویٰ کے بعد عام مساجد کی نوبت آتی ہے وہ مساجد حسب ضرورت اجتماع بنائی جاتی ہیں کیونکہ نماز کو انفرادی طور پر انجام دینے کے بجائے اجتماعی طور پر انجام دینے کا حکم آیا ہے اور اس کو فرادا پر فضیلت و برتری دی ہے ۔اسی وجہ سے وقت نیاز و ضرورت کے تحت بنانے والے یا مسجد بنانے کی اور بنانے والوں کیلئے اجر و ثواب معین کیا ہے چونکہ شریعت میں کوئی خاص حدود مسافت کا تعین نہیں لہذا دین و شریعت کے فلسفہ حکمت سے ناواقف جاہل و نادان افراد یا ارباب حکومت سلاطین وقت جن کی تمام تر توجہ دین و شریعت سے زیادہ اپنے اقتدار کا بچاو رہتا تھا ۔انہوں نے اپنی نیک نامی عوام الناس کی رضایت کیلئے مساجد کی توسیع تزیین و آرائش اور ہر جگہ پر مساجد کے قیام کو ترجیح دی ہے جس کی وجہ سے بہت سی مساجد وجود میں آئی ہیں ۔مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے بعد اس کے گرد و پیش میں کم مسافت میں بننے والی مساجد کی شرعی حیثیت معلوم نہیں ہے بطور مثال مساجد سبعہ جو خندق کے مقام پر واقع ہے جو ایک دوسرے سے سادہ عادی آواز سنی جاتی ہے ان مساجد کی مثال آج کل کے مراجع کے گھروں سے ملے ہوئے یا فاصلہ پر قائم حسینیات کی مثال ہے یا فرقہ باطنیہ کی طرف سے بنائی گئی خانقاہ امام بارگاہ چلا خانہ جیسی ہے جنہوں نے دین و شریعت سے ہٹ کر اپنے لئے اپنے عزائم و منویت کے لئے کوسالہ بنایا ہے یا مخفی مشورہ گائیں جنکی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے ۔یقیناً اگر نبی کریم ہوتے یا امام عادل کا دور دورہ آتا تو ان مساجد میں سے بہت سی مساجد کو مسجد ضرار کا حکم دے کر گرا دیتے ۔

مسجد سبعہ:[معجم المعالم حجاز ج۸ص۱۴۲]

اسے مسجدات صغار بھی کہتے ہیں یہ جبل سلاع کے غرب سے جنوب کی طرف واقع ہے ایک دوسرے کے نزدیک ہے ان مساجد کی تعمیر یا آغاز کہاں سے ہوئی ہے معلوم نہیں ہے بعض کا کہنا ہے یہاں چار مساجد تھیں سات نہیں بعض نے کہا ہے یہ مساجد پیغمبر اور خلفاء کے دور کے بعد وجود میں آئی ہیں ابھی فی زمانہ صرف دو مساجد باقی ہیں جن میں مسجد ابو بکر اور مسجد فتح شامل ہیں ۔

مسجد ضرار:

مساجد وہ بیوت اللہ ہیں جو رمز نشانی سمت و مادون کعبہ ہے اسلام میں عبادات میں اجتماعیت کو زیادہ ترجیح حاصل ہے اسلام میں مسجد کی اہمیت کے پیش نظر دشمنان اسلام نے اسے چھتری بنایا ہے ۔اسے مسلمانوں کو منتشر کرنے مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے اور مسلمانوں کی عبادات کو بے معنی بنانے کیلئے استعمال کیا ہے لہذا قرآن و سنت کے دائرے سے خارج قائم مساجد کو اللہ نے مساجد ضرار کا نام دیا ہے مساجد ضرار اپنی جگہ عناصر ترکیبی کی حامل ہیں ۔

۱۔مساجد ضرار کے بانی کون ہیں ان کی تعمیر میں کون حصہ لیتا ہے ۔

۲۔ان میں کیا کیا اعمال انجام پاتے ہیں ۔اس میں خرچ ہونے والی رقم کس نوعیت کی ہے حلال ہے یا حرام تاریخ تعمیر کعبہ میں لکھا ہے قریش نے جب کعبہ نئے سرے سے بنانا چاہا تو انہوں نے یہ شرط لگائی اس میں حلال کی کمائی رکھنے والے خرچ کر سکتے ہیں حرام کی کمائی والوں کو اس تعمیر میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔

۳۔اس کے کیا اہداف و مقاصد ہیں ۔

۴۔مساجد کی طرح دیگر اعمال و مراکز جو اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے اور اسے کنارے پر لگانے کیلئے بنائے جاتے ہیں ۔

۱۔مساجد ضرار کی تاریخ ظہور آٹھ ہجری ہے ۔فتح مکہ کے وجود میں آنے کے بعد نبی کریم نے روم جو مسلمانوں کے زوال کا حریص تھا کی طرف توجہ کرنے کا عزم کیا ۔

اس دوران والدعبداللہ حنظلہ عامر مدینہ میں نبی کریم کی حکومت قائم ہونے کے بعد فرار ہو گیا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت جاری کی کہ وہ اپنے محلّہ میں مسجد قباء کے نزدیک ایک مسجد تعمیر کریں۔ جہاں وہ اپنے ہم فکرو ہم خیال لوگوں کو جمع کریں۔ اس سے انھیں دو فوائد حاصل ہونگے ایک تو وہ مسلمانوں کی ایک تعداد کو مسجد قباء سے کاٹیں گے تو دوسری طرف اپنے صلاح مشورے اسکی چھت کے نیچے کریں گے۔ یہاں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسانوں کے ضمائر، خالق ضمیر ہی جانتا ہے۔ خاتم المرسلین پیغمبر اکرمؐ کو ان کے عزائم کا پتہ نہیں تھا تبوک سے واپسی کے بعد اللہ نے سورہ توبہ کی آیت ۱۰۷ سے ۱۱۰ تک نازل فرمائیں اور حکم دیا کہ جلد از جلد جا کر قبا میں قائم مسجد جو اسلام کیلئے ضرر پہنچانے کیلئے بنائی گئی ہے کو گرادیں۔ اس سے واضح ہوا کہ مساجد ضرار کے عناصر اولی دشمنان اسلام نصاریٰ و یہود ہیں۔ جنکے آلہ کار منافق مسلمان ہیں۔ مسجد ضرار کے معمار منافقین ہی ہوتے ہیں اور اسکے پیچھے دشمن ہوتا ہے۔ منافق دو زبان اور چہرے رکھتا ہے۔ یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں چند فاصلے پر قائم مساجد کے پیچھے بھی دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ ہندو و قادیانی اسماعیلی مرزائی وغیرہ ہیں جبکہ عالم نما شیطان آگے ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اس عرصہ میں کتنی مساجد تعمیر کی گئی۔ انکے مینارے بڑے کئے گئے لیکن ان سے اسلام بلند نہیں ہوا۔

۲۔ ان کا مقصد اسلام کو کنارہ پر لگانا، مسلمانوں کے اجتماع کو توڑنا اور ان میں انتشار پیدا کرنا ہے۔ امام بارگاہ حسینیہ ہال وغیرہ کے نام سے عمارت کھڑی کی گئیں ہیں اور ان کی امامت خاموش جاہل و نادان خیر و شر کی تمیز نہ کرنے والے اقتدار طلب علماء کے سپرد کی لہٰذا صرف بڑے اجتماع کو ہی نہیں بلکہ ایک چھوٹے اجتماع کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔

۳۔ اہداف و مقاصد مساجد ضرار تنہا مسجد کے مقابلے میں مسجد قائم کرنا نہیں بلکہ یہ ایک چھتری ہے جس کے نیچے اسلام کے پیکر اور اساس کو بوسیدہ کرنا ہے۔ سابق زمانہ میں مساجد ہی مرکز علوم و مصارف اور مراکز اجتماع تھیں۔ یہ ہی جائے صلح و مشورہ تھیں لیکن گروہ ضرار نے اس کے مقابل میں مدارس بنائے اور انھیں تزئین کیا اور یہ باور کروایا کہ اس میں پڑھنے والے مسجد میں نہیں جائیں گے۔ یہاں عالم دین کے نام سے بے دینی سکھائی جائے گی۔ پہلے مرحلے میں دین کے نام سے دین کو دین سے خالی کریں گے۔ گرامر سکھائیں گے اور پھر علم کو اقتدار اور دنیا بنانے کا کشکول بنایا۔ تیسرے مرحلے میں اسلام سے قریب ہونے والی زبانوں کو چھوڑ کر غیر مسلمین کی زبان کو عین علم کی گردان پڑھ کر محرم قرار دیا اور مسلمان ممالک میں اتاترک کی سنت کو زندہ کیا جس میں علماء اور مجتہدین پیش پیش ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ سیاہ تاریخ کے حامل ہیں۔ چوتھے مرحلے میں مدح و منقبت کے نام سے گھڑے گئے وہ اشعار ہیں جو انتہائی شرک و کفر و تناسخ کی غلاظت پڑھیں۔ آج کوئی دینی اجتماع نہیں جہاں قرآنی آیات پر تبصرہ کیا جائے، پیغمبر کی سیرت کو بیان کیا جائے، بجز اسکے کہ وہاں شعر و شاعری اور صوفیوں کی شطحیات بیان کی جاتی ہیں۔ پیغمبرؐ نے ایک مسجد ضرار گرائی جس سے ایک طویل عرصہ تک کسی کو مسلمانوں کے خلاف مسجد بنانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ دورہ خلفائے راشدین کے خاتمہ کے بعد گلی کوچوں میں مساجد بنائی گئیں ان مساجد ضرار کو دشمنان اسلام کے کامیابی اور موثر ترین منصوبہ جات میں سے گنا جاتا ہے جس میں کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جس کا دامید رمے نخنے حصہ نہ ہو۔

مسجد ضرار کی روشن مثال: ہمارے علاقہ بلتستان (چھورکاہ) میں ایک سیکولر بے دین دانشور نے ایک دینی مذہبی چہرہ کے حامل سے مل کر انجیو ز اور بے وقوف عوام سے پیسہ کھینچنے کیلئے ایک مسجد ضرار کی بنیاد ڈالی۔ پہلے مرحلے میں اسی بوسیدہ مسجد جو ماتم سراء سے ملی ہوئی تھی وہاں جمعہ قائم کیا پھر وہاں سے اس کو لب سڑک لائے اور لوگوں سے چندہ جمع کیا اور اندرونی انجیوز سے پیسہ وصول کرتے رہے۔ انجیوز سے پیسہ لینے میں ان کا واسطہ کون تھا اس کا ہمیں ابھی تک علم نہیں ہوسکا لیکن عوام کو الو بنا کر پیسہ نکالنے میں جناب شیخ ضامن علی اور طہ نے کردار ادا کیا ہے۔ اسلام کو ٹھکانے پر لگانے اور باطنی عزائم کو بروئے کار لانے کے بہت سے مصادیق ہیں یہ مسجد انہی کی تکمیل کیلئے ہے۔ ہم نے ابھی تک اس مسجد کو نہیں دیکھا کہ اس کی تعمیر کس شان و شوکت سے ہوئی ہے لیکن اس مسجد میں جمعہ کے خطبے میں کہانیوں اور صوفیوں کی کرامتوں سے بھرپور خطبات کی اطلاع ضرور ملی ہے۔

۱۔ پورے بلتستان میں اس مسجد کے علاوہ آپکو کوئی ایسی مسجد نہیں ملے گی جس میں صرف نماز جمعہ ادا ہوتی ہو یہ واحد مسجد ہے جو تنہا نماز جمعہ کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور وہ بھی فرسودہ اور خرافات پر مشتمل خطبات کیلئے۔

۲۔ پچھلے سالوں میں انتخابات کے اختتام پر پہلی بار اہالی چھورکاہ کی نیم برہنہ خواتین ناچتی گاتی قصر سفیانی کی طرف جلوس کی شکل میں مبارک بادی کیلئے گئیں تھیں۔

جس پر دونوں امام مسجد نے اظہار ناراضگی تک نہیں کیا بلکہ اس خاموشی کو اپنی دور اندیشی قرار دیا اگر ہم اس کے خلاف بولتے تو یہ لوگ ہمارے جمعہ کو توڑتے اس کی مثال عراق کے شہر موصل میں فرقہ شیطانی کی سی ہے جو کہتے ہیں شیطان کو لعنت ملامت نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو پلٹ کر اذیت دے گا۔

۳۔اس سال مہدیوں نے امام مہدی کی ولادت کے موقع پر ۱۵ شعبان ۱۴۳۲ھ کو شب بیداری کا اعلان کیا۔پورے ملک میں ایک عرصہ سے امام مہدی کی غیبت میں ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں کے عنوان سے چندے کیلئے گھروں میں صندوق رکھنے،لڑکیوں کو اغوا کر کے ایک جگہ کنیز امام بنا کر محصور کرنے، دین سکھانے کے نام سے، قبرستان بنانے، مردوں کیلئے فاتح خوانی کرنے جیسے اقدامات مختلف گروہوں کی طرف سے انجام پا رہے ہیں۔امام مہدی تشریف لا کر ظلم و استبداد ختم کریں گے ظلم و استبدات کی نوید کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے کی بجائے بو اشاہ عباس کے غلو و کفر و شرک سے بھرے ہوئے اشعار کو پیش کیا گیا ہے۔رات بھر مشاعرہ کرنے کے بعد صبح کو نالے کے گندے پانی میں حسین بن روح قرمطی کے ذریعے جو ایک ہزار سال پہلے مر چکا ہے امام مہدی زندہ کو درخواستیں بھیجی جاتی ہیں۔یہ افراد اپنے مخالفین کو دعوت بہ حکمت مجادلہ احسن کرنے سے عاجز وقاصر ہیں چور ہیں چور کی دلیل یہ ہوتی ہے اگر چپ نہ رہیں تو ہم اور چوری کریں گے انھیں امام کے بارے میں جن لوگوں پر شک تھا انھیں شعروں سے ٹھنڈا کرنا چاہا جو اسی مسجد کے اندر ہوا۔سوچیں جس مسجد میں مشاعرہ ہوگا اسے مسجد اللہ کہیں گے یا مساجد ضرار۔

۴۔سننے میں آیا ہے دونوں امام بارگاہوں کے عزاداروں کے درمیان تنازعہ چل رہا ہے عزاداروں کا کہنا ہے ہم مسجد کے اندر زنجیر زنی کریں گے جبکہ انکا کہنا ہے ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے یہ مسجد اللہ کا گھر ہے اس کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیے ہم اس کو نجس نہیں ہونے دیں گے۔عزاداروں کا کہنا ہے جس کا تقدس واجب ہے وہ مسجد اصلی ہے مسجد ضرار کا کوئی تقدس نہیں، یہ مسجد این۔جی۔اوز کے نجس پیسہ سے تعمیر کی گئی ہے، اس میں لوگوں کو دھوکا دے کر چوری کیا گیا مال خرچ ہوا ہے۔این جی اوز کا پیسہ تخریب دین کیلئے استعمال ہوتا ہے اس نجس پیسے سے بننے والی مسجد خون سے نجس نہیں ہوگی۔

مصادر معجم حج والحاج:

کسی بھی کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کتاب کے مصادر مراجع سے ہوتا ہے کتاب حاضر بھی جلب اعتماد کیلئے اپنے مصادر موثقہ کی آراء کی نیاز مند ہے۔کتاب اپنی جگہ چندین اور مختلف مصادر کی نیاز مند ہے۔مصادر اماکن مقدسہ میں ہم نے ذیل کتب سے استناد کیا ہے

جتنا مصادر شہرت مقبول عام مستند و معتبر سمجھے جاتے ہیں اسی تناسب سے اس کتاب کی تقسیم بندی ہوتی ہے۔ہماری کتاب معجم حج وحجاج کو ایک عنوان سے مخصوص کرنا درست نہیں ہوگا کیونکہ یہ کتاب تنہا حج کے فقہی زاویہ پر بحث نہیں کرے گی بلکہ اس میں حج کے مکانی زمانی احکام اور اس کی تاریخی اور گردش دینے والے سب کا ذکر آیا ہے لہذا یہ کتاب اپنی جگہ تاریخی، جغرافیائی، اجتماعی اور سیاسی بھی ہے۔یہ کتاب ان تمام موضوعات عنوان سے مربوط اور منسلک ہے لہذا اس کے مصادر اپنی سماعت بصارت سے شروع ہوتے ہوئے عصر حاضر کے علمائے اعلام فقہا کے رسالہ عملیہ سے گذرتے ہوئے قدیم کتب فقہ استدلالی اور کتب حدیث اور کتب جغرافیائی اور تاریخ سرزمین حجاز اور آخر میں کتاب قرآن کریم پر منتھی ہونگے۔اس کے علاوہ ان موضوعات کو سمجھنے کیلئے ان سے مربوط موضوعات سے متعلق کتابوں کے بھی نیاز مند ہونگے۔لہذا ہم ان مصادر کو آخر میں حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کریں گے جہاں قارئین کرام ان مصادر کو دیکھ سکتے ہیں۔یہ مصادر ہم نے کسی لائبریری میں جا کر نقل نہیں کئے بلکہ اپنے لقمہ حیات بود و باش کے حساب سے جمع شدہ کتب سے لئے ہیں۔اس سلسلہ میں خواہشمندان کو ہم اس کی فوٹو کاپی نقل دے سکتے ہیں۔

مصطفیٰ عباس:

مصطفی عباس جو کہ کاروان بلال کے مستقل ارکان میں سے ہیں۔وہ کراچی میں ہمارے مخالف گروہ سے وابستہ ہیں اس کے باوجود وہ ہم سے دوستی بھی رکھتے ہیں اور احترام بھی کرتے ہیں۔ابھی تک اہانت وجسارت کا کوئی مظاہرہ ان سے نہیں دیکھا گیا۔وہ برخلاف جناب دلنواز ہماری کتابیں پڑھتے بھی ہیں خریدتے بھی ہیں۔کتاب ''موضوعات متنوعہ'' اور ''فصل نامہ عدالت'' خریدنے کے خواہش مند بھی ہیں۔لیکن ان کا اصرار ہے کہ ان کتابوں کی قیمت میں کمی کی جائے۔شاید انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمیں ان کتابوں کو لکھتے وقت کتنے مصادر کو خریدنا پڑھتا ہے کتنا خرچہ آیا ہوگا نیز اس کتاب میں شخصیت پرستوں کے بہت سے لات ومنات کو انتہائی ادب کی روایت کے مطابق اٹھایا ہے کیونکہ ہمارا مذہب مذہب لعن، گالی اور کولی نہیں ہے ہم علماء اعلام کا احترام رکھتے ہیں' ان جیسے کلمات استعمال نہیں کرتے

ہیں تا ہم عمائدین کو ہم سے یہ شکایت رہتی ہے کہ ہم بغیر وضو کے نام کیسے لے رہے ہیں اس لئے اس کتاب کے نشر میں بہت سے احتیاطی طریقوں کو اپنایا ہے تا کہ ہم بزرگواروں کے خلاف اشتہار بازی کے جرم میں نہ آجائیں اس لئے ان کتابوں میں ہر قسم کی رعایت کو ختم کیا ہوا ہے۔ حرم میں ملاقات کے وقت آپ نے ہم سے پوچھا، سنا ہے کہ آپ کی کوئی کتاب شخصیات پر آنے والی ہے آپ شاید اس کو ذاتیات پر حملہ سمجھتے ہیں جو کہ شرعاً حرام ہے۔

جناب مصطفیٰ صاحب کی سوچ ان دونوں زاویہ نگاہ کے تحت درست نہیں ایک تو آپ جانتے ہیں جن شخصیات والا نے مجھے لال بیگ کی مانند زمین پر رگڑا ہے میرے خلاف کوئی تہمت الزام تراشی نہیں چھوڑی ہے۔ یہ لوگ مجھے دیگران کی نظر سے گرانے کے لئے ہر محفل مجلس میں وہابی، سعودی، غیروں کا ایجنٹ جاہل دین فروش جیسے کلمات استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں یہ ان کیلئے سزاوار ہے۔ لیکن اگر ہم ان کی ناانصافیوں زیادتیوں اور طنز وطعن سے بھرے کلمات کو انتہائی ادب سے بیان کریں تو یہ ایک جرم ہے۔ ہمارے پرانے حلقے کے بیشتر برادران کا خیال ہے کہ اب تو انہوں نے شخصیات کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔

اس کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا شاید ان کے بارے میں آپ ان کو حق بجانب تصور کرتے ہوں میں اس کا سزاوار ہوں جیسا کہ ثقلین نقوی حاجی طالب علامہ جعفری صاحب کہتے ہیں میرا احتمال ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے ہمیں انصاف دیں گے دوسرا زاویہ آپ کا یہ خیال آپ کے دین کے مبانی دین سے ٹکراو ہے وہ یہ ہے ہر دور کے علماء نے اپنے دور کے علماء کے کردار کو کتابوں میں ثبت کیا ہے اس قسم کی کتابوں کو کتب رجال کہا ہے اس میں دو قسم کی رجال ہیں ایک دھوکہ پر مبنی ہے جیسے رجال نجاشی فہرست طوسی معالم العلماء شہر اشوب تذکرہ علما امامیہ مولانا عارف نقوی ہے ان میں صرف علماء کو القاب جلیلہ سے یاد کیا ہے ان کی شخصیات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔

حالانکہ یہ طریقہ غلط ہے بعض نے شخصیات کی فہرست پیش کی ہے اس کی چنداں اہمیت نہیں ہے اس سے دھوکہ ہوتا ہے جیسا کہ فہرست شیخ طوسی نجاشی یا معالم العلماء تذکرۃ علماء امامیہ وغیرہ جس پر کسی کو اعتراض نہ ہو وہ دو سال کسی بھی مدرسہ میں بیٹھ کر نے کے بعد کسی مسجد میں جمعہ و جماعت کے القاب رکھنے والے یا جس کا حلیہ اچھا ہو یا جس کو فن خطابت آتا ہو یا حوزت علمیہ سے فارغ تحصیل قریب الاجتہاد سب یکساں ہیں۔ یعنی سب کے سب حجتہ الاسلام والمسلمین ہونے چاہیں۔ اس وجہ سے ان کے تمام کرتوتوں، غلط گوئیوں انحرافات گری اور خرافات فروشی سب کو پس پردہ کر کے بھاری بھر کم القابات سے یاد کیا جائے۔ جس طرح محدث قمی نے اور خوانساری نے علامہ مجلسی کی بیس سالہ خدمت گزاری، صفوی کو چھپا کر ماضی و مستقبل دونوں میں عدیم المثال ہستی بنا کر پیش کیا ہے۔

لیکن انہیں پتہ نہیں کہ علوم اسلامی میں حدیث کی صحت وسقم، ثقہ وضعیف کی شناخت میں علماء اعلام کی کما حقہ، جس حالت وروش پر وہ چلتے تھے اس کو بیان کرنا ضروری ہے جسے علم رجال کا نام دیا ہے۔ مصطفیٰ بھائی اور ان کے اراکین محترم سالار قافلہ دلنواز کا کہنا ہے ہم اپنے کاروان والوں کو حرم میں با جماعت نماز پڑھنے سے نہیں روکتے بلکہ اسکی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن دیکھنے اور سننے میں آیا ہے' کہ حجاج نے شکایت کی ہے کہ نماز جماعت کے وقت مجالس رکھتے ہیں نیز مجالس میں شرکت کو ضروری گردانتے ہیں وظہر کی نماز کے وقت مجلس کا انتظام کرتے ہیں اور یہ کہہ کر کہ مجلس میں شرکت ضروری ہے حرم میں با جماعت نماز سے روکتے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک مجلس میں شرکت ارکان حج کی مانند ضروری ہے اور حرم میں با جماعت نماز ادا کرنی ضروری نہیں ہے۔ خود اراکین کاروان کو بھی جماعت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے۔ اس سے اتنا اندازہ تو ضرور ہوتا ہے کہ حرم میں با جماعت نماز کی ادائیگی کی کوئی اہمیت ہے نہ سفارش۔

مولانا نصیر صاحب:

جامعہ محمدیہ شہر غلات نشین سرگودھا کے سرپرست اعلیٰ بھی اپنی گنجائش استطاعت کے مطابق بعض حجاج موحد کو یرغمال بنا کر غالی بنانے والوں میں سے ہیں' آپ جب اپنے یرغمال حاجیوں کو لے کر غار ثور پہنچے تو کہا حضرت علی یہاں تین وقت کھانا پہنچاتے تھے تو سائل نے سوال کیا پھر قریش کو پتہ ہونا چاہیے تھا کہ علی کہاں جا رہے ہیں وہی محمد ہونگے تو کہنے لگے طی الارض کر کے تشریف لے جاتے تھے سائل نے مزید پوچھا یہاں ابوبکر بھی ساتھ تھے آپ نے ان کا نام نہیں لیا تو کہا وہ منافق تھے اس لئے ان کا نام نہیں لیا آپ نے غار ثور کی زیارت کے موقع پر کہا یہاں حضرت علی دن کو نبی اکرمؐ کے لئے کھانا لاتے تھے آپؐ کی خبر لیتے تھے۔ اس پر کسی سائل نے پوچھا اس طرح تو علی راز فاش کر رہے تھے کیونکہ حضرت علی کا پیچھا کر کے مشرکین یہاں آسکتے تھے کہ آپ یہاں ہیں اس پر آپ نے کہا علی معجزے سے آتے تھے۔

ان کے شعائر حرام میں لبیک اللہ کے ساتھ نعرہ حیدری یا علی مدد دیا ہے۔ہماری آپ سے ملاقات تو نہیں رہی لیکن آپ کا میدان عرفات منی میں گونجتا ہوا نعرہ یا علی مدد سنتے رہے ہیں۔مسلمان جب میقات سے احرام باندھتے ہیں تو نیت کے بعد لبیک کہتے ہیں،جس طرح مشرکین لبیک لاشریل البت کہتے ہیں پھر کہتے ہیں لاشریک لک لبیک،یہ لبیک کسی اور کیلئے نہیں اس کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں لیکن غالی کہتے ہیں لبیک یا علی ہم تجھے لبیک کہتے ہیں۔یہ بات آپ کے کاروان میں شامل معتبر شخص نے نقل کیا ہے۔

مقام ابراہیم:

علامہ شعراوی نے اپنی تفسیر ج اص ۵۹۵ میں لکھا ہے اگر کسی شخص کو کسی جگہ بیٹھے ہوئے دیکھیں تو میم پر پیش کے ساتھ مقام پڑھیں گے اگر اس پر کھڑے ہو کر دیکھیں گے تو میم پر فتحہ کے ساتھ مقام پڑھا جائے گا۔میم پر فتحہ کے ساتھ وہ جگہ ہے جہاں ابراہیم کعبہ کی بنیاد اٹھاتے ہوئے اس پر کھڑے ہوئے تھے۔تفسیر ابی سعودی تالیف ابی سعودی عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ ج اص ۳۳۸ پر لکھتے ہیں یہاں من مقام ابراہیم میں من تبعیضیہ ہے مقام اسم مکان ہے یہ اس پتھر کو کہا ہے جس پر حضرت ابراہیم کے قدموں کا نشان ہے لیکن مصلی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں جہاں حضرت ابراہیم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تھے تفسیر المنار تالیف محمد رشید رضا ج ا ص ۴۶۱ میں کہا ہے مقام سے مراد دو احتمال ہیں ایک وہی پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر کعبہ کی دیوار بلند کی ہے یا کل مواقف حج ہے جہاں جہاں ابراہیم نے قیام کیا تھا۔اس کے تحت عرفہ مزدلفہ جمرات سب مقام ابراہیم میں آتے ہیں۔اس صورت میں اگر ہم نماز کو یہاں پڑھنے کے معنی کو اخذ کریں گے صلاۃ سے مراد رکوع سجود قیام والی صلاۃ ہے اگر یہ صلاۃ مراد لیں گے تو تب بھی یہاں چند احتمال ہوگا کل صلاۃ اعم از واجبات صلوۃ خمسہ صلاۃ طواف مستحب یا مخصوص طواف۔مقام ابراہیم اور مصلی کے مصداق میں تعدد اور اختلاف کو سامنے رکھنے کے بعد ایک احتمال کو اخذ کر کے دوسرے احتمالات کو نظر انداز کرنے کیلئے ترجیحات چاہیے۔ان ترجیحات کو سامنے رکھنے کے بعد مقام ابراہیم پر صلاۃ معہود باعث عسر مرکب از قیام رکوع سجود تشہد یہ پڑھنا اسرع وحرج نہیں بلکہ ناممکن ومحال ہے۔مقام ابراہیم میں نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے کیونکہ یہ نہیں فرمایا واتخذ وفی مقام ابراہیم یعنی نماز کو مقام ابراہیم میں پڑھو جس طرح نماز کو مسجد الحرام میں پڑھوایا نہیں ہے بلکہ مصلی کو مقام ابراہیم سے من طبعیز یہ ہے یا بیانیہ دونوں صورت میں دائیں بائیں سب شامل ہے البتہ آگے شامل نہیں ہوتا ہے اس صورت میں ایک قباحت یہ ہے کہ کعبہ کے متوازی ایک اور قبلہ بنے گا جو مقام ابراہیم ہوگا جو قباحت در قباحت ہے۔

مقام ابراہیم سے مراد خود یہ پتھر ہے اس کو اللہ نے لوگوں کیلئے علامت ونشانی بنایا ہے کیونکہ پتھر سخت ہوتے ہوئے جب ابراہیم اس پر کھڑے ہوئے تھے تو ابراہیم کے قدموں کا نشان پڑ گیا یہ نشان ابھی تک باقی ہے اور قیام قیامت تک باقی رہیں گے۔دوسری تفسیر جو ابن عباس سے روایت میں نقل ہوئی ہے کہ اس سے مراد پورا مشاعر حج بیت سمیت،صفا ومروہ عرفات سب ہیں لوگوں کو دعوت حج دی اور ان کی دعوت سے ہی اس فریضہ کا آغاز ہوا۔اور تمام تابعین شریعت ابراہیم اس فریضے کے مخاطب ہیں۔

مقام ابراہیم مذکورہ کتاب کے ص ۱۷۰ پر آیا ہے۔مسجد حرام میں کعبہ کے سامنے ایک شبہ منارہ ہے۔جس میں ایک پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم کے قدم کے نشان ہیں جس پر کعبہ کی تعمیر کرتے وقت کھڑے ہوئے تھے جب دیوار اونچی ہوتی تھی تو یہ پتھر بھی اونچا ہوتا تھا۔

کتاب شفاء الغرام ج اص ۳۲۷ پر ابن عباس سعید بن جبیر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیمؑ نے اعلان حج کیا تھا۔بعض نے کہا ہے جب زوجہ اسماعیل نے آپ کا سر دھویا تھا اس پتھر پر بیٹھے تھے بعض نے کہا ہے جب ابراہیمؑ نے کعبہ کی دیوار بلند کی تو اس پر بیٹھے تھے شفاء الغرام نے ازرقی سے نقل کیا ہے اس مقام کی چوڑائی کی جو نشانی ہے وہ پونے ایک ہاتھ اور آٹھواں حصہ ہے۔

بعض کا کہنا ہے جب حضرت ابراہیم کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ حج کیلئے اعلان کریں اور اللہ کی دعوت کو قبول کریں۔

ابراہیم کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگا کر رکھا تھا۔پیغمبر اکرم کی رحلت کے بعد اور حضرت ابوبکر کے دور میں بھی یہ پتھر یہاں تھا۔

حضرت عمر کے دور میں ایک سیلاب آیا جو ام نہشل کے نام سے موصوف ہوا جس سے یہ پتھر ملبہ میں چلا گیا۔سیلاب کا پانی خشک ہونے پر اہل مکہ اس پتھر کو دوبارہ لائے اور حضرت عمر کو اسکی اطلاع دی۔آپ سے پوچھا گیا اس پتھر کو کہاں رکھیں آپ نے کہا میرے آنے کا انتظار کریں۔حضرت عمر مکہ پہنچے اہل مکہ سے اس

پتھر کے اصلی مقام کا پوچھا لوگوں میں سے کسی نے کہا میرے پاس ایک دھاگہ ہے جس سے میں نے اسکی مسافت ناپی تھی۔ یہ مسافت ساڑھے ۲۶ ہاتھ تھی جہاں اس کو رکھا گیا۔

فرقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے فقہا کا کہنا ہے طواف بیت اللہ، بیت اور اس مقام کے درمیان میں ہونا چاہیے اس حوالے سے چاروں طرف کا مطاف ساڑھے ۲۶ ہاتھ ہوگا لیکن حجرہ اسماعیل کی طرف مسافت ساڑھے چھ ہاتھ تک باقی رہتی ہے تو یہاں حجاج کیلئے ایک خطرناک جان لیوا مرحلہ طواف آجاتا ہے یہاں سے جان کے ساتھ خود طواف کی صحت مشکوک ہوجاتی ہے کیونکہ یہاں سے انسان اپنے اختیار سے باہر ہوجاتا ہے۔ فقہائے امامیہ اس کی سند میں دو تین روایات پیش کرتے ہیں۔ محققین فقہا نے کہا ہے یہ روایات اپنی سند کے حوالے سے ضعیف سند ہیں تاہم ان کے نزدیک شہرت فقہا اس ضعف سند کا جبران کرتی ہے لہذا طواف مقام اور بیت کے درمیان میں ہونا چاہیے اور چاروں طرف ساڑھے ۲۶ ہاتھ کے اندر رہنا چاہیے اس فتوئی کے تحت ایام حج میں فی زمانہ بہت سوں کا طواف باطل ہو جاتا ہے لہذا جو اس سے باہر طواف کرتا ہے ان کا طواف باطل ہوگا اور جو اس کے اندر طواف کر رہا ہے اس کا طواف مشکوک ہوجائے گا لے دے کر کتنے طواف کنندہ کا طواف صحیح ہوگا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن یہاں اہل غور وفکر دقت سند ومتن اور مقبولیت روایت جانچنے کی کسوٹی اپنانے والوں کیلئے لمحات فکریہ ہیں۔

۱۔ضعیف روایت کو شہرت فتوئی سے جبران کرنے کی کیا منطق ہے اس کی کیا سند ہے یعنی شور شرابہ خوف وہراس برپا کر کے ضعف روایت صحیح قرار پائے گی چنانچہ بہت سی روایات جن کی سند نہیں لیکن خوف وہراس کی وجہ سے بڑے سے بڑے علماء اسے تسلیم کرتے ہیں جیسے حضرت انبیاء ادریس الیاس خضر کا ابھی تک زندہ رہنا جو کہ ختم نبوت کے عقیدہ سے متصادم ہے ضعیف روایات کی بنیاد پر قائم ہے۔

۲۔حضرت عمر خود قریش سے تھے زمان بعثت نبی کریمؐ سے تیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ بعثت کے تیرہ سال اسی مکہ حرم میں گزارے۔ ۲۳ سال یہاں گزارے پر کیا آپ کو اتنا پتہ نہیں تھا کہ یہ پتھر کہاں رکھا تھا اسی طرح کیا مہاجرین بھی اس سے آگاہ نہیں تھے۔ اس گھر کے متولی امور سقایہ حجابت رفادہ سینکڑوں اس سے لاعلم تھے اور صرف ایک بوڑھا تھا کہ اس نے اس پتھر کو ناپ کر رکھا تھا کہ یہ پتھر کہاں پر ہے یہ بوڑھا کون تھا کس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کی بات پر کہاں تک بھروسہ کیا جاسکتا ہے اس نے کیوں ناپا اس کو کس فائدے کی خاطر کیا واضح نہیں۔ یہ ایک من گھڑت بات ہے۔ یہ پتھر دیوار سے ملا ہوا تھا لوگ طواف کے دوران اس پتھر کے گرد دعا کیلئے جمع ہوتے تھے اور طواف کنندوں کیلئے مزاحم بنتے تھے لہذا خلیفہ دوم نے اس کو مطاف سے باہر رکھا۔

۳۔طواف اور اس پتھر کے درمیان کوئی ربط نہیں۔ یہ ایک پتھر ہے بیت سے اس کا کوئی ربط نہیں ہے بس اتنا ربط ہے کہ اس بیت کی تعمیر میں کام آیا تھا اور ابراہیم کے قدموں کے نشانہ بنے تھے لہذا یہ ایک آیت حق کے طور پر یہاں ہے۔ فقہائے امامیہ نے اس مقام سے متعلق ایک اور فتوئی صادر کیا ہے جس کا ذکر صلاۃ طواف میں ملاحظہ کریں۔

مکہ:

کتاب اعلام تالیف محمد بن احمد النہروانی متوفی سنہ ۹۹۰، مولف کتاب لکھتے ہیں بلد حرام یعنی مکہ مشرفہ ایک بڑا وسیع عریض شہر ہے مستطیلہ ذات شعب کثیرہ اس کی ابتداء ہے ایک انتہاء اس کا آغاز شروع المعلاۃ لیکن حدۃ کیطرف الشبیکۃ، یمن کی طرف سے جائے پیدائش حضرت حمزہ ہے جو مجری العین سے ملتے ہیں اس جگہ کو البازان کہتے ہیں اما ارض مکہ مشرفہ جبل جزلسے اکثر جبل ابی قبیس ہے دوسری جبل خشبا ابی قبیس ہے جو کوہ صفا پر مشرف ہے تیسرا جبل جسے جبل الاحمر کہتے ہیں زمان جاہلیت میں اسے الاعرف کہتے تھے یہ وہ جبل ہے جو قعیقعان پر مشرف یہ خانہ عبداللہ زبیر سے ملتے ہیں یاقوت حموی نے کہا ہے قعیقعان وہ پہاڑ ہے جو مکہ میں جبل ابی قبیس پر مشرف ہے اما مسجد الحرام وسط مکہ میں واقع ہے اس کی بھی شعب کثیرۃ اگر کسی جبل ابی قبیس نظر کیا تو تمام مکہ نظر نہیں آئے گا۔

مکہ و بکہ دونوں اس منطقہ مشرفہ مکرمہ کا نام ہے جس کی موقعیت اور تاریخ تمدن عتیق وعریق ہے۔ جنوب جزیرۃ عرب میں اور بحر احمر جدہ میں واقع پہاڑوں کے بیچ میں محصور سرزمین کا نام ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جو مرکز دینی کے ساتھ تاریخ عرب میں مرکز تجارتی تمدن اور جائے مرکز توجہ عالمین واقع ہوئی۔ روئے زمین میں گہوارہ ومہد رسالت انبیاء میں اس سے معروف کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کی تاریخ کب سے شروع ہوئی یہ ابھی تک معمہ اور مجہول ہے، کیونکہ بعض کا کہنا ہے کہ یہ خلقت آدم صفی اللہ سے پہلے کا ہے اور ملائکہ اس کا تواف کرتے تھے لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ سورہ آل عمران آیت ۹۶ میں آیا ہے 'یہ ناس کا بیت ہے' ﴿إِنَّ

أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ﴾ ۔بکہ مکے کا دوسرا نام ہے یہ عربی لغت میں باءکومیم سے میم کو باء سے بدلنے کے اس قائدے کے تحت ذکر کیا گیا ہے یہ آیت کریمہ اس گھر کی تاریخ پیدائش کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کیلئے زمین پر بنایا گیا۔روئے زمین پر بہت سی عبادت گاہیں بتوں کی پرستش کیلئے بنائی گئی ۔جس کی تفصیل ہم حرف باء کلمہ بیت میں بیان کریں گے یہاں یہ وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح دین اسلام کی اساس بنیا جعلی خود ساختہ تشکیک کنندہ روایات کی زد میں آئی انھی میں ایک بیت اللہ ہے جس کے اجزاءکو ضعیف احادیث کا نشانہ بنایا گیا جو عقل ،آیات قرآن اور سنت قطعیہ رسول سے متصادم ہیں ۔جیسے کعبہ مشرفہ کی ابتداء آغاز تعمیر دحوالارض سے شروع ہوئی ،زمین کو یہاں سے کھینچا گیا ہے یہ سب سے پہلے ملائکہ کے طواف کا مرکز تھا۔اس کے بعد آدم صفی کے شیث اور انکے بعد ابراہیم خلیل ہیں ۔آل عمران کی آیت ۹۶ ان باتوں کورد کرتی ہے آیت میں اللہ نے اس کو للناس کے لئے کہا ہے جبکہ ناس آدم سے شروع ہوتا ہے آدم سے پہلے ناس نہیں تھے آدم سے پہلے والوں کیلئے بھی تھا لہٰذا ان سے پہلے آنے والوں کیلئے بھی یہ گھر عبادت گاہ تھا اس کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل و منطق نہیں لیکن اس کے معمار اول سورہ ابراہیم کی آیت ۳۷ ﴿ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ﴾ سے پتہ چلتا ہے یہ گھر ابراہیم سے پہلے موجود تھا اس کے تحت جب حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور ہاجرہ کو یہاں چھوڑ کر گئے تو اللہ سے التجا کی اے اللہ میں اپنی ذریہ کو تیرے گھر کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کا مطلب ہے اس گھر کی بنیادیں وہاں موجود تھیں لیکن ایک تعمیر شدہ گھر کا ذکر نہیں تھا۔اس گھر کی تعمیر کرنے والے ابراہیم خلیل ہیں اس سے پتہ چلتا ہے یہ گھر قدیم اور ابراہیمؑ اس کے معمار اول تھے ابراہیمؑ نے اس گھر کی تعمیر کی اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ بیت تاریخ میں کتنے مراحل سے گزرا ہے۔

مکہ میں قیام:[مفتاح السعادۃ و مصباح السیاحۃ ص ۱۶۳]

مکہ کی فضیلت و منقبت مرتبت کے باوجود بعض علماء نے یہاں سکونت اختیار کرنے یا قیام زائد کرنے کو کراہت گردانا ہے۔اس کراہت کی توجیہ میں لکھا ہے زیادہ قیام کرنے کے بعد یہاں کی شدت گرمی یا معاشی زندگی میں مشکلات یا احساس تنہائی کی وجہ سے اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔انسان کو خانہ و آشیانہ اہل خانہ یاد آتے ہیں وہ شوق بڑھ جاتا ہے یہاں قیام کرنے کے بعد خطاء ولغزش انسان سے سرزد ہونے کا خطرہ رہتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ابن عباس سے روایت ہے انسان سے ستر گناہ مکہ سے باہر سرزد ہوں اور ایک گناہ مکہ میں سرزد ہو برابر ہے۔یہاں یہ نہ سمجھا جائے کہ کراہت اقامت شرف مکہ پر اثر انداز ہوئے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کیا انسان زیادہ دیر بیت کا حق ادا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بیت اللہ اور اس کے رسول دونوں کیلئے مورد پسند حسنہ ہے۔

مکہ میں زیادہ قیام کرنے کے بعد اس کی انسیت گر جاتی ہے شوق اہل وعیال خانہ و آشیانہ بڑھ جاتی ہے اس کے بعد اس بیت کی ہیبت بھی نظروں سے گھٹنے لگتی ہے اس لئے پیغمبر یا اصحاب حج کرنے کے بعد فوراً روانہ ہوئے چنانچہ حضرت عمر نے کہا اہل یمن و اہل شام والوں! حج کے اعمال بجالانے کے بعد اپنے گھروں کی طرف رخ کرو۔

ملتزم:(کتاب شفاالغرام ص ۳۱۷)

ملتزم، حجر اسود اور دروازے کے درمیان والی جگہ کو کہتے ہیں ۔جیسا کہ ابن عباس سے مروی روایت میں آیا ہے جسکو معداء اور معوض بھی کہتے ہیں ۔

مولائی:

مولائی مادہ ولی سے ہے جس کے معنی قریب اور نزدیک ہے جیسا کہ صاحب قاموس قرآن اس مادے کے ذیل میں لکھتے ہیں ولی نزدیک و قرب کو کہتے ہیں ۔[مکہ والمدینہ تالیف ڈکتور احمد ابراہیم ص ۵۱]

صحاح مصباح قاموس میں عربوں سے نقل کی ہے ''تباعدنا بعد ولی'' یعنی نزدیک کے بعد ہم دور ہو گئے والا اور موالی دو چیزوں کے درمیان اتنا نزدیک ہونا ہے کہ ان دو کے درمیان کوئی اور چیز حائل نہ ہو۔اس حوالے سے مولا و ولی سرپرست مالک نگہدار کو کہتے ہیں ۔اسی طرح ناصر خدمت گزار پناہ دہندہ کو بھی مولا کہتے ہیں ۔

لغت عرب میں کلمہ موالی اصطلاح لغوین کے تحت ایک کلمہ متضاد اور زم اور ساز گار کلمات میں سے ہے موالی مع مولا ہے مولا مالک اور عبد معتق آزاد کنندہ موثق آزاد شدہ صاحب قریب جار (ہمسایہ) حلیف (معاہدے والے) سب کے لئے استعمال ہوتا ہے کتاب یثرب قبل الاسلام تالیف محمد سید الوکیل ص ۱۹۳ میں آیا ہے موالی کبھی فرد ہوتا ہے اور کبھی خاندان قبیلہ ہوتا ہے۔ یہ ولایت تین طریقوں سے ایک کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتی ہے یعنی ایک شخص کسی شخص کے جوار میں رہنے کے لئے عہدو معاہدہ کرتے ہیں اس صورت میں اس شخص کے ذمہ کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں اور جس کے جوار میں رہتا ہے اس پر بھی اسکے حوالے سے کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ ضروریات اپنی جگہ تین صورتوں میں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

۱۔ ایک شخص اپنے قبیلے کی نظر میں جب منفور ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ قبیلے کی شہرت کو صدمہ پہنچتا ہے۔ خاندان اس کے ذریعہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ شخص اس قبیلے میں نہیں رہ سکتا چنانچہ وہ یہاں سے نکل کر کسی اور قبیلے کے تحفظ میں جانا چاہتا ہے۔

۲۔ غربت بے کسی اور ضعف کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کے امورات کو نہیں چلا سکتا۔ جو حالات اسے درپیش ہیں ان سے بچنے کیلئے وہ کسی اور قبائل کی پناہ میں جاتا ہے جیسا کہ آج کل کے دور میں بعض علاقوں میں ناتوان افراد پولیس یا کھڑپیچوں کے ظلم و زیادتی سے بچنے کیلئے کسی اور کھڑپیچ یا سیاسی شخصیت کی پناہ میں جاتے ہیں۔ جہاں وہ انھیں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور وہ انکی حفاظت کرتے ہیں۔

۳۔ خون خواہی کی خاطر دشمن سے انتقام کی خاطر کسی کی پناہ میں جانا۔ جب انسان اپنے کسی عزیز کے قتل کا بدلہ نہیں لے سکتا تو وہ دشمن سے انتقام لینے کیلئے کسی بڑے قبیلے کی پناہ میں جاتا ہے۔ چنانچہ امراالقیس ملک شعراء نے اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لینے کیلئے بادشاہ روم سے پناہ لی اور وہاں سے لشکر لے کر آیا۔ اسی طرح برصغیر میں ہمایوں بادشاہ نے ایران کا حلیف موالی بن کر یہاں چڑھائی کی تھی۔

اس معجم میں یہ کلمہ اس مناسبت سے آیا کہ سال گزشتہ ۱۴۳۲ھ کو جناب قبلہ غلام رضا جعفری صاحب لاڑکانہ نے مدینہ منورہ میں علی حسن لاشاری اور معشوق علی چانڈیو کا مولائی کا تعارف کر کے ہمارے کمرے میں بٹھایا یقیناً ایک انسان غربت میں ایسے سفر میں جتنا قریب رشتہ رکھنے والے کا ساتھ رہنے کا موقع ملے تو خوشی ہوتی ہے سرکار کی طرف سے تعین شدہ رہائش میں ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے کسی پر بدگمانی بھی نہیں کر سکتے تھے گرچہ یہاں کے مولائی کا تعارف پہلے سے ذہن نشین ہونے کی وجہ سے ہم چنداں خوش نہیں تھے کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں یہاں مولائی کا تصور یہی دین و شریعت سے بغاوت کر کے یا علی مدد والوں سے پناہ لینا ہے چنانچہ ان دونوں کو ایسا ہی پایا ہے انہوں نے فوراً اپنے چاہنے والوں کو خبر دی کہ ہمیں مولانا کی رفاقت ملی ہے۔

ہم نے انھیں اس سفر میں ہر قسم کی خدمت خوشی کے ساتھ پیش کرنے کا اظہار کیا لیکن وقت گزرتے گزرتے مولا کے بارے میں مولا کے معنی و مفہوم انکشاف بڑھتا گیا۔ انھوں نے خلافت بلا فصل علی اور حضرت زہرا پر کئے گئے مصائب کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ ہم نے ان سے کہا ان مسائل کو چھوڑیں اس سے اور مسائل کھلتے ہیں۔ اس کا انجام صحیح نہیں ہوگا اس کو اپنے ملک کیلئے رکھیں آپ حج کے بارے میں جہاں سے پوچھنا چاہیں پوچھیں۔ ان کا اصرار تھا سوالات گفتگو یہیں سے ہی شروع کریں گے رفتہ رفتہ کلمہ مولا کو مقدس بنانے کیلئے جتنی چادر چڑھائی تھی وہ یکا یک اٹھتی گئی اور اس کے اندر پس منظر کی بو آنے لگی یہاں تک نماز میں کوتاہی حرم میں اوقات نماز میں شرکت نہ کرنا خلفا اور سنیوں کو غلاظت گوئی کرنا کھلے احکام حج کی مخالفت کرنا وغیرہ پر منتہی ہوا انہوں نے کاروانوں کے فقہاء سے ہمارے بارے میں پوچھ کر کچھ حاصل کرنے کی کوششیں بہت کیں لیکن وہ ناکام ہی رہیں۔ آخر میں مقاطعہ مکالمہ پر جدائی ہوئی۔ یہاں سے میری توجہ کلمہ مولا کی طرف مرکوز ہوئی یہاں ہمارے علاقے میں ہر وہ شخص جو دین و شریعت سے آزاد نبرد آزما ہو یہ ملا محرمات کا ارتکاب کرنے والا ہر قسم کی دھاندلیوں میں ملوث ہوا سے موالی اہل بیت کہنے کے مذموم عزائم کی طرف میرا ذہن و دماغ بے اختیار منتقل ہوا۔

یہاں سے تاریخ کے صفحات پر نظریں منتقل ہوئیں کہ مولائی کسے کہتے ہیں دین میں ان کی کیا خدمات ہیں اور دین کے ساتھ انھوں نے کیا سلوک کیا ہے قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کلمہ موالی کتب تاریخ و انساب میں زیادہ استعمال ہوتا ہے وہاں مولائی سے مراد وہ افراد ہے جو اپنی کمزوری ضعف و ناتوانی کی وجہ سے کسی بڑے قبیلہ کے تحفظ میں جاتے ہیں چنانچہ اس کی تفصیل مدخل الدراسۃ (تاریخ کی پہلی جلد) میں بیان ہوا لیکن ہمارے ہاں مولائی سے مراد تارک صلاۃ و روزہ، چرس خور اور چرس بیچنے والا نماز اگر پڑھیں ہاتھ باندھ کر پڑھیں خلفاء سے تبرا ضرور کریں۔

موسم حج:[مواسم العرب ج۲ص ۱۷۹]

عرب عصر جاہلیت میں بھی کچھ شعائر دینی جو انھیں دین ابراہیم اسماعیل سے ورثہ میں سے ملے تھے پر باقی تھے۔ان شعائر دینی میں سرفہرست اور قابل اہمیت مکہ مکرمہ میں موجود بیت الحرام کی تعظیم وتوقیر تھی عرب اپنی بت پرستی میں محو ومستغرق اس حد تک تھے کعبہ کے گرد اور داخل کعبہ ۳۶۰ بت معلق تھے جو ہر قبیلہ سے منسوب تھے وہ ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب چاہتے تھے تاریخ میں آیا ہے وہ اس بیت کی طرف قصد کرتے ،حج وعمرہ کرتے اس کا طواف سات بار کرتے تھے حجر الاسود کو چومتے اور صفا ومروہ میں سعی کیا کرتے تھے تلبیہ بھی کرتے تھے لیکن ان کی تلبیہ میں بھی شرک موجود ہوتا اور ہر قبیلہ کی الگ ہی تلبیہ ہوتی ۔

ان کی تلبیات میں سے ایک **لبیک ان الحمد لک،والملک لا شریک لک،الا شریک ھو لک،تملکه وما ملک** تھا۔

وہ تلبیہ کے ساتھ کعبہ کے گرد رقص کیا کرتے تھے گانے بھی گاتے تھے تحلیل بھی کیا کرتے تھے حیوانات کو وہاں ذبح بھی کرتے تھے جیسا کہ سورہ انفال ۳۵ ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾

''اوران کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا سواپنے کفر کے سبب اس عذاب کا مزہ چکھو''۔

کعبہ کیلئے ھدی لاتے تھے رمی کرتے تھے اور مکہ کی سرحدوں کو وہ جانتے تھے حل کو جانتے تھے نبی کریم نے ان مراسم کو باقی رکھا جس کو کل عرب تسلیم کیا کرتے تھے لیکن جہاں سے حج کیلئے احرام باندھتے تھے وہ حدود حرم سے باہر ہوتا تھا وہ حل میں ہوتی تھی حج کے مہینے میں وہاں سے محرم ہوتے تھے وہ محرمات احرام کو استعمال کرنے سے پرہیز جیسے خوشبو لگانا سلے ہوئے کپڑے پہنا شکار کرنا اگر چہ پیغمبر نے ان مراسم کو باقی رکھا تھا تا ہم ان کے بتوں کو توڑا اور ان کے تلبیہ کو لغو کرکے ایک تلبیہ میں لائے اور انھیں مناسک حج اسلامی سکھایا جو ہر قسم کے شرک کی آمیزش سے پاک ومنزہ ہے۔

بیان ہوا ہے وہ گانے گانے والی کنیزوں کو بھی لایا کرتے تھے اور ان ایام میں خوشی مناتے تھے حج کا موسم ختم ہونے کے بعد وہ لھو ولعب شراب کی مجالس منعقد کیا کرتے تھے اور حج کے بعد مٹھے والے تجار ورو سا سادات بھی اس میں شرکت کیا کرتے تھے۔

میزاب الکعبہ:

کتاب الدین وتاریخ الحرمین شریفین ص ۶۰ پر آیا ہے کعبہ کا میزاب کعبہ کی شمال میں حجرہ اسماعیل کی طرف چھت پر ہے ۔یہ میزاب اس وقت لگایا گیا جب قریش نے کعبہ بنایا تھا کیونکہ اس سے پہلے کعبہ کی چھت نہیں تھی یہ چھت قریش نے لگائی تھی اس کی چوڑائی ایک ہاتھ کی ہے میزاب چھت سے ایک گز باہر نکلا ہوا ہے کہتے ہیں میزاب پہلے قریش نے رکھی لیکن جب کعبہ کو عبداللہ بن زبیر نے بنایا تو باقاعدہ میزاب لگایا، یہ حجرہ اسماعیل کی طرف رکھا ہوا تھا بعض نے کہا ہے یہ شریف مکہ نے بنائی ہے پھر عبدالملک نے بنائی ہے پھر عبدالملک بن مروان نے اس کو سونے سے بنایا اسی طرح بادشاہان وملوک ہر ایک نے ایک میزاب بنائی تو پہلے والا اکھاڑا گیا آخری میزاب ۱۰۹۱ میں سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود خان کی طرف سے لگائی ہے یہاں دو باتیں قابل توجہ ہے:

۱۔میزاب کے نیچے حجاج کا ازدحام رہتا ہے کہتے ہیں یہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں بہت سے لوگ اللہ کے گھر کی زیارت عظمت مسلمین کے رمز سمجھ کر زیارت کرتے ہیں زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے ان جگہوں میں حاجتیں روا ہوتی ہیں یہ سن کر شوق کرتے ہیں گویا وہاں صرف حاجتیں لینے جاتے ہیں بارش کے موقعہ پر زیادہ ازدحام ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پانی چھت سے گرتا ہے لیکن حقیقت میں یہاں حکم الہی کے تحت اطاعت الہی کی خاطر آتے ہیں اس نے یہاں پہنچنے کا حکم دیا ہے قرآن اور محمد نے پیغام دیا ہے ورنہ حاجتیں اس ذات سے مانگی جاتی ہیں اس ذات کیلئے کوئی خاص مخصوص جگہ نہیں ہے۔اسی طرح اس سے منصوب گھر کی ایک طرف ان سے زیادہ قریب نہیں ہے۔

۲۔کسی بھی بادشاہ یا سرمایہ دار سربراہ ملک وامیر کا کعبہ کے دروازے سونے جواہرات سے بنانے سے نہ کعبہ کی شان عظمت میں اضافہ ہوگا نہ اس شخص کی دینداری ایمانداری کی نشان ہوگی یہ صرف اس کی دولت مندی کی نشاندہی ہوسکتا ہے۔اگر سونے چاندی سے بنانے میں اس کی عظمت ہوتی تو آج اس گھر کی ہر اینٹ سونے کی ہوتی۔اگر اس میں عظمت ہوتی تو یوسف وزیر خزانہ مصر اس کو بناتے سلیمان نبی بادشاہ جن وانس وطیور اس کو بنانے حضرت محمد اس کی وصیت کرتے۔یہ عمل اس گھر سے محبت کو مال سے جوڑنے کی کوشش ہے۔اگر مال ہی جوڑ سکتا تو اصحاب جنتین وقارون جیسا ہوگا۔﴿وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّي

لَأَجِدَنَّ خَيْراً مِنْها مُنْقَلَباً ﴾ "اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی۔ تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا"(کہف ۳۶)

﴿فَخَرَجَ عَلى قَوْمِهِ في زينَتِهِ قالَ الَّذينَ يُريدُونَ الْحَياةَ الدُّنْيا يا لَيْتَ لَنا مِثْلَ ما أُوتِيَ قارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظيمٍ، وَ قالَ الَّذينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَ عَمِلَ صالِحاً وَ لا يُلَقَّاها إِلاَّ الصَّابِرُونَ ،فَخَسَفْنا بِهِ وَ بِدارِهِ الْأَرْضَ فَما كانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ ما كانَ مِنَ الْمُنْتَصِرينَ ﴾ "ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا۔ جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے" کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا نصیبے والا ہے۔" مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے" افسوس تمہارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو۔" آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا"(قصص ۷۹۔۸۱)

مولود کعبہ:[اخبار مکۃ تالیف ابی الولید محمد بن عبداللہ ازرقی ج ۱ ص ۲۴۷ باب ماجاء فتح الکعبۃ]

کتاب صفوۃ الصفوہ ج ا ص ۳۶۸ پر آیا ہے مادر حکیم بن حزام کعبہ میں داخل ہوئیں جہاں حکیم واصل کعبہ میں ایک چمڑے پر پیدا ہوا۔ دروازہ کعبہ مفتوح رہتا تھا ہر مصیبت زدہ آسیب زدہ پریشان حال اندر پناہ لیتے تھے اس سلسلہ میں بہت سوں کے نام بتائے جاتے ہیں ان میں سے ایک حکیم بن حزام کی والدہ کا نام آتا ہے جہاں تک امیر المومنین علی بن ابی طالب کی والدہ فاطمہ بنت اسد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں گئیں اور علی کی ولادت وہاں ہوئی اس کا ذکر کتب تاریخ میں موجود نہیں کہ علی کعبہ میں پیدا ہوئے اس کا ذکر علامہ ری شہری نے [الامام علي ج ۱] میں بیان کیا ہے اس میں صرف اہل تشیع کی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بعض نے اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر اس کو اجماع امت کہا ہے عقائد خاصہ تشیع میں گردانا ہے۔ اور اس میں ذرا سا تردد احتیاط برتنے والوں کیلئے تحفہ خیانت دیا جاتا ہے اس صورت میں اس کی تاریخ کا تحقیق کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے محترم قبلہ حسن ظفر نقوی صاحب کو کہیں سے پتہ چلا کہ شرف الدین رکن یمانی مغربی دیوار فاطمہ بنت اسد کیلئے شگاف ہونے کو نہیں مانتے جس پر وہ طیش اور غصہ میں آئے لیکن شکر ہے تھوڑی دیر کے بعد درجہ حرارت میں کمی آگئی۔ انھوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن جوانوں کے جذبات کا بھی احترام رکھنا چاہیے۔ اس طرح وہ عقائد سے نکل کر عقیدت اور جذبات پر اتر گئے۔ لیکن حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ حضرت علی کے کعبہ میں ولادت کی تاریخ لکھنے والے غالیان ہیں وہ اس ولادت سے علی کی فضیلت ثابت کرنے کی بات نہیں کرتے بلکہ وہ اس کے ذریعہ علی کی الوہیت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کعبہ کو حضرت علی کا زچہ خانہ ثابت کر کے آیت وضع لناس مثابہ کو لغو کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کاروانوں میں قائم مجالس سے خطاب کرتے ہوئے شعراء خطیب یہی کچھ سمجھانا چاہتے ہیں کعبہ کچھ نہیں ہم علی کے زچہ خانہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ کعبہ کے شرف و افتخار کو گرانا چاہتے ہیں۔ ایک کھلم کھلا جھوٹ بولنے کے باب کو کھولنے کیلئے غالیوں نے اسے اٹھایا ہے غالی جھوٹے ہیں اور جھوٹ ان کے مذہب کے اہم عناصر میں سے ہے۔ لہذا وہ کہتے ہیں حضرت علی سے پہلے نہ بعد یہاں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ کہتے ہیں تاریخ کعبہ میں دو ہی خاتون کعبہ میں داخل ہوئیں ایک فاطمہ بنت اسد اور دوسری بے نظیر صاحبہ ہیں۔ البتہ ہمیں معلوم نہیں کہ بے نظیر کے بعد کوئی دین کا مسخرہ کرنے والی عورت داخل ہوئی ہے یا نہیں لیکن ان صنف کے مردوں میں سے بہت سی شخصیات جیسے پرویز مشرف فخر کرتے ہوئے کہتے تھے ہم نے دو دفعہ کعبہ کا دروازہ کھولا ہے داخل ہوئے ہیں۔ غرض یہ لوگ ولادت علی کعبہ میں ہونے کے بارے میں تشکیک کرنے والوں کو دشمن علی قرار دیتے ہیں تا کہ علی کی فضیلت آخر میں افسانہ بن جائے۔ یہ علی کو تاریخ کا افسانہ بنا کر پیش کرنے پر تلے ہوئے ہیں چنانچہ قصہ قتل مرحب میں ضربت علی کا زمین سے بھی گزر کر پر جبرئیل تک پہنچنے کی کہانیاں سناتے ہیں مثلاً کہتے ہیں علی کی حیات اور موت میں علی کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں گیا۔ علی کی قبر پر آنے والے دست خالی نہیں جاتے یہ سب انہوں نے شخصیت علی کو افسانہ بنانے کیلئے گھڑا ہے۔ انھیں اہل بیت محمد سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ کسی اور اہل بیت سے محبت کرتے ہیں اہل بیت اطہار سے انھیں کوئی محبت نہیں۔ یہ زہرا کا ذکر بار بار اپنے اغراض کیلئے کرتے ہیں کہتے ہیں زہرا کے گھر کا دروازہ توڑا گیا، محسن شہید ہوئے زہرا کے رخساروں پر تماچے لگے ان کی پسلی ٹوٹ گئی۔ لیکن کبھی یہ نہیں بتاتے کہ ان کے چچا عباس، ان کے چچازاد بھائی اور ان کے شوہر علی اس وقت کہاں تھے۔ انکے زخمی ہونے پر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا کیا انھیں ذرا بھر بھی زہرا سے ہمدردی نہیں تھی، کیا بنی ہاشم زہرا کی تیمارداری تک کو نہیں آئے کیونکہ تاریخ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس سے

پتہ چلتا ہے انھوں نے زہرا کے نام کو اپنے شوم مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہوئے ایک جھوٹ گھڑا ہے۔ کہتے ہیں حضرت علی رات کو گدھے پر اناج رکھ کر گھر گھر لے کہ جاتے تھے جس طرح آج کل پاکستان میں دوغلی شناخت رکھنے والے سیکولر سیاستمدار کرتے ہیں۔ انھی کہانیوں میں سے ایک یہ کہنا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا یا علی اپنا کاندھا مجھے دیں تا کہ میں اس پر چڑھ کر کعبہ میں رکھے گئے بتوں کو توڑ سکوں پیغمبر سوار ہوئے تو علی دب گئے یہاں فاتح خیبر، باب خیبر کو اکھاڑنے والا پیغمبر کو برداشت نہیں کر سکا۔ اس پر کہتے ہیں بار نبوت سنگین ہے۔ بار نبوت سنگین ہوتا ہے تو پیغمبر جس اونٹ اور گھوڑے پر سوار ہوتے تھے انھیں بھی دبنا چاہیے تھا جبکہ ان گھوڑوں نے ان کے ساتھ دوسرے سوار کو بھی اٹھایا ہے غرض غالیوں نے اسی طرح کی کہانیاں اور قصے گھڑے ہیں تا کہ دین اور دینی شخصیات کا چہرہ مسخ کریں۔

منیٰ: [موسوعۃ فقہیہ ج ۳۹ ص ۵۷]

منیٰ ایک چھوٹا سا شہر ہے جو مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے اس کو منیٰ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہاں حاجی خون بہاتا ہے منیٰ کی حدود محسر سے جمرہ عقبہ کبریٰ تک ہے یہ ایک درہ ہے جو دو میل پر مشتمل ہے۔ لمبائی و چوڑائی چھوٹی ہے۔ مستحب ہے نویں کی رات منیٰ میں گزار کر دسویں ذی الحجہ کو زوال سے پہلے عرفات پہنچیں تا کہ زوال کے ساتھ وقوف عرفات کی نیت کریں چنانچہ رسول گرامی قدر نے حجت الوداع کے موقع پر ایسا کیا تھا بعد میں بھی آئمہ کے دور میں بھی ایسا ہوا ہے لیکن شیعہ سنی کی بجائے رات کو عرفات میں گزارتے ہیں منیٰ میں نہ جانا عرفات میں رات گزارنا قسم قسم کی دعائیں پڑھنا کس سنت سے ماخوذ ہے اس کی کیا منطق ہے ابھی تک کسی نے چھیڑا نہیں۔

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ محسر اور جمرہ عقبہ خود منیٰ میں شامل ہیں یا نہیں، منیٰ شعائر اللہ میں سے ہے یہاں چند مناسک حج انجام دیے جاتے ہیں۔

۱۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ تک جمرات کو پتھر مارنا ہے پہلے دن صرف بڑے کو جبکہ دوسرے تیسرے دن تینوں کو سات سات مرتبہ پتھر مارنا واجبات منیٰ میں سے ہے۔

۲۔ رات گزارنا منیٰ میں دو دفعہ حاجی رات گزارتے ہیں ایک بطور مستحب منیٰ سے عرفات جاتے وقت منیٰ میں رات گزارتے ہیں یعنی نو ذی الحجہ کی رات طلوع فجر کے بعد عرفات روانہ ہوتے ہیں لیکن اہل تشیع سے تعلق رکھنے والے حجاج یہ رات منیٰ میں نہیں گزارتے وہ اس کی کوئی منطق دلیل پیش نہیں کرتے ہیں سوائے شاید اس کے عامہ سے اختلاف کریں دوسری لیالی تشریق ہے یہ رات منیٰ میں گزارنا واجب ہے جسکے ترک کی صورت میں اس پر کفارہ عائد ہوگا۔

بیتوتہ منیٰ:

منیٰ میں دو بیتوتہ ہیں ایک نویں رات کو عرفات جاتے وقت سب یہاں سے گزرتے ہیں نماز مغربین جمع وقصر کے ساتھ پڑھتے ہیں صبح سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں کیونکہ نبی کریم کا حجۃ الوداع ایک حوالے سے حجۃ البلاغ تھا جس میں آپ نے حجاج کو مناسک حج سکھائے لیکن شیعیان قرمطی منی میں نہیں رکتے ہیں جس کیلئے ان کے پاس کوئی منطق سند نہیں بلکہ عمداً اس سنت کو چھوڑتے ہیں۔ دوسرا بیتوتہ عرفات سے واپسی پر دو یا تین راتیں گزارتے ہیں یہ اس کیلئے بھی اگر مگر نکالتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے جتنا ممکن ہو سکے انکا مقصد حج میں تحریف کرنا جتنا ہو سکے، نیز عام مسلمانوں سے ہٹ کر ہی رہنا ہے۔

مجالس عزاداری:

مجالس عزاداری حرمین شریفین میں قیام کے دوران انجام دینے والے اعمال میں سے ایک مجلس عزاداری ہے۔ جو بیس دن مسلسل رہتی ہے جس کے لئے مختلف نام سے یہیں سے چندہ وصول کرتے ہیں ان مجالس میں سوائے سینہ کوبی کے باقی تمام مراسم عزاداری انجام پاتے ہیں۔ پہلے مرثیہ خوانی بعد میں مصائب گریہ و زاری لہذا یہاں بھی وہی خطیب کامیاب رہتے ہیں جو مصائب بیان کرنے میں جھوٹ سچ میں فرق رکھنے میں آزاد و خود مختار ہوں۔ یہاں مجالس منعقد کرنے کے بنیادی مقاصد دو ہی ہیں ایک کاروان والوں کے پیسہ کمانے کا ذریعہ ہیں دوسرا حجاج کے اذہان کو اسی غلاظت غلو میں محور رکھنا علی کی الوہیت کے علاوہ اور کسی کی عظمت کے بارے میں بات نہ سننا تیسری مقصود مسجد الحرام اور عامۃ المسلمین سے مل ملاقات سے روکنا ہے ورنہ اس کی کوئی قرآن اور سنت نبی کریم اور ائمہ طاہرین کی سیرت کے حوالے سے کوئی سند نہیں ملتی ہے یہ مراسم اور یہ اندازبیان سب آل بویہ اور نوابان لکھنوی کی اختراع ہے۔

☆☆☆☆

حرف "ن"

نادان علماء:

بعض کا کہنا ہے کاروانوں کی سربراہی کرنے والے علماء نے علم دین نہیں پڑھا ہے یہ اندرون ملک مدارس میں چند سال رہ کر مولانا بنے ہیں انھیں دین کا کیا پتہ جس کسی کی قوت بیان اچھی ہے وہ خطیب بنا اور جس کسی کا حلیہ و محاسن اچھے خوبصورت ہیں اور بیان نہیں وہ امام جمعہ و جماعت بنے ہیں۔ان صفات کے ساتھ جو کوئی اردو انگریزی کے کچھ کلمات جانتا ہے وہ این جی او ز کا ولی فقیہ بنا ہے لیکن ہم اس تفریق کو نہیں مانتے چاہے اندرون ملک کے مدارس میں پڑھے ہوں یا بیرون ملک کے حوزات سے پڑھے ہوں ہم نادان اس کو کہتے ہیں جو احکام شریعہ میں قرآن وسنت سے استناد کئے بغیر غلط روایات سے استناد کرے یا صرف فقہا کے فتویٰ سے استناد کر کے لوگوں کی ہدایت و رہبری کا ذمہ اٹھاتے ہیں۔ہم ان سب کو نادان کہتے ہیں۔اس حوالے سے ہمارے پاس کوئی عالم اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ چھوٹے موٹے مولویوں کی یہاں بات چھوڑیں ایک بڑی ہستی کی مثال دیتے ہیں ۱۴۳۲ ہجری میں سرکار علامہ محمد حسین صاحب،قبلہ ظہور خان صاحب کے کاروان میں حج کیلئے تشریف لائے۔ان کے کاروان میں موجود پروفیسر عابدین سے ملاقات کا موقع ملا وہ ہمارے کمرے میں تشریف لائے اور ہم نے ان سے میقات کے حوالے سے جب سوال کیا کہ آپ نے احرام کہاں سے باندھا تو انہوں نے جواب دیا کہ احرام جدہ سے باندھا۔ہماری کوشش تھی کہ احرام میقات سے باندھیں لیکن قبلہ محمد حسین نے کہا کہ جدہ سے نذر کر کے احرام باندھ سکتے ہیں' کیونکہ ان کے نزدیک وہ تمام روایات قابل نقاش ہیں جو تفسیر حسن عسکری برہان و مستدرک الوسائل میں ہوں۔اگر کوئی آپ سے استفتاء کرے۔

۱۔ آیا عمل حرام انجام دینے کیلئے نذر جائز ہے۔میقات سے پہلے یا میقات کے بعد نذر باندھنا دونوں حرام ہیں۔آیا فعل حرام انجام دینے کیلئے نذر ہو سکتی ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی نذر کرے میں کل روزہ توڑنے کیلئے سفر کی نذر کروں گا۔یہ حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کے مترادف ہے۔جب احرام میقات سے باندھنا واجب ہے تو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں نذر کرتا ہوں اور جدہ ائیر پورٹ پر احرام باندھتا ہوں تا کہ میقات نہ جاؤں اور واجب کو ترک کروں گا میں کل روزہ توڑنے کیلئے نذر کرتا ہوں۔یہ ہمارا سوال تنہا قبلہ ظہور خان رضی جعفر امین ہی سے نہیں سرکار علامہ بلکہ فقہاء سے بھی ہے جو احرام میقات سے باندھنے جیسے واجب کو ترک کر کے ائیر پورٹ سے احرام نذر باندھنے کا حکم دیتے ہیں۔

۲۔ جب پروفیسر عابدین سے نماز با جماعت کی بات ہوئی تو کہا قبلہ صاحب ہوٹل کی چھت پر نماز ادا فرماتے ہیں اور اگر حرم میں نماز پڑھنے جائیں تو فرش پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ اپنے ہمراہ سجدہ گاہ لیکر جاتے ہیں اور اس پر سجدہ کرتے ہیں۔یہاں بھی چند سوالات ہیں:

۱) وہ مسجد الحرام کے فرش کو نجس سمجھتے ہیں قبلہ صاحب سے سوال ہے یہاں نجاست ثابت ہونے کی کیا دلیل ہے کس منطق کے تحت تمام مسجد الحرام کو انہوں نے نجس گردانا ہے؟ جبکہ وہاں حرم میں حجاج کی تعداد دس لاکھ سے تقریباً زیادہ ہوتی ہے یہ تمام لوگ مسجد الحرام کے فرش کو پاک سمجھتے ہیں صرف قبلہ صاحب فرش کو نجس سمجھتے ہیں۔

۲) اگر مسجد نجس ہو جائے تو اس کا ازالہ نجاست مقدم ہے یا نماز واضح کرنا چاہیے۔

۳) آیا سجدہ گاہ رکھنا واجب ہے، مستحب ہے یا مباح ہے اور اگر یہ ایک عمل مباح ہے اور کل انتظامیہ اجتماع اسے عمل ناجائز و حرام مانتے ہوں تو آپ نے تمام کی مخالفت مول لینے اور اس عمل کو ترجیح دینے میں کسی چیز کو مد نظر رکھا ہے؟

ناصر نقوی:

جناب محترم ناصر نقوی اور ان کے والد گرامی جناب مسرور نقوی ہمارے پرانے مہربان' مہمان نواز' تنہا نہیں بلکہ ہماری ادب سے خالی مکتوبات کے قاری و حامی بھی رہے ہیں لیکن گردش زمان کی وجہ سے جب ان کے مضافات میں ہمیں سکونت اختیار کرنا پڑی تو شدت اور بے قراری کے ساتھ میں انکے انتظار میں رہتا لیکن عمائدین اسلام آباد جو اس وقت ہمیں اپنے عتاب کا نشانہ بنائے ہوئے تھے ان کے خاطرات کو آزاردہ کرنے سے گریز کی خاطر ٹیلی فون کے ذریعے بھی ہماری

خبر لینا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ یہ ان کی اپنی مجبوری تھی بہر حال ۱۴۳۱ھ کو میرے ایک اور گرویدہ میزبان جناب ناصر خان نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ جناب ناصر نقوی اور قبلہ مظہر کاظمی حرم نبوی کے باہر آپ کا انتظار کریں گے نماز ظہر کے بعد جب ان سے ملے تو جناب ناصر نقوی صاحب نے پوچھا آغا صاحب کس کاروان میں آئے ہیں ہم نے عرض کیا ہم تو بکرے ہیں ورنہ ہمیں ایک حاجی کے طور پر کوئی بھی لینے کیلئے تیار نہیں آپ نے فرمایا آپ ہمارے ساتھ تشریف لائیں ہمیں اپنا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی چند تصاویر کے ساتھ بھیجیں روضہ کے سامنے اس یقین دھانی نے مجھے مرتے دم تک حج کے حوالے سے سکون کا احساس ہوا جب اگلا سال آیا تو ان سے سوال کرنے کے بعد پاسپورٹ مع دیگر لوازمات ان کی خدمت میں ارسال کیا حج پر روانگی شروع ہوگئی لیکن انہوں نے مجھے کوئی خبر نہیں دی ہم انتظار کرتے رہے یہاں تک بے صبری میں ٹیلی فون کیا تو انھوں نے بری خبر سنائی کہ آپ کا پاسپورٹ واپس ہوگیا ہے تا ہم کوشش کی نوید دی گئی جب برادر ناصر خان کو فون کیا تو ان کا لہجہ بدل چکا تھا خبر دینے کیلئے گیا تھا خبر نہیں دی۔

بہر حال آخری دن ٹیلی فون کرنے پر بری خبر سنائی معذرت کے ساتھ پاسپورٹ واپس ہوگئے ہیں ممکن ہے اس میں ان کا کوئی قصور نہ ہو سرکاری ہو جناب ناصر خان نے بتایا تھا کہ عمر کا مسئلہ ہوگیا تھا لیکن میں سوچ رہا ہوں آخر میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ناصر نقوی نے میرے ساتھ ایسا کہیں ہمارے پرانے تنظیمی یرغمال بنانے والے بعض دانشوران جو اس وقت ہم سے عقیدے کے مسئلہ پر خفا اور غصے میں ہیں کی وجہ سے تو نہیں کیا سنا ہے قبلہ آقائے سید جواد نقوی صاحب اس کاروان میں تھے ان کی مزاحمت پر حیرت ہوئی لیکن اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی جناب ناصر نقوی صاحب نے مجلس میں فرمایا ہم آقائے جواد نقوی کی رہبری میں حج ابراہیمی کی مثال کو قائم کرنا چاہتے ہیں جبکہ دوسری طرف سے ابراہیم محمد کے خلاف غالیوں کے شیخ شیوخ جناب قاضی علوی اس کاروان کے مدرس اور غالی ذاکر ہیں شاید انہوں نے پسند نہیں کیا ہوگا۔

نجاست:

نجاست لغت میں قضارت کو کہتے ہیں یعنی وہ گندگی سے آلودہ ہوگیا نجاست اصطلاح میں اس گندگی کو کہتے ہیں جس کے ہوتے ہوئے صحت نماز میں مانع و خلل آتا ہے۔نجاست سے پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں طہارت گندگی سے پاک ہونے کو کہتے ہیں ہر وہ چیز جو انسان کو بری لگتی ہے اس سے پاک ہونا ضروری ہے۔جس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا باطل ہے طہارت درحقیقت ایک شرط صحت عبادت ہے جب تک وہ چیز جو اس کو لگی ہے زائل نہ ہو عبادت صحیح نہیں جن چیزوں کیلئے طہارت شرط ہے ان میں ایک نماز طواف ہے۔

اصطلاح میں جو چیز انسان سے نکلتی ہے اس کو پتھر وغیرہ سے پاک کرنے کو کہا جاتا ہے استنجاء درحقیقت محل نجاست سے ازالہ نجاست کو کہا جاتا ہے۔

نحر:

نحر مصدر نحر منحر سے **نحر البعير ينحر نحراً** مارنے کو کہا جاتا ہے جو سینہ سے اوپر ہے۔اس سے وانحر آیا ہے یعنی اصطلاحی معنی بھی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔برکتی نے لکھا ہے نحر قطع او داج،اونٹ کی رگ کاٹنے کو کہتے ہیں جو گلے کے آگے سینے سے ملا ہوتا ہے۔اس کے ہم معنی میں کلمہ عقر آتا ہے۔عقر کھڑی حالت میں پاوں کاٹنے کو کہتے ہیں اس کے بعد قتل اور ہلاک کرنے کو عقر کہتے ہیں اور نحر میں بھی عقر کہتے ہیں تزکیہ حیوان کی ایک قسم کو فقہا نے نحر کہا ہے مستحب ہے اونٹ نحر کریں اور غیر اونٹ ذبح کریں جیسا کہ سورہ بقرہ آیت ۶۷ ﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴾ ”اور موسیٰ نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں“ میں آیا ہے۔

اللہ نے ہمیں نحر کا حکم دیا ہے اور بنی اسرائیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اللہ نے پیغمبر کو اس قوم میں مبعوث کیا جن کا حیوان اونٹ تھے تو نحر کا حکم دیا بنی اسرائیل کے حیوان گائے تھی اس لئے ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اونٹ مارنے کو نحر کہتے ہیں اور گوسفند مارنے کو ذبح کہا جاتا ہے آپ ذبح کی جگہ نحر اور نحر کی جگہ ذبح کر سکتے ہیں۔

مکہ منیٰ سے باہر بھی ذبح حیوانات مستحب ہونے کی دلیل کیلئے علماء نے سورہ کوثر کے کلمہ **وانحر** کو پیش کیا ہے۔لیکن اس سورے کی شان نزول نیز اس چھوٹی

سی سورے کی پہلی آیت اور آخری آیت سے ایک مربوط فقہی حکم استنباط کیا ہے اس انداز استنباط سے یہ تشویش پیدا ہوئی ہے کہ فقہاء نے کتنے احکام فقہی کو غیر مربوط آیات سے استنباط کیا ہوگا۔

ندبہ:

ندبہ ایک دعا کا نام ہے ندبہ کسی سے شکوہ شکایت کرنا یا کسی کے بارے میں کسی سے شکوہ شکایت کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اس مضمون پر مشتمل ایک دعا ہے یہ امام زمانہ کے بارے میں اللہ سے خود امام سے شکوہ شکایات پر مشتمل ہے۔ اس میں امام حق امام عادل اور امام باطل فاسق کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

ابتدائے انقلاب میں یہاں آنے والے ایرانی عمائدین اکابر انقلابیوں کا کہنا تھا ہمارے ہاں انقلاب دعائے شریف ندبہ کی برکت سے آیا ہے۔ آیت اللہ خامنہ ای نے موتمر مجمع جہانی اہل بیت سے خطاب کرتے ہوئے شرکاء سے کہا آپ دعائے ندبہ کو رواج دیں ہمارا انقلاب اسلامی اس دعا کے مرہون منت ہے۔ ہم چونکہ انقلاب اسلامی عالمی کے خواب دیکھنے والے تھے اس امید کے ساتھ کہ یہ تجربہ شدہ دعا ہے اسے یہاں رواج کیوں نہ دیں ارادہ کیا پہنچتے ہی رواج دیا جائے۔ چنانچہ برادران امامیہ تنظیمی ساتھیوں سے اس بارے میں صلاح ومشورہ کرنے کے بعد ملتان میں ہمیں اخوان میں فیصلہ کیا کہ ہر جمعہ کو دعائے ندبہ کی محفل انعقاد کریں۔ لیکن برادران امامیہ نے عملی میدان میں سستی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔ بعض نے یہاں تک کہا جس نے اس دعا کو ہمارے اوپر ٹھونسا ہے وہ اس تنظیم کے ساتھ خیانت اور بدنیتی پر مشتمل عزائم رکھتا ہے۔

ہم اس وقت حیران ہوئے کہ دعائے ندبہ کو فروغ دینا ان کیلئے کیسے بدنیتی میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن گزشت زمان کے بعد پتہ چلا کہ وہ ایک امام حاضر کی سرپرستی میں ہیں یہ دعا ہمیں دوبارہ امام غائب کی طرف متوجہ کراتے ہیں جو کہ ایک خیانت ہے اگر بالفرض ہمارے امام غیبت میں جائیں تب بھی ہم دعائیں کریں گے عریضہ بھیجنے پر اکتفاء کریں گے۔ جبکہ ہم نے انھیں ایک امام غائب کی طرف رجوع کرنے کا کہا جو یقیناً ان کے ساتھ ناانصافی تھی۔ علی ای حال ہم بنیادی طور پر دعا کی اسناد کو نہیں دیکھتے کیونکہ دعا کی اسناد کو دیکھ کر پڑھنے کا مطلب دعا نہیں ہوتا یہ ایک نقل خبر ہوتی ہے جبکہ دعا انشاء ہے جسے ہر شخص کو اپنے الفاظ وعبارات میں پیش کرنا ہوتا ہے۔

دعائے ندبہ امام حق عادل کی شناخت اور اس کے وجود کے فوائد عوائد کو بیان کرتی ہے ساتھ ہی امام باطل فاسق سے برآمد برے نتائج کا بھی اس میں ذکر ہے۔ ان دونوں کو موازنہ کرنے کے بعد یقیناً سامعین کرام حاضرین مجلس پر اثر ہوگا کہ وہ اپنے معاشرہ میں امام حق امام عادل کی شناخت کریں اسے آگے لائیں گے اور ان کی پیروی کریں گے۔ اور امام فاسق وفاجر سے نفرت کریں گے۔ چنانچہ اس امید وآرزو سے ہم نے اس دعا کا اہتمام کیا تھا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی سرزمین مکہ ومدینہ میں اسے رواج دیا تاکہ اس فضائے دینی اور الہی میں یہ جملات کلمات حاجیوں پر اثر انداز ہو جائیں برادر گرامی جناب دلنواز نے اس حجاج کے بارے میں ہمارے پمفلٹ کو دیکھنے کے بعد ہم سے کہا آپ کے کہنے پر ہم نے دعائے ندبہ شروع کی تھی اب آپ کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ ہم آپکی کس بات کو لیں۔ ہم یہاں اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم نے یہ دعا شروع کی تھی لیکن برادر گرامی نے یہ دعا ہم سے چھین لی تاکہ افراد میرے گرد جمع نہ ہو جائیں اور میری باتیں سننے کا موقعہ نہ ملے چنانچہ ایک دفعہ جناب میر محمد علی صاحب اور فیض یاب صاحب کے فرزند دیگر چند افراد ہمارے ساتھ ایک کمرے میں تھے۔ ہم سے کہا آپ حج سے متعلق ہمیں درس دیں ہم نے کہا ہماری طرف سے کوئی مانع نہیں تاہم اس کاروان کے فرد ہونے کے حوالے سے رئیس کاروان دلنواز صاحب کی رضایت اجازت ضروری ہے اگر آپ ان سے اجازت لے لیں تو ہم درس دینے کے لئے تیار ہیں انھوں نے بغیر کسی تعلیق استفسار و شرائط کے کہا اجازت نہیں ہے۔ چونکہ دعائے ندبہ بھی ایک حلقہ کی شکل اختیار کرتی تھی چنانچہ انہوں نے ہم سے اسے چھینا۔ ہم مجبور تھے صرف عربی دعا پڑھیں ترجمہ خود کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ غدیر جمعہ کے دن آیا تو انہوں نے اس دن کرسی کو چھپا کر ایک طرف رکھا کہ میں کچھ اور نہ بیان کروں اور ساتھ کہا بغیر ترجمہ پڑھیں تاکہ شعراء کرام کو زیادہ موقعہ دیا جائے ہم نے اپنی دعا کے ضمن میں پیغام دیا کہ غدیر کے دن کا استقبال شعر وشاعری سے کرنا درحقیقت قرآن محمد امامت سے خیانت ہے یہ شیعہ نقطہ نظر سے نہیں بنتا۔ جس پر انہوں نے غصہ میں آکر نثار میمن غالی کو منبر پر چڑھایا اور ان سے ہمارے خلاف خطاب کروایا۔ جس میں انہوں نے اس سائل کا سوال پیش کیا جس نے حضرت علی سے وہاں موجود چونٹیوں کے تعداد پوچھی تو حضرت نے فرمایا میں تو اس میں موجود مذکر ومونث کی تعداد کو بھی جانتا ہوں۔

اس سے انہوں نے ثابت کیا کہ ان کو خود علی نے خلق کیا ہے یا علی اس میں شریک تھے۔ یہ تھا دلنواز صاحب کا میرے کہنے پر دعا پڑھنے کا احوال۔ یہی صورت یہاں کراچی میں بھی ہے جہاں ہمارے حلقہ احباب نے دعائے ندبہ کے علاوہ وہ تمام دعائیں جو امام زمانہ کے ظہور کے لئے مفاتیح الجنان میں شیخ عباس قمی نے نقل کی ہیں ان سب کو شامل کیا جن میں نہ امام عادل کی خواہش تھی نہ دعا کے بعد خطیب امام باطل و عادل کے فرق کو بیان کرتے تھے وہ صرف کہانیاں سماجیات اور فواتح کے لئے وقف ہوگیا ان کے دلوں میں امام فاسق و فاجر سے ذرہ بھر نفرت پیدا نہ ہوئی۔ بلکہ وہ یہ سارا اہتمام اپنے مردوں کے ایصال ثواب کے لئے کرتے۔ غرض عمر بھر ہمیشہ مردوں کے ذکر میں رہنے والی دعائیں کس کام کی ہیں۔

نذر:

حج میں ایک مسئلہ احرام نذری ہے، اسلام کے مقدسات اصول و فروع سے کھیلنے والوں نے میقات سے احرام باندنے کے عمل کو سنت و سیرت رسول سے انحراف کر کے از خود دو میقات احرام گھڑے ہیں۔ لہذا کہیں سے نذر کر کے محرم ہو جانے کے نام سے خرافاتی عمل مروج کئے ہیں، نذر، کتاب الموسوعۃ الفقہیہ ج ۴۰ ص ۱۳۶ پر آیا ہے، النذر لغۃ ھوالنحب، کسی انسان کا اپنی طرف اور مرضی سے کسی چیز کا فرض کرنا واجب کرنے کو نذر رکھتے ہیں نذر، مساوی، برابر فرض ہے فرق اتنا ہے فرض وہ ہے جو شارع مقدس کی طرف سے ہے لیکن نذر وہ ہے جو انسان خود اپنے آپ پر واجب گردانے، نذر اپنی جگہ احکام خمسہ رکھتی ہے یہاں باب میقات میں جو نذر باندتے ہیں وہ اپنے انعقاد میں مشکوک ہونے کے علاوہ نذر فعل حرام بھی ہے کیوں کہ شخص نا ذر فعل حرام کی نذر کرتے ہیں۔ کہ وہ میقات سے پہلے میقات کے بعد احرام باندھیں گے، اسی طرح میقات، کے بعد سے، احرام باندھنا گذر ا حرام ہے لہذا احرام از دو ہر ۃ اھل اور نذر ما قبل و مابعد دونوں حرام ہیں۔

نسیء والنساۃ:

ابن اسحاق نے کہا ہے نساۃ تاخیر کو کہتے ہیں فلامسہ فقیہ کو کہتے ہیں۔ عرب جاہلیت میں ایک مہینہ شہر حرام کو حلال کر کے اس کے بعد کے مہینے کو حرام گردانے کا اعلان کرتے تھے نسی درحقیقت وقت میں تاخیر کرنے کو کہتے ہیں۔ نسی سے نسیہ بنا ہے عمر میں یا قرضوں میں تاخیر کرنے کو کہتے ہیں عرب کسی کو دعا دیتے ہوئے کہتے "نسا اللہ فی اجلک" خدا تمہاری عمر میں تاخیر کرے یہی سے دینی عالم اور فقہی کو عرب ناسی کہتے ہیں کیونکہ یہ نئے سال کے اول کو ایک ماہ تاخیر سے منواتے تھے یہ دو تین سال کے بعد ایک سال دیر کرتے تا کہ سنہ قمری کا جو مہینہ پہلے آتا ہے اس میں دیر کریں اس طرح ان کے پاس سال ۱۳ مہینے کا ہوتا تھا۔ تحقیق کرنے والوں سے پتہ چلتا ہے کہ عرب میں مہینہ بدلنے کا یہ سلسلہ ساڑھے چار سو سال تک جاری رہا۔ اور ۶۳۱ میلادی کو ختم ہوا۔

نسی سال مہینہ کے حساب کرنے کو کہتے ہیں یہ عربوں کی دینی زندگی کا ایک حصہ تھا جس کا مرکز مکہ تھا یہ عاصمۃ دار الخلافۃ دینی وقومی عرب تھا جب عمر بن عامر بن لحی خزاعی ۱۷۵ سے ۲۱۰ کے درمیان رئیس بنا تو یہ اختیار اس نے مالک بن کنانہ بن خزیمہ کو دیا۔ انکے بعد انکی اولاد نے اس ریاست یا اختیار کو وراثت میں لیا۔ اس خاندان سے اس اختیار کے حامل انسان کو ناسی کہتے تھے۔ قلمس کہتے تھے یہ عربوں کی دینی زندگی کا مفتی ہوتا تھا وہ انہیں انکی ملکیت کا قمری سنہ کو شمسی سنہ کی حساب سے کرتے تھے مواسم کو فصل طبیعی سے جوڑتے تھے یہ اعلیٰ رتبہ کے مالک ہوتے اور ایک دینی علمی اجتماعی شخصیت سمجھا جاتا۔ اس وقت دینی افراد شخصیات علم کو عام لوگوں سے ابکار کرتے اور اسے اپنے خاندانوں میں یک بعد دیگر اولاد میں منتقل کرتے۔ یہ شرافت ان سے مخصوص ہوتی جسے وہ اپنے گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل نہ کرتے۔

نسی کی تفسیر:

ایک عرصہ سے اسلامی ملکوں میں مغرب کے نمک خوروں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے دینی مراسم بھی قمری کی بجائے شمسی حساب سے انجام پائیں۔ گرچہ سرکاری اور سماجی تعلیمی سرگرمیاں شمسی میلادی حساب سے بغیر کسی روک ٹوک کے انجام پا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ علماء مدعیان مجتہدین بھی امورات دینی استفتات شرعیہ محاکم قضائیہ محکمہ شرعیہ سکر دو بھی تاریخی ساعت میلادی حساب سے چلاتے ہیں اور قمری ہجری کو بھول چکے ہیں۔ ان لوگوں کی کاوش ہے کہ دین کو بھی انسانی معاشی زندگی سے جوڑیں۔ یہ کوئی نیا سلسلہ نہیں بلکہ قدیم دور کے مشرکین مکہ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ حج کو نہ زیادہ گرمی میں آنا چاہیے اور نہ زیادہ سردی میں بلکہ یہ مراسم

درمیانے موسم میں ہونی چاہیے۔ چنانچہ کتاب الحج فی القرآن صادر شون التعلیم والبحوث الاسلامیہ فی الحج ص۱۹۰ پر بیان ہوا مشرکین عرب حج کو ایک درمیانے موسم میں رکھتے۔ دو سال ذوالحجہ دو سال محرم میں حج کرتے اسی طرح دو سال صفر کے مہینہ میں حج کرتے۔ غرض ایک مہینہ میں دو سال حج کرتے۔ اس طریقہ سے حج ایک موسم میں رہتا۔

اس عمل کو سورہ توبہ آیت ۳۷ میں نسی کہا گیا ہے یعنی حج کو آئندہ سال تاخیر سے کریں گے شاید نبی کریم ۱۰ ہجری سے پہلے حج نہ کرنے کی اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حج اپنے دنوں میں نہیں ہو رہا تھا کیونکہ حج اللہ و رسول کی طرف سے مقررہ مہینہ میں ہونا ناممکن تھا اسی طریقہ کے تحت ۹ ہجری کو حج ذی القعدہ میں دوسرے سال ۱۰ ہجری کو جب ذی الحجہ میں آیا تو پیغمبر اکرم نے اس سال حج کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا زمانہ اپنا دور کر چکا ہے اس جگہ پر پلٹ کر آیا ہے جس دن اللہ نے آسمان و زمین کو خلق کیا تھا۔

سابق زمانہ میں محرم کے مہینہ کا نام گرا کر اسے صفران کہتے تھے صفر اور ربیع الاول کے مہینہ ملا کر کہتے پھر ربیع الاول اور ربیع الاخر جمادی الاول کو ملا کر ایک مہینہ قرار دیتے اور انھیں جمادیا کہتے پھر جمادی الاخرا اور رجب کو ملا کر رجب کہتے اور رمضان کو شعبان کہا جاتا۔ شوال کو رمضان کہتے اور ذی القعدہ کو شوال کہا جاتا۔ ذی الحجہ کو ذیالقعدہ کہتے اور محرم کو ذی الحجہ کہہ کر حج کرتے تھے۔

﴿ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ”مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت و ادب کے ہیں یہی درست دین ہے تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے“۔

نسی مشہور: [بلوغ الارب فی معارفت احوال عرب ج۳ ص ۶۸]

عربوں کے سال کا حساب اہل فرس (فارس) کے حساب کے ساتھ چلتا تھا مہینہ کا آغاز اور اختتام اہل فرس کے حساب سے تھا ان کے احوال میں کچھ حوادث پیش آئے جسے ان میں کبس وجود میں آئی یہ ملک اغسطس کے چھٹے سال میں وجود میں آیا ہے۔ شیخ سحون میدوی نے اپنی کتاب مفید المحتاج فی شرح سراج میں لکھا ہے جسے علامہ اخضری نے ص۱۶ پر لکھا ہے الکبس لغت میں الطی (لپٹنے) کو کہتے ہیں کبس فلان ای انطوی واجتمع بعضه ببعض بعض کا بعض کے ساتھ جمع ہو جانا کبس الخرقة اذا طويتها کپڑا جب سمٹ جاتا ہے تو اسے کبس کہتے ہیں اصطلاح میں سنہ سے بچی ہوئی چیز ایک دوسرے سے جوڑیں جب جوڑیں تو وہ ایک پورا بنتا ہے یہ عجمی سنہ میں ہر چار سال میں ہوتا ہے اس کو سنہ کبیسہ کہتے ہیں تو پھر یہ ۳۲ دن ہو جاتا ہے تاج عروس میں آیا ہے ہر چار سال میں شہر شباط میں ایک دن کو اضافہ کرتے ہیں تو ۲۹ دن ہوتے ہیں ۳ سال میں وہ ۲۸ دن ہوتا ہے تو جو کچھ بچتا ہے وہ چوتھے سال میں ایک دن اضافہ ہوتا ہے کہتے ہیں ذی القرنین کے ۲۸۰ سال اور چالیس دن کے بعد انہوں نے ایک سنہ کبیسہ بنایا ہے دن کے چوتھے حصہ میں ہر سال میں دن سے ایک چوتھا حصہ نکالا تو ان کا سنہ اس کے بعد محفوظ ہوا۔

عرب اپنی جاہلیت میں رسم اسمٰعیل پر تھے وہ اپنے سنہ سے کم نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ یہودیوں کے ہمسایہ میں آنے سے انہوں نے چاہا حج کو اچھے موسم میں انجام دیا جائے تاکہ حج کیلئے آنے جانے اور تجارت میں بھی آسانی ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے کبس کو یہودیوں سے سیکھا کہتے ہیں عمر بن لحی خزاعی وہ پہلا شخص ہے جس نے مہینہ میں تاخیر کی بحر البحيرة و سيب سائبة و وصل و صيلة حمى الحامي حمى الحامي اور بتوں کی پرستش کی دعوت دی ہے۔

نسی کا معنی ایک مہینہ کی حرمت کو تاخیر کرنے کو کہتے ہیں اس کی اصل نسات سے ہے نسات الشي اذا آخرته ایک ان کے عقیدہ میں شہر محرم مستحق تعظیم ہے اور وہ اربعہ حرم میں سے ہے محرم رجب ذیقعدہ اور ذی الحجان مہینوں میں جنگ سے کراہت کرتے تھے اگر قبائل عرب ان پر حملہ کرتے ان مہینوں میں شہر حرام میں ان سے جنگ کرتے تو وہ ان سے جنگ کرنے کیلئے اس مہینہ میں جنگ کرتے اور اس کے بدلے میں کسی دوسرے مہینہ کو شہر حرام قرار دیتے تھے اس کو نسی شہر کہتے ہیں اس محرم کو جائز قرار دیتے اور صفر کو اس کی جگہ اشہر حرم قرار دیا جب وہ محتاج ہوتے تو اس کو حلال قرار دیتے تھے اگر صفر میں محتاج ہوئے تو اس کی جگہ ربیع الاول کو حرام قرار دیتے تھے اس طرح تحریم نے پورے سال کو احاطہ کیا اور ہر مہینہ شہر حرم بنتا گیا۔

اس طرح ان کے پاس تحریم کی کسوٹی حقیقت نہ رہی صرف تعداد میں رہی خاص مہینوں کی کوئی اہمیت نہ رہی جس مہینہ کو وہ حرام قرار دیتے وہی حرام ہو جاتا تھا کبھی وہ مہینوں میں بھی اضافہ کرتے تھے کبھی وہ سال کو ۱۳ یا ۱۴ مہینہ قرار دیتے تھے تا اینکہ ان کیلئے وقت نکلے اور کبھی چار مہینہ حرام قرار دیتے تھے لہٰذا قرآن وسنت میں مہینوں کو محدود کیا گیا۔ اس طرح سے حج کا وقت ان کے لئے مختلف ہوتا تھا نویں ہجری میں پیغمبر کا ان کے حساب سے جس میں ابو بکر نے حج کیا یہ ذیقعدہ کا مہینہ تھا اور جس سال پیغمبر نے حج کیا وہ ذی الحج کا مہینہ تھا جو حضرت ابراہیم کے دور میں حج ہوا تھا لہٰذا پیغمبر نے عرفات کے خطبہ میں فرمایا **الا ان الـــزمـــان قـد اسـتـدار کھیئته یوم خلق الله السموات والارض السنة اثنا عشرا شهرا منها اربعة حرم ثلاثة متواليات ذو القعده وذوالحجة والمحرم و رجب مـضـر الـذی بیـن جمادی و شعبان** یہ تین مہینہ متصل ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ محرم اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان میں یوسف بن عبدالملک نے اپنی کتاب تفصیل اضمنہ میں لکھا ہے یہ کلمات پیغمبر نے نکالا ہے شھر مارس میں وہ آزر کا مہینہ ہے مراد استداراہ سے مراد یہ ہے نویں ذی الحجہ اس سال اسی وقت میں ہوا ہے جس میں سورج برج حمل میں داخل ہوا ہے جس میں لیل ونھار برابر ہوتا ہے رجب کو مضر سے نسبت دیا ہے کیونکہ وہ لوگ متمسک تھے رجب کی تعظیم کیلئے جبکہ دوسرے نہیں تھے۔

ربیعہ کے بدلے میں رمضان کو محترم سمجھتے تھے بعض عرب رجب اور شعبان میں حج کرتے تھے رجب کو حلال قرار دیتے تھے اور شعبان کو حرام اس طرح ہر سال کبھی وہ ایک مہینہ میں دو سال حج کرتے تھے ذی الحج میں دو سال حج کیا محرم میں دو سال حج کیا جس سال ابو بکر نے حج کیا ذیقعدہ میں یہ دوسرا سال تھا ذیقعدہ میں جب پیغمبر نے حج کیا تو یہ پہلا سال تھا ابن اسحاق صاحب سیرۃ النبوی نے لکھا ہے سب سے پہلے ایک مہینہ کو حلال و ایک کو حرام کرنے والا حذیفہ بن فقیم بن عامر بن حرث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہے اس کے بعد ان کے بیٹے عباد اس کے بعد ان کے بیٹے قلع نکلے ہیں نسی باطل ہونے کی دلیل قرآن میں سورہ توبہ کی آیت ۳۶ اور ۳۷ ہے۔

نیابت:-[یسلونک فی دینی والحیاۃ ج ا ص ۱۸۶ استاد جامعہ ازھر دکتر احمد شرباصی]

نیابت لغت میں جیسا کہ موسوعہ فقہی ج ۴۲ ص ۲۵ میں آیا ہے ایک انسان کا دوسرے انسان کو اپنے بدل میں کسی کام کے انجام کے لئے معین ومقرر کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے بدل میں کوئی کام انجام دے تو اس کو نیابت کہتے ہیں اور شخص کو نائب کہتے ہیں اصطلاح فقہی میں بھی ایک انسان کا کسی دوسرے کی بدل میں فعل انجام دینے کو نیابت کہتے ہیں۔

عرف شریعت میں اس کے مترادف ومتبادل کلمات جیسے لفظ ولایت وصی قیم وکالت بھی استعمال کلمات مترادف نیابت ہیں لیکن ایک دوسرے سے فرق بھی رکھتے ہیں نیابت کی دو قسمیں ہیں جس میں سے ایک پر سب متفق ہیں ایک شخص کسی اور کو وکیل کرتا ہے ان کیلئے خاص عمل انجام دے دے ایک نیابت شرعی ہے یعنی جو افراد اپنے آپ اس فعل کو انجام دینے سے عاجز و ناتواں ہیں یا از روئے شریعت جائز نہیں ہے جیسے بچے دیوانے وغیرہ نیابت شرعی اپنی جگہ تین چار اقسام رکھتا ہے۔

۱۔ نیابت مالی یعنی کسی سے کوئی وصول کرنے کیلئے مقدار معین اجرت کے تحت نائب بنتا ہے۔

۲۔ نیابت نابالغ جنون یہ افراد کوئی معاہدات قرار خرید وفروخت عقود اجارہ نکاح نہیں کر سکتے ہیں یہ اعمال ان کے بدلے ان کے یتیم ولی ہے ان سے مقدمہ لڑتا ہے وحی نیابت میں کرتے ہیں۔

۳۔ نیابت دعاوی جیسے کسی دوسری شخص سے جو اس حق کے منکر ہے۔

نیابت در عبادات، جیسا کہ نماز روزہ حج یہ اعمال خود انسان پر واجب ہیں اگر کوئی شخص انجام دینے سے معذور ہو جائے یا وہ بغیر انجام وفات پا جائے ان اعمال کے انجام دینے کے بارے میں علمائے اعلام فقہاء عظام نے متفقہ طور پر کہا ہے اعمال عبادی ایک انسان دوسرے انسان کی نیابت میں انجام نہیں دے سکتا ہے نہ وہ کسی کو از خود نائب بنا سکتا ہے۔

انسان کی ذات پر اللہ تعالی کی طرف سے عائد واجبات عبادی میں مقصود خود اسی بندے کو امتحان و آزمائش میں لانا ہے اگر کسی دوسرے ذریعے اعمال انجام دے سکتے ہیں تو کیوں انسان یہ زحمات مشقات برداشت کریں خاص کر وہ افراد جن کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہے خاص کر وہ افراد جو نیابت پر گھر ے دل سے

ایمان نہیں رکھتے یا مال کو حلال کل مشکلات سمجھتے ہیں کیونکر انجام دیں چنانچہ فقہاء علماء کے پاس اجارے کی نماز و روزہ ایسے افراد کی ہوتی ہے ممکن ہے نماز با ز انسان نے اختراع کیا ہو۔ اگر وہ عمل کسی اور کے واسطے سے انجام لایا تو یہ عمل جعلی ہوگا۔ لہٰذا فقہاء کا یہ کہنا کہ نماز، روزہ میں مرنے کے بعد یا حج میں معذور ہونے کے بعد کوئی انسان معاوضہ لے کر انجام دے سکتے ہیں۔ یہ فتوی درست نہیں ہے کیونکہ ان عبادات میں نمازی، روزہ دار اور حاجی کو عمل میں قصد قربت ہونا ضروری ہے، اس عمل کو صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے انجام لاتا ہوں ممکن ہے بلکہ اس کا اس فعل کے انجام کے داعی یہ کہ یہ وارث مجھے معقول معاوضہ دے گا۔ لیکن گلے میں چھننے والی مشکل وہ یہ ہے عبادات میں قصد قربت رضائے رب شرط ہے جن اعمال میں اس فعل کی انجام دہی خشنودی رضائے رب کیلئے انجام پانا چاہیے وہ کسی اور کی نیابت میں اور خاص کر کے اجرت لے کر انجام دینے کی صورت میں فاقد قصد قربت ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ صوم صلاۃ حج سب میں آتا ہے۔

چنانچہ سورہ مبارکہ نجم آیت ۳۹ ﴿ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ﴾ "اور انسان کے لئے صرف اتنا ہی ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے" میں بیان ہوا ہے یہ واجبات ہر انسان کی ذات پر واجب ہے اور ان اعمال سے مقصود اس شخص کو امتحان آزمائش میں لانا ہے جو کسی اور کے واسطہ سے انجام دینا صحیح نہیں ہے۔

حج میں نیابت یعنی اعمال حج ادا کرنے سے عاجز ہیں کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کیلئے نائب بناتے ہیں کیونکہ وہ سفر حج برداشت نہیں کر سکتے اعمال حج ادا نہیں کر سکتا آیا ایسے انسان کا نیابت وکالت سے حج انجام دینا درست ہے یا نہیں جواب واضح ہے وجوب حج کیلئے استطاعت اور قدرت شرط ہے اگر کوئی قاصر و ناتواں ہے تو اس پر حج واجب نہیں کیونکہ آلعمران ۹۶ میں فرمایا ہے جو شخص استطاعت رکھتا ہے اس پر واجب ہے۔ استطاعت کے مصادیق میں سے ایک مصداق استطاعت بدن ہے قدرت سفر بھی اس تطاعت میں شامل ہے۔ ایسی صورت میں کسی کو اپنی جگہ حج کرنے کے لئے نائب نہیں بنا سکتے لیکن اگر کسی کے مستطیع ہونے کے بعد استطاعت بدنی ختم ہوگیا ہے تو وہ کسی کو ادائے حج میں وکیل کر سکتا ہے جیسے کوئی اپنے باپ کی نیابت میں ادائے حج بجالائے۔ ایسی صورت میں شخص موکل سے حج ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اس جواز کی سند کیا ہے۔ فقہا نے اس حوالے سے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ کہ ایک عورت نے پیغمبرؐ سے سوال کیا میرے باپ پر حج واجب ہوا ہے جب کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں حتی سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ آیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں تو پیغمبرؐ نے فرمایا تمہارے باپ پر کوئی قرضہ ہو تو تم ادا کرو گی تو کہا ہاں فرمایا جب وہ واجب ہے تو حج بھی خدا کی طرف سے ایک واجب ہے۔ اسی طرح بنی خثعم نے پیغمبرؐ سے حجۃ الوداع کے موقع پر کہا کہ فریضہ حج واجب ہوتے وقت میرا باپ بوڑھا تھا وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا تھا آیا میں اس کا حج بجالاؤں یا نہیں تو پیغمبرؐ نے فرمایا اس کا حج تم پر کرنا واجب ہے۔

علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس وقت تک وکیل کر سکتے ہیں جب تک عذر باقی رہے لیکن دفع موانع کی صورت میں یہ عذر ختم ہو جائے گا اور حج کا بجالانا خود مکلف پر واجب ہوگا۔

عبادت میں نیابت' فقہا نے نماز و روزہ میں وفات کے بعد حج میں استطاعت بدنی کے فقدان کے بعد نیابت کو جائز گردانا ہے۔ یہاں ہمارا عنوان نیابت حج ہے یہاں دو سوال ہیں ایک اصل جواز نیابت در عبادت ہے دوسرا حج میں معذوری کی حالت، لہٰذا معذوری کی حالت میں نیابت کے جواز کی استثناء کہاں سے نکالی ہے، حضرت آیت اللہ خوئی اپنی موسوعہ فقہی شرح عروۃ الوثقی ج ۲۷ ص ۳ پر نیابت کو عنوان بنا کر مسائل فروعات نیابت پر میسر حاصل بحث کی ہے لیکن اصل نیابت کے جواز کے بارے میں چشم پوشی اختیار کی ہے اس کا سبب معلوم نہیں ہو سکا شاید اشکال کے پہاڑ سے ٹکرانے کا خطرہ ہوگا اس لئے پہلو تہی کرنے کی سعی کی ہے چنانچہ دیگر جس طرح فقہا نے بھی اس کو جائز گردانا ہے ہم چونکہ فقیہ نہیں ہیں اس سلسلے میں جائز و نا جائز کا فتویٰ تو نہیں دے سکتے ہیں ہم چونکہ اس حدیث کے مضمون کے تحت مخطی کو ایک ثواب ملنے کی بھی لالچ نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ منطق بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ فقہا کے لئے سزا معاف ہے ابہام نہیں ہوتے ہیں۔

لہٰذا ہم صرف صرف تلمیذانہ سوال اٹھانے کے حق کو استعمال کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ عبادت جو بھی ہو نماز یا روزہ میں فرق رکھنے کی کوئی منطق نہیں اس کے علاوہ یہاں نیابت کے دو تصور ہیں ایک نیابت تبرعی از خود عزیز و اولاد اپنے عزیز والدین کے لئے انجام دیں دوسرا نائب شخص اجنبی ہے وہ اجرت کی قرارداد کے تحت انجام دے۔ تمام عبادات میں ذرہ برابر اللہ کی رضایت کے علاوہ کسی اور محرک سبب کے تحت انجام دینا شرک قرار دیا گیا ہے جو کہ عبادت میں مبطل ہے حج میں ہر قسم کے شرک سے گریز کرنے کی تاکید آئی ہے۔ عبادت میں تقرب الی اللہ قصد قربت کی شرط کو بالکل نظر انداز کر کے مسائل کو سرکاری عدالتوں کے دفعات کی طرح لینا ایک انتہائی حیرت و تعجب کی بات ہے۔ یہاں عدم شرط قصد قربت کو مفروغ تسلیم کر کے گزرتے ہیں کوئی بھی عالم بتائے اجرت لینا قصد قربت کے منافی ہے یا نہیں

علماء ودانشوران سے دست بستہ خاضعانہ درخواست ہے کہ اپنے علماء فقہا سے نیابت میں اجرت منافی قصد قربت نہ ہونے کے بارے میں چند صفحات قرآن وسنت اور مبانی فقہی اسلام کے مطابق لکھ کر ارسال کریں۔

نیت:

انسان خواہ مسلمان ہو یا کافر یا منافق اسکے تمام کردار، رفتار و گفتار، اعمال ارادے نیت کے تحت ہی انجام پاتے ہیں۔انسان بغیر ارادہ ونیت کوئی کام نہیں کرتا اگر کوئی ایسا کرے کہ بغیر ارادہ کوئی فعل انجام دے تو اسکو فعل عبث کہتے ہیں۔لیکن اللہ کے بتائے ہوئے اعمال کو اسکے حکم کے تحت اس سے تقرب حاصل کرنے کیلئے اسکی اطاعت بجالانے کیلئے ارادہ کرنے کو نیت کہتے ہیں۔اطاعت وبندگی میں قصد قربت نہ ہو تو وہ عمل باطل سمجھا جاتا ہے۔عمل ایک حرکت باطنی ہے جب گھر سے کسی اور جگہ جانے کیلئے اٹھا ہے تو کسی نیت کے تحت ہی اٹھتا ہے۔شخص حاج جب حج کا ارادہ کرتا ہے تو فارم بھرتا ہے پھر گاڑی میں سوار ہوتا ہے تو وہ نیت کر کے نکلا ہے اگر میقات پر نیت نہیں کی یا طواف میں سعی میں نیت نہیں کی تو وہ عمل باطل نہیں ہوتا وہ حرم میں اسی لئے تو گیا ہے تا کہ طواف کعبہ کرے، صفا کی پہاڑی پر اسی لئے چڑھا ہے تا کہ سعی کرے اور عرفات اسی غرض سے پہنچا ہے تا کہ وقوف کرے لیکن اسکو کاروانوں کے علماء حضرات کثیر رقم لے کر انہیں نیت فروخت کرتے ہیں۔ان کے یہاں سے وہاں آنے جانے کے اخراجات سب وصول کر کے اسکے عوض انھیں نیت کرنا سکھاتے ہیں۔چنانچہ اس سال کوہ صفاء پر نیت فروش جناب قبلہ آغا جواد صالحی صاحب بلتستان کے خرافات فروش قبلہ آغا جعفری صاحب کے معتمد خاص بعض این جی اوز کے ولی فقیہ نے حاجیوں کو نیت فروشی شروع کی کہ آپ نیت کریں کہ ہم کوہ صفا سے مروہ تک اور مروہ سے صفا تک سات مرتبہ سعی کریں گے۔تو ان حجاج میں شامل حاجی ابراہیم نے فرمایا قبلہ آغا صاحب یہ نیت کرنی ہمیں آتی ہے اور ہم گھر سے یہ نیت کر کے نکلے ہیں آپ یہ چیز ہمیں نہ سکھائیں کوئی اور چیز ہو تو بتائیں۔لیکن نیت سکھانے میں بعض علماء ان کا طریقہ کار صحیح نہیں ہوتا جبکہ بعض اس میں بہت ماہر ہوتے ہیں ہمارے رضی جعفر بھی انہی ماہرین میں سے ہیں ان کی اردو، اردوئے معلّی ہے۔وہ نیت یوں سکھاتے ہیں دائیں مڑ کر مرد حضرات یہ کہیں میں حج اسلام کیلئے طواف کرتا ہوں پھر بائیں پلٹ کر خواتین کو مخاطب کر کے کہا میں حج اسلام کی نیت کرتی ہوں۔کرتا ہوں اور کرتی ہوں کا فرق بہت دقیق تھا شکر ہے انہوں نے واضح فرمادیا ورنہ شاید غلطی سے عورت کہہ دیتی کہ میں نیت کرتا ہوں اور مرد کہتا کہ کرتی ہوں تو نیت میں بہت بڑا خلل ہو سکتا تھا۔ایک عرصہ سے علماء کتب فقہی میں نیت پر بحث نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ ایک باطنی عمل ہے اس پر بحث لغو ہے۔لیکن بعد میں آنے والے علماء نے اسے اچھی درآمد بنانے کا ذریعہ سمجھ کر نیت جو انسان کے اندر کی چیز ہے اسے الفاظ میں تبدیل کیا۔

چنانچہ ہمارے استاد تفسیر قرآن جناب آیت اللہ صادقی مرحوم سے کسی نے سوال کیا تھا کہ حضرت آیت اللہ ہم حج کو گئے تھے لیکن مجھے شک ہے کہ میں نے طواف کیا تھا یا نہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا بہتر ہے آپ طواف کیلئے دوبارہ جائیں تا کہ شک رفع ہو جائے۔یہی سوال کسی نے آیت اللہ خوئی سے کیا کہ ہمیں شک ہے کہ طواف کیا تھا یا نہیں تو آپ نے فرمایا احتیاط یہی کہ آپ طواف دوبارہ کریں تو وہاں پر موجود جناب تبیانی نے فرمایا آغا صاحب یہ احتیاط کا حکم دیتے وقت آپکو زحمت ہوئی یا نہیں؟

☆☆☆☆

حرف "و"

وادی عقیق:

یہ مکہ کے مشرق میں واقع ہے اسے ذات عرق بھی کہتے ہیں۔ذات عرق ایک ویران گاوں کا نام ہے جو عقیق اور وادی مضیق کے درمیان واقع ہے۔
سرزمین حجاز میں تین مقامات وادی عقیق کے نام سے معروف ہیں ایک مدینہ سے ۴میل کے فاصلے پر ہے دوسری وادی عقیق خود طائف ہے تیسری وادی عقیق بلاد غامد ہے عقیق اس نہر کو کہتے ہیں جو سیلاب سے وجود میں آئی ہو اس جگہ کو پیغمبر اکرم نے عراق کوفہ بصرہ اور خراسان سے آنے والوں کیلئے میقات معین کیا ہے۔یہ مقام بھی مکہ سے ۹۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

وجوب حج:

بعض کہتے ہیں حج میں دسویں ہجری تک تاخیر اس لئے ہوئی ہے کہ اس وقت تک مکہ مشرکین کے قبضے میں تھا یہ بات درست نہیں ہے مکہ ۸ ہجری کو فتح ہوا لیکن فتح مکہ کے بعد بھی خود مکہ اور اس کے اطراف واکناف میں مشرکین رہتے تھے بعض نے اسلام قبول کرنے کیلئے مہلت مانگی تھی ۔گرچہ اس وقت مشرکین کو نبی کریم نے حج سے روکا نہیں تھا پیغمبرؐ چاہتے تھے کہ آپ کا حج مشرکین کے ساتھ مخلوط حج نہ ہو اور مشرکین کے غیر اخلاقی اعمال خصوصاً عریاں و ننگے خانہ کعبہ کا طواف آپ کے سامنے نہ ہو۔حج اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے۔اسکا وجوب قرآن و سنت پیغمبرؐ اور اجماع امت ہے۔زمانہ نبی کریم سے لے کر الی یومنا ھذا ثابت ہے۔یہ ایک واجب عینی ہے جسکے منکر کو اللہ نے کفر سے تعبیر کیا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے ساتھ دین یہود و نصاری پر مرنے کی تحدید سنائی ہے۔
اسکے وجوب میں آیات قرآن میں بقرہ ۱۹۶،۱۵۸،۹۷، آل عمران ۹۷، سورہ حج ۲۷،۲۸ دلالت کرتی ہیں۔خاص کر سورہ آل عمران کی آیت میں شدید لعن کیا گیا ہے۔مولا امیر المومنین سے وارد کلمات میں آیا۔حج عظمت و شوکت مسلمین کا مظہر ہے۔امام صادق سے مروی ہے اسلام اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کعبہ باقی ہے۔

وجوب عمرہ:

عمرہ زیارت کعبہ بیت الحرام کو کہتے ہیں زیارت کعبہ میقات سے احرام باندھنا محرم ہونا ہے۔اس کے گرد طواف کرنا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور حلق و تقصیر کرنے کا نام ہے۔آیا یہ حج کی طرح واجب ہے یا نہیں یا مستحب ہے۔اگر واجب ہے تو یہ بھی عمر میں ایک دفعہ ہے یا ایک سے زائد شرائط مکمل ہونے کی صورت میں دونوں واجب ہیں جبکہ بعض نے عمرہ کو بھی عمر میں ایک دفعہ واجب قرار دیا ہے عمرہ اور حج میں فرق یہ ہے کہ عمرہ کیلئے سال میں کوئی وقت معین نہیں ہے وہ پورے سال میں انجام دے سکتے ہیں لیکن جہاں عمرہ حج کا جز نہیں ہے وہاں عمرہ مفرد کی ممانعت ہے۔

وقوف:

وقوف یعنی اعمال حج کے ارکان میں چند جگہوں پر وقوف ہے جو سب پر واجب ہے لیکن یہ وجوب وجوب رکنی ہے یا صرف واجب ہے ان وقوفات میں فرق ہے ان وقوفات کو ہم ذیل میں ذکر کریں گے:

وقوف بہ میدان عرفہ: محدود معین میں وقوف کرنا حج کے اہم ارکان میں سے ہے اگر کسی کو یا کسی سے یہ وقوف چھوٹ جائے تو اس کا حج اس سے چھوٹ گیا لیکن وقوف کا دورانیہ کتنا ہے یہ بحث کلمہ عین میں کلمہ عرفات میں دیکھیں۔

وقوف مزدلفہ: عرفات چھوڑنے کے بعد حاجی کا اگلا وقوف مزدلفہ میں ہوتا ہے مزدلفہ کی کیا حدود ہیں کہاں سے کہاں تک مزدلفہ ہے۔اس کیلئے حرف میم میں رجوع کریں یہاں بھی وقوف کے وقت کا تعین حرف زاء زمان وقوف میں ملاحظہ کریں۔

وقوف منیٰ: تیسرا وقوف وقوف منیٰ ہے یعنی رکن اگرچہ مصطلح ہے حج میں اس کو وقوف نہیں کہتے ہیں بلکہ اس کو بیتوتہ کہا جاتا ہے کہتے ہیں یہاں بھی مقدار معین چھوڑنے کی صورت میں کفارہ دیا جاتا ہے۔

وسیلہ کے نام سے بت پرستی:

بت پرستی کرنے والے دو گروہ ہیں۔ایک عوام جاہل نادان انہوں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے آباؤ واجداد اعزاء قوم وملت کو انہی کے پرستش کرتے دیکھا ہے وہ انہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔دوسرا دانشمندوں کا گروہ ہے جو دیگر افراد اقوام سے ملتے ہیں وہ اپنے آپ کو عاقل بھی سمجھتے ہیں ان کے پاس جب بتوں کی پرستش کی کوئی منطق نہیں ملتی تو وہ کہتے ہیں ہم تو اسکی وسیلہ کے طور پر پرستش کرتے ہیں۔درحقیقت وسیلہ ہی بت ہوتا ہے جو اللہ سے روکتا ہے وسیلہ ہی اللہ اور بندے کے درمیان حائل رکاوٹ ہے کیونکہ وسیلہ بعید کو قریب کرنے کیلئے ہوتا ہے اللہ تو شہ رگ حیاۃ سے بھی قریب ہے لہٰذا جو بھی وسیلہ بنے گا وہ اللہ سے دور کریگا چنانچہ جہاں آپ کے مجتہد اعلیٰ حافظ صاحب فرماتے ہیں آپ گھوڑے، تابوت، جھولے اور علم اگر نہ ملے تو لاٹھی اور رومال سامنے رکھ کر واسطہ اور وسیلہ بنا کر دعا کریں کیا یہ کام آپ کرتے ہیں یا ہم؟

بنی اسرائیل ہمیشہ بت پرستی کے لئے بے چین رہتے تھے چنانچہ جہاں کہیں بت پرستی نظر آتی وہ بے ساختہ ہوجاتے تھے حتیٰ ابھی ابھی دریا نیل معجزہ سے پار کیا تھا لیکن جونہی انہوں نے ایک جماعت کو بت پرستی کرتے ہوئے دیکھا کہہ دیا ہمیں بھی ایک بت دیں اسی طرح موسیٰ طور پر دعوت اللہ سے گئے تھے ایک مہینہ گزر گیا تھا انہوں نے بچھڑے کو بت بنا کر پرستش شروع کیا لیکن ان کی منطق تو یہی تھی ہم صرف وسیلہ اور شفیع کے طور پر ان کے سامنے خاضع وخاشع ہوتے ہیں۔لہٰذا ان کی یہ خصوصیات آج بھی ہمارے لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

وثن:

وثن کی جمع اوثان ہے چاہے پتھر سے بنا ہو یا لکڑی سے کلمہ اوثان قرآن میں ﴿أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَ فَبِالْباطِلِ يُؤْمِنُونَ وَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ﴾ "کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پرامن حرم بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گرد و پیش لوگ اچک لیے جاتے ہیں؟ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں؟" (عنکبوت ۶۷)۔﴿وَ قالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثاناً مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضاً وَ مَأْواكُمُ النَّارُ وَ ما لَكُمْ مِنْ ناصِرِينَ﴾ "اور اس نے کہا" تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہوگی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔" (عنکبوت ۲۵) میں آیا ہے، اسی طرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۲۵ میں بھی آیا ہے۔فرق دیگر وثن وصنم یہ ہے کہ جو بت کسی جگہ ثابت گاڑا ہوا ہو اس کو وثن کہتے ہیں۔﴿ذٰلِكَ وَ مَنْ يُعَظِّمْ حُرُماتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعامُ إِلاَّ ما يُتْلى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثانِ وَ اجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ "یہ تھا (تعمیر کعبہ کا مقصد) اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔اور تمہارے لیے مویشی جانور حلال کیے گئے، ماسوا ان چیزوں کے جو تمہیں بتائی جا چکی ہیں۔پس بتوں کی گندگی سے بچو، جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو،" (حج ۳۰) میں وثن کو قول زور کے مقابل میں ذکر کیا ہے۔اس کتاب معجم حج وحجاج میں صنم اور وثن کے ذکر کرنے کی وجہ کے بارے میں عرض کرتے ہیں کہ دین مقدس کا مصدر قرآن اور سنت محمد ہے قرآن وسنت محمد کا مرکزی اور محوری نقطہ بت پرستی کی تمام اشکال کا خاتمہ اور صفایا ہے بت پرستوں نے اس وجہ سے ۸ ہجری کو حج اپنے وقت مقررہ پر نہیں کیا، نیز عادات اور رسومات حج میں مشرکین جو چھائے ہوئے تھے مسلمانوں نے دو بدو وبلا امان کسی مسالمت ومصالحت تنازل یا عہد نہ کے ان سے جنگ جاری رکھی، قرآن اور سنت اس کے فکری مصادر ہیں یہ اسے سمجھنا ہوگا لیکن حج اس کا عملی پہلو ہے حج میں حاجی تسلیم ہوتا ہے ہر قسم کی صنم ووثن سے بیزاری نفرت انزجار کا اعلان کرتا ہے لہٰذا اسی لئے صنم واوثان کا ذکر ضروری تھا۔

وہابی:

اس وقت فرقہ شیعہ کے نزدیک یہود ونصاری مجوس اور اہل مغرب وہابیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔وہابی بے چاروں کی کیا بات ہے انکے نزدیک پونے ایک ارب مسلمانوں کے خلفاء جو اپنے دور سے ابھی تک چشم وچراغ مسلمین ہیں، ان سے ہمارے دوست قدیم جناب سروری مشہدی کے نزدیک ان سے گرباچوف

اور نہرو گاندھی بہتر ہیں۔ مرکز علوم اسلامی کے سربراہ آقائے صلاح الدین کے نزدیک مسیحیوں اور وہابیوں میں چنداں فرق نہیں ہے لیکن افتخار نقوی کے پاس وہابی کی بنسبت بریلوی قبور پرست ان سے نزدیک ہیں جبکہ بقول قبلہ آقائے عابدی صاحب لکھنوی والے بعض علماء ہند ہم نے ہندووں اور سکھوں سے اتحاد کر کے سنیوں کا مقابلہ کرنے کا مدبرانہ فیصلہ کیا ہے چنانچہ ایسا ہی فیصلہ ہمارے علمستان کے علماء پہلے ہی تمام سیکولرز پی پرویز اور اسماعیل سے بھی کر چکے ہیں۔

اس فرقہ نے مجھے وہابی کہا ہے۔ اس جیسا ایک لقب خود انھیں بھی ہم نے دیا ہے۔ ہم انہیں غالی کہیں گے۔ لیکن ان کے پاس تقیہ کے نام سے جھوٹ بولنے کا جواز ہے وہ جھوٹ بولنے کو حرام ہی نہیں بلکہ تقیہ کے نام پر عین اسلام سمجھتے ہیں اور اسے ایک حکم شرعی سمجھتے ہیں۔ لہذا جب ہم انھیں غالی کہتے ہیں تو فورا کہتے ہیں ہم غالیوں پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن غلو کے تمام اصولوں پر سختی سے کاربند ہیں۔ مثلا احکام شرعیہ کو مجتہد سے اوپر نہیں لے جاتے۔ آئمہ طاہرین کو کان و مایکون سے واقف و آگاہ علم غیب رکھنے والا اور کیف مایشا انا مایشا یعنی جس وقت جو چاہیں کرنے کی قدرت رکھنے والا سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ لوگوں کی جائز و ناجائز تمام حاجتیں پوری کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جبکہ خلفاء یعنی اصحاب رسول کو منہ بھر کر سب و شتم کرتے ہیں اور انھیں مرتد گردانتے ہیں لیکن ان کے عقائد کے مطابق ایسی باتیں کہنا غلو نہیں بلکہ غلو ان کی نظر میں حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔

ہمارے ایک دوست جو ڈاکٹر ہیں آزادعزاداری کرنے کیلئے امریکہ گئے ہوئے ہیں کہتے تھے ہم غلو کہاں کرتے ہیں غلو وہاں ہوتا ہے جہاں حد سے تجاوز ہو ہم نے کہا آپ کو اس لئے غالی کہتے ہیں آپ ائمہ کو بندگی سے نکال کر الوہیت پر لے گئے ہیں یہ تمام صفات اللہ کے لئے مختص ہیں۔

لیکن میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے وہابیوں پر لعنت نہیں بھیجتا ہوں۔ میں ایسا نہیں کرسکتا ہوں کیونکہ میں کلمہ اسلام پڑھنے والوں صوم و صلوٰۃ کے پابند کعبہ کو قبلہ ماننے والوں پر لعنت نہیں کرسکتا۔ اگر چہ میں بشمول شیعہ وہابی اہل حدیث دیوبندی بریلوی تمام فرقوں کو اسلام پر ایک پیوند سمجھتا ہوں۔

☆☆☆☆

حرف "ہ"

ہاجرہ:

بادشاہ مصر نے حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ سارہ کو ایک کنیز ہدیہ دی۔ مصر سے کنعان آنے کے بعد ہاجرہ نے دس سال اپنی آقا سارہ کی خدمت کی اور سارہ کو کبھی ان سے کوئی شکوہ شکائت نہیں رہا۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کی حسرت میں اضافے کو دیکھا تو سوچا کہ وہ خود تو بچہ جنم دینے کے دور سے گزر چکی ہیں۔ آپ نے اپنی مصیبت مشکلات پر قابو کر کے اپنی خواہشات پر شوہر کی خواہشات کو ترجیح دی۔ اور اپنی کنیز ہاجرہ کو ابراہیمؑ کی زوجیت میں دے دیا۔ حضرت ابراہیم کی اللہ کی درگاہ میں دعا قبول ہوئی اور اللہ نے ہاجرہ سے انھیں ایک فرزند عنایت کیا۔ ہاجرہ صاحب فرزند ہونے کے بعد ابراہیم کی توجہ کا مرکز بنی تو ہاجرہ خود کو سارہ کے برابر اور برتر دیکھنے لگیں یہ سارہ کیلئے گراں گزرا۔ انھوں نے حضرت ابراہیم سے کہا ہاجرہ اور اس کے بچے کو میری نظروں سے دور رکھیں۔ اللہ سبحانہ نے ابراہیم کو وحی کی کہ وہ اس ماں بچے کو دور لے جائیں سارہ کا امتحانی مرحلہ گزر گیا ابراہیم اس مرحلہ میں داخل ہوئے۔ آپ ماں اور بچے کو ایک غیر آباد جگہ پر چھوڑ کر واپس آئے۔

سارہ کی پریشانی ہاجرہ اور اسماعیل کے نظروں سے غیاب کے بعد رفع ہوگئی لیکن حسرت ناامیدی تازہ ہوگئی صاحب اولاد نہیں بن سکتی نیز ہاجرہ کی خوشیاں پریشانیوں میں بدل گئی اب میرے ساتھ کیا ہوگا صرف اللہ ہی پر میں امید رکھتی ہوں ابراہیم کی پریشانی دوبارہ شروع ہوگئی کہ میرے بچے اور اس کی ماں پر کیا گزر رہی ہوگی۔

ا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی طلب آب کی کاوش کو صفا اور مروہ کے درمیان اسے مناسک حج میں داخل کیا اور قیام قیامت تک دنیا میں اس کنیزہ کے عمل کو اللہ کے بندوں کا عمل عبادی قرار دیا ان کے نقش قدم پر چل کر اس عمل کو درگاہ الٰہی میں قرب کے لئے پیش کرنے کا افتخار حاصل کیا یہ افتخار ہے جو ہاجرہ کو نصیب ہوا۔

۲۔ ہاجرہ صاحب اولادہ مادر اسماعیل ہوئیں اس حوالے سے ایک عظیم خاندان سرور انبیاء خاتم انبیاء انکی نسل سے نکلا۔ یہاں سے نجیب طرفین سادات کے نام سے افتخار کرنے والے دین وایمان کو صحیح نسب ملحدین پر نچھاور کرنے والے اللہ کے نزدیک کوئی خاندان نہیں۔ خاندان وہی ہے جسے اللہ اٹھاتا ہے خاندان وہی ہے جو اللہ کی رضایت کے لئے خود کو ناچیز گردانتے ہیں اپنے ارادے بھول جاتے اور اطاعت الٰہی کو مقدم رکھتے ہیں یہ ایک مثال ہے جسے اللہ نے ہاجرہ کنیز سارہ کو مقام دیا ہے۔

ہادی:

جناب محترم حاجی ہادی صاحب سے تعارف مسجد الحرام میں ہوا کہ آپ بلتستان کے شہر اولیاء پرست خپلو سے تعلق رکھتے تھے یہ آبادی قدیم زمانے میں صوفیوں کا مسکن تھی اس کی دلیل تینوں فرقوں کا عبادت گاہ خانقاہ چقچن پر جھگڑا ہے فرقہ صوفی قرآن کریم کے پیغامات کو کنارے پر لگا کر صوفیوں کے پیغامات دینے والے ہیں۔ صوفیوں میں تفرقہ انتشار کشیدگی ادنیٰ سے معمولی مسائل میں ارتداد ان کی ثقافت ہے یہی وہ علاقہ خپلو ہے جو ہمیشہ ایک دوسرے سے مزاحم رہا ہے چنانچہ خپلو سے آنے والے ایک اور محترم جناب حاجی مفتی ابراہیم صاحب نے ہم سے نوربخشیوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا ان تینوں میں جھگڑا اور نورہ کشی فرقہ باطنیہ کی شیطانی ہے یہ شیعہ 'نوربخشی' سنی صوفی سب ایک ہیں اس لئے خانقاہیں ابھی تک موضوع نزاع بنی ہوئی ہیں۔ واپس پاکستان آنے کے بعد جناب حاجی ہادی کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ علاقہ خپلو کے ایک بڑے سرمایہ دار صاحب حیثیت اور سکردو میں کاروبار تجارت خپلو میں سیاسی کردار ادا کرنے والے ہیں اس کے علاوہ آپ ہمارے ایک کٹے ہوئے پرانے ساتھی جناب ذاکر صاحب کے والد گرامی ہیں۔ جناب ذاکر صاحب' جناب ذوالفقار صاحب کے ساتھ تشریف لاتے تھے آپ ہماری تجربہ دوست سازی کا ایک ناکام حصہ تھے آپ جب بھی ہمارے پاس آتے تھے ہم آپ کے گرویدہ ہوتے کہ شاید یہ آشنائی دین' کیلئے آتے ہیں۔

ایسے افراد کتنا ہی پڑھے لکھے کیوں نہ ہوں یہ سوال استفسار سے مولویوں کو تنگ ضرور کرینگے۔ ان کا کہنا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا، یہ ہماری عقل میں نہیں آتا لیکن خرافات اور بوسیدگی کے تحفظ و پاسداری کے لئے سینہ تان کر سد سکندر بن جاتے ہیں چنانچہ ہماری کتاب متنوعہ آنے کے بعد آپ عین مغرب کے بعد ہمارے گھر تشریف لائے ایک دو سوال کے بعد موبائل آن کیا اور متعہ کے بارے میں سوال کیا ہم نے عرض کیا یہ ایک عمل حرام ہے ناجائز ہے آپ فوراً اٹھ کر چلے گئے کسی مسئلہ کا

قرآن وسنت کے خلاف ہونے سے ان کیلئے کوئی فرق نہیں پڑتا اس مسئلہ پر یہ جواب تقلید سے آگے جانے کیلئے آمادہ نہیں۔ معاف کیجئے یہ ایک ضمنی تعارف تھا آپ علاقہ بلتستان اور چپلو دونوں کے صاحب دولت ہیں۔ دولت مندوں کی دولت نمائی کے مظاہر میں سے ایک سادات کی خاطر تواضع اور احترام کرنا ہے۔ یہ انھیں کو رسول اللہ کی امانت سمجھے ہیں جبکہ عام لوگوں کو کھیت سمجھتے ہیں۔ سید کا نسب صحیح ہونا چاہیے فاسق و فاجر ملحد دین قوم پرست بے حجاب عورتوں کے گرویدہ ہونے سے فرق نہیں پڑھتا لہذا بہت سے ملحدین کو بھی صحیح والنسب سمجھتے ہیں۔

سرمایہ دار اپنے گھر میں یا اپنی طرف سے منعقدہ مراسم اجتماعات میں حدود حدود سے تجاوز کر کے خرچ کرتا ہے تاکہ شرکاء کو یہ سمجھائیں کہ یہ صاحبان مال و دولت ہے ان میں اور دیگران کے مراسم میں فرق ہونا چاہیے اگر کسی نے کہا آپ نے بہت خرچ کیا تو کہتے ہیں جب اللہ نے ہمیں دیا ہے تو کیوں خرچ نہ کریں انکے نزدیک اللہ کے دینے کے بعد خرچ کرنے میں یہ آزاد ہیں کسی بھی قسم کی ان پر پابندی نہیں ہے یہ اور بات ہے کہ انہوں نے یہ مال جمع کرتے وقت بھی حدود اللہ کا خیال رکھا ہے یا نہیں؟

گویا آیات الٰہی اسراف وتبذیر غریبوں کیلئے نازل ہوئی ہیں چنانچہ ان کے مسرفانہ کردار نے بہت سے متوسط طبقات کو پاگل بنایا یہ سفر حج میں بھی آزاد و خود مختار ہیں۔ یہاں بھی جائز و ناجائز دیکھے بغیر خرچ کرتے ہیں چنانچہ محترم حاجی ہادی اور ان کے محترم ساتھی جناب غلام نبی صاحب انسپکٹر کو ہم نے بتایا کہ قربانی میں اشکال ہے چنانچہ انہوں نے ہمارے منشور مسائل حج اپنے کاروان کے اکابرین معلمین نیابت ذاکرین اور آقایان فقہا خرافات کے سامنے رکھے تو انہوں نے کہا آپ کے پاس پیسہ ہے خرچ کریں روزہ وہ رکھتا ہے جس کے پاس پیسہ نہیں ہے جبکہ اس مسئلے میں ایک نہیں بلکہ چند مفروضے بنتے تھے۔

۱۔ پیسہ نہیں ہے

۲۔ پیسہ ہے کوسفند نہیں۔

۳۔ دونوں ہے استعمال نہیں کر سکتے جیسا کہ منی کی سرحد میں قربانی ممنوع۔

۴۔ مصرف معلوم نہیں ہے، لیکن ان سب میں تحقیق کرنے کا سرمایہ داروں کے پاس وقت کہاں ہے کیونکہ سرمایہ دار کا حج کو جانا عیش وعشرت کی زندگی کو چھوڑ کر جانا ہے۔ اس لئے جتنا زیادہ پیسہ خرچ کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔

الھدیہ:

'د' ساکن یا تخفیف کے ان حیوانات کو کہتے ہیں جنھیں حجاج بطور تحفہ حرم الٰہی میں ذبح کرتے ہیں۔ حاجی یا عمرہ گذار اللہ سے قرب حاصل کرنے کیلئے اونٹ، گائے جیسے اغنام کو بطور ھدیہ پیش کرتے ہیں۔ یہ اپنی جگہ چار اقسام رکھتے ہیں۔

۱۔ ھدیہ مستحب: حاجی نبی کریمؐ کی اقتداء میں ھدی دیتے ہیں جب آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ ذبح کئے۔ یہ ذبیحات حرم خدا میں موجود مستحق مساکین کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اسکا ذکر سورہ مبارکہ حج کی آیت ۳۶ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾ ''اور (قربانی کے) اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے، پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پشتیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لیے مسخر کیا تاکہ تم شکریہ ادا کرو''۔

۲۔ ھدیہ واجب: وہ ھدیہ ہے جو شخص متمتع یا قارن میقات سے اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا شکرانہ ہے کہ اللہ نے انھیں یہ اعمال بجالانے کی توفیق دی۔ یہ مناسک حج کا حصہ ہیں اسکا ذکر سورہ بقرہ ۱۹۶ میں آیا ہے۔

۳۔ ھدیہ کفارہ: حاجی یا معتمر سے دوران احرام وقوع پزیر ہونے والے بعض خلل بلغزشوں کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

اسکا ذکر بقرہ ۱۹۶﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ ”اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج اور عمرے کی نیت کرو تو اسے پورا کرو، اور اگر کہیں گر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے، اللہ کی جناب میں پیش کرو اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اس بناء پر اپنا سر منڈوالے، تو اسے چاہیے کہ فدیہ کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر اگر تمہیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج سے پہلے مکہ پہنچ جاؤ) تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اٹھائے، وہ حسب مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھر بار مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ اور اللہ کے ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے“۔

۴۔ ہدیہ نذر: حاجی اللہ سے قرب کی خاطر گھر سے نذر کرتے ہیں کہ اگر اسے یہ توفیق نصیب ہو تو یہ ذبیحہ دیں گے۔ سورہ حج ۲۹﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ ”پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں، اور اس قدیم گھر کا طواف کریں“۔

☆☆☆☆

حرف ''ے''

''ے'':

حرف ے حروف تہجی کا آخری حروف ہونے کے علاوہ کسی چیز کے اختتام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔آخری صفحات معافی طلبی عذرخواہی استدراکات پیش کرتے ہیں ساتھ ہی معترضین اور فرصت طلبان سے متوقع مواقع چھین لیتے ہیں کہیں وہ ان صفحات سے مصنف کے خلاف کوئی نکات دفعات نہ اٹھائیں ۔ہمارے بارے میں ایسے خدشات بہت زیادہ ہیں چنانچہ ہماری کتابوں کا تسلسل انہی بے جا خدشات سے ہی ترتیب میں آیا ہے ۔کتب متنوعہ کے بعد انھیں اس کتاب سے اور مواقع ملیں گے کہ ہم نے علمائے اسلام کی برجستہ شخصیات پرتنقید کی ہے یقیناً بعض روپوش غالی کہیں گے یہ کتاب تاریخ یا سفرنامہ نہ پڑھیں حالانکہ کتب علمی واستدلالی اپنے دور کے علماء کے مثبت و منفی لمحات کردار گفتار سے پُر ہیں بلکہ بعض کتب اس عنوان سے موسوم ہیں کہ فلاں نے اس مسئلہ میں بہت اجتہاد کیا ہے فلاں جاہل تھا فلاں نے اپنے علم میں تکبر کیا،فلاں سے اشتباہات کا ارتکاب ہوا لیکن معلوم نہیں یہ حضرات کیوں ہم سے یہ حق چھیننے پر مصر ہیں اور مجھے سخت سے سخت پابندیوں کے تہہ خانوں میں محبوس رکھنے کے خواہش مند ہیں ۔

یثرب:[معجم المعالم الحجاز ج۱۰ص۱۳]

مدینہ منورہ کا پہلا نام ہے اس جگہ کو یثرب اس لئے کہتے ہیں جب یثرب بن قانیہ بن مھلائیل بن ارم بن عبیل بن عوض بن ارم بن سام بن نوح متفرق ہو کر یہاں آیا یعنی اولاد نوح متفرق ہونے کے بعد یثرب میں پہنچی چنانچہ پیغمبر اکرم یہاں تشریف لانے سے پہلے وادی منی میں یہاں سے آنے والوں کو فرماتے تھے انتم من اہل یثرب پیغمبر جب یہاں تشریف لائے تو یثرب کی جگہ اس کو طیبہ طابہ کہنے لگے بعد میں اس کا نام مدینہ ہوا اس آیت سے بھی کہتے ہیں لا تثریب علیکم تمہارے لئے کوئی عیب نقص نہیں ہے ۔اصل تثریب افساد کرنے کو کہتے ہیں یعنی کہتے ہیں **ثرب به علینا فلان** فلان نے ہمارے خلاف فساد کیا۔

یہود:

[کتاب اعلام القرآن تالیف دکتور محمد خزائلی ص۶۹۰] پر لکھتے ہیں کلمہ یہود قرآن میں دس بار ذکر ہوا ہے ھادو سات بار آیا ہے اس معجم میں کلمہ یہود کو شامل کرنے کے دو مقصد ہیں یہود کے معنی جس کے معنی میل رغبت ہے۔

اس کو اس معجم میں شامل کرنے کی دو وجوہات ہیں ایک حاجی جب مدینہ منورہ پہنچتا ہے تو یہاں تشریف لانے سے پہلے یہاں کے معاشرتی حالات جاننا چاہتا ہے یہاں کون لوگ تھے جنھوں نے نبی کریم کو یہاں دعوت دی اور اپنی جان و مال نچھاور کرنے کا عہد وپیان کیا کتب تاریخ مدینہ میں آیا ہے۔

دنیا کے گوشہ و کنارے میں رہنے والے مسلمان کے دل تڑپتے ہیں کہ وہ نبی کریم کے روزہ مبارک کی زیارت کریں چہ جائیکہ وہ سرزمین مدینہ پہنچیں اور آپ کی زیارت نہ کریں یہ ایک قسم کی جفاء تصور ہوگی مدینہ پہنچنے کے بعد زائر کو یہ تجسس رہتا ہے کہ حضرت محمدؐ جب یہاں تشریف لائے تھے اس وقت کس قسم کے لوگوں سے آپ کا سامنا ہوا کس نے آپ کا استقبال کیا اور کس نے آپ کی مزاحمت کی اس سلسلہ میں تاریخ مدینہ پر لکھی گئی کتب کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔سیرت نبی کریم کی تاریخ مدینہ سے متعلق کتب میں لکھتے ہیں آپ جب یہاں تشریف لائے اس وقت مدینہ میں چند قبائل رہتے تھے جو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہتے ہوئے ایک دوسرے کے خون کے تشنہ تھے۔

ا۔مشرکین جس میں قبیلہ اوس وخزرج نمایاں ہیں ان دونوں میں طویل عرصہ جنگ بعاث داحس وغبراء چلی تھی انہی دو قبیلوں نے عقبہ منی میں آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دی تھی۔

۲۔دوسرا گروہ یہود تھے ان کے بھی چند قبائل تھے بنوقینقاع بنونظیر بنوقریظہ ۔یہود کے تینوں قبائل میثاق مدینہ میں نبی کریم کے معاہدے میں شامل ہونے کے بعد یکی بعد دیگرا اپنی سیرت سابقہ و دیرینہ عداوت و دشمنی پر چلتے ہوئے خیانت غدر کرنا عہد و میثاق توڑنا شروع کیا یہود مدینہ نبی کریم کی بعثت سے پہلے مشرکین سے لڑنے کی بات کرتے تھے جیسا کہ آیت ﴿وَ لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَ كَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ

هُمْ ما عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ ''اور جب ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک کتاب آئی جو اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنھوں نے کفر کیا، پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جسے انھوں نے پہچان لیا تو انھوں نے اس کے ساتھ کفر کیا، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (بقرہ:۸۹) میں آیا ہے۔اس حوالے سے یہود کون ہیں ان کی شناخت کیا ہے یہ قرآن و محمدؐ کے بارے میں کیا موقف رکھتے ہیں۔

یہود آخری نبی کے مبعوث ہونے کی پیش گوئی سے اوس وخزرج کو ڈراتے اور کہتے تھے جب وہ مبعوث ہوئے تو ہم ان کے ساتھ تمہارا پیچھا کریں گے لیکن جب آپ مبعوث ہوئے تو ان پر ایمان لانے میں ان سے اوس وخزرج سبقت کر گئے تھوڑی ہی عرصہ کے بعد یہودی اپنی غدر خیانت گری کے تحت نبی کریم اور مسلمانوں سے مزاحمت پر اترے لیکن ہر دفعہ انہیں شکست وذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ اللہ نے اس سیرت کی مذمت میں فرمایا﴿وَ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقاً لِمَا مَعَكُمْ وَ لا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَ لا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَناً قَلِيلاً وَ إِيَّايَ فَاتَّقُونِ﴾ ''اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اتارا ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمھارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے اس سے کفر کرنے والے نہ بنو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت مت لو اور صرف مجھی سے پس ڈرو۔'' (بقرہ:۴۱) یہاں سے ہر مسلمان خاص کر حجاج کرام کو یہودیوں سے شناس رکھنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کلمہ یہود کو یہاں لایا ہوں۔ دوسری وجہ جیسا کہ کلمہ دلنواز میں ملاحظہ کیا ہوگا اگر نہیں کیا ہے تو تذکرہ کرتے ہیں۔کہ انہوں نے مجھے حج میں کرنے والے انحراف ردوبدل کے بارے میں کاروانوں کی شکایت کی بنیاد پر یہودی کہا ہے گرچہ بدکلامی، گالی وتہمت جو یہودیوں اور مسیحیوں سے ثقافت و ورثے میں انہیں ملی ہے۔لیکن ہم گالی گلوچ تہمت الزام تراشی کی جلاو گراو سے پرہیز کرتے ہیں۔کیونکہ اسے کسی مسئلے کا حل نہیں سمجھتے ہیں۔ہم حقائق کو بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ہم یہاں پر تہمت الزام تراشی نہیں کریں گے بلکہ جو کچھ قرآن نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا ہے اور جو شناخت قرآن نے دی ہے اس پر اکتفاء کر رہے ہیں کہ کون یہودیوں کے راستے پر گامزن ہے۔آپ ان کی خصوصیات وامتیازات جاننے کے بعد معلوم کر سکیں گیں کہ کون یہودیوں کے نقش قدم پر چل رہا ہے:

شناختھائے مخصوص یہود:

۱۔عام مسلمانوں سے عداوۃ ونفرت﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَداوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا وَ لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قالُوا إِنَّا نَصارى ذلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَ رُهْباناً وَ أَنَّهُمْ لا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ ''یقیناً تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، سب لوگوں سے زیادہ سخت عداوت رکھنے والے یہود کو اور ان لوگوں کو پائے گا جنھوں نے شریک بنائے ہیں اور یقیناً تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، ان میں سے دوستی میں سب سے قریب ان کو پائے گا جنھوں نے کہا بے شک ہم نصاریٰ ہیں۔یہ اس لیے کہ بے شک ان میں علماء اور راہب ہیں اور اس لیے کہ بے شک وہ تکبر نہیں کرتے۔'' (مائدہ:۸۲)

۲۔مغرور وحاسود﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ ما تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَ اصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ''بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش! وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں، اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان کے لیے حق خوب واضح ہو چکا۔سو تم معاف کرو اور درگزر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔'' (بقرہ۱۰۹)﴿الَّذِينَ قالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنا أَلاَّ نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّى يَأْتِيَنا بِقُرْبانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جاءَكُمْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّناتِ وَ بِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ جاؤُ بِالْبَيِّناتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتابِ الْمُنِيرِ﴾ ''جو لوگ کہتے ہیں "اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی ہے کہ ہم کسی کو رسول تسلیم نہ کریں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ کرے جسے (غیب سے آکر) آگ کھا لے "ان سے کہو" تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت رسول آ چکے ہیں جو بہت سی روشن نشانیاں لائے تھے اور وہ نشانی بھی لائے تھے جس کا تم ذکر کرتے ہو، پھر اگر (ایمان لانے کے لیے یہ شرط پیش کرنے میں) تم سچے ہو تو ان رسولوں کو تم نے کیوں قتل کیا؟ اب اے محمدؐ! اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے جا چکے ہیں جو کھلی کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشنی بخشنے والی کتابیں لائے تھے۔'' (عمران ۱۸۳۔۱۸۴)

۳۔دوسروں کے بات سنے اور غور کرنے پر پابندی﴿فَبِما نَقْضِهِمْ مِيثاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِآياتِ اللَّهِ وَ قَتْلِهِمُ الْأَنْبِياءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَ قَوْلِهِمْ قُلُوبُنا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْها بِكُفْرِهِمْ فَلا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلاً﴾ ''آخر کار ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا، اور متعدد پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں۔ حالانکہ درحقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے اور اسی وجہ سے یہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔'' (نساء:۱۵۵)

۴۔بے رحم شقاوت کے حامل ہیں۔

۵۔حقائق چھپانے والے ہیں۔

۶۔جھوٹ پر جھوٹ ان کا دین ہے نساء ۵۰۔۵۱﴿انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَ كَفى بِهِ إِثْماً مُبِيناً أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِنَ الْكِتابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوتِ وَ يَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هؤُلاءِ أَهْدى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلاً﴾ ''دیکھو تو سہی، یہ اللہ پر بھی جھوٹے افترا گھڑنے سے نہیں چوکتے اور ان کے صریحاً گناہگار ہونے کے لیے یہی ایک گناہ کافی ہے۔ کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جو بت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں'' (نساء) بات کرنے کے بعد مکر جاتے ہیں۔

۷۔یہودی جنت میں جائیں گے بقرہ ۱۱۱۔﴿وَ قالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كانَ هُوداً أَوْ نَصارى تِلْكَ أَمانِيُّهُمْ قُلْ هاتُوا بُرْهانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ﴾ ''یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو'' (بقرہ) یہ علاوہ بر منافی عدل الٰہی چند ن آیات سے متصادم ہے جن میں اللہ نے بہت سے اہل کتاب مجمینہ صائبین کی نجات اور جنت جانے کا ذکر کیا ہے۔

۸۔آیات الٰہی کی سودہ بازی تحریف گرائی بقرہ: ۷۹﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هذا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَ وَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ ''پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلیں۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت ہے۔'' (بقرہ) جس طرح علماء یہود نے اپنے مفادات کی خاطر کتاب اللہ میں تحریف کی اسی طرح علماء اسلام نے بھی قرآن میں تحریف کرنے کی ناکام کوشش کی لیکن اللہ کے ارادے کو شکست نہ دے سکے۔

۹۔حرام خوری: خاص کر حرام خوری رباخوری یہود کی شناخت ہے کاروان کا خمس دو مجالس کے چندے ۳ فاتحوں کے فیس مکہ مدینہ کے مقیم شیعوں کے نام سے چندے گاڑی میں سوار ہونے کی مد میں زیارتوں کی فیس۔

۱۰۔خیانت

۱۱۔اپنے اندر اور دوسرے ادیان سے تفرقہ وانتشار کا سہرا یہود کو جاتا ہے۔

۱) یہ جو کہتے ہیں کہ صرف ہمارے فرقے والے ہی ناجی ہیں اور باقی جہنمی ہیں یہ ایک یہودی منطق ہے۔

۲) جو عام مسلمانوں سے عداوت و دشمنی برتے وہ یہودی ہوگا۔

۳) جو طرح طرح کے بہانوں سے حاجیوں سے پیسہ بنائے اور ریہ کے نام سے جھوٹ بولے۔

۱۲۔بت پرستی: یہود کے بت پرستی میں مستغرق ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے اللہ سبحانہ نے انہیں دریا شگاف کر کے پار کیا انھوں نے اپنے دشمن فرعون کو دریا میں غرق ہونے کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن اس کے باوجود جب انھوں نے بت پرستوں کو بت پرستی کرتے ہوئے دیکھا تو موسیٰ سے درخواست کی کہ وہ ان کے لیے اس جیسا بت بنائیں﴿قالُوا يا مُوسَى اجْعَلْ لَنا إِلهاً كَما لَهُمْ آلِهَةٌ قالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش میں لگی ہوئی تھی انھوں نے موسیٰ سے! اسی طرح کا ایک دیوتا ہمارے لئے بھی بنا دو کہا'' ۔(اعراف ۱۳۸)

۱۳۔حضرت موسیٰ قوم کو چھوڑ کر طور پر درگاہ الٰہی میں مناجات کے لیے گئے تو ان کے غیاب میں اس قوم نے بچھڑا اپنایا۔﴿وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ

حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهُ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ﴾ ''اور موسیٰ کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنالیا ایک دھڑ جس سے بھاں بھاں کی آواز نکلتی تھی کوئی راہ دکھا سکتا ہے اس کو وہ بنا بیٹھے اور وہ اپنے اوپر بڑا ظلم ڈھانے والے تھے''۔(اعراف ۱۴۸)

﴿قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ﴾ ''فرمایا تو ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے پیچھے ایک فتنہ میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو گمراہ کر ڈالا''۔(طٰہٰ ۸۵)

☆☆☆☆

کلمات اختتامیہ:

اس معجم کو پڑھنے یا سننے والے یہ قضاوت نہ کریں کہ جامع معجم نے سالار کاروانوں کی کردارشی کی ہے اوران کی خدمات سے پردہ پوشی کا کردار اپنایا ہے، یہاں تک کہ علماء اعلام کے بھی احترام کا پاس نہیں رکھا گیا کاش ایسی قضاوت کرنے والے ہوتے تم سے کم حق نہ حق کے لئے تو زبانیں کھولیں میں ان کی کردارکشی کرنے والا نہیں لیکن سوتیلی ماں جیسا پشت پر اٹھا کر تیز ناخن سے نوچنے کی بات نہیں کرتا ہوں خدام حجاج کے نام سے حج کو ٹوریزم نہ بنائیں، این جی اوز کے ہاتھ میں نہ دے دیں، خدمت کے نام سے معقول حق زحمت وصول کرنے پر اکتفاء کریں، حق زحمت کے علاوہ مختلف بہانے بنا کر پھر سے نہ لوٹیں، حاجی لوٹنے کے بعد کعبہ کی اہانت و جسارت نہ کریں اوراس کو زچی خانہ نہ کہیں، حج کی اہمیت کو گرا کر زیارت کو برتری نہ دیں اور مسائل حج میں ہیر پھیر کر کے اسے مسخ نہ کریں۔

☆☆☆☆---☆☆☆☆---☆☆☆☆

معجم حج و الحجاج:

ترتیب و تنظیم علی شرف الدین

تاریخ مکمل ۱۴۳۴ھ ق

تألیفات مؤلفِ دار الثقافته اسلامیة

تفسیر قیام امام حسین

انتخاب مصائب

اسرار قیام امام حسین

دار الثقافتہ اسلامیہ سے عروۃ الوثقیٰ

معجم مولفین قیام امام حسین

قرآنیات

قرآن سے پوچھو

قرآن اور مکتب تشیع

اٹھو قرآن سے دفاع کرو

اہل ذکر سے پوچھو کے جوابات

قرآن میں شعر و شعراء

قرآن میں مذکر و مونث

انبیاء قرآن حضرت محمد ﷺ

انبیاء قرآن نوح و ابراہیم

فصل جواب

انبیاء قرآن موسیٰ و عیسیٰ

انبیاء قرآن ھود صالح لوط یعقوب و یوسف

تاریخ

۱۔ مدخل الدرسۃ الاسلامی

۲۔ دور رشد و رشادت

۳۔ دور ضالہ

۴۔ دور لحادہ

کائنات کا خالق

حج

معجم حج و حجاج

متفرقات

شیعہ اہل بیت

باطنیہ و بناتھا

متنوعہ

دفاعیات

فصلنامہ عدالت

تحفہ منورین

جواب سے لا جواب

جوابات صارخہ

صرخہ حق

مکتوبات شرف الدین

افق گفتگو

حوزات و مدارس پر نگارشات

ہماری سیاست و ثقافت

جواب شکوہ

شکوں کے جواب

عقائد و رسومات

علم اور دین

مجلّہ اعتقاد

ائمہ کے خلاف ائمہ کی جدوجہد

ترجمات

حضرات حسنین

تفسیر شہید الصدر

http://www.sibghtulislam.com

دار الثقافة الاسلامیة پاکستان